

عمرات سیریز

ڈوگ فائٹرز

PDFBOOKSFREE.PK

منظہر کلیم ایم۔ اے

چند باتیں

محترم قارئینؑ — سلام سنو:۔ سب سے پہلے تو میں اپنے ان تمام قارئین کا دلی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے واٹر پاور کے سلسلے میں مجھے اس قدر پسندیدہ گی بھرے خطوط لکھے کہ شاید اس سے پہلے کسی ایک سلسلے میں اتنی کثیر تعداد میں خطوط موصول نہ ہوئے ہوں۔ چونکہ خطوط کی تعداد اس قدر ہے کہ میں فرداً فرداً ان کا جواب نہیں دے سکتا۔ اس لئے میں بدوعی طور پر آپ سب قارئین کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کے یہ خطوط دراصل میرے لئے ہمینز کا کام دیتے ہیں۔ اور میں ایک نئے حوصلے اور جذبے کے ساتھ آپ کے لئے منفرد اور معیاری جاسوسی کہانیوں کی تخلیق میں مصروف ہو جاتا ہوں۔ موجودہ ناول ”ڈوگونا ٹسٹ نہ“ بھی اردو جاسوسی ادب میں ایک منفرد انداز کی کہانی ہے۔ موجودہ ترقی یافتہ دور میں جرم صرف کسی فرد یا ادارے کے خلاف ہی وقوع پذیر نہیں ہوتا بلکہ بعض ایسے جرائم بھی کئے جلتے ہیں جن سے ملکوں اور قوموں کی تاریخ کا دھارا ہی موڑ دیا جاتا ہے۔ اور وہ ملک اور قوم جو ان بھیانک جرائم کا نشانہ بنتے ہیں، صدیوں تک اس کا خمیازہ بھگتتے رہتے ہیں۔ موجودہ ناول بھی ایسے ہی بھیانک جرم اور خوفناک سازش پر مبنی ہے۔ جس کے ذریعے سیاہ فام پس ماندہ اور مظلوم

جنہوں اور حوصلوں کی جگہ گھاٹ سے ہر طرف روشنی بکھرتی رہے گی۔ مجھے کمال یقین ہے کہ یہ کہانی ہر لحاظ سے آپ کے بلند معیار پر پوری اترے گی۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجیے گا۔ اب اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجیے۔

ممتاز سے یوسف سلیمان صاحب لکھتے ہیں: آپ کے ناولوں میں کچھ ایسا پراسرار لطف ہے کہ ایک ناول کو کئی بار پڑھنے کے باوجود بار بار پڑھنے پر انسان مجبور ہو جاتا ہے۔ اس کے باوجود ہر بار قاری نیا لطف محسوس کرتا ہے۔ میں ایک مسئلے کی طرف بھی آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ غیر ملکی جاسوس یا مجرم جب بھی پاکستان آتے ہیں وہ اردو میں گفتگو کرتے ہیں، حالانکہ ان میں سے کئی ایسے بھی ہوتے ہیں جو زندگی میں پہلی بار پاکستان آتے ہیں کیا وہ سب اردو سیکھ کر پاکستان آتے ہیں؟

یوسف سلیمان صاحب، ناولوں کی پسند یہ مگر کے لئے مشکور ہوں۔ شک ہے آپ نے یہ نہیں پوچھا کہ عمران اور اس کے ساتھی جب دنیا کے دوسرے ممالک میں جاتے ہیں تو وہ وہاں سب سے اردو میں کیوں بات کرتے ہیں کیا وہ پہلے پوری دنیا کے افراد کو اردو پڑھا چکے ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ کو تمام کردار اردو بولتے اس لئے نظر آتے ہیں کیونکہ ناول اردو زبان میں لکھا جاتا ہے۔ اگر یہی ناول کسی اور زبان میں لکھا جاتا تو پھر تمام کردار وہی زبان بولتے دکھائی دیتے۔ مجھے امید ہے اب آپ کی انجمن دور ہو چکی ہو گی۔

عوام کے ملک نمیبیا کی آزادی کو ایک بار پھر صدیوں پیچھے دھکیلنے کی کوشش کی گئی تھی۔ جنوبی افریقہ اور نمیبیا پر غاصبانہ انداز میں قابض سفید فام اقلیت کسی حالت میں بھی یہ گوارا نہیں کر سکتی کہ نمیبیا میں آزادی کا سورج طلوع ہو سکے۔ لیکن پوری دنیا کے وہ ممالک جو منظم اور محکوم قوموں کی آزادی کے علمبردار ہیں کی کوششوں سے اقوام متحدہ کے تحت نمیبیا میں انتخابات کا فیصلہ ہو گیا ہے اس سفید فام اقلیت نے بہ جبر و اکراہ قبول تو کر لیا لیکن انہوں نے ان انتخابات کو سبوتاژ کرنے اور نمیبیا کو بٹانے والی آزادی کا راستہ ہمیشہ کے لئے روک دینے کی غرض سے ایک خوف ناک اور انتہائی بھیانک سازش تیار کی۔ ایک ایسی سازش جس کے ذریعے ساؤتھ افریقہ اور نمیبیا کے منظم سیاہ فام باشندوں کا قتل عام کیا جانا مقصود تھا۔ تاکہ ان کی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دیا جائے۔ لیکن عمران کا ملک جو پوری دنیا کی منظم اور محکوم قوموں کی آزادی کا سب سے بڑا علمبردار تھا۔ اس خوفناک اور بھیانک سازش کو کیسے برداشت کر سکتا تھا۔ چنانچہ اس سازش کے خاتمے کے لئے عمران اور پاکستان سیکورٹس فورس کے جیالے سپوت دیواندار میدان میں کود پڑے۔ اور پھر ایک اجنبی سر زمین پر انہوں نے نئی بے پناہ ہمت، لازوال بہادری اور بلند حوصلوں سے جنوبی افریقہ کی منظم، سفاک اور انتہائی حد تک ظالم سفید فام فوج کی خوفناک سازش کا تار و پود ہر مٹی طرح بکھر کر رکھ دیا۔ انہوں نے اپنے خون سے نمیبیا کی آزادی کی وہ سحر برکت بھی جو قیامت تک

لاہور کو المنڈی سے محمد رمضان سلیم، محمد شہزاد سلیم اور محمد سلیمان سلیم صاحبان لکھتے ہیں "واٹر پارک کا سلسلہ ہمیں نے حد پسند آیا ہے۔ آپ سے ایک درخواست کرنی ہے کہ آپ نے گریٹ بال کے صفحہ نمبر ۳۲۹ پر لکھا ہے کہ عمران پبلک فون بوتھ میں موجود سٹے باہر نکلنے کا گھر جانتا ہے لیکن عمران نے یہ گھر بتایا نہیں آپ کو تو لاڈنا علم ہو گا۔ آپ ہی یہ طریقہ ہمیں بتادیں"

محمد رمضان سلیم، محمد شہزاد سلیم اور محمد سلیمان سلیم صاحبان ناو لوں کی پسندیدگی کلبے حد شکریہ۔ آپ نے سٹے نکلنے والا طریقہ پوچھ لیا تو عرض ہے کہ اگر عمران وہ طریقہ بتا بھی دیتا تو آپ صاحبان کو کوئی فائدہ نہ ہوتا۔ کیونکہ یہاں کچھ والوں کو ہمیشہ یہی گلہ رہتا ہے کہ لوگ فون کمرے کے لئے بنجائے کہاں کہاں سے کھوٹے سٹے ڈھونڈھ لاتے ہیں۔

اب اجازت دیجئے۔

وَالسَّلَامُ
منظہر کلیم۔ ایم۔ اے

عمر ایضے نے کار گیراج میں بند کی اور پھر وہ سیٹی بجاتا ہوا بڑے خوش گوار موڈ میں سیڑھیاں کھلا لگتا اور فلیٹ کے دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔ اس وقت رات گہری ہو چکی تھی۔ اور وہ سوپر فیاض سے پاکیشیا کے سب سے بڑے ہوٹل میں شاندار ڈنر کھا کر واپس آ رہا تھا۔ سوپر فیاض نے اس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر وہ اسے شاندار ڈنر خوشی سے کھلا دے تو آئندہ وہ اس سے بالکل کوئی رقم نہ مانگے گا۔ اور سوپر فیاض نے اس سے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر عہد لیتے ہوئے ڈنر کی حامی بھری۔ اور اس طرح عمران نے بڑی مدت کے بعد شاندار ڈنر کا لطف لیا۔ چونکہ آج کل وہ فارغ تھا۔ اس لئے سوپر فیاض سے اس کی گارنٹی چھین رہی تھی۔ اُسے معلوم تھا کہ سلیمان اس کے لئے کھانا تیار کر کے اس کے انتظار میں بیٹھا سو کھ رہا ہو گا۔ اس لئے اب جب وہ سلیمان کو بتائے گا کہ وہ شاندار ڈنر

آنکھوں سے پراسرار سی مسکراہٹ ضرور نمایاں نظر آرہی تھی۔
 ”اودہ سمجھ گیا۔ تو تمہیں قبض ہو گئی ہے۔ یہ ریشمی چادری ذرا کھم کھایا
 کرو۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا، اور آگے بڑھ گیا۔
 ویسے اس کے ذہن پر چھائی ہوئی خوشگوار ایت سیلمان کے غیر متوقع
 رد عمل کی وجہ سے قدرے بورت میں تبدیل ہوتی جا رہی تھی۔

”ایک تو اتنی رات گئے آتا ہے۔ اور اس کے باوجود اس کا اندہ
 آنے کو جی نہیں چاہتا۔ اب دیکھ لیا بیگم اپنے لاڈلے کے کمرے کو تو
 تم میری جان کھائے رکھتی ہو کہ میں اسے کوئی بھی میں کیوں نہیں رکھتا۔“
 ڈرائنگ روم سے سرد رحمان کی غصیلی آواز ابھری اور عمران کے
 پیچھے ہوتے گندھے ایک لخت سکوٹے گئے۔ چہرے پر ہوا آئیاں سی
 اڑنے لگیں۔ سرد رحمان کی یہاں اس وقت موجودگی اور پھر ساتھ
 ہی بیگم کا لفظ ان دونوں نے واقعی اُسے چکرا دیا تھا۔ اور سیلمان کا
 چہرہ طنزیہ مسکراہٹ سے جگمگا اٹھا۔

”آنے دو آج اسے۔ میں اسے اتنی جوتیاں ماروں گی کہ یہ تو
 یہ تیر کی طرح سیدھا ہو جائے گا یا پھر زمین میں دفن ہو جائے
 گا۔ غضب خدا کا جو ان جہان کنوارا لڑکا اور اس وقت واپس
 آنے آوارہ گرد کی دہک کے۔“ عمران کو اماں بی کی غصے سے
 کپکپاتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران کا جسم یک لخت آڑو گیا۔
 اودہ اس طرح سیدھا ہو کر چلنے لگا جیسے اس کی کمر کے ساتھ کسی
 نے ٹکڑی کا تختہ باندھ دیا ہو۔

”السلام علیکم وایتھی۔ السلام علیکم اماں بی۔ آپ اس وقت

کھا کر آ رہے تھے تو سیلمان کی حالت دیکھنے والی ہوگی۔ اس حالت کے
 تصور سے پیشگی لطف اندوز ہوتا ہوا وہ سیر پھیاں پھیلا لنگھتا دروازے پر
 پہنچا اور پھر اس نے کال پیل کے بیٹی پر اپنی انگلی مشتعل طور پر جادی۔
 نتیجہ یہ کہ اندر سے بزرگ اسٹور مشتعل طور پر سنائی دینے لگا۔ لیکن
 دروازہ اس کی توقع سے کہیں پہلے کھل گیا۔ دروازے پر سیلمان کھڑا
 تھا لیکن اس کے چہرے پر غصے کی بجائے بڑی پراسرار سی مسکراہٹ
 تھی۔ جیسے وہ بھی کسی خوشگوار تصور کا پیشگی لطف لے رہا ہو۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ“ جناب آغا سیلمان پاشا
 صاحب۔“ عمران نے بڑے میٹھے لہجے میں اور اونچی آواز میں

کہا۔
 ”علیکم السلام جناب۔ آئیے۔ تشریف لائیے۔“ سیلمان
 نے بڑے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف جھٹے ہوئے کہا۔ اور عمران
 کی آنکھیں حیرت بھرے انداز میں دیدل میں سرچ لاش کی طرح
 چاروں طرف گھومنے لگیں۔ سیلمان کا یہ جوابی رد عمل اس کی توقع
 کے بالکل خلاف تھا۔

”کیا ہوا۔ کیا کوئی میگزین ہاتھ لگ گیا ہے۔“ عمران
 نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔ لیکن یہ میگزین مار دھاڑ سے بھر پور ہے۔ آئیے میں
 آپ کو دکھاؤں۔“ سیلمان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور
 عمران کا دماغ حیرت کی شدت سے اور زیادہ گھوم گیا۔ سیلمان کا
 رد عمل کسی طرح بھی معمول کے مطابق نہ تھا۔ البتہ اس کے لہجے اور

شکل بن گئی ہے اس کی۔ باپ کے جیتے جی قیام بن گیا ہے۔ کیوں
بے کہاں گیا تھا پرجہ بتا دے ورنہ اتنی جوتیاں ماروں گی کہ تیری تو
کیا تیرے باپ کی بھی کھوپڑی چنچ جائے گی۔" اماں بی نے
ایک وقت مہر ردی اور غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"اماں بی۔ رقم کی ضرورت پر لگی تھی۔ ڈیڑھی تو دیتے نہیں۔ آپ
سے مانگوں تو آپ بھی ڈیڑھی سے مانگنے کا کہہ دیتی ہیں۔ میں صبح سے
ڈیڑھی کے اسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ فیاض کی منتیں کر رہا تھا۔ وہ
مٹائی نہ رہا تھا۔ اس نے مجھے اپنے ساتھ ساتھ دوڑائے رکھا جب
میں دوڑتے دوڑتے تھک گیا تو اس نے سو روپے نکال کر میری
طرف اس طرح پھینک دیئے جیسے میں فقیر ہوں۔ لیکن اماں بی کیا
مردوں کہاں جاؤں۔ اس سے تو بہتر تھا کہ اصل قیام ادہ۔"

امان نے رو دینے والے ہجے میں کہا لیکن آخری الفاظ پر اس
نے جلدی سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔

"ہوں۔ تو اس جگہ سے موٹے سو رکھی یہ جرات کہ میرے بیٹے کو
بوڑا کر رکھے۔ اس نے سمجھ کیا رکھا ہے اپنے آپ کو۔ کس کے
ساتھ دوڑایا تھا تمہیں اس نے۔" غصے کی شدت سے اماں
کا جسم برمی طرح کا پٹنے لگ گیا تھا۔ آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے
تھے۔

"اماں بی جیپ کے ساتھ ساتھ۔ میں مجبور تھا اماں بی۔"

امان کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے تھے۔
بلنے بلنے۔ میرا کھوتا نازوں سے پلا ہوا بیٹا۔ اس موٹے جگہ سے

مک جاگ رہی ہیں۔ ادہ۔ میں نے سلیمان کو کئی بار کہا ہے کہ حریرہ
نخشہ بنا کر اماں بی کو دے آؤ۔ تاکہ انہیں کچھ سکون نیند آ سکے۔ مگر
یہ کام چور میری سنتا ہی نہیں ہے۔ عمران نے ڈرائنگ روم میں
داخل ہوتے ہی کہا اور سیہا منو نے پر بیٹھی اماں بی کے قدموں میں
جا بیٹھا۔ جب کہ سر رحمان سامنے والے صوفے پر غصے سے تنے
ہوئے بیٹھے تھے۔

"ماں واقعی۔ نیند تو مجھے کم آتی ہے۔ کیوں بے حرام نور۔ یہاں
پڑے مفت میں روٹیاں توڑ رہے ہو۔ کیوں انہیں لاکر دیا حریرہ۔"
اماں بی نے عمران کے بالوں پر سر پھیرتے ہوئے دروازے میں
سر جھکا کر کھڑے سلیمان سے مخاطب ہو کر انتہائی غصیلے ہجے
میں کہا۔

"بب۔ بیگم صاحبہ۔ مجھے تو انہوں نے کبھی نہیں کہا۔
سلیمان نے رو دینے والے ہجے میں کہا۔

"ہونہ۔ تو اب میرے سامنے جھوٹ بھی بولنے لگ گیا ہے۔"
اماں بی نے پھاٹک کھلنے والے ہجے میں کہا۔

"بیگم۔ یہ بے چارہ کیا جھوٹ بولے گا۔ یہ سب بہانے بازیاں
ہیں۔ پہلے پوچھو تو سہی اپنے اس لاڈلے سے اتنی رات گئے
کہاں آوا رہ گدی کو تاپھر رہا تھا۔" سر رحمان نے غصیلے
ہجے میں کہا۔

"تم چپ رہو۔ تم تو شروع سے میرے بیٹے کے دشمن ہو۔
یہ چارہ در بدر کی ٹھوکریں کھاتا پھر رہا ہے۔ دیکھو کیا قیاموں جیسی

سوٹے سوڑ کی جیب کے ساتھ ساتھ دوڑتا رہا رتم کے لئے۔ اور تم سوٹ چڑھتے ٹانگ پر ٹانگ رکھتے آرام سے بیٹھے ہو۔ میں کہتی ہوں کیا کر دو گے اس دولت کا اس جاگیر کا۔ لعنت ہے تمہاری اس جاگیر پر اور تمہارے اس عہدے پر۔ میں بھی کہوں میرا بیٹا روز بروز سوکھتا کیوں جا رہا ہے۔ دیکھو تو ہڈیاں نکل آتی ہیں دوڑ دوڑ کر۔ نکالو رتم اور دو اسے۔ درنہ میں اپنی اور تمہاری جان ایک کر دوں گی۔ اماں بی تو غصے سے بڑی طرح پھٹ پڑیں۔

"بیگم۔ یہ تمہیں بے وقوف بنا رہا ہے۔ اس کے پاس تو کار ہے جو بھلے کے خواہ مخواہ مجھے ساتھ گھسیٹ لاتی ہو۔ کتنا کہا تھا میں خواہ مخواہ جو اس کو رہا ہے۔" سر رحمان نے غصیلے ہونے کے شریا کو لے جا دیا۔ مگر ایک تو تمہاری ضد نے بھی میری جان میں کہا۔

"وہ ڈبیا۔ وہ کار ہے۔ تم اسے کار کہتے ہو۔ خود تو لمبی لمبی کارڈ میں ٹانگیں پھیلا کر بیٹھے ہو اور اس کی ڈبیا کو کار کہہ رہے ہو۔ تم رتم نکالو۔ بس۔ ابھی اسی وقت۔ میں کچھ نہیں جانتی۔ کیا قبر میں جاؤ گے دولت کو۔ غضب خدا کا۔ بیٹا بے جا رہ رتم کے لئے دوڑ دوڑ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ ہوتا رہے اور تم دولت پر سانپ بن کر بیٹھے رہو۔ نکالو رتم۔ ابھی اسی وقت۔" اماں بی نے انتہائی غصیلے ہونے کہا۔

"بیگم۔ تم بات تو سمجھتی نہیں۔ بس جہاں اس نے اداکار کی تم اس کی باتوں میں آگئیں۔" سر رحمان بھلا اتنی آسانی سے رتم کہاں نکالنے والے تھے۔

"اچھا۔ تو یہ اداکار کی کر رہا ہے۔ اس کی باہر کو نکلی ہوئی ہڈیاں،" اماں بی۔ آپ رہتے دیں۔ بس دعا کرتی رہیں کہ اللہ میاں

نہیں دیکھ رہے۔ یوں لگ رہا ہے جیسے کئی دنوں کا بھوکا ہو۔ اپنے گال دیکھے ہیں۔ بڑھاپے میں بھی قندھارمی انا رہتے ہوئے ہیں۔ جمع شام ڈٹ کر کھاتے ہو۔ آرام دہ بستہ دن پر پڑے اینڈ تے رہتے ہو۔ لمبی لمبی کاروں میں بیٹھے رہتے ہو اور بے جا رہ جو رتم کی خاطر دوڑ دوڑ کر بھگان ہوتا رہتا ہے۔ یہ اداکار کی کر رہا ہے۔ نہیں دیتے تم رتم۔" اماں بی کا بارہ اور چڑھ گیا۔

"اچھا اچھا۔ دیتا ہوں۔ صبر تو کرو۔ پھر تمہارا اندوس بریک ڈاؤن ہو جائے گا۔ خواہ مخواہ مجھے ساتھ گھسیٹ لاتی ہو۔ کتنا کہا تھا میں خواہ مخواہ جو اس کو رہا ہے۔" سر رحمان نے انتہائی غصیلے ہونے میں کہا۔ اور پھر جیب سے بٹوہ نکال کر انہوں نے اس میں سے پانچ پانچ سوکے دونوٹ نکال کر عمران کے طرف پھینک دیئے۔

اماں بی۔ یہ رتم ہے۔ ایسا کریں یہ آپ رکھ لیں ڈیڑھی کے بعد صدقہ انا دیں۔ میرا کیلے ہے۔ میں پھر دوڑنا شروع کر دوں گا۔ عمران نے جواب تک خاموش بیٹھا آنکھیں جھپکا رہا تھا۔ سامنے بتاتے ہوئے کہا۔

"تو اور کیا تمہیں دس پندرہ ہزار دے دوں۔ میرے پاس تو پیسے نہیں ہیں اے تلوں کے لئے۔" سر رحمان نے کہا۔

کمر رہے ہیں۔ اور ڈیڑھی دے رہے ہیں ایک ہزار۔ نہیں اماں بی
ابس آپ رہنے دیں۔ میرا کیا ہے۔ بہت گزر گئی ہے۔ دوڑتے
دوڑتے باقی بھی کسی نہ کسی طرح گزر ہی جائے گی۔“ عمران نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یادداشت ادا دھار۔ ادھ میرے بیٹے پر اتنا ادھار۔ اور تم
بیٹھے چوریاں کھاتے رہتے ہو۔ ادھ ادھ۔ غضب خدا کا۔ میں بھی
کہتی ہوں آفر میرے بیٹے کو کیا ہوتا جا رہا ہے۔ میرا بیٹا ہے۔
جو اب تک زندہ ہے ورنہ اور کسی پر اتنا ادھار ہوتا تو بچانے
اس کا کیا حشر ہوتا۔ اور تم اسے دے رہے ہو۔ ایک ہزار
روپیہ۔“ اماں بی کی حالت دیکھنے والی تھی۔ حیرت سے ان
کی آنکھیں بھیٹی ہوئی تھیں۔ اور شدید غصے کی وجہ سے ان کے
گال پھڑکنے لگ گئے تھے۔

”یہ تو اماں بی بس موٹا موٹا گنوا یا ہے۔ تیلانٹا تو اتنا ہے کہ
گنا بھی نہیں جاسکتا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
”یہ تم اپنا بیٹو مجھے دو۔ مجھے دو اپنا بیٹو۔“ اماں بی
سر رحمان پر الٹ پڑیں۔

”یہ سب کدو اس ہے۔ کوئی ادھار ددھار نہیں ہے۔ یہ
سیکڑ سہ دس کے لئے کام کرتا ہے۔ دلوں سے اسے بھاری
متخواہ ملتی ہے۔“ سر رحمان نے بس سے ہلچل میں کہا۔
وہ واقعی بڑی طرح پھنس گئے تھے۔

”آپ سلیمان سے پوچھ لیں اماں بی۔“ عمران نے فوراً

مجھے دوڑنے کی توفیق دیتا رہے کسی نہ کسی طرح گزارہ کر ہی لوں گا۔ آ
ایک جاگیر دار کا بیٹا ہوں کسی مجلس و تلاش کا تو نہیں ہوں۔ ایک
ہزار میں تو جوتی کا ایک جوڑا بھی نہیں آتا۔ اور دوڑتے دوڑتے
میرے بچانے کتنی درجن جوتیاں پھٹ چکی ہیں۔ آہ میری قسمت
عمران نے ایک لمبی سانس لینے ہوئے کہا۔
”تو تمہیں کتنی رقم چاہیے۔ کچھ منہ سے بھی تو پھوٹو۔“ اماں
بی نے دانت کچکلاتے ہوئے کہا۔

”اماں بی۔ کیا بتاؤں۔ شرم آتی ہے۔ آپ سلیمان سے پوچھ لیں
دس ہزار تو کر لینے والے کا دینا ہے۔ پانچ ہزار دھوئی کا بل ہو چکا
ہے۔ درزی کے آٹھ ہزار علیحدہ ہیں۔ فرخچر والے کسی قسط دینے
ہے۔ بیس ہزار۔ دائیں طرف والے مہلے کا چھ ہزار ادھار
گھینا ہے۔ بائیں طرف والا جسایہ بڑا کنبوس ہے۔ دس
مانگو تو ایک ہزار دیتا ہے۔ ایک ایک ہزار کر کے چند روہ ہزار
تو اس کا ہو گیا ہے۔ شریا کی سہیلی کی سالگرہ پر تحفہ دیا تھا ڈائ
سیٹ کا۔ صراف کا ابھی تک اسی ہزار روپیہ دینا ہے۔ اب
کرتا شریا کی ناک کٹوا دیتا کہ اس کے بھائی کے پاس ڈائ
سیٹ کے پیسے نہیں ہیں۔ کپڑے بالکل ختم ہو گئے ہیں۔ ش
ہے تو قیض نہیں ہے۔ تیلوں سے تو ٹائی نہیں ہے۔ بس بڑ
کے کان ادھر کے ادھر لگا کر گزارہ کر رہا ہوں۔ سبکی کا بل چڑھا
ہے۔ کسی بھی دقت سبکی والے اگر کنکشن کاٹ جائیں گے۔ سو
گیں کا کنکشن مدت ہوئی کٹ چکا ہے۔ مٹی کا تیل جلا جلا کر

”کیوں جان نکل گئی ہے دولاکھ کا سن کر۔ ابھی پرسوں تو زمینوں کا مینہ پچاس لاکھ دے کر گیا ہے۔ کہاں گئی وہ رقم۔ اپنے بیٹے کو نہ دے دو گئے تو کسی اور مالِ نادہ کو کھلانے کا خیال ہے۔“ اماں بی نے انتہائی غصیلے ہلچے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مگر سلیمان تو ایک لاکھ کا کہہ رہا ہے۔ تم خواہ مخواہ قاتم طائی کی بیٹی بن جاتی ہو۔“ سر رحمان نے غصیلے ہلچے میں کہا۔

”خبردار جو میرے باپ کا نام لیا۔ وہ اگر زندہ ہوتے تو ان کا نواسا اس طرح ادھار کھاتا پھرتا۔ ان کے نوکروں کی جیبیں نوٹوں سے بھری ہوتی یقیناً۔ پانچ دس لاکھ تو وہ ریوڑی بیچنے والے کو دے دیا کرتے تھے۔ اور تمہارا ہی اپنے بیٹے کو دولاکھ دیتے جان نکل رہی ہے۔ تمہارا مطلب ہے وہ پہلا ادھار اتار کر پھر ادھار اٹھانا شروع کر دے۔“ اماں بی نے کھینکا رتے ہوئے کہا۔

”کس مصیبت میں جان ڈال دی ہے تم ماں بیٹے نے مل کر۔“ سر رحمان نے تنک ہلچے میں کہا اور پھر انہوں نے جیب سے چیک بک نکال کر اس پر کھٹا۔ اپنے دستخط کئے۔ اور چیک پھاڑ کر عمران کی طرف پھینک دیا۔

”خبردار جو اب تم نے پھر میرے ساتھ رقم کی بات کی۔ اس طرح اگر ہم نے خریج شروع کر دیئے تو پھر روئیں گے بیٹھے اپنی جان کو۔ اور سنو۔ ہم جس کام کے لئے آئی تھیں وہ بات کر دو۔“ سر رحمان کی حالت واقعی دیکھنے والی تھی۔ عمران نے جلدی سے

بی لقمہ دیتے ہوئے کہا۔

”سلیمان۔ ادھار خور۔ ادھر آؤ۔ بتاؤ کتنا ادھار ہے۔ تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا۔ میرے بیٹے پر اتنا ادھار چڑھ گیا ہے۔ اور تم مزے سے کھا کھا کر پھولتے جا رہے ہو۔“ اماں بی نے سلیمان کو آواز دیتے ہوئے کہا۔

”جی بیگم صاحبہ۔ ادھار تو ہے مگر چھوٹے صاحب نے منع کر دیا تھا۔“ سلیمان نے ٹرائی دھکیل کر اندر لاتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ ہلچے میں کہا۔ ٹرائی پر دودھ کے بھرے ہوئے گلاس موجود تھے۔ جن پر آدھی انھکی بالائی تیر رہی تھی۔

”میں بوچھتی ہوں کتنا ادھار ہے۔ منہ سے پھوٹو۔“ اماں بی نے دانت کچکچاتی ہوئے کہا۔

”چھوٹے صاحب نے واقعی موٹا موٹا بتایا ہے۔ ایک لاکھ سے دو چار روپے کم ہی ہوں گے۔“ سلیمان نے اپنی جان چھڑانے کے سے انمازیں کہا۔

”سنو۔ آئندہ خبردار ایک روپیہ بھی ادھار لیا۔ مجھے فون کر دیا کرو۔ سمجھے۔ درنہ میں تمہارا ہی جان نکال لوں گی اب اگر ادھار لیا۔ اور تم دداسے دولاکھ روپے۔“ اماں بی نے سلیمان سے بات کرتے کرتے سر رحمان سے مٹی طلب ہو کر غضب ناک ہلچے میں کہا۔

”دولاکھ۔ تم بھی کمال کرتی ہو بیگم۔“ سر رحمان دو لاکھ کا سن کر اس طرح اچھلے جیسے انہیں بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔

"دیکھو عمران۔ پرسوں ثریا کے سسرال اس کی عید دینے جا رہے ہیں۔ تمہارا ساتھ جانا بے حد ضروری ہے۔ بھائی ساتھ جاتے ہیں بہنوں کی عید دینے۔ اس لئے پرسوں تم صبح سویرے کو کھٹی پر آ جانا اور ملاں۔ ڈھنگ کے کپڑے پہن کر آنا۔ وہ موٹی ڈانگر سی سی جڑھا کر نہ آ جانا۔" اماں بی نے دودھ کا دوسرا گلاس ملائے میں لیتے ہوئے کہا۔

"عید دینے۔ کیا مطلب اماں بی۔ عید بھی دی جاتی ہے۔ وہ تو چاند نظر آنے پر خود بخود ہو جاتی ہے۔" عمران نے حیرت سے آنکھیں میچکاتے ہوئے کہا۔

"ایک تو تم بھی باپ کی طرح عقل سے کورے ہو۔ بچانے تم دونوں ان موئے وفتروں میں بیٹھے کیا کرتے رہتے ہو۔ تمہیں کسی چیز کا پتہ ہی نہیں ہے۔ لڑکی کی سنگتی ہو جائے تو اس کے سسرال جا کر عید دینی پڑتی ہے۔ زبور پکڑے اور دوسرا سامان۔ سمجھے۔" اماں بی نے عمران کا کان پکڑ کر کھینچتے ہوئے کہا۔

"تم نے خواہ مخواہ میری جان عذاب میں ڈال دی تھی کہ عمران کے پاس جانا ہے۔ بہت ضروری کام ہے۔ یہ بات تم اس سے فون پر نہ کر سکتی تھیں۔" سر رحمان کو شاید علم ہی نہ تھا کہ بیگم انہیں کیوں ساتھ لے کر آئی ہیں۔ اس لئے بیگم کی بات سن کر انہیں غصہ تو آتا ہی تھا۔

"بہن شگونی کی باتیں مت کیا کر دے۔ یہ سوئے انگریزوں کے فون پر اب میں ثریا کی عید کے بارے میں بات کر تی۔ کل کو تم کہو گے

چیک اٹھایا۔ تو اس پر ڈیڑھ لاکھ روپیہ لکھا ہوا تھا۔ سر رحمان پھر بھی پچاس ہزار کی ڈنڈی مار گئے تھے۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ اب مزید بات کی تو ہو سکتا ہے اماں بی اس پر ہی الٹ پڑیں۔

"سلیمان۔ سلیمان" — عمران نے سلیمان کو آواز دی۔

"جی صاحب۔" — سلیمان اللہ دین کے چراغ کے جن کی طرح فوراً ہی نمودار ہو گیا۔

"یہ کوچیک۔ صبح بنگ سے پیے نکلو اگر سب ادھار والوں کی ناک پر ماروینا۔ بڑے آئے تھے رعب جمانے والے۔ انہوں نے کیا سمجھ رکھا ہے مجھے۔ میں کوئی کھوکھلا کنگا ہوں۔ اماں بی یہ لیجئے دودھ کا گلاس۔" — عمران نے سلیمان کو چیک دے کر بڑے خوشامدانہ لہجے میں گلاس اٹھا کر اماں بی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ اب تمہیں بڑے چھوٹے کی تمیز بھی نہیں رہی۔ پہلے باپ کو دو۔" — اماں بی نے غصیلہ لہجے میں کہا۔ وہ ان معاملات میں واقعی بڑی اصول پسند واقع ہوئی تھیں۔

"اوہ ملاں۔ سوری۔ میں بھول گیا تھا۔ یہ لیجئے ڈیڑی۔" — عمران نے جلدی سے دودھ کا گلاس سر رحمان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور سر رحمان نے مسکراتے ہوئے دودھ کا گلاس اس کے ملائے سے لے لیا۔ بیگم کے اس حفظ مراتب نے ان کا سارا نگہ شکوہ دور کر دیا تھا۔ اور اب ان کے چہرے پر فخریہ مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

آؤ تو سادسی رات جل گئے کی وجہ سے مہتابا رے منہ پر پھیکا رپڑ رہی ہو۔
خبردار رات کو سو کر آنا۔۔۔ اماں کی کو اور زیادہ غصہ آ گیا۔
"اچھا اچھا۔ خوب ڈٹ کر سوؤں گا۔ آپ ٹکرنہ کریں۔"۔۔۔ عمران
نے کہا۔

"اب چل بھی پڑو بیگم۔ اتنی رات ہو گئی ہے۔"۔۔۔ سر رحمان
نے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
"تو کیا ہو گا۔ جنگل میں تو نہیں بیٹھے ہو کہ تمہیں ڈر لگ رہا ہے؟"
اماں بی نے غصیلے بچے میں کہا۔

"اماں بی۔ آپ جائیں گی کس پر۔ کار تو باہر ہے نہیں میں آپ
کو چھوڑ آؤں گا پر۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔
"کار باہر نہیں ہے تو کہاں گئی۔"۔۔۔ اماں بی نے حیرت سے
سر رحمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"آگئی ہو گی۔ میں نے ڈرائیور کو ایک پیغام دینے کے لئے
بھیجا تھا۔ ضروری پیغام تھا۔ تم آؤ تو سہی۔"۔۔۔ سر رحمان
نے کہا۔ اور پھر جب عمران ان دونوں کے پیچھے چلتا ہوا فلیٹ سے
نیچے اترا تو واقعی باہر سر رحمان کی ذاتی شورٹ لیٹ موجود تھی۔ ڈرائیور
نے جلدی سے آگے بڑھ کر کار کا عقبی دروازہ کھولا اور اماں بی اور
سر رحمان کو بٹھانے کے بعد اس نے مسکراتے ہوئے عمران کو
سلام کیا اور پھر کار لے کر آگے بڑھ گیا۔ اور عمران مسکراتا ہوا واپس
سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

بارات کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ فون پر سی شادی ہو جائے"
اماں بی نے غصیلے بچے میں کہا۔ تو سر رحمان ٹوہونٹ بیچنے کر خاموش
ہو گئے۔ جب کہ عمران بے اختیار مسکرا دیا وہ ماں کی قدامت پسندی
سے ابھی طرح واقف تھا۔ اس لئے اُسے قطعی حیرت نہ ہوئی تھی۔
"ٹھیک ہے اماں بی۔ میں پوسٹوں صبح بنفس نفیس حاضر ہو جاؤں
گا۔"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ موائے نفیس کہاں سے ٹپک پڑا۔
کون ہے یہ۔"۔۔۔ اماں بی نے چونک کر پوچھا۔
"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میرا مطلب ہے۔ میں خود آ جاؤں گا۔"
عمران نے بوکھلا کر کہا۔

"تو اور کیا۔ تم پورے شہر کو ساتھ اکٹھا کر کے لاؤ گے۔"
اماں بی کا غصہ اور بڑھ گیا۔
"ارے نہیں اماں بی۔ شہر کو اکٹھا کرنے میں تو بڑی رقم خرچ
آتی ہے ٹھیک ہے۔ میں اکیلا آ جاؤں گا۔"۔۔۔ عمران نے جان
چھڑانے والے انداز میں کہا۔

"سنو۔ صبح صبح آ جانا۔ دیر نہ کرنا۔ ورنہ جانتے ہو یہاں سے
جو تیاں مارتی ہوئی لے جاؤں گی تمہیں۔"۔۔۔ اماں بی نے اٹھ کر کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔ اور سر رحمان کے لبوں پر ہنسنا ہنسنے لگی۔
"بالکل بالکل۔ میں سادسی رات سوؤں گا ہی نہیں تاکہ صبح پنج
جاؤں۔"۔۔۔ عمران نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔
"کیا۔ کیا کیوں نہیں سوؤ گے۔ تمہارا مطلب ہے صبح تم جب

جواب دیا۔

”اوہ۔ اچھا بات کراؤ۔“ سر سلطان نے سر ملاتے ہوئے کہا۔ اور چند لمحوں بعد ہلکی سی کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی فارن منسٹر رشید فاروقی صاحب کی بھادی اور باوقار آواز سنائی دی۔

”ہیلو سر سلطان۔“ میں فاروقی بول رہا ہوں۔“ فارن منسٹر کے ہالچے میں ہلکا سا مؤدبانہ پن شامل تھا۔ کیونکہ سر سلطان بے حد سلیقہ آدمی تھے اور منسٹر تو ایک طرف صدر مملکت اور پرائم منسٹر تک ان کی بے حد عزت کرتے تھے۔

”ییس سر۔ فرمائیے۔“ سر سلطان نے پردہ کو ل کے مطابق مؤدبانہ ہالچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”سر سلطان۔ آپ کو ساؤتھ افریقہ اور اس کی نوآبادی نمیبیا کے متعلق تو سب کچھ معلوم ہے۔ اس سال کے سیکنڈ لاسٹ مہینے میں دہاں اقوام متحدہ کے تحت انتخابات ہونے والے ہیں اور ان انتخابات کی بنیاد پر ہی یہ نوآبادی ساؤتھ افریقہ سے ہمیشہ کے لئے آزاد ہو جائے گی۔“ فارن منسٹر فاروقی صاحب نے کہا۔

”جی مجھے معلوم ہے۔“ سر سلطان نے سپاٹ سے ہالچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ وزارت خارجہ کے ہی سیکریٹری تھے۔ اس لئے ظاہر ہے انہیں ان سارے معاملات سے اچھی طرح آگاہی تھی۔

”اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ نمیبیا کی آزادی کے لئے دہاں جو تنظیم ایک طویل عرصے سے گوریلا جنگ کر رہی ہے۔ میرا مطلب

سر سلطان نے اپنے دفتر میں بیٹھے ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھے کہ پاس پڑے ٹیلی فون کی مٹر مٹر سی گھنٹی بج اٹھی۔

”ییس۔“ سر سلطان نے ریسور اٹھلتے ہوئے کہا۔

”سر۔ فارن منسٹر صاحب کا فون ہے۔ وہ آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے ہیں۔“ دوسری طرف سے پی۔ اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”فارن منسٹر صاحب۔ کیا وہ اقوام متحدہ سے واپس آ گئے ہیں۔“ سر سلطان نے حیرت بھرے ہالچے میں پوچھا۔ کیونکہ انہیں تو منسٹر صاحب کی واپسی کی اطلاع نہ تھی۔ فارن منسٹر صاحب گوشتہ ایک ہفتے سے اقوام متحدہ کے ایک اہم اجلاس میں شرکت کے لئے گئے تھے۔

”نوسر۔“ جنیوا سے کال ہے۔“ پی۔ اے نے

تنظیم کو ابو۔ جس کا صدر سام نکوما ہے۔ اگر انتخابات ہوئے تو یہی تنظیم ہی اکثریت حاصل کرے گی اور نمیبیا کی پہلی حکومت یہی تنظیم بنائے گی۔" فارن منسٹر فاروقی نے کہا۔

"میں سر۔ مجھے معلوم ہے۔ آپ کہنا کیا چاہتے ہیں۔" سر سلطان نے اچھے ہوتے ہیچ میں کہا۔ کیونکہ فارن منسٹر صاحب یہ جاننے کے باوجود کہ سر سلطان ایسے معاملات سے ان سے زیادہ آگاہ رہتے ہیں۔ انہیں اس طرح سمجھا رہے تھے جیسے کسی نئے آدمی سے بات کی جا رہی ہو۔

"میں آپ کی انجین سمجھ رہا ہوں سر سلطان۔ لیکن صورت حال کچھ ایسی پیش آگئی ہے۔ کہ مجبوراً مجھے یہ باتیں کرنی پڑی ہیں۔ تاکہ آپ معاملے کی نزاکت سے بخوبی آگاہ ہو سکیں۔ بات یہ ہے۔ کہ ساؤتھ افریقہ کی سفید فام حکومت کسی طرح بھی یہ انتخابات نہیں ہونے دینا چاہتی۔ لیکن اقوام متحدہ کے بے پناہ دباؤ کی وجہ سے وہ مجبور ہے۔ لیکن اقوام متحدہ کے جنرل سیکرٹری صاحب کو حال ہی میں ایک اہم خفیہ اطلاع ملی ہے کہ ساؤتھ افریقہ کی سفید فام حکومت نے نمیبیا میں ہونے والے انتخابات رد کرنے کے لئے ایک انٹی پلاننگ کی ہے۔ انہوں نے ایک خفیہ تنظیم بنائی ہے جس کا کوڈ نام انہوں نے نمیبیا کے ایک قدیم دیوتا کے نام پر ڈوگو فائٹرز رکھا ہے۔ ڈوگو نمیبیا کے قدیم مذہب میں زمین کا دیوتا سمجھا جاتا ہے۔ جو دشمنوں سے زمین کی حفاظت کرتا تھا۔ اس طرح ڈوگو فائٹرز کا نام رکھ کر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ

تنظیم دراصل نمیبیا کے تحفظ کے لئے قائم کی گئی ہے۔ لیکن اس تنظیم کے کردار دھڑا ساؤتھ افریقہ کے سفید فام ہیں۔ اور انہوں نے یہ تنظیم اس لئے بنائی ہے تاکہ پورے نمیبیا میں قتل و غارت کا ایسا طوفان کھڑا کر دیا جائے جس سے انتخابات کو ناممکن بنا دیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس تنظیم میں یہودی ارجنٹو کو بھی بھرتی کیا گیا ہے کیونکہ ساؤتھ افریقہ کی سفید فام اکثریت میں سے بڑا حصہ یہودیوں پر مشتمل ہے۔ اس تنظیم کے متعلق صرف ایک اطلاع ہی ملی ہے۔ ابھی اس تنظیم کو قائم کیا جا رہا ہے۔ لیکن جلد ہی اس نے کام شروع کر دینا ہے۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو پھر نمیبیا کی آزادی واقعی خواب بن کر رہ جائے گی۔ اور یہ آزادی پسند پوری دنیا کے لئے بہت بڑا المیہ ہوگا۔ یہاں تک بھی اطلاع ملی ہے کہ ڈوگو فائٹرز کا مین مشن یہ بھی ہوگا کہ نمیبیا کی آزادی پسند تنظیم کو ابو کے صدر اور اس کے سرکردہ افراد کو بھی قتل کر دیا جائے تاکہ کو ابو کی طاقت کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ کر دیا جائے۔" فارن منسٹر فاروقی صاحب نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو واقعی المناک خبر ہے جناب۔ لیکن اس سلسلہ میں ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اقوام متحدہ کو اس سلسلے میں کوئی سد باب کرنا چاہیے۔" سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل نمیبیا کی آزادی کے سلسلے میں کس قدر پرجوش ہیں۔ کیونکہ ان

نازک صورت حال سے نکل جائے گا۔ بلکہ پاکیشیا کی ساکھ بھی بین الاقوامی طور پر اس قدر بڑھ جائے گی کہ وہ صحت اول کے ملکوں میں شامل ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے کہ پاکیشیا اس سلسلے میں ضرور کام کرے گا۔ کیونکہ بہر حال پاکیشیا تمام آزادی پسند قوموں کا ہمیشہ حلیف رہا ہے۔ اور پاکیشیا کو بھی جمہوریت کی آزادی سے اتنی ہی دلچسپی ہے جتنی کسی آزادی پسند قوم کو ہو سکتی ہے۔ سیکرٹری جنرل صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ اس سلسلہ میں اٹھنے والے تمام اخراجات اقوام متحدہ کے خصوصی فنڈ سے پورے کئے جائیں گے۔ اور اس بات کی خبر بھی صرف سیکرٹری جنرل اور پاکیشیا کے اعلیٰ حکام کے علاوہ اور کسی کو نہ ہوگی۔ میں نے ان سے وعدہ کرنے کے بعد صدر مملکت اور پرائم منسٹر صاحب سے بات کی تو انہوں نے بھی آمادگی کا مکمل اظہار کر دیا ہے۔ لیکن انہوں نے فرمایا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹری جنرل کو اس مشن پر آمادہ کرنے کے لئے آپ سے رابطہ قائم کیا جائے۔ اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے۔"۔ فادر منسٹر فاروقی صاحب نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب۔ میں چیف آف سیکرٹری جنرل سے بات کرتا ہوں۔ اگر وہ آمادہ ہو جائیں تو واقعی وہ اس تنظیم کو کام کرنے سے پہلے ہی ختم کر سکتے ہیں۔ لیکن چیف اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ نہیں بہر حال مجبور تو نہیں کیا جاسکتا کیونکہ اس تنظیم سے براہ راست پاکیشیا کی سلامتی کو تو کوئی خطرہ نہیں ہے۔"۔ سر سلطان نے

کاتعلق بھی افریقہ سے ہے۔ انہوں نے اس اطلاع کے بعد اپنے طور پر بے حد غور و فکر کیا۔ اپنے خاص ساتھیوں سے مشورہ بھی کیا اس کے بعد انہوں نے مجھ سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی اور مجھ سے ملاقات کے بعد انہوں نے یہ ساری تفصیل بتلے ہوئے کہا کہ وہ انتہائی طویل غور و فکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اگر ڈوگو فائٹرز کے خلاف پاکیشیا سیکرٹری جنرل کو شرکت میں لایا جائے تو اس تنظیم کا خاتمہ مکمل طور پر کیا جاسکتا ہے کیونکہ تمام سپر پاورز میں کسی نہ کسی طرح یہودی لابیوں بے حد نوثر ہیں۔ اس لئے اگر سپر پاورز کی ٹیمیں بھی گئیں تو ہو سکتا ہے وہ اس سلسلے میں کام کرنے کی بجائے ڈوگو فائٹرز کو مزید شہ دے دیں۔ انہوں نے پاکیشیا سیکرٹری جنرل کی یہودیوں کے خلاف شاندار کامیابی کے بارے میں پوری طرح علم ہے اور وہ اس سلسلے میں پاکیشیا پر مکمل اعتماد کرتے ہیں۔ اگر پاکیشیا سیکرٹری جنرل اس مشن کے سلسلے میں کام کرنے پر آمادہ ہو جائے تو سیکرٹری جنرل صاحب نے وعدہ کیا ہے کہ وہ پاکیشیا کے ایسے تمام اچھے ہونے معاہدوں میں بھرپور معاونت کریں گے۔ جس سے پاکیشیا کو نہ صرف زبردست فائدے حاصل ہوں گے بلکہ پاکیشیا کی عزت و احترام میں بھی بین الاقوامی طور پر بے پناہ اضافہ ہو جائے گا۔ آپ جانتے تو ہیں کہ پاکیشیا کے ایک ہمسایہ ملک میں ایک سپر پاور کے قبضے کی وجہ سے پاکیشیا کس قدر نازک صورت حال میں پھنسا ہوا ہے انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ وہ ذاتی دلچسپی لے کر ہر صورت میں اس مسئلے کا ایسا حل نکالیں گے جس سے پاکیشیا نہ صرف اس

لیکن پھر بھی سر سلطان ایسے معاملات میں بے حد محتاط رہتے تھے
 انہوں نے چند لمحے سوچنے کے بعد دوبارہ ریسور اٹھایا
 "یس سر" — دوسری طرف سے پنی۔ اے کی آواز سنائی
 دی۔

"فاروقی صاحب سے ہونے والی گفتگو کا مکمل ٹیپ بھجوا دو"
 سر سلطان نے کہا۔

"ٹیپ۔۔۔ مگر سر۔۔۔ یہ تو پروڈو کو لٹاک تھی۔ اگر آپ پہلے
 حکم دیتے تو میں ٹیپ کر لیتا۔" پنی۔ اے نے گھبرائے ہوئے
 لہجے میں کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔" سر سلطان نے کہا اور ریسور رکھ
 دیا۔ اب ان کے چہرے پر قد نے اطمینان کے آثار ابھر آئے
 تھے۔ کیونکہ یہاں ایسا انتظام کیا گیا تھا کہ اگر پنی۔ اے کا ہیڈ
 فون آن ہوتا تو ساتھ ہی گفتگو بھی ٹیپ ہو جاتی تھی۔ اس طرح معلوم
 ہو جاتا کہ پنی۔ اے نے کون کون سی گفتگو سنی ہے۔ ویسے علیحدہ
 ٹیپ کرنے کا بھی انتظام تھا۔ پنی۔ اے کے ٹیپ سے انکار کا
 مطلب تھا کہ اس نے پروڈو کو ل کو سمجھتے ہوئے گفتگو نہیں سنی
 وہ نہ کبھی ٹیپ سے انکار کرتا۔

اب ان کے لئے مسئلہ عمران کو اس مشن پر آمادہ کرنے کا تھا۔
 لودر وہ بھی سوچ رہے تھے کہ عمران کو کس طرح رضا مند کیا
 جائے کیونکہ عمران واقعی اپنی مرضی کا مالک تھا۔ بعض اوقات
 وہ اس طرح جواب دے دیتا تھا کہ سر سلطان بھی سر پٹخ کر

گول مول سے پہلے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "اوہ۔ آپ نے انہیں ہر صورت میں آمادہ کر میں سر سلطان۔
 یہ بہت ضروری ہے۔ آپ خود مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ پاکستا
 کے کتنے مسائل حل ہو جائیں گے۔" فاروقی منسٹر صاحب نے
 اپنی بات پر زور دیتے ہوئے کہا۔
 "ٹھیک ہے جناب۔ میں بات کرتا ہوں۔" سر سلطان

نے کہا۔
 "آپ انہیں آمادہ کرنے کے بعد صدر مملکت صاحب سے
 بات کر لیں۔ ان کی آمادگی کے بعد صدر مملکت صاحب اقوام متحدہ
 کے جنرل سیکرٹری صاحب سے خصوصی بات چیت کر لیں گے
 فاروقی منسٹر فاروقی نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اور کچھ۔" سر سلطان نے کہا۔
 "او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔ خدا حافظ۔" فاروقی صاحب نے
 کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ سر سلطان نے ریسور
 رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر شدید جھنجھلاہٹ کے آثار نمایاں تھے
 کیونکہ فاروقی منسٹر صاحب نے یہ سوچے بغیر کہ اس قدر اہم اور
 خفیہ بات چیت پنی۔ اے کے ذریعے ہونے والے فون پر نہیں
 کی جاسکتی۔ ساری تفصیل کہہ ڈالی۔ اور اب سر سلطان سوچ
 رہے تھے کہ اس سلسلے میں پنی۔ اے سے کیا کہا جائے۔ ویسے
 تو پنی۔ اے انتہائی قابل اعتماد آدمی تھا۔ اور پروڈو کو ل کے
 مطابق فاروقی منسٹر سے ہونے والی گفتگو وہ نہ سننے کا پابند تھا۔

پہچانتا تھا۔

فون اُسے دے دو۔۔۔ سر سلطان نے کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد عمران کی آواز سنائی دی۔

”آداب عرض ہے۔ ادھر سوری۔ عرض تو چھوٹے ٹوکہتے ہیں۔ اور سلطان کے سامنے تو عرض نہیں چل سکتی۔ مگر اس کے انٹ میمر مطلب ہے جسے کو کیا کہتے ہیں مرض۔ میں مرض بھی تو جلنے میں لمبا وقت لیتا ہے۔ آداب مرض ہے۔ نہیں یہ بات کچھ بن نہیں رہی۔ ایک تو بچانے یہ لفظ کہاں چلے جاتے ہیں عین وقت پر یاد ہی نہیں آتے۔ لیکن یہ بھی تو مسئلہ ہے کہ دوچار لفظ ہوں تو آدمی یاد بھی رکھے۔ خواہ ہزاروں لاکھوں لفظ بنا کر رکھ دیتے ہیں۔

پوری لغت بھر دی ہے۔ اب آدمی کس کس لفظ کو یاد کرتا رہے۔ بہر حال آداب لمبا ہے۔ اب اس پر گزارا کر لیجئے۔ یا پھر خود ہی بتا دیجئے کہ یہاں کیا کہنا چاہیے۔“ عمران کی زبان واقعی اس قدر تیز رفتاری سے چل رہی تھی کہ سر سلطان باوجود کوشش کے درمیان میں بول ہی نہ سکے تھے۔

”میرے دفتر آج آد فوراً۔“ سر سلطان نے جھٹکے دار لہجے میں کہا۔ اور ریسور رکھ دیا۔ ان کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رنگ رہی تھی۔ انہیں معلوم تھا کہ اگر وہ ذرا بھی بات چیت بڑھا دیتے تو پھر دو گھنٹے سے پہلے یہ گفتگو کسی طرح بھی ختم نہ ہوتی۔ اور اب عمران خود ہی یہاں آجائے گا۔ چنانچہ ریسور رکھ کر انہوں نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے چیپراسی اندر داخل ہوا۔

رہ جاتے تھے۔ اور اس مشن کی نوعیت ایسی تھی کہ یہ مشن خالصتاً اے کے موڈ پر مشتمل تھا۔ ورنہ اُسے مجبور نہ کیا جاسکتا تھا کیونکہ اس مشن سے براہ راست پاکیشیا کا کوئی تعلق نہ تھا۔ کافی دیر تک سوچنے کے بعد انہوں نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا لیکن ریسور اٹھانے سے پہلے انہوں نے فون ہاکیس کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن پر پریس کر دیا۔ اس بٹن کے پریس ہونے کے بعد اب پی۔ اے کا درمیان فی رابطہ ختم ہو گیا تھا اور فون ڈائریکٹ ہو گیا تھا۔ سر سلطان عمران کی عادت جانتے تھے کہ اس نے بے گناہ کو اس کرکٹ پیسے۔ اور اچھی طرح انہیں نوج کرنے کے بعد کسی نتیجے پر پہنچا ہے۔ اس لئے وہ پی۔ اے کو درمیان سے علیحدہ کر دینا چاہتے تھے۔ اور ایسے بھی ہو سکتا ہے عمران فلیٹ پر موجود نہ ہو۔ اور انہیں دانش منزل فون کرنا پڑے۔ دانش منزل وہ ہمیشہ ڈائریکٹ فون ہی کیا کرتے تھے۔ پی۔ اے کے ممبر کو ایک ٹوکا مخصوص نمبر معلوم نہ تھا۔ انہوں نے ریسور اٹھا دیا اور ان کے فلیٹ کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”جی۔ کون صاحب ہیں۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

”سلیمان۔ عمران موجود ہے فلیٹ میں۔“ سر سلطان نے پوچھا۔

”جی صاحب۔“ دوسری طرف سے سلیمان کا لہجہ ایک سخت بے حد مؤدبانہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ سر سلطان کی آوا

”میں بہت ادا انتظار کر رہا ہوں۔ جلد ہی پہنچے۔ اسٹانڈیسی سیریس“
 سر سلطان نے خشک ہلچے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ایک بار
 پھر ریسیور رکھ دیا۔ ابھی انہیں ریسیور رکھے چند ہی لمحے گزرے ہوں
 گئے کریشلی فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

”اوہ۔ اوتار بار فون کے جارہے ہیں۔“ سر سلطان نے
 غصیلے ہلچے میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ریسیور اٹھا لیا۔
 ”یس۔“ سر سلطان نے انتہائی ناخوشگوار ہلچے میں کہا۔
 ”جناب صدر مملکت بات کرنا چاہتے ہیں۔“ دوسری طرف
 سے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔ اور سر سلطان چونک پڑے۔
 ”اوہ کراؤ بات۔“ سر سلطان نے کہا۔ اور پھر ایک لمحے
 بعد صدر مملکت کی مخصوص بھاری آواز ریسیور میں گونجی۔

”سر سلطان۔ فارمن منسٹر صاحب نے آپ کو کال کیلئے نمیبیا
 کے سلسلے میں۔“ صدر مملکت نے پوچھا۔
 ”یس سر۔“ ان سے بات ہوئی ہے سر۔“ سر سلطان
 نے انتہائی مؤدبانہ ہلچے میں کہا۔
 ”پھر آپ نے ایکسٹو سے بات کی ہے۔“ صدر مملکت
 نے پوچھا۔

”ابھی تفصیلی بات ہوئی ہے سر۔ میں ان سے رابطہ کر رہا ہوں“
 سر سلطان نے جواب دیا۔

”سر سلطان۔ یہ انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ اس سے پوری دنیا میں
 پاکیشیا کی عزت بڑھ جائے گی۔ اور ویسے بھی ہمیں اس سے مالی طور

”سنو۔ علی عمران آ رہے ہیں۔ اسے فوراً میرے پاس پہنچا دینا اور
 برگر اور کافی کا بھی کہہ دو۔“ سر سلطان نے چپڑاسی سے مخاطب ہو
 کر کہا۔ اور چپڑاسی سر جھکا کر واپس چلا گیا۔ سر سلطان دوبارہ فائل
 کو دیکھنے لگے۔ لیکن چند لمحوں تک ایسا کرنے کے بعد انہوں نے
 ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی۔ کیونکہ ان کے ذہن
 میں وہی ڈوگنوفاسٹرز دالامشن ہی گھوم رہا تھا۔ اس لئے فائل کی انہیں
 سمجھ ہی نہ آ رہی تھی۔ فائل اٹھا کر میز کی دراز میں رکھ کر انہوں نے
 تالا لگایا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے انہوں نے کمرے
 سے پشت لگا دی۔ اُسی لمحے کریشلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”یس۔“ سر سلطان نے ریسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔
 ”علی عمران صاحب کی کال ہے جناب۔“ دوسری طرف
 سے پی۔ اے نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ بات کر اؤ۔“ سر سلطان نے چونک کر کہا ان
 کے چہرے پر غصے کے آثار پھیلنے لگے تھے کہ عمران نے آنے کی
 بجائے پھر فون کر دیا ہے۔

”بج۔“ جناب میں عمران بول رہا ہوں۔ مجھے وہ لفظ یاد آ گیا
 ہے۔ بس آپ نے جیسے ہی ریسیور رکھا لفظ اچھل کر سامنے آ
 گیا۔ جیسے اسی انتظار میں چھپا بیٹھا تھا کہ آپ رابطہ ختم کریں تو وہ
 آئے۔ یقیناً وہ آپ کے شاہی رعب داب سے ڈرتا ہوگا۔ میں
 نے کہا آپ کو بتا دوں کہ اب آپ اسے تلاش نہ کرتے رہیں
 عمران کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

شدت سے بڑی طرح متما اٹھا تھا۔

”آپ واقفی سلطان ہیں، کم از کم ڈیڑھی ایسے بلینک چیک کبھی نہ دیتے۔ ویسے مجھے آپ کے اس بے پناہ غلو ص نے واقفی بے حد شرمندہ کر دیا ہے۔ آئی ایم سوری سر سلطان۔ آئندہ آپ کو شکایت نہ ہوگی۔ واقفی لوگ درست کہتے ہیں بھیک مانگنا بھی ایک نشہ ہوتا ہے۔ بس خود بخود اداکاری شروع ہو جاتی ہے۔“

عمران نے شرمندہ سے ہلچہ میں کہا۔ اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ سر سلطان کے اس بے پناہ غلو ص نے اُسے واقفی شرمندہ کر دیا ہے۔ ورنہ ظاہر ہے عمران جیسا انلی ڈھیٹ اتنی آسانی سے کہاں شرمندہ ہونے والا تھا۔

”دیکھ بیٹے۔ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم یہ سب کچھ مذاق میں کرتے ہو۔ اور یہ رئیس بھی تم اپنی ذات پر خیر نہیں کرتے۔ فلاجی کاموں میں خیر کرتے ہو۔ لیکن اس طرح کم از کم کسی کے سامنے تمہیں منہ تو ٹیٹھکا کرنا ہی پڑتا ہے۔ اور یہی بات ناقابلِ برداشت ہے۔“ سر سلطان نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”مطلب ہے منہ ٹیٹھکا کئے بغیر ایسا کرنا جائز ہے۔ چلو کچھ تو گنجائش نکل آئی۔“ ہاں اب فہمائے۔ آپ نے کیسے یاد کیا ہے۔“ عمران نے ہونٹ بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان نے ایک طویل سانس لیا۔

”عمران بیٹے۔ مجھے یقین ہے کہ تم میرا مان رکھ لو گے۔“

میں نے تمہیں ایک خاص بات کرنے کے لئے بلایا ہے۔ اور اس بات میں بھی میری عزت و وقار داؤ پر لگا ہوا ہے۔ میں نے پاکیشیا کے مفاد اور لاکھوں ستم رسیدہ حریت پسند دل کی خاطر وعدہ کر لیا ہے۔ اب تمہارا ہی مرضی، تم میری عزت رکھو یا نہ رکھو۔ بہر حال میں تمہیں مجبور تو نہیں کر سکتا۔“ سر سلطان نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”ٹھیک ہے سر سلطان۔ آج آپ کا دن ہے۔ آج آپ جو بھی حکم کریں گے اس کی تعمیل ہوگی۔ فرمائیے۔ کس مشن پر جانا ہے سیکرٹ سر دس نے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اس بار سر سلطان شرمندہ سی ہنسی منہ پر مجبور ہو گئے۔

”تم حقیقتاً بے حد ذمہ دار ہو۔ بہر حال میں تمہیں تفصیل بتاتا ہوں۔“ سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر انہوں نے فارن منسٹر رشید فاروقی کی کال اور صدر مملکت کی کال سمیت ساری تفصیلات کا ایک ایک لفظ بتا دیا۔ عمران یہ ساری تفصیل خاموشی سے بیٹھا سنتا رہا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار ابھر آئے تھے۔

”ہو بہہ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ اتنا امتحانہ کے سیکرٹری جنرل چاہتے ہیں کہ پاکیشیا سیکرٹ سر دس ڈوگو فائٹرز کے خلاف کام کر کے ان کا خاتمہ کر دیں۔ تاکہ بھنبیا میں طے شدہ منصوبے کے مطابق انتخابات ہو سکیں اور بھنبیا آزادی کا سورج دیکھ سکے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں یہی بات ہے مجھے معلوم ہے کہ اس معاملے سے پاکیشیا کا براہ راست کوئی تعلق نہیں ہے۔ لیکن بہر حال پاکیشیا آزادی پسند قوم ہے۔ اور حتی الامکان آزادی حاصل کرنے والی قوموں کی امداد دانا صحیح اور کھلے طور پر کتنی بہتر رہتی ہے اور اس بارے میں ہمیشہ ہمارا موقف دو ٹوک اور واضح رہا ہے۔ ہم نے اس معاملے میں بھی سپر پاورز سے اپنے مفادات کی بھی پروا نہیں کی اس لئے مجھے یقین تھا کہ تم ضرور آمادہ ہو جاؤ گے۔“ سر سلطان نے سر ہاتھ ہاتھ ہاتھ کہا۔

”ارے ارے۔ وہ آدمی تنخواہ والا سکوپ نہ ختم کر دیکھیے۔ ورنہ میں واقعی بھوکوں مر جاؤں گا۔ اور اگر ہو سکے تو ڈیڑھ کی آدھی تنخواہ بھی میری طرف سرکار دیا کریں۔ چلو وہ آدمی مل کر ایک پوری ہو جائے گی۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور سر سلطان قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”تم نے پھر وہی باتیں شروع کر دیں۔“ سر سلطان نے ہنستے ہوئے کہا۔

”ارے نہیں۔ وہ تو میں آپ کو وعدہ یاد دلایا تھا۔ بہر حال آپ صدر مملکت کو گرین گنجل دے دیں۔ اور ماں ایک بات اور ہے۔ میں نے کل شریاکے سسرال اس کی عید دینے جانے ہے اماں بی اس لئے تو ڈیڑھ کو ساتھ لے کر فلیٹ پر آئی تھیں۔ لیکن یہ مسند ایسا ہے کہ مجھے فوری طور پر دیا جانے کے انتظامات کرنے پڑیں گے کیونکہ یہ سارا علاقہ واقعی میرے لئے بالکل نیا ہے۔ اس لئے انتظامات میں کافی وقت لگے گا۔ اور اگر میں اس عید وغیرہ کے چکر میں الجھ گیا تو پھر مسند ٹیڑھا ہو جائے گا۔“ عمران نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔ میں خود جا کر بھابھی کو سمجھا دوں گا بلکہ اگر انہوں نے اجازت دی تو تمہاری جگہ میں خود ان کے ساتھ چلا جاؤں گا۔“ سر سلطان نے جلدی سے کہا۔

”پہلے آپ سچ بتائیں۔ کیا آپ نے واقعی وعدہ کر لیا ہے؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ غور سے سر سلطان کو دیکھ رہا تھا۔

”سچ پوچھتے ہو تو میں نے کوئی وعدہ نہیں کیا ہے۔ یہ بات تو میں نے اس لئے کر دی تھی کہ شاید تم میرے وعدے کا لحاظ کر کے آمادہ ہو جاؤ۔“ سر سلطان نے قدرے شرمندہ سے بوجھ میں کہا۔

”آپ جیسے بزرگوں کو جھوٹ سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اس سے اتنا بڑا عہدہ ذلیل ہو جاتا ہے۔ ویسے میں نے آپ کے حکم سے کبھی سرتابی کی ہے۔ یہ تو بس آپ کو بعض اوقات چھیرنے کو دل کہتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سر سلطان بے اعتدال ہنس پڑے۔

”فوری بدلہ چکانے میں تمہارا جواب نہیں ہے۔ بہر حال ٹھیکر

جیسے ان کے دل میں مسرت کی ایک تیز لہری دوڑتی چلی گئی ہو۔ عمران کی بطور ایکٹو اس عورت سے انہیں واقعی مسرت ہوئی تھی۔ کہ ملک کا سب سے با اختیار فرد بھی اس انتظار میں ہے کہ عمران مشن پر کام کر تلے یا نہیں۔ وہ کسی طرح بھی اپنا حکم نہ منوا سکتا تھا۔ "سر۔ میں نے جناب ایکٹو صاحب سے بات کر لی ہے۔ انہوں نے اس مشن کی نہ صرف حامی بھر لی ہے بلکہ انہوں نے فوری طور پر اس کے لئے تیاریوں کا بھی آغاز کر دیا ہے۔" سر سلطان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تھینک گاڈ۔ اب میں مکمل اطمینان کے ساتھ سیکرٹری جنرل سے بات کر سکتا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ اب بنیسیا کی آزادی میں پیدا ہونے والی یہ رکاوٹ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گی۔ آپ لائن پر ہی رہیں کیونکہ سیکرٹری جنرل صاحب نے کہا تھا کہ اگر ایکٹو اس مشن پر رضامند ہو تو وہ ذاتی طور پر انہیں ایسے پوائنٹس بتا سکتے ہیں جن سے مشن کے دوران انہیں فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ آپ جانتے تو ہیں کہ وہ بھی افریقی ہیں۔" صدر مملکت نے کہا۔

"یس۔ سر۔ میں یہیں دفتریں ہی موجود ہوں۔ آپ جس وقت چاہیں کال کر سکتے ہیں۔" سر سلطان نے کہا۔ اور دوسری طرف سے رابطہ ختم ہو جانے پر انہوں نے ریسیور رکھ دیا۔

"اور۔ کے۔ شاید قدرت کو اس میں ہی بہتری مقصود ہو۔ ورنہ میری زبان کا کچھ پتہ نہیں۔ ثریا کے سسرال میں جا کر چل پڑتی تو بنجانے کیا نتیجہ نکلتا۔ بہر حال اب مجھے اجازت دیجئے۔" عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"اللہ تمہاری اور تمہارے ساتھیوں کی حفاظت کرے۔" سر سلطان نے مخلصانہ لہجے میں کہا۔

ادھر ان شکریہ ادا کرتا ہوا تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے سے باہر نکل گیا۔ اور سر سلطان نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ انہیں معلوم تھا کہ اجنبی سرزمین میں جس مشن پر عمران جا رہا ہے۔ وہ کسی قدر دشمن اور مشکل مشن ہے۔ اس لئے ان کے منہ سے بے اختیار اس کے اور اس کے ساتھیوں کے لئے دعا نکل گئی تھی۔ وہ چند لمحے خاموش بیٹھ سوچتے رہے۔ پھر انہوں نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا۔

"صدر مملکت سے بات کر اؤ پیش منبر پر۔" سر سلطان نے پی۔ اے سے کہا۔ اور ریسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی۔ اور سر سلطان نے ریسیور اٹھالیا۔

"صدر صاحب سے بات کیجئے۔" پی۔ اے نے کہا۔ اور چند لمحوں بعد ریسیور پر صدر مملکت کی بھاری اور باوقار آواز گونجی۔

"یس۔ سر سلطان۔ کیا رپورٹ ہے۔" صدر مملکت کے لہجے سے اضطراب نمایاں تھا۔ اور سر سلطان کو یوں محسوس ہوا

سفاکی بنایاں تھی۔ اس کے جسم پر لائٹ کلر کا سوٹ تھا۔ آنکھوں پر گہرے سرخ رنگ کا چشمہ لگا ہوا تھا جس کا فریم سنہرے رنگ کا تھا۔ اس کے ایک دانت پر سونے کا خول چڑھا ہوا تھا جو سکرین سے آنے والی دھوپ کی وجہ سے چمک رہا تھا۔

جیپ جس سڑک پر دوڑ رہی تھی اس پر ٹریفک نہ ہونے کے برابر تھی۔ دونوں طرف دور دور تک ریت کے ٹیلے بکھرے ہوئے تھے۔ اور سڑک دھوپ میں چمکتی ہوئی اس ریت کے سمندر کے درمیان کسی سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی جا رہی تھی۔ کافی دور جا کر سڑک نے بہت شارٹ ٹرن لیا اور اس کے ساتھ ہی ایک چیک پوسٹ آگئی۔ یہ چیک پوسٹ سڑک کی ایک سائیڈ پر بنے ہوئے پختہ کمرے پر مشتمل تھی۔ سڑک کے درمیان لوہے کا بھاری راڈ لگا کر راستہ بند کر دیا گیا تھا۔ اور سڑک کے دونوں اطراف میں چار مسلح لیکن انتہائی مستعد فوجی کھڑے ہوئے تھے۔ موٹر سائیکل اور عیپوں کا یہ قافلہ چیک پوسٹ کے سامنے جا کر رک گیا۔ اور ایک مسلح فوجی تیزی سے چلتا ہوا سوٹ پہنے ہوئے آدمی کی طرف بڑھا۔

”شناخت کر ایس۔“ فوجی نے قدرے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور سوٹ پہنے ہوئے بلے توڑنگے آدمی نے ایک کارڈ جیب سے نکال کر فوجی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ کارڈ سنہرے رنگ کا تھا۔ لیکن وہ بالکل خالی تھا۔ فوجی کارڈ لے کر تیزی سے مڑا اور سائیڈ میں موجود اس کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ کمرے

دیرھیکلے فوجی جیپ جس کے سامنے سرخ رنگ کا ایک جھنڈا لہرا رہا تھا خاصی تیز رفتاری سے ایک چوڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی جا رہی تھی۔ اس جیپ کے آگے دو موٹر سائیکل سوار بطور پائلٹ جا رہے تھے۔ ان کے جسموں پر بھی فوجی وردی تھی۔ جیپ کے پچھلے حصے پر ایک فوجی بڑے مستعد انداز میں کھڑا تھا اور جیپ کے آگے کی طرف فٹ ایک بھاری مشین گن اس کے کاندھے سے لگی ہوئی تھی۔ یہ بھاری مشین گن اس طرح فٹ تھی کہ وہ انتہائی تیز رفتاری سے چاروں طرف گھوم کر فائرنگ کر سکتی تھی۔ اس جیپ کے عقبی طرف مسلح فوجیوں سے بھری ہوئی دو عیپیں تھیں۔ جھنڈے والی جیپ میں ڈرائیور کے ساتھ ایک بلے قند اور گھٹھے ہوئے جسم کا آدمی بٹلے اکڑے ہوئے انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہارے پربے پناہ درشتی اور

افریقین آرمی کا وہ مشہور جنرل جس کی شہرت پوری دنیا میں موجود تھی۔ اس کا شمار دنیا کے نامور جرنیلوں میں کیا جاتا تھا۔ یہ سادہ افریقین آرمی کے سیاہ و سفید کاٹاک تھا۔ اور یہ جنرل بارٹر کی ہی صلاحیتیں تھیں کہ ساؤتھ افریقین آرمی نہ صرف پورے ساؤتھ افریقہ بلکہ بمبیا اور ارد گرد کے ملکوں پر بھی دہشت بن کر چھائی ہوئی تھی۔ انگو لائیں کیوبن آرمی کا راستہ روکنے والا یہی جنرل بارٹر تھا۔ ورنہ اب تک ساؤتھ افریقہ بھی سفید فاموں کے ہاتھوں سے کب کا نکل چکا ہوتا۔ جنرل بارٹر کے چہرے کی ساخت بالکل جنگی گھوڑے جیسی تھی۔ اس کی آنکھوں پر نظر کا تھیں سانچہ تھا۔ سرد درمیان سے انڈے کے پھلنے کی طرح شفاف تھا۔ البتہ سائیڈوں پر بون کی طرح سفید بالوں کی جھلک موجود تھی۔ لیکن جنرل بارٹر کا جسم جوانوں سے بھی زیادہ ٹھوس اور مضبوط تھا۔ اور اس کے چہرے پر بے پناہ سفاکی جیسے ثبت ہو کر رہ گئی تھی۔

”کرنل ونیڈن سر۔“ سول ڈریس والے نے اندر پہنچے ہی چشمہ اتار کر جیب میں رکھتے ہوئے قدرے مودبانہ لہجے میں کہا۔

”جنرل بارٹر۔ اور یہ ہیں کرنل جوہم۔ اور کرنل ڈوجان۔“ جنرل بارٹر نے ہاتھ بٹھا کر کرنل ونیڈن سے مصافحہ کرتے ہوئے ہاتھ موجود دوسرے فوجیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”گھنٹہ ٹومیٹ یوسر۔“ کرنل ونیڈن نے ان سب کی

میں داخل ہونے کے چند منٹ بعد وہ واپس آیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس اس سوٹ والے کے پاس پہنچا۔

”او۔ کے ٹھیک یوسر“ اس بار فوجی کا ہوجے بعد مودبانہ تھا اس نے کارڈ واپس اس سوٹ والے کو دیا۔ اور ہاتھ سے راڈ اٹھانے کا اشارہ کیا۔ دوسرے راڈ اٹھا لیا گیا۔ اور یہ قاتل ایک بار پھر آگے بڑھنے لگا۔ کافی دور جانے کے بعد سرک کا احتتام ریت کے درمیان بنی ہوئی خاکی رنگ کی ایک بیرک بنا عمارت میں ہوا۔ وہاں یہ قافلہ رک گیا تو وہ سول ڈریس والا ہوا کہ جیب سے اتر آیا۔ اسی لمحے بیرک سے ایک فوجی باہر آیا اس نے بڑے متعدد انداز میں سول ڈریس والے کو سلام کیا۔

”آیتے سر۔ جنرل آپ کے منتظر ہیں۔“ فوجی نے کہا۔ اور مگر بیرک کی طرف بڑھ گیا۔ سول ڈریس والا ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا۔ وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے جس کے ایک کونے پر سیڑھیاں نیچے اتر رہی تھیں۔

”تشریف لے جاتے سر۔ جنرل صاحب پہلے کمرے میں ہی موجود ہیں۔“ فوجی نے سیڑھیوں کی سائیڈ میں رکتے ہوئے کہا۔ اور سول ڈریس والا ہلاتا ہوا تیزی سے سیڑھ اتر گیا۔ سیڑھیوں کا احتتام ایک اہر کمرے میں ہوا۔ یہ کمرہ دفتر کے سے انداز میں سجا ہوا تھا۔ وہاں مختلف عہدوں تین فوجی موجود تھے۔ جن میں سے ایک جنرل بارٹر تھا۔ ساؤ

چلتے ہوئے کہا۔ اس کے پہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔
 "ہاں۔ ایکیشیا سیکرٹ سروس"۔ جنرل بارٹرنے اُسے بغور
 دیکھتے ہوئے کہا۔

"آپ اس سلسلے میں کس قسم کی معلومات چاہتے ہیں۔ مجھے تو تصور
 بھی نہ تھا کہ آپ اس بارے میں پوچھیں گے۔" کرنل ونیڈن
 نے کہا۔

"کرنل ونیڈن۔ آپ ایکرمیا کی پیشل ایجنسی سے متعلق ہونے
 کے باوجود درپردہ اسرائیل کے ایجنٹ بھی ہیں۔ اس لئے مجھے آپ
 کے متعلق فحوصی طور پر سفارش کی گئی ہے۔ اس لئے میں نے آپ کو
 یہاں بلوا لیا ہے۔ میں آپ کو مفقہ طور پر واقعات بتا دیتا ہوں۔ اس
 کے بعد آپ کھل کر بتائیں کہ اس سلسلے میں آپ ہماری کیا مدد کر
 سکتے ہیں۔" جنرل بارٹرنے کہا۔

"آپ فرمائیں سر۔ ساؤتھ افریقہ کے ساتھ ہم یہودیوں کے
 گہرے مفادات وابستہ ہیں۔ اس لئے مجھ سے جو کچھ بھی ممکن ہو
 سکامیں کروں گا۔" کرنل ونیڈن نے بڑے ٹھوس لہجے میں
 کہا۔

"کرنل ونیڈن۔ ساؤتھ افریقہ کی نوآبادی بنیمیا میں اقوام متحدہ
 کے تحت کچھ عرصہ بعد انتخابات ہو رہے ہیں۔ اور سب کو یقین ہے
 کہ ان انتخابات کے نتیجے میں بنیمیا کی گوریلہ تنظیم کو ابو بھارمی
 اکثریت سے کامیاب ہو جائے گی۔ اس طرح بنیمیا ساؤتھ افریقہ
 کے قبضے سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جب کہ ہم

عرف دیکھ کر سہملا تے ہوئے کہا۔

"تھینک یو کرنل ونیڈن۔ اب یہ رسمی تعارف ختم ہو گیا۔ اب
 ہم بے تکلفانہ فضا میں گفتگو کریں گے۔" جنرل بارٹرنے
 مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کی مسکراہٹ ایسی تھی جیسے کوئی
 بھوکا بچہ بیابان باری کے دوران طویل عرصے تک بھوکا رہنے
 کے بعد شکاک کو دیکھ کر دانت نکوس رہا ہو۔

"تھینک یو سر۔" اس بار کرنل ونیڈن نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سب صوفوں پر ایک دوسرے کے آٹنے
 سامنے بیٹھ گئے۔ ان کے درمیان ایک مستطیل سی میز رکھی
 ہوئی تھی۔

"کرنل ونیڈن۔ آپ کا تعلق ایکرمیا کی پیشل ایجنسی سے
 ہے۔ درست ہے۔" جنرل بارٹرنے کہا۔

"جی ہاں۔ درست ہے۔" کرنل ونیڈن نے اثبات پر
 سہملا تے ہوئے کہا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ ایک باکمال اور باصلاحیت سیکرٹ
 ایجنٹ ہیں۔ اور آپ کا ریکارڈ اس بارے میں شاندار ہے۔"
 جنرل بارٹرنے کہا۔ اور کرنل ونیڈن دھیرے سے مسکرا دیا لیکن
 اس نے کوئی جواب نہ دیا۔

"آپ کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق کچھ معلومات حاصل
 ہیں۔" جنرل بارٹرنے کہا۔
 "پاکیشیا سیکرٹ سروس۔" کرنل ونیڈن نے ہونٹ

اس تنظیم کے خاتمے کیلئے ایشیہ کے ایک پس ماندہ ملک پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کی خدمات مستعدی میں جب ہمیں یہ اطلاع ملی تو ہم نے حد حیران ہوئے چنانچہ ہم نے اپنے ذرائع سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق معلومات حاصل کیں تو ہمیں یہ معلوم کر کے انتہائی حیرت ہوئی کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس وقت پوری دنیا کی سیکرٹ سروسز میں سب سے تیز فعال اور انتہائی خطرناک سروس ہے حتیٰ کہ اسرائیل جیسی حکومت بھی اس کا نام سن کر کانپ اٹھتی ہے اور یہ پاورز بھی اس سے دہشت زدہ رہتی ہیں۔ اس کے کارناموں کا اس قدر طویل ریکارڈ موجود ہے کہ اگر انتہائی مختصر ذرائع سے یہ معلومات نہ ملی ہوتیں تو کم از کم میں دس بارہ کرکے بھی اس پر یقین نہ کرتا۔ لیکن یہ ذرائع ایسے ہیں کہ مجھے ان کی بات پر یقین کرنا ہی پڑتا ہے اس سے ایسا بات اور بھی صاف ہو جاتی ہے کہ اقوام متحدہ کے ایکٹو ریزی جنرل نے کیوں تمام دنیا کے ملکوں کو چھوڑ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کی خدمات حاصل کرنا ضروری سمجھا۔ اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس نے ڈوگو فاسٹر کے خاتمے کا مشن قبول کر لیا ہے۔ چنانچہ اس پر میں نے اس پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا مشن چاک آؤٹ کیا۔ لیکن ہمارے لئے سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی جاسوسی نہیں جانتا۔ ہم ڈائریکٹ ایکشن کے عادی ہیں۔ چنانچہ اس پر ہمیں کسی ایسے آدمی کی ضرورت پڑی جو انہیں کسی نہ کسی طرح ٹریس کر سکتا ہو۔ ایک بار وہ ٹریس ہو جائیں تو پھر ہم ان کی قبریں جلہ ہتیا کر لیں گے۔ اس پر ہمیں آپ کے

ایسا بگڑ نہیں چاہتے۔ کیونکہ ساؤتھ افریقہ کی طرح مینیڈیا میں انتہائی قیمتی معدنیات نکل رہی ہیں۔ اس لئے ہم اس علاقے کو کسی طرح اپنے پیچھے سے آزاد ہونا دیکھتے برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن اقوام متحدہ کے دباؤ کی وجہ سے ہماری حکومت بے بس ہو چکی ہے۔ بہر حال ہم نے اپنے طور پر ان انتخابات کو سبوتاژ کرنے کے لئے ایک پلاننگ بنائی ہے۔ ہم نے ایک ایسی خفیہ تنظیم بنائی ہے جس کا کوڈ نام ڈوگو فاسٹر ہے۔ یہ تنظیم میری سرپرستی میں بن رہی ہے۔ اس تنظیم کی مدد سے ہم نے پلاننگ کی ہے کہ پورے مینیڈیا میں قتل و غارت گری کا ایسا طوفان برپا کر دیں گے کہ وہاں انتخاب کا انعقاد فوری طور پر کم از کم ناممکن ہو جائے گا۔ اس طرح اقوام متحدہ نے اس سلسلے میں جو تاریخ مقرر کی ہے وہ ٹل جائے گی۔ بعد میں نئی تاریخ طے ہونے میں طویل عرصہ لگ سکتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ڈوگو فاسٹر کا یہ کام بھی ہو گا کہ وہ باغی تنظیم کو ابو کے سرکردہ اذ کو بھی قتل کر دے اور ان کے ٹھکانوں کو تباہ و برباد کر دے۔ لیکن یہ تنظیم ابھی قائم ہونے کے پروسس سے گزر رہی ہے۔ ابھی اسے فیلڈ میں آنے کے لئے کچھ وقت چاہیے۔ کیونکہ ہم چاہتے ہیں کہ جب یہ فیلڈ میں آئے تو دہشت ناک طوفان کی طرح مینیڈیا پر ٹوٹ پڑے لیکن ہمیں ایک اطلاع ایسی ملی ہے جس سے ہمیں بے حد تشویش ہو رہی ہے۔ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل افریقی ہیں ہمیں اطلاع ملی ہے کہ کسی خفیہ ذریعے سے ان کو ڈوگو فاسٹر کے متعلق اطلاع پہنچ چکی ہیں۔ اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ انہوں نے

”جی ہاں۔ میں بھی اسی عمران کی بات کر رہا ہوں۔ اُسے اگر تلاش کر لیا جائے تو پھر سمجھنے کے پوری سیکرٹ سروس ہمارے ہتھی میں ہوگی۔“ کرنل ڈسٹین نے کہا۔

”اس کی کوئی تصویر ہمیں نہیں مل سکی۔ اس لئے اگر آپ نے اس کی کوئی تصویر دیکھی ہو تو آپ اس کا خاکہ بنا دیں تاکہ اس سے مشین کے ذریعے تصویر بنا کر پورے ملک میں فوج کے حوالے کر دیا جائے“ جنرل بارٹرن نے کہا۔

”اس سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ شخص میک اپ کا

”جنرل“ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے متعلق میری معلومات صرف فائلوں تک محدود ہیں۔ میرا کبھی براہ راست ان سے ٹھکراؤ نہیں ہوا۔ اتنا معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا چیف اور اس کے ممبر رخصتہ رہتے ہیں۔ وہ کبھی کسی کے سامنے نہیں آتے اگر آتے بھی ہوں گے تو میک اپ میں۔ ذاتی طور پر انہیں کوئی نہیں جانتا۔ البتہ ایک آدمی ایسا ہے جو ہر وقت عام آدمیوں کی طرح سامنے دیکھتا ہے۔ اور رپورٹ یہی ہے کہ وہ سیکرٹ سروس کا ممبر بھی نہیں ہے۔ لیکن جب بھی سیکرٹ سروس کسی ہم پر جاتی ہے تو ہمیشہ

ان کے کاغذات بھی اصل تھے۔ وہ دونوں گومیک اپ میں تھے۔ لیکن عمران نے میک اپ میں اپنے فن کا پوری طرح مظاہرہ کیا تھا۔ اور اُسے یقین تھا کہ دنیا کا جدید ترین میک اپ ڈائمر بھی اُس میک اپ کو چیک نہ کر سکے گا۔ ٹائیگر کے کاندھے سے ایک کیمرو بھی لٹکا ہوا تھا۔ ان کے ساتھ چند ایکزمین سیاح بھی تھے۔ جہاز کی میٹریاں اترنے کے بعد انہیں ایک منی بس میں سوار کرایا گیا۔ اور پھر یہ منی بس ایک سائٹ پر موجود کمرے کے دروازے کے سامنے جا کر رک گئی۔ دروازے کے باہر دو مسلح فوجی موجود تھے۔

"اے۔ یہ کیمرو یہاں رکھ دو۔ اسلحہ کی چیکنگ ہوگی۔" ایک مسلح فوجی نے بڑے سخت لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل لمے بومسٹر۔ لیکن خیال رکھنا یہ بے حد قیمتی ہے۔ اس نقصان نہ پہنچ جائے۔" ٹائیگر نے ایکزمین لہجے میں منہ بکاؤ بھرا کلمات کہتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے کیمرو کاندھے سے اتار کر بڑے اطمینان سے اس فوجی کے حوالے کر دیا۔

"میں نے تمہیں کتنی بار سمجھایا ہے میک کہ اتنا قیمتی کیمرو ساتھ نہ رکھا کرو۔ لیکن تمہیں پتہ نہیں کیا مصیبت ہے کہ قیمتی سے قیمتی کیمرو کے علاوہ تمہاری نظر کسی اور پر پھٹتی ہی نہیں۔" ساتھ کھڑے عمران نے ٹائیگر کو اس طرح جھاڑتے ہوئے کہا جیسے وہ بڑا تھک مزاج آدمی ہو۔

ساؤتھ افریقہ کے دار الحکومت جوہنبرگ کا بین الاقوامی ایئرپورٹ باوجود بے حد خوب صورت، وسیع اور فراخ ہونے کے اس روایتی چمکا گہنی سے یکسر محروم تھا جو عام طور پر اس قسم کی بین الاقوامی ایئرپورٹس پر دیکھنے میں آتی ہے۔ ایئرپورٹ پر بہ طرف غامکی وردی جن پر سبز رنگ کی ٹیڑھی میٹر بھی دھاریاں بنی ہوئی تھیں بلوئس مشین گنوں سے مسلح فوجیوں کی اس قدر کثرت تھی کہ یوں لگتا تھا کہ جیسے یہ سول ایئرپورٹ کی بجائے کوئی فوجی ایئرپورٹ یا اڈہ ہو۔ ایکرمیل سے آنے والے اس جہاز سے اتارنے والے مسافر بھی سب سے ہلکے تھے۔ عمران اور ٹائیگر بھی اس جہاز سے ہی ایکرمیل سے جوہنبرگ آئے تھے۔ وہ دونوں ایکرمیل جرنلسٹوں کے روپ میں تھے۔ ان کی جیبوں میں ایکرمیل کے سب سے مشہور اخبار ڈیلی نیوز کے سپیشل رپورٹرز کے کارڈ موجود تھے۔

غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے سے کنٹوپ اتار لیا گیا۔

”او۔ کے۔ جاؤ۔“ اس فوجی نے کہا۔ اور عمران واپس دروازے کی طرف مڑ گیا۔ جب وہ کیبن سے باہر آیا تو ایک کیبن سے ٹائیکر بھی باہر آ گیا۔ جو لوگ میک اپ چیکنگ سے فارغ ہو کر باہر نکل رہے تھے۔ فوجی انہیں ایک اور دروازے کی طرف جانے کا کہہ رہے تھے۔ عمران اور ٹائیکر بھی خاموشی سے اس دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ دروازے کی دوسری طرف ایک بڑا سا مال تھا۔ جس میں ایک بڑا سا کاؤنٹر تھا جس کے پیچھے دو مسلح فوجی بیٹھے ہوئے تھے۔ دونوں ایک دوسرے سے قدرے مہٹ کر کھڑے تھے۔ یہ دونوں فوجی کاغذات کی چیکنگ کر رہے تھے۔ دونوں کے سامنے مسافر قطار بنا کر کھڑے تھے۔ عمران اور ٹائیکر آگے پیچھے ایک ہی قطار میں کھڑے ہو گئے۔ ان کے آگے ایک موٹی سی عورت کھڑی تھی۔ جس کے کاغذات کی چیکنگ ہو رہی تھی۔ اور فوجی اس طرح اس سے سوال جواب کر رہا تھا جیسے کوئی وکیل کسی طرم پر جرح کرنا ہے۔ کافی دیر بعد اس نے اس کے کاغذات پر مہرین لگائیں اور موٹی عورت نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس کے ہاتھ سے کاغذات چھپٹے اور جلدی سے سائید پر مہٹ گئی۔ عمران نے آگے بڑھ کر اپنے اور ٹائیکر دونوں کے کاغذات کھڑکی میں سے اس فوجی کی طرف بڑھا دیئے۔

”تم بھی کمال کرتے ہو۔ جبکہ۔ ذرا تصویر ملکی ہو تو وہ تیار انوز ایڈیٹر مجھ پر آنکھیں نکالنے لگتا ہے۔“ ٹائیکر نے بھی جگڑے ہوئے ہاتھ میں کہا۔

”اچھا۔ یہ بھگتو۔ دیکھنا چیکنگ کے بعد اس میں سرے سے تصویر ہی نہیں آئے گی۔ سر کو کمر ونا پھر۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور آگے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر جھلاہٹ پوری طرح سوار تھی۔

”یہ کیمرہ۔ بس ہو گئی چیکنگ۔“ اس مسلح فوجی نے مسکراتے ہوئے کیمرہ واپس ٹائیکر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ وہ بڑے اطمینان سے کھڑا ان دونوں کی باتیں سن رہا تھا۔

”اوہ تعینک یو سر تعینک یو۔ آپ نے مجھے میرے پاگل ریکو جیسے نیوز ایڈیٹر سے سچایا ہے۔“ ٹائیکر نے بڑے شکرانہ انداز میں کہا۔ اور کیمرہ اس کے ہاتھ سے لیتا ہوا عمران کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اندر بڑے سے کمرے میں جا کیبن سے بنے ہوئے تھے۔ ہر مسافر کو ایک ایک کیبن میں بھیجا جا رہا تھا۔ عمران ایک کیبن میں داخل ہوا تو اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کیونکہ کیبن میں ایک جدید طرز کا میک اپ واش موجود تھا۔ کیبن کے اندر دو مسلح فوجی موجود تھے۔ ان میں سے ایک نے ایک کنٹوپ عمران کے چہرے اٹھ کر دن پر چڑھا کر تسمہ باندھا۔ اور پھر میک اپ واش کر باٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے کنٹوپ میں ہلکے نیلے رنگ کا دھواں ایک لمحے کے لئے بھر اور دوسرے لمحے

چمبیس کا دوڑتے دوڑتے انٹرڈایا تھا۔ اور میں اس سے دو قدم آگے ہی رہا تھا۔ — "عمر ان نے ہٹھلایے ہوئے بلجے میں کہا۔ "تم واقعی بہت باتیں کرتے ہو۔ بہر حال چیف تمہیں اچھا سبق دے گا۔ ادھر آؤ۔ ادھر کمرے کی طرف۔" فوجی سیانی نے بڑے غصیلے بلجے میں کہا۔ اور پھر وہ ان دونوں کو لے کر ایک کمرے میں داخل ہو گیا۔ جس میں ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک اپنی نشست کی کرسی موجود تھی۔ لیکن کرسی خالی تھی۔ جب کہ ایک لمبا ٹانگا فوجی جس کے کانھوں پر میجر رینک کے نشانات موجود تھے دروازے کے قریب کھل رہا تھا۔ اس کے چہرے پر واقعی انتہائی سخت گیری کے آثار موجود تھے۔ ان دونوں کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ چونک کر ان کی طرف مڑا۔

"کیا بات ہے۔ کون ہیں یہ۔" — میجر نے ساتھ آنے والے
پیارے سے مخاطب ہو کر انتہائی گریخت باجی میں کہا۔

”کارٹر نے بھیجا ہے۔ یہ اس سے الجھ پڑے ہیں۔۔۔ سیاسی
 نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذات میجر کی طرف بڑھاتے ہوئے
 کہا۔ میجر نے ایک لمحے کے لئے غور سے عمران اور ٹائیگر کی طرف
 دیکھا اور پھر فوجی کے ہاتھ سے کاغذات لے کر انہیں غور سے
 دیکھنے لگا۔ فوجی دو قدم پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

تو تم جو نلسٹ ہو۔ ڈیلی نیوز کے پیشل رپورٹرز۔ میجر نے
مراٹھا کو مران کی طرف دیکھتے ہوئے قدمے کوخت لہجے میں

”ہم جو سنٹ میں بھائی۔ اس لئے ذرا جرح کم کرنا۔“ عمران نے تنک بھرے لہجے میں کہا۔
”کیا کرنے آئے ہو یہاں؟“ فوجی نے غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔
”جو نلزم کے سلسلے میں آئے ہیں اور یہاں ہم لے راک اینڈ ردل ڈانس کرنا ہے۔“ عمران کا لہجہ بے حد جھلایا ہوا تھا۔
”پہلی بار آرہے ہو؟“ فوجی نے مونٹ جباتے ہوئے پوچھا اس کے چہرے پر ہنس کے غصے کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔
”نہیں۔ ہم پیدا ہی یہیں ہوئے تھے۔ بشرطیکہ یہ ایکرمیکا کی ریاست مچکت ہو۔ بھائی کا غذات میں سب درج ہے۔ پڑھ لو۔“ عمران کا لہجہ بے حد جڑ جڑا تھا۔

فوجی نے سائینڈ پکھڑے ایک فوجی کو اشارہ کیا تو وہ فوجی کبھی
 کی سی تیزی سے چلتا ہوا ان کے قریب آ گیا۔
 "ان کو چیف کے پاس لے جاؤ۔ یہ کچھ ضرورت سے زیادہ ہی
 جرنلسٹ بن گئے ہیں۔ جاؤ۔" اس فوجی نے کاغذات بغیر مہر
 لگائے اس فوجی کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔
 "آؤ میرے ساتھ۔ اور سنو۔ اگر بھاگنے کی کوشش کی تو گولیوں
 سے بھون دیتے جاؤ گے۔" دوسرے فوجی نے انتہائی کم خند
 لہے میں کہا۔

”سیموں ہم بھاگیں گے کیوں۔ ویسے اگر تمہیں اپنے متعلق کوئی غلط فہمی ہو تو مجھ سے ریس لگا لو۔ میں نے ورلڈ ریس کے

کھڑا تھا۔ عمران چونکہ مکمل انتظام کر کے آیا تھا۔ اس لئے وہ مطمئن بیٹھا ہوا تھا۔

میجر یورد نے کاغذات سامنے میز پر رکھ کر ان پر پیرویٹ رکھا۔ اور پھر پانس پڑا ہوا ٹیلی فون اٹھا کر اس نے نمبر پر ایس کا رنلے شروع کر دیئے۔

”میجر یورد چیف آف جوہنبرگ ایر پورٹ پیکنگ“۔۔۔
میجر یورد نے ٹکٹ مانہ لہجے میں کہا۔ چونکہ عمران اور ٹائیکو اس کی کسی سے کافی دور بیٹھ تھے۔ اس لئے دوسری طرف سے بولنے والے کی آواز ان تک نہ پہنچ سکتی تھی۔

”یہاں ابھی فلائٹ سے آپ کے دو پیشل رپورٹر آئے ہیں ان میں سے ایک کا نام جیک اور دوسرے کا نام میک ہے۔ میک کے پاس کچھ بھی ہے۔ اور اس کے کاغذات میں اُسے پیشل پانس نوٹ کر افر دیکھا گیا ہے کیا یہ دونوں باقاعدہ اجازت نامے لے آئے ہیں۔“۔۔۔ میجر یورد کا اچھا اس بار خاصا نرم تھا پھر وہ دوسری طرف سے بات سنتا رہا۔

”دیکھیے یہاں ہنگامی حالات کی وجہ سے انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی ہے۔ میں ان دونوں کے حلیے بتا دیتا ہوں۔ آپ کانفرم کر لیں تاکہ میری تسلی ہو جائے۔“۔۔۔ میجر یورد کا اچھا پہلے سے ہادہ نرم پڑ گیا تھا۔ دوسری طرف سے کافی دیر تک کچھ کہا جاتا رہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ بالکل ہی حلیے ہیں۔ تھینک یوس۔ اب

”شک ہے۔ جوہنبرگ میں کوئی بڑھا کھٹا آدمی تو ملا۔ ورنہ میرا تو خیال تھا یہاں سارے ان پڑھ رہتے ہیں۔ سب کچھ کاغذات پر لکھا ہوا ہے۔ لیکن وہ کاؤنٹر پر بیٹھا اتمق یہ بات سمجھ سے پوچھ رہا تھا۔“۔۔۔ عمران نے اُسی طرح جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”کیا۔ کیا تم میرے آدمی کو احمق کہہ رہے ہو اور وہ بھی میجر یورد کے سامنے۔“۔۔۔ میجر نے غصے سے چیخے ہوئے کہا۔
”سنو میجر یورد۔ میں ایکریمیا کے سب سے بڑے اجناس کے رپورٹروں۔ سمجھ۔ میرے تعلقات جہاں ایکریمیا کے صدر سے ہیں۔ وہاں تمہارے جنرل بارٹر سے بھی ہیں۔ سمجھ۔ اس لئے میرے سامنے آنکھیں نکال کر بات کرنے کی کوشش نہ کرنا اب تک میں خاموش ہوں ورنہ میرے مکھ ہوئے چند الفاظ تمہارے کانہوں پر گئے ہوتے یہ بیچ اتار سکتے ہیں۔ سمجھ۔۔۔ ہم ساتھ افریقہ میں آئے ہیں یا کسی جیل غلے میں۔ یہاں ہم اس طرح قدم قدم پر سلوک کیا جا رہا ہے۔ جیسے ہم منشیات بیچے ہوئے پکڑے گئے ہوں۔“۔۔۔ عمران کی جھلاہٹ پورے عود پر کھتی۔

”ہونہ۔ ٹھیک ہے۔ بیٹھو۔ ابھی میں چیک کرتا ہوں۔“۔۔۔ میجر یورد نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔ لیکن بہر حال اس کا بلا پہلے سے نرم تھا۔ اور خود وہ کاغذات اٹھائے میز کی سائیڈ پر گھوم کر اونچی نشست والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ عمران اور ٹائیکو سامنے صوفے پر بیٹھ گئے۔ جب کہ وہ فوجی خاموشی سے ایک د

”اُسی لمحے دروازہ کھلا اور وہی فوجی اندر داخل ہوا۔
”سر، ہمیں لگ رہی ہیں۔“ فوجی نے مودبانہ انداز میں
کہا اور کاغذات میجر کی طرف بڑھا دیئے۔

”ٹھیک ہے۔ آف دی ریکارڈ ہی ہے۔ ویسے بھی میرا کمرہ رپورٹری سے کوئی تعلق نہیں۔ میں تو عالمی شخصیات کے انٹرویو

”اچھا، ہوگا ہمیں کیا۔ اور کے۔ تھینک یو میجر یورو۔“
 عمران نے آدھی پی ہوئی بوتل میز پر رکھ کر اٹھتے ہوئے کہا۔ اور
 ٹائیگر جو اس دوران مکمل طور پر خاموش رہا ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا۔
 ”البتہ ایک درخواست ہے۔ آپ جزل بارٹر سے میری شکایت
 نہ کریں وہ بہت سخت آدمی ہیں۔“ میجر یورو نے کہا۔
 ”ارے نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔“ عمران نے کہا اور
 دروازے کی طرف مڑ گیا۔

باہر آکر وہ ایئر پورٹ بلڈنگ سے باہر آئے۔ یہاں ایک طرف
 ٹیکسی سٹینڈ تو موجود تھا۔ لیکن وہاں صرف دو ٹیکسیاں ہی کھڑی تھیں
 باقی جگہ خالی تھی۔

”میرا اندازہ درست نکلا۔ ہمارے متعلق اطلاع یہاں پہلے ہی
 پہنچ چکی ہے۔“ عمران نے ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھتے ہوئے
 کہا اور ٹائیگر نے کوئی جواب دینے کی بجائے سر ہلادیا۔
 ”ہوٹل فائو سٹار۔“ عمران نے ٹیکسی کار دروازہ کھول کر
 فرنٹ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

ٹائیگر خاموشی سے کھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بغیر
 کوئی جواب دینے میٹر ڈاؤن کیا اور گاڑی آگے بڑھا دی۔ پھر
 مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد ٹیکسی ایک درمیلے درجے
 کے ہوٹل کے کیاؤنڈ میں مڑ گئی۔ عمران نیچے اترا۔ اس نے ٹوہ
 نکالا اور میٹر دیکھ کر ایک نوٹ بٹوے سے نکال کر ٹیکسی ڈرائیور
 کی طرف بڑھا دیا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے خاموشی سے نوٹ لیا۔ جب

”اچھا ٹیکس ہے۔ سنو۔ دو کوک لے آؤ۔ یہ معزز لوگ ہیں
 جاؤ۔“ میجر نے کمرخت ہلچے میں کہا۔ اور فوجی سر ہلاتا ہوا
 واپس چلا گیا۔
 ”لیکن کیا وہ ایجنٹ جن ہیں یا بھوت کہ بغیر کاغذات کے
 جو ہنبرگ آجائیں گے۔ بھائی کاغذات چیک کر لو اور بات ختم۔
 عمران نے کہا۔

”جی نہیں۔ وہ ایجنٹ میک اپ کے ماہر بتائے گئے ہیں
 اور کاغذات تو اقل بھی بن سکتے ہیں۔“ میجر یورو نے کہا۔
 ”تب تو ہو گئی چیکنگ۔ آخر تم کیا کرو گے۔“ عمران نے
 جھلاتے ہوئے ہلچے میں کہا۔

”نگرانہ۔ اور کیا کر سکتے ہیں۔ بہر حال میری ڈیوٹی تو یہاں ایئر پورٹ
 تک ہی ہے۔ باقی شہر والے جانیں اور ان کا کام۔“ میجر یورو
 نے کہا۔ اسی لمحے فوجی اندر داخل ہوا۔ اس کے ماتھے میں نشانیہ
 میں لپیٹی ہوئی کوک کی دو بوتلیں تھیں۔ اس نے ایک ایک بوتل عمران
 اور ٹائیگر کے سامنے رکھ دی۔

”لیجئے۔“ میجر یورو نے کہا۔
 ”شکر یہ میجر یورو۔ یہ کرنل ونیٹن کہاں پائے جاتے ہیں۔“
 عمران نے بوتل سپ کرتے ہوئے پوچھا۔
 ”کرنل ڈوجان کے دفتر میں ان کا مہینہ کوارٹر ہے اور کرنل ڈوجا
 کا دفتر پھرتی پھرتی چھاؤنی کے اندر ہے۔“ میجر یورو نے
 جواب دیتے ہوئے کہا۔

نہرے میں پہنچ چکے تھے۔ کمرہ خاصا آرام دہ تھا۔ عمران نے دروازہ بند کیا۔

”لو بھئی میک۔ اب بیٹھ کر پلاننگ کرو کہ یہاں کا تازہ ترین سیاسی فیچر کس طرح بن سکتا ہے۔“ عمران نے ایک آرام کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے جبکہ۔ سیاسی فیچر بغیر جنرل بارڈر کے انٹرویو کے مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے پہلے تو جنرل بارڈر کے انٹرویو کا انتظام کیا جائے۔ پھر کچھ اور سوچا جائے گا۔“ ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جنرل بارڈر سے انٹرویو کا وقت کس کے ذریعے لیا جائے یہی بات میں سارے رات سوچتا آیا ہوں۔ میرا خیال ہے یہاں کے مشہور ریورٹرمجان سمٹھ سے بات کی جائے۔ وہ ہمارا ہمیشہ ور بھائی ہے۔ وہ ضرور ہماری مدد کرے گا۔“ عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا ہوا ٹیلی فون اپنی طرف کھسکا لیا۔

”بالکل۔ لیکن یہ بھی تو سوچ سکتے ہو کہ ہمارے اخبار سے پہلے انٹرویو چھاپ لے۔ پھر تو ہمارا ایڈیٹر یا چل ریچھ کی طرح ہم پر چڑھ دوڑے گا۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔

”اے احمق ہو گئے ہو۔ جو انٹرویو جب تک نے لکھنا ہے وہ جان سمٹھ دس بار مکر بھی نہیں لکھ سکتا۔“ عمران نے جھلٹے ہوئے ہلچے میں کہا اور ریورٹرمجان لکھا لیا۔

سے بھایا نکالا اور گن کمرہ عمران کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

”آؤ میک۔“ عمران نے اتر کر پیچھے کھڑے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔ اور پھر وہ اطمینان سے چلتے ہوئے ہوٹل کے اندر کاؤنٹر پر پہنچ گئے۔ ہوٹل میں سارے سفید فام لوگ موجود تھے۔ البتہ سوئٹیر اور اس قسم کا کام کرنے والے سیاہ فام تھے جو بڑے بچے ہوئے اور خوف زدہ سے لگ رہے تھے۔

”ایک ڈبل سیٹ۔“ عمران نے کاغذات کاؤنٹر پر کھڑی خوب صورت سفید فام لڑکی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”تکتنے دنوں کے لئے۔“ لڑکی نے کاغذات کھول کر غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایک ہفتہ۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔ اور لڑکی نے رجسٹر میں کاغذات دیکھ کر اندراج کرنا شروع کر دیا۔

”سو ڈالر۔“ لڑکی نے اندراجات کرنے کے بعد کاغذات واپس عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ایک بار

پھر بڑھ نکالا اور سو ڈالر کا نوٹ نکال کر لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔ لڑکی

نے کین مشین پر رسید بنائی اور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے

عقب میں گئے کی بورڈ سے ایک چابی نکال کر رسید اور چابی

عمران کی طرف بڑھا دی۔

”یہ لیجئے۔ کمرہ نمبر بارہ۔ تیسری منزل۔“ لڑکی نے کہا۔

”شکریہ۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور چابی اور رسید لے کر وہ لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ چند لمحوں بعد وہ

”یہ دیرا جو کون ہے۔ میں نے پہلے تو اس کا نام نہیں سنا۔“
ٹائیگر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بڑی خوب صورت لڑکی ہے۔ جرنلسٹ نہ ہوتی تو یقیناً حسینہ عالم ہوتی۔ بس مقدر خراب کہ صفائی بن گئی۔ اب زبردستی آنکھوں پر موٹے شیشوں کی عینک چڑھانے رکھتی ہے۔ کراکمر پور پور ہے۔ پتہ ہے کس نے بتایا ہے مجھے اس کے متعلق۔ وہ فیچر اسٹریٹس ناں ڈیوڈ آرنلڈ اس نے بتایا تھا۔ وہ تو پاگل ہے اس پر اس کے پاس کسی فوٹو میں اس کے۔ دیسے یا ایک بات ہے لڑکی ہے زبردست۔“

— عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر ہنس پڑا۔
”اوسے پھر تو ضرور اس سے ملا جائے اور کچھ نہیں تو چند اچھے پوزہ ہی مل جائیں گے۔“ ٹائیگر نے کہا۔

”تمہیں تو بس پوزوں کی پڑی رہتی ہے۔ تمہیں تو چڑیل بھی نظر آجائے تو سمجھتے ڈرنے کے تم اس کے پوزہ بنانے شروع کر دو گے۔ اوسے کیا دکھا ہے بے جان تصویروں میں حقیقت حقیقت ہوتی ہے مسٹر میک۔“ عمران نے تین لہجے میں کہا۔

”مجھے تو جو لطف تصویر دیتی ہے۔ وہ حقیقت دے ہی نہیں سکتی۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی بات کر تا پہلی فون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ریوورا اٹھالیا۔
”یس۔“ عمران نے کہا۔

”جان سمجھ تو نہیں سیدھے ہوئے ہیں جناب۔ البتہ دیرا جو موجود ہیں ان سے بات کراؤں۔“ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا۔

”یس۔“ دوسری طرف سے ایس پیٹج آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”ساؤتھ نیوز کے چیف رپورٹر جان سمجھ سے بات کراؤ ہادی۔“ عمران نے کہا۔

”غیر بتائیں۔“ دوسری طرف سے سخت لہجے میں کہا گیا۔
”اوسے تم یہاں کے مشہور جرنلسٹ کا نمبر نہیں جانتے۔“

کیسے آپریٹر ہو گیا صرف لڑکیوں کے فون نمبر ہی یاد رہتے ہیں تمہیں۔ اگر یہ بات ہے تو پھر ایسا کرو دیرا جو کون نمبر ملا دو وہ بھی تو اسی اخبار کی کراکمر پور پور ہے۔“ عمران نے ہنسنے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ایک منٹ جناب۔ میں ڈائریکٹری سے نمبر دیکھ لوں۔“
یہاں سے آج تک ان نمبروں سے کبھی کال نہیں کی گئی۔۔۔

اس بار دوسری طرف سے آپریٹر کی قدرے نرم آواز سنائی دی۔

”آپ ریور رکھ دیں جناب۔ میں انہیں ٹریس کرتا ہوں۔ پھر آپ کو کال کر دوں گا۔“ چند لمحوں بعد آپریٹر نے جواب دیا اور عمران نے منہ بناتے ہوئے ریوور رکھ دیا۔

”سمال ہے۔ یہاں صحافیوں کی کوئی قدر ہی نہیں ہے۔ اگر کسی میں تو جرنلسٹوں کے نمبر آپریٹروں کو اسے۔ بی۔سی کسی طرح یاد رہتے ہیں۔ عجیب ملک ہے یہ۔“

— عمران نے ریوور رکھ کر انتہائی جھجھکے ہوئے لہجے میں کہا۔

بار اس نے انتہائی بد صورت لڑکی کا اس قدر خوب صورت پوز بنایا کہ فلم انڈسٹری والے اس کے گھر کے چکر لگانے لگ گئے۔ تو پھر آرہی ہو۔ ارے جلدی آؤ ہوٹل فائیو سٹارڈ قسری منزل کا کمرہ نمبر بارہ یاد کریں۔ پتہ ایک بار پھر دوہراؤں۔ ویسے یہ دوہرانے والا مسئلہ ہے شیرھا۔ آدمی اب اتنا بھی کند ذہن نہ ہو۔ او۔ کے آجاؤ۔ پھر گپ شب ہوگی۔ — عمران کی زبان ایک بار چلی تو پھر اسی طرح فل سپیڈ چلنے بلکہ سرپٹ دوڑنے لگی۔

”آپ جرنلسٹ ہیں یا مقرر۔ بہر حال آپ کا نام اس قدر مشہور ہے کہ مجھے تو خود آپ سے ملنے کا بے حد اشتیاق تھا۔ میں آرہی ہوں۔“ — دوسری طرف سے دیراجون نے کھٹکھٹا کر ہنسنے ہوئے کہا۔

”میں بھی مقرر بنتے بنتے جرنلسٹ بن گیا ہوں۔ لیکن اب بھی میرا دل چاہتا ہے کہ کبھی کبھی مشرک پر مجمع لگا کر کھڑا ہو جاؤں۔ تقریر کا بولفٹ مجمع پارٹی میں آتے ہیں اس کا کوئی بڑے سے بڑا مقرر تصور بھی نہیں کر سکتا۔ بہر حال آجاؤ۔“ — عمران نے منہ بنا کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ریسور رکھ دیا۔

”لو کبھی کبھار تیار کر لو پوز بنانے کے لئے۔ مہتار تو کام ہو گیا۔ میرا البتہ رہ گیا۔ اب یہ دیراجون میری ملاقات جنرل بارٹر سے کرانے سے رہی۔ بہر حال دیکھ لیں گے۔ ابھی کون سی جلدی ہے۔ فساد قحہ افریقہ تو دیکھ لیں گھوم پھر کر۔“ — عمران نے ریسور رکھ کر کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ لمحہ ہاتھ دم کی طرف

”ارے ضرور کراؤ۔ کچھ نہ کچھ ٹوکراؤ۔“ — عمران نے جھلکا کر کہا۔ اور پھر چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ریسور پر ایک نسوانی آواز اچھڑکی۔

”نہیں۔۔۔ دیرا پکٹنگ۔۔۔ بولنے والی کا اوجہ بے حد متعجب تھا۔

”میں ڈیلی نیوز ایکرمیمیا کا پینشل ریورٹنگ بک بول رہا ہوں میں دیرا جون۔ ہمارے فیچر رائٹر ڈیوڈ آرنلڈ نے کہا تھا کہ جو نمبرنگ جاکر دیرا جون سے ضرور ملنا۔ اور دیکھو میں نے یہاں آتے ہی سب سے پہلے تم سے رابطہ قائم کیا ہے۔ ارے ہاں۔ یہ بہت ارے ملک کے فون آپریٹریس ہیں۔ انہیں کسی جرنلسٹ کا نمبر ہی یاد نہیں ہے۔ ڈائریکٹریاں دیکھ کر نمبر ڈھونڈھتے ہیں۔ ایکرمیمیا میں تو جرنلسٹوں کے نمبر یادوں میں گھومتے ہوئے کچن کو بھی یاد ہوتے ہیں کیسا ملک ہے مہتار۔ ارے ہاں۔ ڈیوڈ آرنلڈ نے بتایا تھا کہ تم بے حد خوب صورت ہو۔ حسینہ عالم بن سکتی ہو۔ ارے پھر کون آگئی ہو جرنلزم جیسے بورڈیلڈ ہیں۔ لیکن ایک بات ہے اس نے مجھے تمہارا جو فوٹو دکھایا تھا اس میں تو بس موٹے موٹے شیشوں والی عینک کے پیچھے تمہاری پیٹی پیٹی آنکھیں سی نظر آرہی تھیں۔ ایسی پیٹی پیٹی آنکھیں جیسے تم کسی ڈراؤ فیلم کی ہیروئن ہو جو اندھیرے میں کوئی خوف ناک چیخ سن کر دہشت زدہ ہو گئی ہو۔ اوہ میں یہ تو تمہیں بتا رہی ہوں گلیا کہ میرے ساتھ پریس فوٹو گرافریک بھی آیا ہوا ہے کہہ رہا تھا کہ اگر دیراجون خوب صورت ہے تو میں اس کے پوز بناؤں گا۔ دیے ایک بات ہے غضب کے پوز بنانا ہے۔ ایک

بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ روم میں داخل ہو کر شاور کھولا۔ اور پھر حبيب
میں لگا ہوا ایک قلم نکالا اور اس کے کھپ کو شاور کے قریب کمرے
ہوئے مخصوص انداز میں دبانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کھپ
کے آخری سرے پر اس طرح روشنی چمک اٹھی جیسے ستارہ
جھلکتا رہے۔ اور عمران کے چہرے پر مسکراہٹ رہنے لگی۔ اس
نے کھپ کو ایک بار پھر مخصوص انداز میں دبانا شروع کر دیا۔ کافی
دیر تک وہ اسے دباتا رہا۔ پھر اس نے ہاتھ رو کا تو کھپ کے
آخری سرے پر دو ستارے جھلکتے ہوئے گئے اس کے ساتھ ہی
قلم سے بلی بلی کھک کھک کی آواز سنائی دینے لگی۔ عمران نے قلم
کو کان کے قریب کر لیا۔ کھک کھک مسلسل جاری تھی۔ آواز
مخصوص وقفوں سے آ رہی تھی۔ یہ مخصوص کوڑھ تھا۔ اس لئے عمران
کا ذہن ساتھ ساتھ اسے باقاعدہ اس طرح سمجھتا جا رہا تھا جیسے
دوسری طرف سے کوئی بول رہا ہو۔ چند لمحوں بعد آواز بند ہو گئی
اور اس کے ساتھ ہی کھپ پر چمکنے والے ستارے بھی غائب ہو
گئے۔ عمران مخصوص انداز میں کھپ کو اوپر کی طرف دباتا رہا۔
پھر قلم کو واپس حبيب میں ڈال کر اس نے شاور بند کیا۔ اور
ہاتھ روم کا دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔

صاف در۔ جولیا اور تینوں بڑے مطمئن انداز میں پیش
کے ایک ڈبے میں بیٹھ ہوئے تھے۔ یہ ٹرین مصر کے
مکومت قاہرہ سے چلتی تھی۔ اور پھر سوڈان اور زائمر سے
نہتی ہوئی اگولا میں داخل ہو کر وہاں سے یبیمیا اور پھر ساؤتھ افریقہ
اس کمرے کی ہوئی اس کی آخری بندرگاہ بندر الزبیدیہ جاکر ختم
ہوتی تھی۔ یہ ٹرین ایکریمیا کا ایک سبھی گروپ چلاتا تھا۔ ٹرین
بعد آرام وہ اور جدید تھی۔ اور اس قدر انتہائی رفتار سے
چلتی کہ یوں لگتا تھا جیسے پٹری پر چلنے کی بجائے ہو ایس اڈا کی
جی ہو۔ لیکن ڈبوں کا سینکڑوں ٹیم ایسا تھا کہ اندر معمولی سا
لہو بھی نہ آتا تھا۔ اور اس ٹرین کے متعلق ہی مشہور تھا کہ اگر
سے چلتے وقت اس کے ڈبے کے فرش پر نیشل نوک کے
کمرے کی دی جلتے تو اپنے آخری سٹاپ بندر الزبیدیہ تک

تھا۔ بلکہ انہیں خصوصی رعایات بھی دی جاتی تھیں۔

وہ قاہرہ سے ہی ٹرین پر سوار ہوتے تھے۔ اور ان کی منزل انگولا
ببٹرا شہر ملتی تھی۔ بلنجی کے گرد سینکڑوں میل تک انتہائی گھنے
ت پھیلے ہوئے تھے۔ اور ٹرین انہی جنگلات میں سے ہی گزر
تی تھی۔ اس وقت ٹرین ان گھنے جنگلات کے درمیان
کا گزر رہی تھی۔ ٹرین کے ٹریک کو محفوظ کرنے کے لئے ٹریک
ساتھ دونوں اطراف میں لوہے کے بڑے بڑے گارڈ ریلز
سب کے ان پر فولاد کی انتہائی مضبوط جالیاں اس طرح
بکی گئی تھیں کہ وہ کافی بلند سی جاکر دوسری طرف کی جالیوں
ل جاتی تھیں۔ اس طرح ٹریک کے اوپر اور سائیڈوں میں
کی ایک سرنگ سی بن گئی تھی۔ اس طرح ٹرین نہ صرف
ہندوں سے محفوظ کر دی گئی تھیں بلکہ ان گھنے جنگلوں میں
ہٹے ایسے گرد و پیش سے بھی محفوظ ہو گئی تھی۔ جو زیادہ تر
نکر دی اور منشیات کے کاروبار میں ملوث رہتے تھے۔

ہا بٹرا شہر تھا۔ لیکن اس شہر میں جوئے خانوں، کلبوں اور باروں
ن قدر کثرت تھی کہ اسے جہانم پیشہ افراد کا شہر کہا جاتا تھا۔
کے متعلق مشہور تھا کہ بلنجی جہانم پیشہ اذکار کی جنت ہے۔
یوں ایک ڈبے میں بیٹھے کھڑکیوں سے جنگی کام نظر کر رہے
ہوئے تھے۔ کہ اچانک ڈبے کا دروازہ کھلا اور ایک انگولین
داخل ہوا۔ اس کے کانڈھے سے مشین گن نکلی

پہنچ جانے کے باوجود میسل نیچے نہ گر سکتی تھی۔ ٹرین میں خاصا رشتہ
اور زیادہ تعداد سیاحوں کی تھی۔ ملک ملک کے سیاح اس ٹرین
میں بھرے ہوئے تھے۔ لیکن ان میں ایشیائی سیاحوں کی تعداد
انگلیوں پر ہی گنی جاسکتی تھی۔ اور یہ بھی زائرے میں اتر جاتے۔
ساتھ افریقہ اور اس کی نوآبادی بنیسیا بہت کم لوگ جاتے
ہوتے تھے۔ کیونکہ یہ بات مشہور تھی کہ ساتھ افریقہ کے
سفید فام فوجی معمولی سے شبہ پر بغیر پوچھ گچھ کے گولی چلا دیتے
حالانکہ ایسی بات نہ تھی۔ ساتھ افریقہ کے سفید فام حاکم پورا
کے سیاحوں اور کھلاڑیوں کو ہر وقت خوش آمدید کہتے پرتے
رہتے تھے۔ لیکن چونکہ ساتھ افریقہ کی سفید فام حاکم اقلیت
فام اکثریت پر حکومت قائم رکھنے کے لئے بے پناہ ظلم و تشدد
رہتی تھی۔ اس لئے پوری دنیا کے آزادی اور اصول پسند
ساتھ افریقہ سے ہر قسم کا بائیکاٹ کئے رکھتی تھیں۔

صغیر۔ جولیا اور تویریمینوں اس وقت ایکریمین یا
کے روپ میں تھے۔ کیونکہ ساتھ افریقہ میں ایکریمینوں
طور پر خیال رکھا جاتا تھا۔ ان تینوں کے پاس سیاحوں کا تھ
سامان بھی موجود تھا۔ اور چیلوں میں کاغذات بھی اصلی تھے۔
ہی بین الاقوامی سیاحتی ادارہ کی طرف سے مخصوص تصدیق
بھی تھا۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ واقعی سیاح ہیں اور
بین الاقوامی ادارے کے رجسٹرڈ ممبر ہیں۔ اس ادارے
سیاحوں کو پوری دنیا میں ہر جگہ نہ صرف قدر کی نگاہ سے

گئے۔ اور پھر آگے چلے جائیں گے۔" - صفدر نے جواب دینے

"وہاں آپ کہاں رہیں گے۔" - فوجی نے پوچھا۔

"کسی بڑے ہوٹل میں۔ ہمارا ایک بیسیاں شہر کا بہت بڑا

کاروبار ہے۔ ہم مفلس اور تلاش سیاح نہیں ہیں۔ سیاحت

البتہ ہمارا شوق ضرور ہے۔ بہ حال آپ کی ہمدردی کا شکریہ۔

آپ ہمیں مزید ڈسٹرب نہ کریں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔"

صفدر نے اکثر طے ہوئے بلجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ آپ کی مرضی۔ جو میرا فرض تھا وہ میں نے پورا

کر دیا مسٹر میکا سے۔ ویسے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ اپنے خوبیت

سامنے کو کم از کم آگے بھیج دو۔ ورنہ ان کی تو ایک بوٹی بھی نہ ملے

گی۔ یہاں کے لوگ ان جیسی خوب صورت لڑکیوں کے سب سے

بڑے شکار دی ہیں۔" - فوجی نے جولیا کی طرف دیکھتے ہوئے

کہا اور پھر دایس دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"مس جولیا نا اپنی حفاظت کر سکتی ہیں شکریہ۔" - صفدر

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور فوجی سر ہلاتا ہوا اکیپارٹمنٹ

سے باہر نکل گیا۔

"ہم اگر سب جوں کی بیکلے جرائم پیشہ افراد کے روپ میں

تے تو زیادہ بہتر تھا۔" - تنویر نے جواب تک خاموش بیٹھا ہوا

ماصفدر سے انخاطب ہو کر کہا۔

"سیاح وقت پڑنے پر جرائم پیشہ افراد سے بھی بڑے

مہم پیشہ ثابت ہو سکتے ہیں مسٹر پامر۔" - صفدر نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

"مجھے بتایا گیا ہے کہ آپ تینوں ملٹی میں اتریں گے۔"

نے جیت بھرے بلجے میں کہا۔

"جی ہاں۔ کیوں آپ کو کوئی اعتراض ہے۔" - صف

منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں ٹرین کا چیف گاڑڈ ہوں مسٹر....." - فوجی نے

بلجے میں کہا۔

"شرٹن میکا سے۔" - جواب میں صفدر نے اُسی لمحے

نام بتاتے ہوئے کہا۔

"تو مسٹر شرٹن میکا سے۔ یہ بات میرے فرائض میں شام

کہ آپ کو آگاہ کر دوں کہ ملٹی میں آپ کی جانوں کی حفاظت

انگو لاک ڈیم داری نہ ہوگی۔ یہاں بات کرنے سے پہلے گوا

دی جاتی ہے۔ اور تلاش کی طرف کوئی مڑ کر بھی نہیں دیکھ

لئے آپ یہاں کا ارادہ ملتوی کر دیں اور آگے چلے جائیں

فوجی نے کہا۔

"ہمیں معلوم ہے کہ ملٹی جراثیم پیشہ افراد کا گڑھ ہے۔ یہ

سیاح ہیں اور سیاحوں کا احترام تو ہر طبقہ کرتا ہے۔"

نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ دماغ اتر کر کیا کرنا چاہتے ہیں۔" - فوجی نے

لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

"سیاحت۔ اور ہم نے کیا کرنا ہے۔ ملٹی دیکھیں

کے گرد پھیلے ہوئے جنگلوں کی جہاں تک ممکن ہو سکا

"ٹھیک ہے میں بولیں۔ جیسے آپ کہیں۔" صغدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اسی لمحے انتہائی رفتار سے دوڑتی ہوئی ٹرین کی رفتار بکنی ہوئی شروع ہو گئی۔

"لمنی آرٹا ہے۔" صغدر نے کہا اور اس کا یہ فقرہ کہتے ہی وہ تینوں انٹھ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے اپنا سیاحتی والا مخصوص تھیلہ کمر بند باندھا۔ اور پھر کمپارٹمنٹ سے باہر نکل کر ماہر اسی میں آ گئے۔ ٹرین کی رفتار لمحہ بہ لمحہ بکنی ہوئی جا رہی تھی۔ لیکن تھیلے بالکل محسوس نہ ہو رہا تھا۔ وہ کمپارٹمنٹس کے درمیان بنی ہوئی ماہر اسی میں چلتے ہوئے بیرونی دروازے والے حصے میں آ گئے۔ وہاں دو بڑی بڑی مونچھوں والے اور لمبے تونگے انگوٹھیں کھڑے تھے۔ ان کے جسموں پر چمٹ اور بھڑکدار لباس تھے اور انہوں نے گلے میں سرخ رومال باندھے ہوئے تھے۔ سرور پر چھج دار میٹ تھے۔ وہ حیرت سے ان ٹرینوں کو دیکھنے لگے۔ خاص طور پر ان کی نظریں جولا پر جمی ہوئی تھیں۔ اور آنکھوں میں پراسرار سی چمک ابھڑائی تھی۔

"آپ کیا ہیں۔ میرا نام بومو ہے۔ اور میں یہاں لمنی میں ایک کلب کا منیجر ہوں۔ اور یہ میرا ساتھی ٹوپی ہے۔ آپ یہیں اتریں گے۔ اس کے پاس جانا ہے آپ کو۔" بومو نے بڑے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے ان سے مخی طلب ہو کر کہا۔

"ہم جیسگر کے مکان ہیں اور اس کی دعوت پر یہاں آئے ہیں۔" صغدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "اوہ۔ ڈائریکٹ کلب کا مالک ٹھیک ہے۔ اچھا آدمی ہے۔"

دئے جواب دیا اور تویر خاموش ہو گیا۔
"دیئے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ یہاں انگوٹھیں کون شخص نبیسا کے سلسلے میں ہماری مدد کیسے کر کے گا۔" جولا نے کہا۔
"جو تنظیم نبیسا میں سفید فام ساؤتھ افریقین کے خلاف گوریلا جنگ لڑ رہی ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر انہی جنگوں میں کہیں واقع ہے۔ اور ہم نے اس کے چیف سے ملنا ہے۔" صغدر نے جواب دیا۔

"اوہ۔ لیکن ایسے ہیڈ کوارٹر تو انتہائی خفیہ ہوتے ہیں۔ وہ ہم اجنبیوں سے کیسے ملاقات کریں گے۔" جولا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"صرف میں نے جاننا ہے۔ تویر اور تم نے یہیں رہنا ہے اس لئے چیف نے مجھے اس بارے میں بریف کیا تھا۔" صغدر نے کہا اور تویر کی آنکھوں میں یہ سن کر چمک سی ابھڑائی کہ وہ اکیلا جولا کے ساتھ رہے گا۔

"نہیں۔ ہم تینوں ہی جائیں گے۔ یہ میرا فیصلہ ہے۔" جولا نے انتہائی کثرت اور فیصلہ کن لہجے میں کہا۔
"جب چیف نے حکم نہیں دیا تو پھر ہم کیسے جاسکتے ہیں۔ تویر نے کہا۔

"اس وقت میں چیف ہوں۔ اس لئے جو میں کہہ رہی ہوں وہی ہوگا۔" جولا نے پھاڑ کھلنے والے لہجے میں کہا۔ اور تویر بونٹ بیٹھ کر خاموش ہو گیا۔

کودہ دوسری طرف آئے تو یہاں ایک طرف سرخ رنگ کی ایک سی جیب موجود تھی۔ ٹام نے سب کو جیب پر بیٹھنے کے لئے کہا۔ وہ ان کے سوار ہوتے ہی ٹام جو سیٹرنگ پر بیٹھا تھا جیب آگے بڑھا دی۔ مٹی شہر چھوٹا ہونے کے باوجود خاصا صاف ستھرا شہر تھا۔ دیے ہاں ہر طرف عمارتی کھڑکیوں کے بڑے بڑے ڈھیر موجود تھے اور بنگلوں بھی بڑے بڑے ٹالار کھڑکیاں اٹھاتے دوڑتے نظر آ رہے تھے صفدر سمجھ گیا کہ یہ شہر جنگ کے وسط میں ہونے کی وجہ سے کڑی کی بہت سی منڈی بن گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں خوب رونق تھی۔ ”آپ کا بنگر سے رابطہ کیسے ہوا؟“ ٹام نے جیب چلاتے ہوئے صفدر والی سیٹ پر بیٹھ کر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”فون پر۔۔۔“ صفدر نے مختصر سا جواب دیا اور ٹام بے اختیار سن پڑا۔

”وہ تو ظاہر ہے فون پر ہی ہونا تھا۔ کیونکہ آپ کے چہرے بتا رہے ہیں کہ آپ تینوں یہاں پہلی بار آتے ہیں۔ لیکن میرا مطلب تھا کہ جنگ کے آپ کے درمیان رابطہ کون بنا ہے۔“ ٹام نے ہنستے ہوئے کہا۔

”صرف ہم یہاں پہلی بار نہیں آئے بلکہ انگو لائیں ہی پہلی بار آئے ہیں۔ ایکرمیکس میں ہمارا ایک دوست جیگر کا بھی دوست ہے۔ اس کے ذریعے بات ہوئی ہے۔“ صفدر نے جواب دیا۔

”پھر تو آپ کے دوست نے زیادتی کی ہے کہ اس نے آپ کو ہمیں بتایا کہ آپ اس قدر خوب صورت لوگ کی یہاں ساتھ لا

تہا۔ انھوں نے خیال رکھے گا۔ کیا اس کا آدمی یہاں اسٹیشن پر پہنچے لئے آئے گا۔ یا ہم نہیں اس تک پہنچا دیں۔“ بومو نے کہا۔

”یہ تو پتہ نہیں۔ اسٹیشن آئے گا تو پتہ چلے گا۔“ صفدر نے جواب دیا۔ اسی لمحے اسٹیشن کی حدود شروع ہو گئی تھیں۔ یہ ایک عام اور سادہ سا اسٹیشن تھا۔ گاڑی ایک لمبی پلیٹ فارم پر رکت گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے دروازے بھی کھل گئے۔ پلیٹ فارم پر اس طرح کے کئی سرخ و دمالوں والے ادھر ادھر بکھڑے نظر آ رہے تھے۔ دروازہ کھلتے ہی وہ سب ایک ایک کر کے پیچے اتر آئے۔ گاڑی میں سے اترنے والے یہاں زیادہ تر بومو جیسے ہی لوگ تھے۔ سیاح ایک بھی نہ تھا۔ اس لئے وہ تینوں ہی پورے پلیٹ فارم میں سب سے نمایاں نظر آ رہے تھے۔

اسی لمحے ایک طرف کھڑا ہوا لمبا تونگا نوجوان تیزی سے بڑھتا ہوا ان کی طرف آیا۔ بومو اور اس کے ساتھی نے اسے دیکھ کر مزہ بنایا اور پھر ایک دوسرے سے سرگوشیاں کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

”مجھے جیگر نے بھیجا ہے۔ میرا نام ٹام ہے۔“ اس لمبے تونگے نوجوان نے ان تینوں کے قریب آ کر کہا۔

”میرے جیگر نے مہربانی کی ہے۔ مسٹر ٹام۔ اور آپ کا بھی شکریہ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آئیے میرے ساتھ۔“ ٹام نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ایک سائیکل پر سہی ہوئی عمارت کی طرف بڑھ گیا۔ عمارت سے گ

بھاگ کر رک گئی۔

”آئیے“۔ ٹام نے جیب سے اترتے ہوئے کہا۔ اور صفدہ اور اس کے ساتھی بھی نیچے اتر آئے۔

ٹام عمارت کے مین گیٹ میں سے اندر۔ جانے کی بجائے دائیں ہاتھ خالی راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر عمارت کی سائڈ سے ہوتے ہوئے وہ اس کے عقب میں پہنچ گئے۔ یہاں ایک اور چھوٹی مٹی عمارت موجود تھی۔ اسی کے برآمدے میں دس مسلح افراد بڑے متحد انداز میں کھڑے تھے۔ وہ سب چونک کر صفدہ اور اس کے ساتھیوں کو دیکھنے لگے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ بولا۔ اور ٹام انہیں لے کر ایک دروازے پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر آہستہ سے دستک دی۔

”یس“۔ اندر سے ایسی آواز سنائی دی جیسے بھڑیاغرا ہو۔ اور ٹام نے بڑے موڈ بانہ انداز میں دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹ گیا۔ ساتھ ہی اس نے صفدہ اور اس کے ساتھیوں کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ اور صفدہ، جویا اور تنویر تینوں اندر داخل ہو گئے۔ یہ ایک وسیع و عریض کمرہ تھا۔ جس کے آخری حصے میں ایک بڑی سی میز موجود تھی جس کے پیچھے ایک گینڈے نما آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر کے بال چھوٹے چھوٹے اور اوپر کو کھڑے تھے۔ چہرے پر بے شمار زخموں کے نشانات تھے۔ قد چھوٹا لیکن جسم بے حد ٹھوس تھا۔ وہ کسی پر بیٹھا تھا۔ اور اس کے سر کے دونوں بازوؤں پر دو لوکیاں چیت لباس پہنے ہاتھوں میں شراب کی بوتلیں کپڑے چڑھی

کرپورے ملنجی میں ایک زلزلہ پیدا کر دیں گے۔ یہاں تو خوب صورت لوکیاں بہت بڑا ستحہ بھی جاتی ہیں اور مس.....“۔ ٹام بات کرنا کرتے رک گیا۔

”جولیان!“۔ صفدہ نے نام بتاتے ہوئے کہا۔
”مس جولیان تو ویسے بھی لاکھوں میں ایک ہیں۔“۔ ٹام نے نوکمل کر دیا۔

”کیوں۔ یہاں لوکیاں موجود ہی نہیں ہیں۔“۔ صفدہ نے جیہو کر پوچھا۔

”ارے نہیں۔ یہاں لوکیوں کی کوئی کمی نہیں ہے مسٹر.....“۔ ٹام ایک بار پھر بات کرتے کرتے رک گیا۔

”شرٹن میکا سے“۔ صفدہ نے اس بار اپنا نام بتا دیا۔
”مسٹر میکا سے۔“۔ لوکیوں کی کمی نہیں ہے۔ لیکن بات خوب صورت لوکیوں کی ہو رہی تھی۔ مس جولیان جیسی خوب صورتی تو شاید ملنجی نہ پہلے بھی نہ دیکھی ہو۔“۔ ٹام نے کہا۔

”مس جولیان صرف خوب صورت ہی نہیں اور بھی بہت کچھ ہو سکتا ہے۔“۔ ملنجی شہر ان کی وجہ سے واقعی زلزلے کی زد آجائے۔ بہر حال اب آپ یہ ٹاپک ختم کر دیں۔“۔ صفدہ کہا اور ٹام نے سر ہلا دیا۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد جیب ایک دو منزلہ عمارت کے کپڑے میں مڑ گئی۔ عمارت پر ٹنڈا ٹنڈا کلب جہاز سی سائز کا بورڈ موجود تھا۔ جیب عمارت کے صفدہ دروازہ۔

کہا۔ اور بجائے صفدر کی طرف مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھانے کے جلدی سے اس نے جویا کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ جھجک ابھر آئی تھی اور چہرے پر شیطانی ناپسنائی تھی۔ "تم جیسے بھڑکلا س بد معاشیوں سے ہاتھ ملانا میں تو حسین سمجھتی ہوں مگر جیکر۔ اور یہ بھی سن لو کہ اب اگر تم نے میرے متعلق کوئی غلط لفظ منہ سے نکالا تو تمہارے یہ دونوں جبرے ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائیں گے۔" جویا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ادہ ادہ۔ جی، واہی ہو۔ بہت خوب۔ تجھے بھی ایسی ہی لڑکیاں پسند ہیں۔ یہ مری ہوئی چھپکیاں تو مجبوراً برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ بہر حال بیٹھو۔ اور بتاؤ کیا بیوہ گئے۔" جیکر نے ڈھینٹوں کی طرح ہنسنے کہا اور تیزی سے واپس مڑ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔ "تم پہنچنے پلانے کی بات چھوڑو جیکر۔ یہ بتاؤ کہ ہمیں زیر و پوا سٹ پر کیسے پہنچاؤ گے۔" صفدر نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "پہنچاؤں گا۔ جلدی کیا ہے۔ دو چار روز میرے پاس رہو۔ پھر چلے جانا۔ مال اگر تم دونوں جانا چاہتے ہو تو ابھی بھی بچا دیتا ہوں۔" مس کو یہاں چھوڑ جاؤ۔ یہ بعد میں آجائیں گی۔" جیکر نے شیطانی انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"میکاسے۔ میرا خیال ہے اس پاگل کتے کو گولی مارنی ہی پڑے گی۔" اچانک تنویر نے پھٹ پڑنے والے لہجے میں صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس نے بات البتہ فراموشی زبان میں کی تھی تاکہ جیکر سمجھ نہ سکے۔

بٹھی تھیں۔ جب کہ اس گینڈے نما آدمی کے ہاتھ میں جام تھا۔ اس کی آنکھیں خون کو تڑکی طرح سرخ تھیں۔

"ارے ادہ۔ واہ۔ واہ۔ خوب صورت پیز آگئی ہے۔ بڑے عرصے بعد۔ واہ۔ واہ۔ جاؤ تم دفع ہو جاؤ۔" اس گینڈے نما آدمی نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اور لوکیاں اس کے اس طرح اٹھ کر کھڑے ہونے کی وجہ سے کود کر فرش پر کھڑی ہو گئی تھیں۔ اس گینڈے نما آدمی کی آنکھیں اس طرح جویا سے چپکی ہوئی تھیں جیسے لوہا مقناطیس سے چپک جاتا ہے۔ اس کے منہ سے بے ربط سے الفاظ نکل رہے تھے۔ لوکیاں دفع ہو جاتے کاسی کر تیزی سے عقبی دروازے سے باہر نکل گئیں۔

"تمہارا نام جیکر ہے۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ "ہاں ہاں میرا نام ہی جیکر ہے۔" ٹام تہیں لے آیا ہے۔ بڑھی خوشی ہوئی۔ دیسے مجھے ذرا برابر بھی اس بات کا خیال نہ تھا کہ اس قدر خوب صورت لڑکی میری مہمان بننے والی ہے۔ ورنہ میں خود اس پیشی پر آتا۔" جیکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اد تیزی سے میز کی سائیڈ سے نکل کر صفدر اور اس کے ساتھ جویا کی طرف بڑھا۔ جویا تو بڑے اطمینان کے ساتھ انداز میں کھڑی تھی لیکن تنویر کے چہرے پر شدید تناؤ کے آثار نمایاں تھے۔

"میرا نام شمرٹن میکاسے ہے۔ یہ ہیں مس جویا نا اور یہ ہیں مسٹر پامر۔" صفدر نے تعارف کراتے ہوئے کہا۔ "جویا نا۔ واہ۔ نام بھی خوب صورت ہے۔" جیکر نے

آدمی کے ساتھ مکاری سے ہی کام لینا چاہیے۔
 "بالکل ٹھیک ہے۔ کم از کم مجھے پتہ تو چلے کہ یہ زبرد پوائنٹ ہے
 کیا بلا۔ اور اگر جیکر لیت و لعل کرے تو میں خود دیاں پہنچ جاؤں۔
 دیے مجھے یقین ہے کہ جیکر اپنا وعدہ پورا کر لے گا۔ اور اگر نہ بھی
 کرے تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میں اپنی حفاظت خود کر سکتی ہوں
 جویا نائے بڑے مہنگی ہلچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ میں ابھی
 بندوبست کرتا ہوں۔ میں خود مہتارے ساتھ جاؤں گا۔ جیکر نے
 خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اور اس نے میز پر رکھے ہوئے فون کا
 ریسیور اٹھا لیا۔

"ٹامی۔ جیسپین تیار کرو۔ ہم نے ابھی مارچھا جانا ہے۔ دو جیسپین
 کافی ہیں۔ اور میرے علاوہ چار آدمی۔" جیکر نے بڑے کمزور
 اور حکمانہ ہلچے میں کہا اور ریسیور رکھ دیا۔
 "ہم نے جنگی میں دو رسک جانا ہے۔ اس لئے مجبوراً آدمی ساتھ
 لے جانے پڑتے ہیں۔" جیکر نے کہا۔
 "کوئی بات نہیں۔" صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "اب آپ بتائیں کہ کیا پنا پسند فرمائیں گے۔" جیکر کا ہلچہ
 اب یک لمحہ بدل گیا تھا۔
 "کچھ نہیں۔" صفدر نے کہا اور جیکر سر ہلا کر رہ گیا۔
 پھر تقریباً دس منٹ بعد ٹیلی فون کی گھنٹی بجی تو جیکر نے
 ریسیور اٹھا لیا۔

"نہیں۔ یہ میں ذرا دیر ہے۔ اس کے بغیر ہم آگے نہ جاسکیں گے۔
 اس لئے تم خاموش رہو۔" صفدر نے اُسی زبان میں جواب
 دیتے ہوئے کہا۔
 "یہ تم دونوں کس زبان میں باتیں کر رہے ہو۔ فرانسیسی لگتی ہے۔
 جیکر نے چونک کر کہا۔
 "ہم کیا جانتے ہیں۔ اس لئے ہمیں تمام زبانیں آتی ہیں۔ اور مسٹر
 جیکر تم سے بات تو یہی ہوتی تھی کہ تم ہمیں یہاں پہنچنے کے فوراً بعد
 زبرد پوائنٹ پر پہنچا دو گے۔" صفدر نے قدرے سخت ہلچے
 میں کہا۔

"ہاں۔ ہوئی تھی۔ لیکن اس وقت مجھے یہ معلوم تو نہ تھا کہ مس
 جویا نا بھی ساتھ ہوگی۔ سنو۔ میں کسی بڑے ارادے سے نہیں کہہ
 رہا۔ مس جویا نا کا یہاں میرے کلب میں چند دن رہنا میرے لئے
 باعث شہرت ہوگا۔ میں اس لئے کہہ رہا ہوں۔ اگر تم دونوں جان
 چاہو تو میں ابھی تمہیں روانہ کر دیتا ہوں۔ میرا وعدہ رہا کہ مس جویا نا
 ہر لحاظ سے یہاں محفوظ رہیں گی اور حفاظت سے چند دن بعد پہنچا
 دی جائیں گی۔" جیکر اب مکاری پر اتر آیا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ میرا خیال ہے۔ مس جویا نا کو اس بات پر کوئی
 اعتراض نہ ہوگا۔ اگر تم ہم تینوں کو پہلے زبرد پوائنٹ پر پہنچا دو۔ اور
 مس جویا نا یہ دیکھ کر کہ زبرد پوائنٹ کہاں ہے مہتارے آدمیوں
 کے ساتھ واپس آجائیں گی۔ پھر جب مہتارے شہرت ہو جائے
 انہیں بھجوا دینا۔ کیوں مس جویا نا۔" صفدر نے بھی سوچا کہ اس

"یس۔" جیکر نے اُسی طرح کوخت لہجے میں کہا۔
 "باس۔ آدھی اور چپیں تیار ہیں۔" دوسری طرف سے
 کہا گیا۔

"اوسے۔" جیکر نے کہا۔ اور لیس پور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا
 "آؤ چلیں۔۔۔ یہ کام جس قدر جلد ہو جائے اچھا ہے۔"
 جیکر نے کہا اور میز کی سائیڈ سے نکل کر دروازے کی طرف بڑھ گیا
 صغدر، جولیا اور تونیہ میزوں خاموشی سے اٹھے اور اس کے پیچھے چلا
 ہوئے دروازے سے باہر برآمدے میں آگئے۔ جہاں سامنے
 دو بڑی انتہائی طاقتور انجن دالی چپیں کھڑی تھیں۔ ان کے ساتھ
 چار خاصے کھوس جسموں اور شکل و صورت سے چھٹے ہوئے غنڈہ
 نگر آنے والے چاند آدمی بھی جیت لباس پہنے ہوئے کھڑے
 تھے۔ ان کے کاندھوں سے سب مشین گنیں لٹک رہی تھیں اور
 پتلون کے سائیڈ ہولسٹروں میں سے بھاری ریوا لورڈوں کے دست
 بھی چمک رہے تھے۔

میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی میز کے پیچھے
 اونچی نشست کی کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل وینڈن نے چونک
 کر ہاتھ بٹھایا اور لیس پور اٹھالیا۔
 "یس۔" کرنل وینڈن۔۔۔ کرنل وینڈن نے سخت لہجے
 میں کہا۔

"باس۔ میں اسے فوراً بول رہا ہوں۔ دو ایکریمین جنرلسٹ
 آئے ہیں۔ دونوں نوجوان ہیں۔ میک اپ واسٹر سے وہ کلیر
 ہو گئے تھے۔ لیکن چیکنگ کا ونٹر پرائیڈوں نے چیکنگ کرنے والے
 سے بدتمیزی سے بات کی۔ جس پر انہیں انچارج میجر کے پاس
 بھجوا دیا گیا۔ وہاں انچارج میجر نے خود ان کے کاندھوں اور
 کمرے کے لئے بھجوائے اور پھر انہیں کوک پلایا اور جانے کی اجازت
 دے دی۔ دونوں صحافی ایکرمیا کے مشہور اخبار ڈیلی نیوز سے

"آؤ ادھر۔ میرے ساتھ بیٹھو۔" جیکر نے آگے دالی جیب
 کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ خود اچھل کر ڈائیونگ سے
 پر بیٹھ گیا۔ جب کہ صغدر اس کے ساتھ دالی سیڈ پر اور تونیہ
 جولیا عقبی سیڈ پر بیٹھ گئے۔ جیکر کے چاروں مسلح ساتھی عقبی جیب
 پر بیٹھے اور پھر دونوں چپیں بیک وقت سٹارٹ ہوئیں اور تیز
 سے گھوم کر کپاؤنگ کیٹ کی طرف بڑھنے لگیں۔

دینیٹن نے کہا۔

"مگر سر۔ یہ جیک تو بس مسلسل بولتا ہی چلا جاتا ہے۔ اس کی تو زبان ہی نہیں رکتی۔ کاغذات بھی ان کے درست ہیں۔ میک اپ داغمر نے بھی انہیں اور کے قرار دے دیا ہے۔ اور انکو پورٹ کے انچارج میجر پورڈ نے تو اخبار کے ہیڈ آفس سے باقاعدہ ان کی اوردان کے حلیوں کی تصدیق کی ہے۔" اے۔ فور نے جواب دیا۔

"اوه۔ ضرور کوئی گڑبڑ ہے۔ ایس۔ ایس سے ان کی فلم تو بنائی گئی ہو گی۔" کرنل دینیٹن نے کہا۔

"یہی سر۔ اے۔ فور نے جواب دیا۔

"اُسے فوراً ہیڈ کوارٹر بھیجا دو۔ فوراً۔" کرنل دینیٹن نے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کو پٹل دبا دیا۔ اس کے بعد اس نے جلدی سے فون پین کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو ریسورٹ ایک مودبانہ آواز ابھری۔

"ناداک میں ایک طلبہ ہے جان بل۔ اس کے منیجر کا نام ہے فرانک۔ اُسے ٹرولیس کر کے مجھ سے بات کرنا۔" کرنل دینیٹن نے انتہائی کدخت لہجے میں کہا اور ریسورٹ رکھ دیا۔

ابھی وہ ریسورٹ رکھ کر بیٹھا ہی تھا کہ میز کے کنارے پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے مخصوص سیٹی کی آواز گونج اٹھی۔ کرنل دینیٹن نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن دبایا۔ اس کی نظریں فرمکوسی ڈائسل پر جمی ہوئی تھیں۔ اور ڈائسل بتا رہا تھا کہ یہ کال بمبیا کے سیکرٹری

متعلق ہیں۔ انچارج میجر نے ایکرمیا اخبار کے نیوز ایڈیٹر سے بات کر کے ان کی تصدیق کی اور پھر ان کے کاغذات اور کے کمرائے۔ دہاں سے وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر ہوٹل فائیو سٹار پیچھے ہیں۔ کمرے میں بھی وہ ریوٹنگ کے سلسلے میں ہی باتیں کرتے رہے ہیں۔ انہوں نے دو مقامی صحافیوں سے بھی کال ملانے کی کوشش کی۔ ان میں سے ایک سے بات ہوئی۔ اور اب وہ مقامی صحافی کراکم پورٹ ویراجون ان سے ملنے آ رہی ہے۔ اب تک کوئی مشکوک بات سامنے نہیں آئی۔ اور نہ ہی اس کے پاس کوئی اسلحہ ہے مکمل چیکنگ کرتی گئی ہے۔" اے۔ فور نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ڈیلی نیوز کے رپورٹر۔ نام بتاؤ۔" کرنل دینیٹن نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"سر۔ ایک پیش پورٹر ہے جیک۔ انتہائی جھلایا ہوا فوجی ہے۔ ہر ایک کے گلے پڑ جاتا ہے۔ دوسرا پریس فوٹو گرافر میک ہے۔ وہ خاموش طبع فوجی ہے۔ ویلے یہ جیک باتیں بہت کر رہے ہیں۔ لیکن ساری باتیں جھلٹائے ہوئے لہجے میں کرتا ہے۔" اے۔ فور نے جواب دیا۔

"پیش پورٹر جیک اور باتیں بہت کرتا ہے۔ کیا تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہے۔ جیک انتہائی مشہور جرنلسٹ ہے۔ اور اس کے متعلق تو مشہور ہے کہ وہ انتہائی کم گو اور غلام سفر ٹاپ آدمی ہے۔ لیکن واقعی بات جھلٹائے ہوئے انداز میں کرتا ہے۔" کرنل

”کہ وزٹ جھیل کی طرف سیاخوں کا قوری جانا۔ اور یہ جگہ کے ساتھ جانے سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ لوگ سیاخوں کے بھیس میں اور لوگ ہیں اور شاید ان کا مقصد کوا ابو کے صدر سام نکوما سے

”کنرل وینڈن - انگولا سب سیکٹر سے ایک اہم اطلاع ملی ہے۔ انگولا کے شہر لمبجی جو کہ جنگلات کے درمیان ہے۔ ان جنگلات کے درمیان جہاں کو البو تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ تین ایئرمین سیاح آئے ہیں۔ جن میں ایک انتہائی خوب صورت عورت ہے۔ اور دو مرد ہیں۔ حالانکہ لمبجی شہر میں سیاحوں کے لئے کشتی کا سرگڑ کوئی سامان موجود نہیں۔ اور چونکہ لمبجی شہر میں جرائم پیشہ افراد کے بے شمار ڈے ہیں۔ اس لئے اجنبی افراد خاص طور پر سیاح اور وہ بھی خوب صورت عورت تو یہاں اتارنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ بہر حال وہ پیشل ٹرین کے ذریعے ہوا پہنچے۔ اور خاص بات یہ کہ مڈناٹے کلب کے مالک جگر کا ایک آدمی اسٹیشن پر ان کے استقبال کے لئے موجود تھا۔ وہ انہیں

کرنل جوہم نے کہا۔

”اور کسے پھر ٹھیک ہے اور“۔ کرنل ونیڈن نے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کو دماں سے واپسی پر تفصیلی رپورٹ دوں گا اور اینڈ ال“۔ کرنل جوہم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر سے ایک اور پھر مخصوص ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتے گئیں۔ کرنل ونیڈن نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”ابھی تک فرانک سے بات نہیں ہوئی“۔ کرنل ونیڈن نے ذہن کی طرف دیکھتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور ریسور کی طرف ہاتھ بڑھایا، تاکہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”ریس“۔ کرنل ونیڈن نے جلدی سے ریسور اٹھاتے ہوئے کہا۔

”سر۔ فرانک سے بات کیجیے۔ وہ لائن پر ہے“۔ دوسری ان سے مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”اتنی دیر کیوں لگتی اُسے ٹریس کرنے میں؟“۔ کرنل ونیڈن نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سر وہ کلب میں نہ تھے۔ تین جگہوں پر ٹریس کرنے کے بعد ان کا پتہ چلا ہے۔ وہ اس وقت ایک کیسینو میں موجود ہیں۔“۔ انیورٹنے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور کسے بات کراؤ؟“۔ کرنل ونیڈن نے قدرے مطمئن لہجے میں کہا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ریسور پر ایک بلغم زدہ سی آواز

ملتا اور ہدایات لینی ہیں۔ تم ایسا کرو ان کے کواپو سے ملنے سے پہلے انہیں کسی طرح اغوا کرالو۔ سراسر کہتے ہو۔ اور“۔ کرنل ونیڈن نے پوچھا۔

”ملنے سے پہلے تو اغوا نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ اب تک وہ کمزور پہنچ بھی چکے ہوں گے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ واپسی پر انہیں اغوا لیا جائے۔ اس طرح ان سے یہ معلومات بھی حاصل ہو سکتی ہیں۔ کہ یہ لوگ دماں کیا کرنے گئے تھے اور“۔ کرنل جوہم نے کہا۔

”اُدھ۔ وی بی گڈ۔ یہ زیادہ بہتر رہے گا۔ انہیں اغوا کرالو۔ ارتشہ دکی انتہا کر دو۔ ہمیں ہر صورت میں اصل حالات معلوم کرنے ہیں اور“۔ کرنل ونیڈن نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں جے گروپ کو الرٹ کر دیتا ہوں۔ وہ انہیں اغوا کر کے اپنے اڈے پر لے جاتیں گے میں بھی خفیہ طور پر دنا پہنچ جاؤں گا اور پھر خود ان سے تمام معلومات حاصل کروں گا اور“۔ کرنل جوہم نے کہا۔

”تم انکو لاجاؤ گے وہ کس طرح اور“۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

”ہمارے پاس ایسے خفیہ ذرائع ہیں کہ ہم دماں آتے جلتے رہا ہیں۔ کیونکہ آرمی اور کواپو گروپوں کے خلاف ہم نے انتہائی مہنت اور با دساتل جے گروپ اسی لئے تو قائم کر رکھا ہے اور“۔

بنی آدمی نے آکر اس سے کوئی بات کی وہ اٹھ کر اس کے ساتھ چلا گیا۔ اور اس کے بعد اس کا بالکل پتہ نہیں چلا۔ حالانکہ اس کا دو گرام تھا کہ دوسری صبح اپنے کام پر جانے سے پہلے وہ رات اندھا کے ساتھ ہی گزارے گا۔ دوسری صبح فرانٹا نے جب اس کے دفتر سے پتہ کیا تو پتہ چلا کہ وہ کام پر چلا گیا ہے۔ مگر تمہیں سن کی کیا ضرورت پڑ گئی ہے۔“ فرانٹا نے تفصیل بتانے لگے کہا۔

”ایک کام پڑ گیا ہے۔ کیا یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ جیک کہاں گیا ہے۔ اور سبھی جیک کی اس عورت سے میری بات ہو سکتی ہے کسی طرح۔“ کرنل ونیٹن نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ وہ ایٹلے سپر سٹور کی سیلر منیجر ہے بڑی بھی ہوئی عورت ہے۔ مگر تمہیں آخر اس قدر گہرائی میں جانے کی ضرورت کیا پڑ گئی ہے۔ کیا کام ہے جیک سے۔“ فرانٹا نے بت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”یاد بتایا تو ہے ایک کام ہے۔ ایٹلے سپر سٹور کا منیجر یا دہے“ کرنل ونیٹن نے جھلٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ نوٹ کر لو۔“ دوسری طرف سے فرانٹا نے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے منیجر بتانا شروع کر دیئے۔

”اچھا۔ شکریہ۔“ کرنل ونیٹن نے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر ٹیبل دبا دیا۔ چند لمحے ٹیبل دبانے کے بعد اس نے ہاتھ اٹھایا تو دوسری طرف سے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

ایجر۔ یہ آواز واقعی فرانٹا کی تھی وہ اسی طرح بولتا تھا۔

”جیلو جیلو۔“ میں فرانٹا بول رہا ہوں۔“ فرانٹا کی آواز میں قدرے حیرت کا عنصر موجود تھا۔

”فرانٹا۔ میں کرنل ونیٹن ہوں۔“ کرنل ونیٹن نے دوستانہ انداز میں کہا۔ کیونکہ فرانٹا سے اس کے خالصہ کے تعلقات تھے۔ فرانٹا کے تعاون سے ہی وہ ایکریسیا میں فارغ اوقات میں عیاشی کے پروگرام بناتا تھا۔ اور اس کے لئے وہ فرانٹا کو خاصی رقمیں دیتا رہتا تھا۔

”کرنل ونیٹن تم اور ساؤتھ افریقہ میں میری سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کرنل ونیٹن جو بزرگ کیسے پہنچ گیا۔ کیا کوئی سرکاری مشن ہے۔“ فرانٹا نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

”نہیں۔ میرا ذاتی کام ہے۔ سنو۔ وہ تمہارا دوست ہے ناں۔ ڈی ملی نیوز کا سپیشل رپورٹر جیک۔ تم نے خود ہی ایک بار بتا دیا تھا کہ وہ تمہارا دوست ہے۔ میں نے اس سے بات کر لی تھی۔ کیا تم میرا بلکہ کرا سکتے ہو۔“ کرنل ونیٹن نے کہا۔

”جیک سے۔۔۔ اوہ۔ وہ تو گزشتہ تین دنوں سے غائب ہے۔ میں نے بھی ایک کام کے لئے اسے ٹریس کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن اس کے دفتر سے پتہ چلا کہ وہ کسی خاص مشن کے لئے ایکریسیا سے باہر گیا ہوا ہے۔ جب کہ اس کی دوست عورت فرانٹا نے مختلف بات بتائی۔ اس نے بتایا کہ وہ اور جیک تین روز پہلے ہوٹل آرکیانو میں بیٹھے ڈنر کر رہے تھے کہ ایک

"یس سر۔۔۔ آپ ریٹر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ایک نمبر نوٹ کردو۔ ناراک کہے۔ ایسے سپر سٹور کا اس ایک سیلینڈر میچو فرائنڈ انا فی عورت ہے۔ میں نے اس سے بات کرتی ہے۔ لیکن اُسے یہ احساس نہ ہونے دینا کہ کال ناراک سے باہر سے کی جا رہی ہے۔ سمجھ گئے۔" کرنل ونیڈن نے کہا۔

"یس سر۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور کرنل ونیڈن نے ریسیور رکھ دیا۔ فرانک کی ایک بات اس کے ذہن میں کھٹک رہی تھی کہ جیک کا پیر وگرام باہر جانے سے پہلے فرائنڈ ساتھ رات گزارنے کا تھا لیکن اجنبی کے ساتھ جانے کے بعد واپس نہیں آیا۔ ہو سکتا ہے اُسے کوئی ایسا کام پڑ گیا ہو۔ یہ کم از کم وہ فرائنڈ کو فون پر تو مطلع کر سکتا تھا۔ اُسی لمحے اُسے اے۔ فور کا خیال آیا تو وہ چونک پڑا۔ اے۔ فور نے ابھی سکر فلم نہ بھیجی تھی۔ اس نے انڈکام کا ریسیور اٹھایا۔

"ایس باس۔" اس کی لیڈی سیکرٹری ٹریسیا آواز سنائی دی۔

"ٹریسیا۔ اے۔ فور کو میں نے ایک فلم بھیجنے کے لئے کہا۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

"یس باس۔ فلم پہنچ چکی ہے۔ کیا آپ کے پاس بھیج جا۔ ٹریسیا نے جواب دیا۔

"مع پروکچر بھیجنا۔ لیکن ابھی نہیں۔ میں ایک ضروری کام لوں پھر میں خود کہوں گا۔" کرنل ونیڈن نے کہا اور انڈک

ریسیور رکھ دیا۔ اُسی لمحے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"فرائنڈ اسے بات کیجئے۔" آپریٹر نے کہا۔ اور اس کے ماتھے ہی گھک کی آواز کے ساتھ ہی ریسیور پر ایک۔ نسوانی آواز بھری۔

"ہیلو۔ ہیلو۔ کون صاحب ہیں۔" بولنے والی کے لہجے کا رد و باری انداز نمایاں تھا۔

"فرائنڈ میں جیک کا ایک دوست بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ جیک ایک اور لڑکی کے ساتھ ایک ناسٹ کلب میں دیکھا گیا ہے۔ حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ تم دونوں کے درمیان گورٹ شپ ہو رہی ہے۔ میں نے سوچا کہ تم سے بات کر لوں۔ اصل بات یہ ہے کہ جس لڑکی کے ساتھ وہ دیکھا گیا ہے وہ لڑکی ایک نیفھے ایجنٹ ہے۔" کرنل ونیڈن نے کہا۔

"پہلے تم بتاؤ کہ تم ہو کون۔" فرائنڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"بتایا تو ہے۔ اس کا ایک دوست ہوں۔ تم مجھے نہیں جانتیں لیکن جیک مجھے اچھی طرح جانتا ہے۔" کرنل ونیڈن نے جواب دیا۔

"سو فی صد غلط اطلاع ہے۔ کیونکہ جیک تو اپنے اخباری کام سے جو نمبرنگ کیا ہوا ہے۔ اس نے دیا کسی بڑے آدمی کا انڈک کو کرنا ہے۔" فرائنڈ نے بڑے حتمی لہجے میں کہا۔

"ادہ۔ تو تمہیں اس نے یہ بتایا ہے۔ دیر ہی گڈ۔ بڑا چالاک بن گیا ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو پیر وگرام کے مطابق وہ جانے سے پہلے

بلکہ تمہیں اس کے پاس پہنچا بھی دوں گا۔۔۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

”نشانی۔ میک اپ۔۔۔ یہ کیا بات ہوئی۔ کسی کو کیا ضرورت ہے اس کا میک اپ کرنے کی۔ وہ کوئی اتنی اہم شخصیت تو نہیں ہے۔“ فرانڈا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ارے تم اس کی اہمیت نہیں جانتیں۔ وہ بڑا اہم آدمی ہے۔ آخر سربراہوں کے انٹرویو کرتا رہتا ہے۔“ کرنل ونیڈن نے کہا۔

”اچھا۔ واقعی۔ ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے۔ بٹھر دیں سوچ کر بتاتی ہوں۔“ فرانڈا نے کہا۔ اور پھر چند لمحے تک ریسیور پر خاموشی طاری رہی۔ اس کے بعد فرانڈا کی پُرجوش آواز نشانی دی۔

”ہیلو ہیلو۔ کیا تم لاٹن پری ہو۔“ فرانڈا نے پوچھا۔

”ہاں۔ ایک نشانی یاد آئی۔“ کرنل ونیڈن نے پوچھا۔

”ہاں۔ ایک نشانی ایسی ہے جو صرف میں ہی بتا سکتی ہوں۔ وہ نشانی یہ ہے کہ اس کی دائیں آنکھ کی پتلی اور بائیں آنکھ کی پتلی میں معمولی سا فرق ہے جو عام طور پر نظر نہیں آتا۔ اس کی دائیں آنکھ کی پتلی بائیں آنکھ کی پتلی سے ذرا سی چھوٹی ہے۔ بس معمولی سی۔ تم جانتے ہو کہ ایک عورت کے لئے جو اس سے کوڑھ شپ کر رہی ہو ایسی بات چھی نہیں رہ سکتی۔“ فرانڈا نے کہا۔

”اچھی نشانی ہے۔ لیکن یہ کوئی واضح نشانی نہیں ہے۔ یہ تو اس کی آنکھوں کو بالکل قریب سے دیکھا جائے تب پتہ چل سکتا ہے۔

رات تمہارے ساتھ ضرور گزرتا۔“ کرنل ونیڈن نے طنز: انداز میں ہنسنے ہوئے کہا۔

”جو نہہ۔ واقعی اس کا پردہ گرام تو تھا لیکن پھر وہ ہوٹل سے اٹھ کر گیا تو نہ ہی اس کا فون آیا اور نہ وہ خود آیا۔ حالانکہ اس سے پہلے اس نے کبھی ایسا نہ کیا تھا۔“ کرنل ونیڈن کی توقع کے عین مطابق فرانڈا اس کے دائیں آگئی تھی۔ کرنل ونیڈن عورتوں کی لفیات اچھی طرح جانتا تھا۔

”اور یہ بھی بتا دوں کہ وہ جس طرح اس عورت کے ساتھ بیٹھ بول رہا تھا یوں لگتا تھا جیسے صدیوں سے گونگا رہنے کے بعد اُسے پہلی بار زبان ملی ہو۔ مسلسل بولے چلا جا رہا تھا۔ اور یہی بات مجھے لکھنی۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ وہ تو خاصا کم گو آدمی ہے۔“ کرنل ونیڈن نے کہا۔

”اتنا کم گو بھی نہیں ہے۔ بس ہر وقت جھلاہٹ سی سوار رہتی ہے اس پر۔ لیکن اتنا بھی نہیں بولتا جتنا تم کہہ رہے ہو۔ مجھے بتاؤ پلیز کہ تم نے اُسے کہاں دیکھا ہے۔“ فرانڈا نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہو سکتا ہے میں نے اُسے نہ پہچانا ہو۔ حالانکہ سو فیصد جیک تھا۔ لیکن ہو سکتا ہے جیک کے ساتھ کوئی چکر کھیل چلا جا رہا ہو۔ اور اس کے میک اپ میں کوئی دوسرا آدمی ہو۔ اگر تم مجھے کوئی ایسی نشانی بتا دو کہ جس سے میک اپ کے باوجود اس کی پہچان ہو سکے تو میں کتنفرم کر کے تمہیں مکمل اطلاع دوں گا۔

اور کوئی نشانی بتاؤ۔ جو دور سے دیکھتے ہی نظر آجائے۔ یا اس کے چلنے پھرنے میں۔ اٹھنے بیٹھنے میں۔ یا ہاتھ کی کوئی مخصوص حرکت جو وہ عام طور پر یہ کرتا ہو۔“ کرنل ونیڈن نے کہا۔
 ”ہاں مجھے یاد آگیا ہے۔ جب وہ بے حد جھلکا جاتا ہے تو یہ بے اختیار وہ اپنے دائیں ہاتھ کو جھٹکے دیتا ہے۔“ خزانہ انا کہا۔

”اوہ۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔“ کرنل ونیڈن نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ واقعی ایسی نفسیاتی نشانی تھی جس سے کسی بھی شخص کو باآسانی چیک کیا جاسکتا تھا۔ اس نے جلدی سے ریسور رکھا اور پھر انٹرکام کا ریسور اٹھا لیا۔
 ”یس باس۔“ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری ٹریسیا کی آواز سنائی دی۔

”ٹریسیا۔ وہ فلم اور پروڈیگر فوراً ابھرا دو۔“ کرنل ونیڈن نے تیز لہجے میں کہا اور ریسور رکھ دیا۔
 یاچ منٹ بعد دروازہ کھلا۔ ایک نوجوان اور خوب صورت لڑکی ہاتھ میں ایک جدید قسم کا پروڈیگر اٹھائے اندر داخل ہوئی اس کے جسم پر فوجی وردی تھی۔ اور کا ندھوں پر کیپٹن رینک کے بیجز موجود تھے۔ یہ اس کی لیڈی سیکرٹری ٹریسیا تھی۔ کیپٹن ٹریسیا۔

”کیا اسے چلانا ہے باس۔“ ٹریسیا نے مسکراتے ہوئے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔ کیونکہ کرنل ونیڈن جیسے

عیاش طبع آدمی نے یہاں آتے ہی اس سے تعلقات سیکرٹری اور باس سے کچھ زیادہ ہی بڑھلے تھے۔

”ہاں۔“ کرنل ونیڈن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور ٹریسیا نے پروڈیگر کو کمرے کے کونے میں رکھی ہوئی ایک تپائی پرائیڈ جٹ کیا۔ اور پھر اس کا کنکشن الیکٹرک چمک سے کمرے کے اس نے اس میں وہ فلم ڈالی اور پھر کمرے کی لائٹس بند کر دیں۔ دوسرے لمحے سامنے دروازے کے اوپر دیوار پر سکرین روشن ہوگئی اور پروڈیگر چلنے کی مخصوص ہلکی ہلکی گڑبڑا ہٹ سنائی دینے لگی۔ ٹریسیا لائٹ آف کر کے کرنل ونیڈن کی کرسی کے بازو پر آکر بٹھے بے تکلفانہ انداز میں بیٹھنے لگی۔

”اس وقت میں ڈیوٹی پر ہوں ٹریسیا۔“ کرنل ونیڈن نے اُسے بری طرح جھڑکتے ہوئے کہا۔

”سوری باس۔“ ٹریسیا نے سہم ہوتے لہجے میں کہا۔ اور جلدی سے پروڈیگر کے قریب دیوار سے پشت لگا کر کھڑی ہوگئی۔

کرنل ونیڈن کی نظریں سکرین پر جمی ہوئی تھیں۔ سکرین پر کوئی منظر نہ تھا۔ مگر پھر ایک جھپکے سے اس پر ایک شاندار انداز میں سجے ہوئے کمرے کا اندرونی منظر ابھر آیا۔ کمرہ خالی پڑا تھا۔ چند لمحوں بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور دو ایکٹریسین نوجوان اندر داخل ہوئے۔ ان میں سے ایک کے کانہ مٹے سے ایک کیمرو لٹک رہا تھا۔ کرنل ونیڈن کے ہونٹ پھین گئے۔ کیونکہ کمرے میں

کی طرف بڑھ گیا۔ وہ خود نہ صرف سادہ لباس میں تھا۔ بلکہ اس کے اسٹش بھی سادہ لباسوں میں تھے۔ ان دونوں کا ریکارڈ دیکھ کر سی اس نے انہیں اپنا خصوصی اسٹش بنایا تھا۔ دونوں کا لڑائی بھڑائی نشانہ بازی اور تیزی پھرتی میں شاندار ریکارڈ تھا۔ ایک کا نام ٹام تھا جب کہ دوسرے کا نام سمیٹھ۔ یہ دونوں فوج کے خفیہ شخص سے تعلق رکھتے تھے۔ راستے میں اس نے ان دونوں کو براہ کیا کہ وہ ایسے شخص کی چیکنگ کے لئے جا رہے تھے کہ اگر وہ شخص واقعی ایک اپ میں ہوا تو پھر وہ دنیا کا انتہائی خطرناک ترین شخص ہے اس لئے ان دونوں کو ہر صورت میں انتہائی ہوشیار اور محتاط رہنا ہوگا۔ اور ان دونوں نے سر ہلا دیئے۔

داخل ہونے والا واقعی چیک تھا وہ بلا شک و شبہ چیک تھا۔ "لو جی میک۔ اس پلٹ کر پلاننگ کر دو کہ یہاں کا تازہ ترین سیاسی فیچر کس طرح بن سکتا ہے۔" جیک نے اندر داخل ہوتے ہی کرسی پر ڈھیر ہونے ہوئے کہا۔ اور اس کی آواز سن کر کرنل ونیشن کا رہا سہا شک بھی ختم ہو گیا۔ کیونکہ آواز اور لہجہ بھی بالکل جیک کا ہی تھا۔ لیکن وہ خاموشی سے بیٹھا ان دونوں کے درمیان ہونے والی بات چیت سنتا رہا۔ پھر اس نے جیک کو اٹھ کر ہاتھ روم میں جانے اور واپس آتے دیکھا۔ اس کے بعد جب فلم ختم ہو گئی تو اس کی آنکھوں میں شک کا صرف ہلکا سا تاثر موجود تھا۔

"اس نے باوجود بے جھگڑائے ہوئے ہونے کے ہاتھ تو نہیں جھٹکا۔" کرنل ونیشن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "مجھ سے کچھ کہا باس۔" ٹریسیا نے چونک کر پوچھا "ا وہ نہیں۔" تم یہ پرو جیکٹر اور فلم لے جاؤ۔" کرنل ونیشن نے تیز لہجے میں کہا اور ٹریسیا نے پرو جیکٹر آف کر کے لائین آن کیں اور پھر پرو جیکٹر اٹھا کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"مجھے بہر حال انہیں چیک کرنا چاہیئے۔" کرنل ونیشن نے کہا۔ اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اپنے دفتر سے باہر نکل کر اپنے دو مخصوص اسٹش کو کال کیا اور پھر انہیں ساتھ چلنے کا کہہ کر وہ فوجی جیب کی بجائے عام کاریں بیٹھ کر ہوشل فائوسٹار

نندہ دلی اس کی مسکراہٹ سب کچھ اس جھلاہٹ میں مکمل طور پر دفن ہو چکی تھی۔ ٹائیگر نے دروازہ کھولا تو چونک کر بے اختیار ایک قدم پیچھے ہٹ گیا کیونکہ دروازے پر واقعی ایک انتہائی خوبصورت اور نوجوان لڑکی کھڑی تھی جس نے حیات جینز اور سرخ رنگ کی ہان بازو والی انتہائی تنگ شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ البتہ اس کے چہرے پر موٹے شیشوں والا ایک بھداسا فریم ضرور موجود تھا۔ لیکن اس فریم نے حیرت انگیز طور پر اس کی خوب صورتی اور کشش کو ختم کرنے کی بجائے کچھ اور بڑھا دیا تھا۔

"میرا نام دیرا جون ہے۔ اور میں کراٹم رپورٹر ہوں۔" لڑکی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ تشریف لائے۔ مجھے کیا کہتے ہیں۔ میں ڈیلی نیوز ایکرمیا کا پریس فوٹوگرافر ہوں۔" ٹائیگر نے ایک طرف ہٹتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"اوہ اچھا تو آپ میرے پوز بنانا چاہتے تھے۔ کیا واقعی میں اس قابل ہوں۔" دیرا جون نے اندر داخل ہوتے ہوئے بڑے بے باک انداز میں کہا۔

"اوہ آپ کو تو علم ہی نہیں ہے۔ کہ آپ کیا چیز ہیں مجھے یقین ہے کہ کیمرا نے فوٹو کھینچ کر غلم باہر نکلوانے سے انکار کر دینا ہے۔" ٹائیگر نے کہا اور دیرا جون اس کا یہ خوبصورت فقرہ سن کر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

عمران بھی اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا اور ٹائیگر کے اس خوبصورت

دروازے پر دسک کی آواز سننے ہی آرام کسی پر نیم دراز عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"میرا خیال ہے دیرا آئی ہے۔" سامنے بیٹھ ہوئے ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا۔ تو جادو دروازہ کھولو۔ وہ اب اتنی بڑی جنرلسٹ نہیں ہے کہ جب تک اٹھ کر اس کے لئے دروازہ کھولے۔" عمران نے جھلاتے ہوئے لہجے میں کہا اور ٹائیگر مسکراتا ہوا اٹھا۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ ویسے وہ عمران کی اداکاری پر دل بہ دل میں بے حد حیران ہو گیا تھا۔ جب سے عمران نے جب تک کام کیا اپ کیا تھا اس کا سر سے انداز ہی بدل گیا تھا۔ اور اگر یہ میک اپ ٹائیگر کے سامنے نہ ہوتا تو امر کبھی یقین نہ کرتا کہ ہر وقت جھلایا ہوا نوجوان عمران ہو سکتا ہے۔ اس کی ساری

قدمے بھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور دوسرے سر ہلاتی ہوئی گری پڑھ گئی۔

”کیا بیوگی تم۔ ویسے ایک بات ہے مجھے تمہارے پاس نہ کوئی دیوا اور نظر آرہا ہے نہ مشین گئی۔ کیسی کراؤم دیوڑھو۔“
 عمران نے حیرت بھرے بلجے میں کہا اور دیر اکھٹھا کر ہنس پڑی۔
 ”مجھے ان کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔“ دیرانے ہنستے ہوئے کہا۔

”اے ماں۔ میں واقعی بہ ذوق ہو گیا ہوں۔ بھلا تمہیں اس مصنوعی اسٹے کی کیا ضرورت جب کہ تم فطری اسٹے سے مکمل طور پر لیس ہو۔ اچھا یہ بتاؤ صرف مجرموں سے ہی تعلقات ہیں یا کبھی جنرل بارڈر یا اس جیسے کینڈے کے آدمی سے بھی ملاقات ہوئی ہے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”میرا جنرل بارڈر سے کیا تعلق۔ ویسے بھی وہ کبھی سبک میں نہیں آیا۔ میں نے تو آج تک کبھی اس کی تصویر ہی نہیں دیکھی۔ بس ایک نام ہے۔ جس کی دہشت سے سارا ساؤتھ افریقہ کانپتا ہے۔“
 ایمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ تم کہتی ہو۔ تم نے اس کی تصویر نہیں دیکھی جب کہ وہ جان سمٹھ بتا رہا تھا کہ اس نے اس کا انٹرویو چھاپا ہے۔ اے ماں۔ اب بات سمجھ میں آگئی۔ اس جان سمٹھ نے ایلے کار انٹرویو چھاپا ہوگا کہ جنرل بارڈر شرم کے مارے چھپ گیا ہوگا۔“
 ایمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور دیر ایک بار پھر ہنس پڑی۔

”فقرے سے دل ہی دل میں وہ بھی پوری طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔ لیکن چہرے پر مسکراہٹ کی بجائے ہلکی سی جھلاہٹ موجود تھی۔“
 ”ہیلو دیراجون۔ میرا نام جیک ہے۔“ عمران نے ہاتھ مصلحت سے لئے آگے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ جیک تم جیسے جرنلسٹ سے مل کر مجھے بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ میں کبھی سوچ بھی نہ سکتی تھی کہ اتنے بڑے جرنلسٹ بھی میں ملاقات کر سکوں گی۔ تمہارے انٹرویو تو پوری دنیا میں مشہور ہیں۔“ دیرانے بڑے عقیدت بھرے لیکن خاصے پرجوش انداز میں مصافحہ کرتے ہوئے کہا اور عمران کے چہرے پر ہلکے سے فخر کے تاثرات ابھرائے۔

”شکریہ شکریہ۔ تعریف کا شکریہ۔ ویسے تم نے واقعی غلطی کی ہے۔ جرنلسٹ بن کر۔ تمہیں تو واقعی جینہ عالم ہونا چاہیے یا پھر فوج سے غلطی ہوئی ہے۔ مجھے سیاسی سربراہوں کے انٹرویو لینے کی بجائے جینوں کے انٹرویو لینے چاہئیں تھے۔ واہ قلم۔ خود بخود حرارت آجاتی۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”اوہ واقعی مہر جیک۔ اب مجھے خیال آرہا ہے کہ تمہارے ہاتھ میں تو حرارت کا نام تک نہیں۔ بڑا ٹھنڈا ہاتھ تھا۔ اس کی کیا وجہ۔“ دیرانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ بوڑھے بوڑھے اور سرد گرم چشیدہ سیاسی سربراہوں کے انٹرویو کھنے کا نتیجہ ہے۔ بہر حال بیٹھو۔“ عمران نے

اس قدر مشہور ہے کہ اگر وہ چاہتا تو وہیں ناراک سے ہی جنرل بارڈر سے رابطہ قائم کر سکتا تھا۔ اور پھر وہیں انٹرویو کے لئے بھیجتا۔ ویسے مسٹر علی عمران یہ ساؤتھ آفریقہ ہے۔ یہاں مہاراجی یہ اداکاری زیادہ دیر نہیں چل سکتی۔ کمرل ونیشن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب سے ریوالور نکال لیا اور اس کے ریوالور نکالتے ہی اس کے دونوں ساقیوں نے بھی حیرت انگیز برقی رفتار سے ریوالور نکال لئے۔

”کیا مطلب۔ کیا تم پاگل ہو۔ جیک جلیس جرنلسٹ پر ریوالور نکال رہے ہو۔ کیا تمہیں شعور ہے کہ تم کیا کر رہے ہو۔ اس خیال میں نہ رہنا کہ تم کمرل ہو۔ میرا نام جیک ہے جیک۔ سمجھے۔“

عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر تم جیک ہوتے تو واقعی میں ریوالور نہ نکالتا۔ لیکن تم جیک کے میک اپ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے علی عمران ہو۔ سمجھے۔ اور تمہیں پکڑنے کے لئے جنرل بارڈر نے مجھے خاص طور پر ایجوکیمیاٹ یہاں بلوایا اور دکھا میں نے تمہیں کتنی آسانی سے ٹریس کر لیا ہے۔ حالانکہ تم واقعی بالکل جیک جلیس اداکاری کر رہے ہو۔ لیکن مسٹر علی عمران بے پناہ ذہانت کے باوجود آدمی کہیں نہ کہیں غلطی کر ہی جاتا ہے۔ تم نے جیک کو جب ہوٹل میں ڈنر کرتے ہوئے اٹھایا اور ساتھ لے گئے تو تمہیں یہ معلوم نہ تھا کہ جیک اس وقت اپنی ساتھی عورت ذانڈا سے ساتھ رات گزارنے کا پروگرام بنا رہا تھا۔ پھر اس جیک کی ساتھی عورت نے مجھے دو ایسی نشانیاں

اس کے جسم میں انتہائی طاقتور ایکٹرک کنٹریکٹ کیا ہو۔ چہرے پر بے پناہ حیرت کے تاثرات نمایاں تھے جب کہ عمران اسی طرح منہ بناتے کسی پر بھیٹا رہا۔

”تمہارے والدین کو یہی نام اچھا لگا تھا۔ اس کی بجائے وہ دیگن رکھ لیتے۔ بس رکھ لیتے۔ ٹرک رکھ لیتے۔ ونیشن۔ تو مجھے اسٹیشن پر کھڑے چھا بڑی فروش یاد آجاتے ہیں جنہیں ونیشن رکھا جاتا ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”تمہارا نام جیک ہے۔ اور تم ایجوکیمیا کے سب سے مشہور اخبار ڈیلی نیوز کے پیش پرورٹر ہو۔ میں ٹھیک کہہ رہا ہوں۔“ کمرل ونیشن نے بڑے طنزیہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ وہ اپنے ساقیوں سمیت اندر آ گیا تھا۔

”ظاہر ہے مشہور آدمی کو سب جانتے ہیں۔ تم نے میرا نام بتا کر کوئی انوکھا کارنامہ سرانجام نہیں دیا۔ ارے ہاں اب مس ویرا جرنلسٹ بتا رہی تھیں کہ جنرل بارڈر سے تمہارے ذہنی رابطہ ہو سکتا ہے۔ اوہ۔ ویسے گیڈ۔ او۔ کے۔ مجھ سے ملو کہ ونیشن۔ جنرل بارڈر کو یقیناً بے حد خوشی ہوگی۔ جب اُسے معاذ ہو گا کہ جیک اس کا انٹرویو لینے آیا ہے۔ اور ہو سکتا ہے تمہارے عہدے میں بھی ترقی ہو جائے۔“ عمران نے ادا کرکھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”تو تم یہاں جنرل بارڈر کا انٹرویو کرنے آئے ہو۔ تمہارا اخبار

چلتے ہوئے کہا۔

"میک ڈرافٹون پر یہاں کے ایکویمین سفارت خانے سے بات کرو۔ یہ شخص ایکویمین ہو کہ ہم جرنلسٹوں کو موت کی دھمکیاں دے رہا ہے۔" — عمران نے انتہائی جھلٹے ہوئے انداز میں کہا۔

"خبردار۔ اگر کسی نے بھی معمولی سی حرکت کی تو ایک لمحے میں بھون ڈالوں گا۔" — کرنل ونیڈن نے انتہائی غصیلے ہجے میں کہا۔

"کرنل ونیڈن۔ میں جرنلسٹ ہوں اور مقامی ہوں۔ آپ نے اب تک جو الزام جیک جیسے معروف جرنلسٹ پر لگائے ہیں۔ پہلے انہیں ثابت کریں۔ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ یہاں کی فوج حتیٰ کہ جنرل بارٹر بھی صحافیوں کی بے حد قدر کرتے ہیں۔ آپ نے کسی نشانیوں کی بات کی تھی پہلے وہ نشانیاں بتا کر ثابت کریں کہ یہ شخص واقعی جیک نہیں ہے۔ بلکہ کوئی دوسرا ہے۔ اور یہ بھی سن لیں کہ ہمارے اخبار کو معلوم ہے کہ مسٹر جیک اور میک یہاں موجود ہیں اور میں ان سے ملنے آئی ہوں۔ اگر آپ کا اندازہ غلط ثابت ہوا اور آپ نے مسٹر جیک یا ان کے ساتھی میک کو کوئی نقصان پہنچا دیا تو پوری دنیا میں ایک ایسا طوفان کھڑا ہو جائے گا کہ آپ کو اپنی جان بچانی مشکل ہو جائے گی۔"

اس بار خاموش کھڑی دیراجون نے انتہائی سنجیدہ ہجے میں کہا۔

"یہ ایکویمین نہیں ہے مس دیراجون۔ یہ ساؤتھ افریقہ ہے۔ یہاں تم تو اچھی طرح جانتی ہو کہ فوج کے پاس مکمل اختیارات

بتائی ہیں جو تم میک اپ کے باوجود بھی انہیں کوہ نہیں کر سکتے اور وہ دونوں نشانیاں تمہارے اندر موجود نہیں۔ اب بڑو۔ ویسے تمہارا یہ حسرت ضرور پوری ہوگی کہ تمہیں جنرل بارٹر کے پس کر دیا جائے لیکن مجھے افسوس ہے اس وقت تم مردہ حالت میں ہو گے۔"

کرنل ونیڈن لفظ چبا چکا کہ اس طرح بات کر رہا تھا۔ جیسے لاشووری طور پر وہ عمران کی بیڑیاں چبا رہا ہو۔

"بہت خوب۔ کیا تم واقعی کرنل ہو۔ حالانکہ سودا بیچنے والوں کی طرح تقریر اچھی کر لیتے ہو۔ تم مجھے کوئی اور شخص بنا رہے ہو۔ کیا نام بتایا تم نے آلی عمران۔ بہت خوب۔ واقعی تمہارا جواب نہیں لیکن سو کرنل ونیڈن میرے پاس ورلڈ جرنلسٹ کارڈ موجود ہے۔ اور اتنا تو تم بھی جانتے ہو گے کہ جن کے پاس ورلڈ جرنلسٹ کارڈ ہو۔ ان کا رتبہ بین الاقوامی طور پر کسی سفیر سیما ہوتا ہے۔ اور سفیر کے سلسلے میں جو قوانین ہیں وہی مجھ پر لاگو ہوتے ہیں۔ وہ تمہارا احمق میجر یورو جسے تم نے ایمپورٹ کا انچارج بنا رکھا ہے۔ اُس نے بھی مجھ پر آنکھیں نکالنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جب اس نے میرے اخبار سے تصدیق کی تو اس بے چارے کا بھی وہی حال ہوا جو ابھی تھوڑی دیر بعد تمہارا ہونے والا ہے۔" — عمران نے اسی طرح سخت ہجے میں کہا۔

"وہ میجر یورو دکھا۔ میں کرنل ونیڈن ہوں۔ مجھے معلوم ہے اس نے تمہیں کوک کی بوتلیں پلائی تھیں لیکن میں تمہیں گولیاں ماروں گا۔ تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے۔" — کرنل ونیڈن نے جوتھ

نہیں لے جاسکتے۔ جنرل بارٹر آپ کو زندہ دفن کر دینے سے بھی
 نہ چوکے گا۔ آپ کو شاید معلوم نہیں۔ ایک سال پہلے ایسا ہی
 ایک واقعہ ہوا تھا۔ یہاں کے ایک بڑے فوجی افسر نے ایک
 صحافی کو ہتھیار مار دیا تھا۔ اس پر جب اخبارات میں طوفان اٹھا
 تو جنرل بارٹر نے اس فوجی کو چوک بنگولی مراد دی تھی۔ حالانکہ وہ
 فوجی افسر جنرل بارٹر کا انتہائی قریبی رشتے دار تھا۔ اور وہ تو عام
 صحافی تھا۔ لیکن یہ تو بین الاقوامی شہرت کے حامل صحافی ہیں۔
 پوری دنیا میں ساؤتھ افریقہ کی اس قدر بے عزتی ہو گئی کہ آپ
 تصور بھی نہیں کر سکتے۔ ساؤتھ افریقہ کی حکومت پہلے ہی ظلم و ستم
 میں بے پناہ بنا نام ہے۔ اور جنرل بارٹر نے ہمیشہ اپنی کوشش کی
 ہے کہ اس قسم کے پروپیگنڈے کے اثرات نازل ہوں۔ لیکن یہ
 واقعہ تو جنرل بارٹر کے بھی پیر اکھاڑ دے گا۔ دیکھا جو
 نے تلخ لہجے میں کہا۔

”واہ۔ واقعی تم جڑی بوٹی ہو۔ جس طرح تم جڑی بوٹیوں کی فیور کر رہی
 ہو۔ اس سے مجھے یقین آ گیا ہے کہ تم صحیح فیملی میں آئی ہو۔ اس
 کمرل کو یہ بھی بتا دو کہ اگرمیں ایک پریذیڈنٹ کو فون کر
 کے صرف اشنا بتا دوں کہ اس نے مجھے دھکیا دی ہیں تو
 اس کو چھیننے کے لئے زمین بھی جگہ نہ دے گی۔ ہونہر۔ آگیا ہے
 ریڈ کارڈ دکھانے۔“ عمران کا اوجہ آخر میں بے حد جھلکا ہوا تھا۔
 ”میں ابھی ثابت کر دیتا ہوں۔“ کمرل دینیڈن نے ہونٹ
 چلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے عمران کے قریب جا کر غور سے

پس۔ اور میرے پاس ریڈ کارڈ ہے۔ میں چاہوں تو آدھے ساؤتھ
 افریقہ کو گولیوں سے اڑا دوں۔“ کمرل دینیڈن نے غراتے
 ہوئے کہا۔

”آپ درست کہہ رہے ہیں۔ لیکن جرنلسٹوں کے سلسلے میں
 ایسا نہیں ہے اگر آپ کو کوئی غلط فہمی ہو تو جس نے آپ کو ریڈ
 کارڈ دیا ہے آپ ان سے بات کر کے پوچھ لیں۔ ویسے اگر آپ
 ثابت کر دیں کہ یہ دونوں شخص وہ نہیں ہیں جو یہ اپنے آپ کو
 ظاہر کر رہے ہیں تو میں کیا پورا ساؤتھ افریقہ آپ کے ساتھ
 ہو گا ورنہ دوسری صورت میں باوجود بے پناہ اختیارات رکھنے
 کے آپ ان پر انگی بھی نہیں اٹھا سکتے۔“ ویراجون نے
 انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آپ سب کو میڈیکل وارڈ لے جاتا ہوں۔
 وہاں آپ کے سامنے ہی ثابت ہو جائے گا کہ یہ دونوں کون
 ہیں۔“ کمرل دینیڈن نے ہونٹ چلاتے ہوئے کہا۔
 ”نہیں پہلے آپ یہاں الزام ثابت کریں پھر انہیں میڈیکل وارڈ
 لے جائیں۔ یہاں فون موجود ہے۔ آپ ان کے اخبار کے دفتر
 سے ان کی تصدیق کر سکتے ہیں۔ اگر یہ میک اپ میں ہیں تو ان
 کا میک اپ صاف کیا جاسکتا ہے۔ ان کے پاس کاغذات
 ہیں ان کی مکمل جھان بین کی جاسکتی ہے۔ کوئی ایک پوائنٹ تو
 ثابت کریں۔ پھر انہیں میڈیکل وارڈ چھوڑ کر ان کے جائے ورنہ
 اس طرح بغیر کوئی بات ثابت کئے آپ کسی جرنلسٹ کو میڈیکل

”جیک۔ میرا خیال ہے۔ ہمیں اس سیاسی فیچر پر بحث بھیج کر واپس چلنا چاہیے۔ میں اس نیوز ایڈیٹر سے خود ہی نمٹ لوں گا۔ من ویرا درست کہہ رہی ہیں۔ وہ واقعی پاگل ہو رہا ہے۔ غضب خفا کا۔ کہاں ہم اور کہاں وہ کسی ایشیائی کا نام لے رہا تھا۔ اس بار ٹائیگر نے تیز اور عصبیے لہجے میں کہا۔“

”جیک جب ایک کام کا سوچ لے تو واپس نہیں جاسکتا۔ سمجھ رہے جیک کئی تو مہینے ہے۔ مہتابا کیا۔ تم تو من ویرا کے پوز بنا کر چلے جاؤ گے اور نہ صرف ڈیوڈ آرنلڈ بلکہ وہ نیوز ایڈیٹر بھی خوش ہو جائے گا۔ وہ بھی تو پاگل ہے۔ اس معاملے میں وہ تو عورت کی لاش کو گھنٹوں گھورتا رہتا ہے۔ یہ تو پھر ویرا کا فوٹو ہوگا۔“ جیک نے جھلٹاتے ہوئے انداز میں جواب دیا۔ اور ویرا ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”مہتابا! انڈاز گفنگو مجھے بے حد پسند آیا ہے جیک بڑے صاف گو آدمی ہو۔ بہر حال میری طرف سے میک کو مکمل اجازت ہے جس طرح کے پوز چاہے لے لے۔“ ویرا نے بڑی دلاؤ پر نظروں سے میک کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میک نے سیاسی فیچر کے اختتام سے پہلے اگر کوئی پوز لیا تو میں اسے گولی مار دوں گا۔ پہلے کام ہونا چاہیے اور تم نہ مری جا رہی ہو اور نہ مہتابا یہ خوب صورت جسم چند دنوں میں بہ صورت ہو جائے گا۔ لے لے گا پوز۔“ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے اس طرح جو نٹ پیچھے لے جس طرح واقعی

اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگا۔

”میری آنکھوں میں تو اس وقت ویرا جون کی ہی تصویر نظر آئے گی۔ یہ ہے ہی اس قدر خوب صورت۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کرنل وینٹن ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹا ہوا ہنہ۔ ٹھیک ہے۔ فی الحال میں کچھ ثابت نہیں کر سکتا۔ لیکن میں جلد ہی ثبوت حاصل کر لوں گا۔ اس کے بعد میں دیکھ گا کہ یہ شخص کتنے پانی میں ہے۔“ کرنل وینٹن نے غصے سے پیر پٹختے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ اس کے دونوں ساتھی بھی اس کے پیچھے ہی واپس مڑے اور چند لمحوں بعد وہ تینوں ایک ایک کمرے کے دروازے سے باہر نکل گئے۔ ایک طرف خاموش کھڑے ٹائیگر نے آگے بڑھ کر دروازہ بنا کیا اور منہ بناتے ہوئے واپس آ گیا۔

”کیا تم واقعی اصل جیک ہو یا یہ کرنل وینٹن درست کہہ رہا تھا۔“ ویرا نے دوبارہ کمرے پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اچھا اب تم مجھ پر شک کر دو گی۔ لیکن اس نے تو میری آنکھوں میں دیکھ کر جان چھوڑی ہے۔ تم کون سا ثبوت چاہو گی۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ویرا کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”اگر میں یہاں موجود نہ ہوتی تو یہ شخص لازماً تم دونوں کو گولی مار دیتا وہ پاگل ہو رہا تھا۔“ ویرا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لوٹتے ہوئے ہوئے کہا۔

”مینجر۔ مینجر کا نام جانس ہے۔ لیکن وہ تو انتہائی سخت گیر اور ساؤتھ افریقہ کا مشہور بہ معاش ہے۔ وہ اس قدر ظالم اور سفاک آدمی ہے کہ لوگ اُسے موت کا فرشتہ کہتے ہیں۔ لیکن وہ قلب میں کوئی مداخلت نہیں کرتا۔ ایک بات بتاؤں۔ ایک بار بان سمٹھ نے مجھے بتایا تھا کہ جنرل بارڈر اپنے دشمنوں سے ٹھٹھنے کے لئے اُسے استعمال کرتا ہے۔ اور یہاں کے سیاہ فام تو اس کے نام سے ہی کانپتے ہیں۔ اس کا پورا اگر وہ پ ہے۔ اس طرح کے ظالم اور سفاک درندوں کا گرد پ جو ہر وقت مرنے اور نہ پر آمادہ رہتا ہے۔ یہ ساری باتیں میں اس لئے بتا رہی ہوں کہ تم اس کے منہ نہ لگنا وہ پرنسٹن ٹاؤن کی مخلوق سے میرے سے واقف ہی نہ ہوگا۔“ دیرانے کہا۔

”تم چلو تو سہی پھر دیکھنا کہ وہ تمہارا موت کا فرشتہ کس طرح جیک کے بوٹ چاٹنا اپنے لئے خضر سمجھتا ہے۔ تم شاید کمرائم رپورٹری میں نہ آئی ہو۔ جب کہ میں نے جرنلزم کا آغاز کمرائم رپورٹری سے ہی کیا تھا۔ اور جس وقت میں کمرائم رپورٹر تھا اس وقت ایکویمیا کے بڑے بڑے غنڈے اور بہ معاش میرے نام سے اس طرح کانپتے تھے جیسے میں ہی موت کا فرشتہ ہوں۔ پھر میرے ہاتھوں ایک بڑا بہ معاش پٹے پٹے مر گیا۔ میں تب سے کمرائم رپورٹری چھوڑ کر پرنسٹن فیلڈ میں آ گیا۔ لیکن اب بھی میں جانتا ہوں کہ ان لوگوں کو کیسے سیدھا

عمران کے منع کرنے سے اُسے سخت تکلیف پہنچی ہو۔ اچھا چھوڑو۔ تم نے کچھ بلایا نہیں مجھے۔ بس بیٹھ باتیں کر رہ ہو۔ کچھ منگواؤ پینے کے لئے۔“ دیرانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میک۔ مس دیرا جو بھی پینا چاہیں منگواؤ۔ میں تو سیہ اب ہوں۔ بس مس دیرا کو جب سے دیکھا ہے۔ ساری پیاس ہی کچھ گنا ہے۔“ جیک نے کہا اور دیرا کی آنکھوں میں مسرت کے چراغ جل اٹھے۔

”تم جس انداز میں تعریف کرتے ہو یہ واقعی منفرد ہے۔ چلو اٹھو میں تمہیں کسی اچھی جگہ لے چلیں ہوں۔ دماغ چل کر بیٹھیں گے۔“ دیرانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مثلاً کون سی جگہ۔“ عمران نے چونک کر پوچھا۔

”یہاں ایک کلب ہے۔ اس کا نام زید کلب ہے۔ دماغ اس قدر آزاد ماحول ہے کہ تم جو چاہو کرو دوسر کوئی پدواہ نہ کرے گا۔ یہاں کے صحافی۔ آفیسر۔ کاروباری لوگ۔ عرصہ فیک ہر شخص دن جانے کو اس طرح سمجھتا ہے جیسے جنت میں جا رہا ہو۔ لیکن کلب کی کیفیت بے حد محدود ہے۔ تم شاید یقین نہ کر دیکھ سنا ہے کہ یہ کلب جنرل بارڈر کی ملکیت ہے اور جنرل بارڈر بھی دیرا اکثر آتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے اس کے لئے کوئی خاص کمرہ مخصوص ہوگا۔“ دیرانے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو ضرور چلیں گے۔ دماغ کا مینجر کون ہے۔ اس کے ذریعے ضرور جنرل بارڈر سے رابطہ ہو جائے گا۔“ عمران نے

کیا جانتے۔"۔ عمران نے کمرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اور
 دیر اچھی سر ملاتی ہوئی اٹھ کھڑی ہوئی۔
 کھڑکی دیر بعد وہ دونوں دیر آکی کا ریں بیٹھے ہوٹل فائیوٹ
 سے باہر نکل رہے تھے۔ عمران فرنٹ سیڈ پر بیٹھا تھا۔ جب کہ
 ٹائیگر پیچھے تھا۔ دیر ابڑے مطمئن انداز میں کار چلاتی ہوئی ہوٹل
 کیپاؤنڈ ٹریٹ سے نکلی اور تیزی سے دائیں طرف کو بڑھ گئی۔ عمران
 کی نظریں مستقل بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں۔ اس کے لبوں
 ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی تھی تو کہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ دو
 سفید رنگ کی کاریں ہوٹل سے ہی مسلسل ان کا تعاقب کر
 رہی تھیں۔
 "کیا سوچ رہے ہو جیک۔"۔ دیر نے اُسے خاموش
 دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔
 "میں سوچ رہا ہوں کہ اس کمرل ونیڈن کو کوئی اچھا سا سب
 دیا جائے تاکہ اسے صحیح معنوں میں احساس ہو سکے کہ جرنل
 کیا حیثیت رکھتے ہیں۔"۔ عمران نے جواب دیا۔
 "اے چھوڑو جیک۔ اس کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ
 ناکام واپس چلا گیا ہے۔ لیکن ایک غلطی میرے ذہن میں
 ہے کہ آخر اُسے تم پر شک کیوں ہوا کہ تم وہ ایشیائی ہو؟
 اس کے پیچھے کوئی نہ کوئی بات ضرور ہوگی۔ ورنہ یہاں جو ہنبرگ
 میں تو تمہارے علاوہ بے شمار لوگ ایکٹرمیا سے آتے جاتے
 رہتے ہیں۔"۔ دیر ابہر حال کما تم پر پور ٹر کھتی۔ اس لئے اس کا

ہن اس قسم کی باتیں تو سوچ ہی سکتا تھا۔
 ہو سکتا ہے میری شکل اس ایشیائی کیسا نام بتا رہا تھا علی عمران
 س سے ملتی ہو۔ اب میں کیا بتا سکتا ہوں۔"۔ عمران نے
 ہانے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "میں ٹریسا سے بات کر دوں گی۔ اُسے ضرور معلوم ہوگا۔"
 ہانے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "مجھے بھی بتانا۔ تاکہ مجھے بھی تو پتہ چلے۔"۔ عمران نے
 بات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 "ضرور بتاؤں گی۔"۔ دیر نے کہا اور کار ایک منزلہ عمارت
 لے کھیاؤنڈ ٹریٹ میں موڑ دی۔ ٹریٹ پر زید کلب کا بورڈ موجود
 تھا۔ اور کچاؤنڈ رنگ برنگی گاڑیوں سے تقریباً بھرا ہوا تھا۔
 لگتا تھا جیسے کاروں کا کوئی میلہ ہو رہا ہو۔ لیکن عمران نے
 بھا کہ یہاں آنے جانے والے سب سفید فام تھے۔ ویسے
 اب تک اُسے سڑکوں پر کہیں سیاہ فام نظر نہ آئے تھے۔
 یہ ساؤتھ افریقہ میں زیادہ آبادی تو سیاہ فاموں کی ہے
 جب سے میں یہاں آیا ہوں مجھے ایک بھی سیاہ فام نظر
 میں آیا۔ کیا یہ سب ملک چھوڑ کر چلے گئے ہیں؟۔ عمران نے
 اسے نیچے اترتے ہوئے دیر سے کہا اور دیر اچھوٹا۔ مادہ
 بن پڑی۔
 "تم پہلی بار یہاں آئے ہو۔ اس لئے ایسی باتیں کر رہے ہو۔
 سیاہ فاموں کی بستیاں علیحدہ ہیں ان کے لئے سڑکیں بھی

آسانی سے ہر شخص آ جا رہا ہے۔" کاؤنٹر کی طرف بڑھتے ہوئے عمران نے کہا۔

"یہ تو جنرل مال ہے۔ نیچے تہہ خانوں کی بات کر رہی تھی جہاں جلنے والوں کو ہر قسم کی مکمل آزادی ہوتی ہے۔ قانون، اخلاق، مذہب سب کچھ یہیں ادا نہیں رہ جاتا ہے۔" دیرانے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلادیا۔

"تو اب تم ہمیں یہاں کیوں لے آئی ہو؟" عمران نے کہا۔ "میں نے سوچا کہ تمہیں کچھ عیاشی کرانی جائے۔ خاصے خشک قسم کے آدمی ہو۔ تم چاہو تو میں تمہاری پارٹنر بن سکتی ہوں میکے کے لئے پارٹنر یا گریس کے۔" دیرانے بڑے بے باکانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ "تم نے تلوں میں تیل دالنا ضرورہ تو سن رکھا ہوگا؟" عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تلوں میں تیل؟ کیا مطلب؟ یہ تیل کیا ہوتے ہیں؟" دیرانے حیران ہو کر کہا۔

"ایک تیل دار بیج ہوتے ہیں جن سے تیل نکالا جاتا ہے۔ مگر بعض تیل باوجود تیل دار جنس ہونے کے اس قدر خشک ہوتے ہیں کہ ان سے تیل نکل ہی نہیں سکتا۔ ہم انہی تلوں کی قسم میں آتے ہیں۔ تم میری ملاقات جانسن سے کرنا۔ عیاشی ہی کہنی ہے تو پھر تمہاری سبائے جانسن کو پارٹنر کیوں نہ بنایا جائے؟" دیرانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں نے بتایا تو ہے اس سے ملاقات ممکن ہی نہیں ہے۔"

علیحدہ ہیں۔ اور ان کا جو ہنرنگ کی شہری حدود میں داخلہ منع ہے صرف رات کو سیاہ فاموں کو یہاں نہ بچیں ڈال کر لایا جاتا ہے اور یہاں سڑکوں، گلیوں اور نالیوں کی صفائی ان سے کرائی جاتی ہے۔ اور اس کے بعد انہیں اسی طرح واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ دیرانے نیچے اٹھ کر لاک کمرے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلادیا۔

کلب کے مال میں واقعی بے پناہ رونق تھی۔ ہر طرف جنگ بزم، اسکرٹ اور مٹی شٹرنس کی جیسے بہاؤ آئی ہوئی تھی اور دیرانے کہنے کے مطابق واقعی یہاں ہر طبقے کے افراد ہتھے۔ ایک کونے میں دو لڑکیاں مٹی اسکرٹ پہنے اس قدر مٹی خیز رہ گئے کہ وہی تھیں کہ عمران کو بے اختیار نظریں پڑیں۔ ٹائیکو کے توانندہ داخل ہوتے ہی نظریں جھکا لی تھیں۔ رقص تو طرف یہاں موجود تقریباً ہر لڑکی عریانیّت اور فحاشی کا جیسے شاہکار نظر آ رہی تھی۔ مال میں دس کے قریب مشین گنوں مسلح افراد دیواروں سے پشت لگائے خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

"یہ جانسن گمروپ کے آدمی ہیں۔ اگر یہاں کوئی جھگڑا کرے گی کوکوشش کرے تو ایک لمحے میں اُسے گولیوں سے بھرا ڈالتے ہیں۔" دیرانے ان مسلح افراد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"تم تو بتا رہی تھیں کہ یہاں داخلہ محدود ہے۔ لیکن یہاں

کیا جاسکتا۔۔۔ لڑکی نے جواب دیا۔

”سنو جیک۔ اس خیال کو چھوڑ دو۔ آؤ واپس چلتے ہیں۔“
دیرانے اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس طرح
جھکے سے اپنا بازو پھرایا جیسے دیرا لڑکی کی سبائے چھوٹ چھات
کی کوئی خطرناک بیماری ہو۔

”ایک طرف ہٹ جاؤ دیرا۔ اب میرے اندر پرانا کراٹم ریورٹر
جاگ پڑا ہے۔“۔ عمران کے ہاتھ میں ایسی غراہٹ ابھرائی
تھی کہ دیرا بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹتی گئی۔

عمران نے نیک لخت ہاتھ بٹھایا اور کاؤنٹر پر بیٹھی ہوئی شراب
کی ایک بوتل اٹھائی اور پھر اس سے پہلے کہ کاؤنٹر گرل کچھ کہنے
کے لئے منہ کھولتی عمران نے پوری قوت سے بوتل کاؤنٹر کے
ساتھ فرسش پر دے ماری۔

”بلاؤ اس جاسنس کے پچکے کو۔ بلاؤ۔ ابھی اور اسی وقت۔ ورنہ
میں۔۔۔ یہ بورا کلب تباہ کر دوں گا۔“۔ عمران نے انتہائی
اوپنی آواز میں دھاڑتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے
دوسری بوتل اٹھائی اور ایک بار پھر خوف ناک دھماکے سے بوتل
فرسش پر گر کر ٹوٹ گئی۔ بوتلوں کے ان دھماکوں اور ساتھی عمران
کی دھاڑ نے پورے ہال میں سکوت مرگ جیسا ماحول طاری کر
دیا۔ لوگ باتیں کرنے کی بجائے یک لخت اپنی اپنی کرسیوں پر
کھڑے ہو گئے۔ ناچنے والی لڑکیاں بھی اس طرح رک گئیں جیسے
چابی بھرے کھلونے چابی ختم ہو جانے پر جس پوز میں بھی ہوں اسی

دیرانے چھلاتے ہوئے ہاتھ میں کہا وہ سجانے کس جذبے کے تحت
یہاں عمران کو لے آئی تھی۔ اور عمران اسے کوئی اہمیت دینے کی
سجائے جاسنس کو اہمیت دے رہا تھا۔

”اچھا پھر میں خود ہی کوشش کرتا ہوں۔ بن جاتا ہوں پرانا کراٹم
ریورٹر کیوں میک۔“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ
ہی اس نے ٹائیگر کو آنکھ دبا کر مخصوص اشارہ کر دیا۔

”تو کیا ہوا۔ کراٹم ریورٹر بھی تو جرم کا ہی حصہ ہے۔“
ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر تم واقعی اپنی جان گنوا نہ پرتے ہوئے ہو تو کبھی تمہاری
مرضی۔ میں کیا کر سکتی ہوں۔“۔ دیرا واقعی ناراض ہو گئی تھی۔

”سنو لڑکی۔ جاسنس کو کہو کہ ایک کیمیا سے ڈیلی نیوز کا کراٹم
ریورٹر جیک اور پریس نوٹوگر افریک اس سے ملنے آئے ہیں
عمران نے کاؤنٹر پر کھڑی تقریباً نیم عریاں لڑکی کو اپنی طرف متوجہ
کرتے ہوئے کہا۔

”سوری مشر۔ بائس کسی سے نہیں ملتا۔ اور خاص طور پر ریور
وغیرہ سے تو وہ بے حد الرجک ہے۔ اور یہ بھی بتا دوں کہ وہ
ریورٹر ٹاسپ کے لوگوں کا یہاں داخلہ ہی پسند نہیں کرتا۔“۔
لڑکی نے انتہائی سرد مہری سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”بس اتنا بتا دو کہ وہ یہاں موجود ہے یا نہیں۔“۔ عمران
نے سر ملاتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہ اپنے مخصوص دفتر میں ہے اور اسے ڈسٹر ب

”مٹھو۔ رک جاتے ہیں یہی حالت ان ناپختہ دلی لڑکیوں کی تھی۔ لوگوں کے چہروں پر ایسی کیفیات تھیں جیسے انہیں اپنی آغوشوں اور کانوں پر اقتدار نہ رہا ہو۔ وہ شاید تصویر بھی نہ کر سکتے تھے کہ زیادہ کلب میں بھی کوئی اس قسم کی حرکت کر سکتا ہے۔ جتنی کہ دیواروں کے ساتھ کھڑے مسلح افراد کے منہ بھی تیرت کی شدت سے کھل گئے تھے۔ جب کہ دیرانے بے اختیار منہ پر دونوں ہاتھ رکھ لئے تھے۔ شاید اسے عمران اور ٹائیگر کی موت کا مکمل یقین ہو چکا تھا۔“ بلاؤ جانسن کو۔ بلاؤ یہاں۔ ابھی اور اسی وقت:۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تم ہو کون پائل آدمی۔ پہلی بار یہاں نظر آ رہے ہو۔“ ڈک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور وہ واقعی کھنڈے دماغ کا آدمی تھا۔ ورنہ عمران کے اس فقرے سے تو اس پر پاگل پن کا دورہ پڑ جانا چاہیے تھا۔ لیکن وہ جس طرح ہوش و خواس میں رہ کر بات کر رہا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کھنڈے دماغ کا آدمی ہے۔ اور عمران کے نقطہ نظر سے ایسا آدمی انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔

”ہاں۔ میں پہلی بار آیا ہوں۔ میرا نام جب کہ ہے اور میں ایک عجیبیہ کے سب سے بڑے اخبار ڈیلیوریٹر کا پورٹریٹوں اور جانسن سے ملنا چاہتا ہوں۔ جب کہ یہ ننگی لاش مجھے بتا رہی ہے کہ جانسن کسی سے نہیں ملتا کیوں نہیں ملتا۔ میں دیکھتا ہوں کیسے نہیں ملتا۔“ عمران نے جتنے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو۔ تو جرنلسٹ ٹائپ کی مخلوق ہو۔ نانسس۔ تم جیسے

پوز میں رک جاتے ہیں یہی حالت ان ناپختہ دلی لڑکیوں کی تھی۔ لوگوں کے چہروں پر ایسی کیفیات تھیں جیسے انہیں اپنی آغوشوں اور کانوں پر اقتدار نہ رہا ہو۔ وہ شاید تصویر بھی نہ کر سکتے تھے کہ زیادہ کلب میں بھی کوئی اس قسم کی حرکت کر سکتا ہے۔ جتنی کہ دیواروں کے ساتھ کھڑے مسلح افراد کے منہ بھی تیرت کی شدت سے کھل گئے تھے۔ جب کہ دیرانے بے اختیار منہ پر دونوں ہاتھ رکھ لئے تھے۔ شاید اسے عمران اور ٹائیگر کی موت کا مکمل یقین ہو چکا تھا۔“ بلاؤ جانسن کو۔ بلاؤ یہاں۔ ابھی اور اسی وقت:۔۔۔ عمران نے کہا۔

”تم ہو کون پائل آدمی۔ پہلی بار یہاں نظر آ رہے ہو۔“ ڈک نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور وہ واقعی کھنڈے دماغ کا آدمی تھا۔ ورنہ عمران کے اس فقرے سے تو اس پر پاگل پن کا دورہ پڑ جانا چاہیے تھا۔ لیکن وہ جس طرح ہوش و خواس میں رہ کر بات کر رہا تھا اس سے یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ کھنڈے دماغ کا آدمی ہے۔ اور عمران کے نقطہ نظر سے ایسا آدمی انتہائی خطرناک ہوتا ہے۔

”ہاں۔ میں پہلی بار آیا ہوں۔ میرا نام جب کہ ہے اور میں ایک عجیبیہ کے سب سے بڑے اخبار ڈیلیوریٹر کا پورٹریٹوں اور جانسن سے ملنا چاہتا ہوں۔ جب کہ یہ ننگی لاش مجھے بتا رہی ہے کہ جانسن کسی سے نہیں ملتا کیوں نہیں ملتا۔ میں دیکھتا ہوں کیسے نہیں ملتا۔“ عمران نے جتنے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو۔ تو جرنلسٹ ٹائپ کی مخلوق ہو۔ نانسس۔ تم جیسے

فائدہ کھول دیا اور سامنے ایک نیم دائرے کی صورت میں کھڑے
 مسلح افراد کے ہاتھوں سے مشین گنیں بھل کر نیچے فرش پر جا گری
 تھیں۔ اور یہ جینیں اپنی مسلح افراد کے ہاتھوں پر لگنے والی گولیوں
 کا نتیجہ تھیں۔ اس نے واقعی گھوم کر فائدہ نگاہ کرتے ہوئے انتہائی
 حیرت انگیز طور پر اس قدر درست نشانے لگائے تھے کہ نیم دائرے
 کی صورت میں کھڑے مسلح افراد کے صرف ہاتھوں پر ہی فریب
 آتی تھیں۔ خاص طور پر مشین گن سے اس طرح کی نشانہ بازی بظاہر
 ایک ناممکن کام تھا۔ لیکن ٹائیگر نے سینکڑوں لوگوں کے سامنے
 یہ کارنامہ سر انجام دیا تھا۔ اور سب لوگ حیرت اور خوف سے
 منہ بھاڑے ٹائیگر کو اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان
 ہی نہ ہو۔

”یہ پریس فوٹو گرافر میک ہے۔ جس طرح خوب صورت پوز
 میکر سے کھینچتا ہے۔ اسی طرح خوب صورت انداز میں نشانہ
 بھی لگاتا ہے۔“۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ٹائیگر نے
 واقعی ایسا کارنامہ پیش کیا تھا کہ عمران جب شخص بھی کھڑے عام
 فائدہ دیتے بغیر نہ رہ سکا تھا۔

”اے اب اچھل کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کے چہرے پر غصے
 اور حیرت کے طے جلے تاثرات نمایاں تھے۔ جیسے اُسے یقین
 نہ آ رہا ہو کہ قسم سے کام کرنے والے یہ جرنلسٹ اس قدر
 زبردست نشانہ باز اور لڑائی بھڑائی کے فنی میں ماہر بھی ہو سکتے
 ہیں۔“

حقیر کھڑے کوڑے تو بس کاغذوں پر ہی رہتے ہیں جادو
 ہو جادو۔ میں تمہیں زندگی بخش دیتا ہوں۔“۔۔۔ ڈک نے انتہائی
 تحقیر آمیز لہجے میں کہا۔

”اچھا۔ واہ۔ یہ بھی خوب رہی۔ تم زندگی بخشو گے۔ ارے تم
 جیسے تھرڈ کلاس غنڈے تو میرے بوٹ چاٹتے رہتے ہیں آؤ
 چاٹو میرے بوٹ۔ آؤ۔ آجاء۔ شاہش۔“۔۔۔ عمران نے
 انتہائی طنز پر لہجے میں کہا۔

”تو تم نہیں جادو کرتے۔ ٹھیک ہے پھر تمہاری لاش ہی جائے
 گی یہاں سے۔“۔۔۔ اس بار ڈک جیسے شخص کو بھی غصہ آ گیا تھا۔
 اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن سیدھی کی لیکن دوسرے
 لمحے وہ بڑی طرح چیخا ہوا الٹ کر پشت کے بل نیچے گرا۔ اور اس
 کے ہاتھ میں کپڑی ہوئی مشین گن ایک لمحے کے لئے فضا میں
 اور ابلی نیچے گرتے ہوئے ڈک کے حلق سے نکلنے والی چیخ کی گونج
 ختم نہ ہوئی تھی کہ ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی مال میں
 جیسے چیخوں کا طوفان آ گیا۔

”خبردار۔ اگر کسی نے اسلحہ نکالا یا فرش سے اٹھایا۔“۔۔۔ ٹائیگر
 نے چیختے ہوئے کہا۔

یہ کارنامہ بھی ٹائیگر نے ہی دکھایا تھا۔ اس نے ایک لمخت فضا
 کسی عقاب کی طرح اڑتے ہوئے ڈک کے سینے پر فلائنگ گگ
 وسید کی اور اس کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن کو فضا میں
 ہی کود کر کے قلاباڑی کھا کر سیدھے ہوتے ہوئے اس نے

”تم نے ہم پر فائز کھول کر اپنی موت یقینی بنالی ہے۔“
 ڈک نے غرائے ہوئے کہا۔

”بظاہر چارہی نے کیا کرنا ہے۔ بس کہیں کہیں کبھی رہتی ہے۔“
 بھی کرتے رہیں کہیں۔ میں کہتا ہوں بلاؤ اس جانس کو۔“
 عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور اس بار مال میں موجود افراد
 کے منہ سے دبے دبے قہقہے اُٹھنے لگے۔ مگر دوسرے
 لمحے جس طرح بجلی چمکتی ہے اس طرح ڈک اپنی جگہ سے اچھلا
 کسی گھومتے ہوئے سنڈر کی طرح وہ عمران کی طرف بڑھا۔ یہ
 واقعی انتہائی خوف ناک داؤ تھا۔ عین آخری لمحے میں وہ کوئی بھی
 داؤ استعمال کر سکتا تھا۔ اور مقابل کو واقعی آخری لمحے تک یہ
 اندازہ ہی نہ ہو سکتا تھا کہ اس طرح رولنگ پوزیشن میں آنے
 والا کون سا داؤ استعمال کرے گا اس لئے وہ یقیناً مار کھاتا۔
 لیکن یہاں مقابلے میں عمران تھا۔ اس لئے جیسے ہی ڈک فضا میں
 اچھل کر رول کرتا ہوا عمران کی طرف بڑھا عمران نے ایک لمخت
 ایک قدم آگے بڑھایا۔ اور پھر اس کا ایک بازو فضا میں
 طرح عجیب سے انداز میں لہرایا جیسے آکٹوپس حملہ کرتے وقت
 اپنے بے شمار بازوؤں کو مخصوص انداز میں لہراتا ہے اور اس
 کے ساتھ ہی عمران کی طرف رول کرتا ہوا ڈک ایک لمخت چلتا ہوا
 فضا میں اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ لیکن اب وہ سائیڈ میں رول ہونے
 کی بجائے قلابازی کے انداز میں بجلی کی سی تیزی سے گھومتا
 اوپر کو اٹھ رہا تھا۔ اور مال میں موجود ہر شخص بیٹھی آکھوں۔

بیرت انجک تماشا دیکھ رہا تھا۔ قلابازی کھانے کے انداز میں اوپر کو
 اٹھتا ہوا ڈک ایک لمخت اس طرح نیچے گر رہا ہے۔ وزنی چٹان پہاڑی کی
 چوٹی سے لڑھک کر نیچے گرتی ہے اور عمران نے ایک لمخت اچھل کر
 اپنا گھٹنا اوپر کو اٹھا کر نیچے گرتے ہوئے ڈک کو اس وقت مارا جب
 قلابازی کھاکر گھومتے ہوئے اس کی ریڑھ کی ہڈی اس کے گھٹنے
 کی زد میں آئی تھی۔ دوسرے لمحے مال ڈک کی روح فرسایح اور
 پھر اس کے فرسایح پر گرنے کے زوردار دھکے سے گونج اٹھا۔
 ڈک نیچے گر کر پسٹل لمحے ٹوٹا رہا۔ اس نے اٹھنے کی کوشش کی۔
 لیکن دوسرے لمحے وہ ایک لمخت ساکت ہو گیا۔ اس کی آنکھیں
 کھلی ہوئی تھیں۔ اور چہرہ مسخ لیکن پسٹل سے شرابور ہو رہا تھا۔
 ”واہ! اسے کہتے ہیں بطخ ڈانس۔ ڈک ڈانس۔ بہت خوب“
 عمران نے بڑے مطمئن انداز میں کاؤنٹر سے کہنی ٹیک کر کھڑے
 ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایسا شہادت بھرا تھا جیسے کچھ
 کسی مشہور شہید سے باز کا پسٹل شہید دیکھ کر خوش ہو رہا ہو۔
 ”کون ہے یہ حرامزادہ۔“ اچانک اوپر سے ایک دھڑائی ہوئی
 آواز سنائی دی۔ اور دوسرے لمحے ایک گیند نے منادی دھم دھم
 کے انداز میں اوپر جاتی ہوئی کلومیٹر کی سیڑھیاں اترتا ہوا نیچے آ گیا۔
 اس کے چہرے پر شہید یعنی غضب کے آثار نمایاں تھے۔
 ”یہ حرامزادہ ہے۔ واہ۔ تو ایسے ہوتے ہیں حرامزادے۔“
 عمران نے فرسایح پر پڑے ڈک کی طرف دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔
 ”میں تمہیں کہہ رہا ہوں کیڑے کی اولاد۔“ اس نے ولے ولے

نے اپنے مار کھلتے ہوئے پاس کا انتقام لینے کے لئے کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تھی مگر ٹائیگر نو با تہ میں مشین گن پکڑے ایسی صورت حال سے نمٹنے کے لئے پہلے سے ہی مستعد تھا۔ اس لئے اس نے بلا جھجکے مار کھول دیا۔

"اللہ کر کھڑے ہو جاؤ ہر کرلیس کی دم۔۔۔" عمران نے ایک نکتہ تک کہ جانسن کی گردن میں یا کھ ڈالا۔ اور دوسرا لمحہ واقعی انتہائی حیرت انگیز ثابت ہوا جب اس قدر بھاری جسم رکھنے والا جانسن کسی بے جان کھلونے کی طرح اڑتا ہوا سامنے والی دیوار سے یک زور دار دھماکے سے جا ٹکرایا۔

"تم نے میرے باپ کو گالی دے کر اپنی ساری بڑیوں کا سرمہ لانا مقدر کر لیا ہے۔۔۔" عمران نے نراتے ہوئے کہا۔ اور جانسن ایک زوردار دھماکے سے دیوار سے ٹکرا کر جیسے ہی فرش پر جھکتا ہوا نظر آیا۔ دوسرے لمحے جانسن ایک بار پھر فضا میں اسی طرح بلند ہوا جیسے پول وارڈ کھیلنے والا کھلاڑی اویسنے پول کو ٹاس کرتے ہوئے اپنے جسم کو عجیب سے انداز میں موڑ توڑ لیتا تھا۔ لیکن نیچے گرتے ہوئے جانسن کے بھاری جسم کو فرش سے لے کر پہلے عمران نے یا کھتوں میں دوچا اور دوسرے لمحے جانسن کے حلق سے اس طرح خوف ناک انداز میں نیچے لگیں یوں لگتا تھا جیسے اس کی روح کسی کانڈول بھری جھاڑی میں پھنس کر ہو اور اسے جبراً ان کانڈول میں سے گھسیٹا جا رہا ہو۔ اس کا سرمہ

انتہائی جھلٹے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ واقعی کسی ادنیٰ بھینے کی طرح طاقتور اور کٹھن جسم کا مالک نظر آیا تھا۔ اس کی آنکھیں اس طرح جل رہی تھیں کہ پرجہ میج اس میں سے شعلے سے نکل رہے تھے۔

"یہ جانسن ہے۔" اچانک پیچھے کھڑی ہوئی دیرادہشت زور انداز میں بول پڑی۔

"تم جانسن ہو۔ اس کلب کے مالک۔۔۔" عمران نے یکھلتے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں ہوں جانسن۔ بندہ رکے پکے۔۔۔" جانسن نے قریب آتے ہوئے انتہائی فیض و غضب بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے جیسے سبکی چبکی ہے۔ اس طرح عمران فضا میں اچھلا اور انے بھینے کی طرح پھٹکا رہا ہوا اس کی طرف بڑھتا ہوا جانسن ایک نکتہ جہی طرح چیختا ہوا ایک نکتہ پشت کے بل فرش پر ایک زوردار دھماکے سے کھڑا ہوا عمران نے فضا میں ہی قلابازی لگا دی اور دوسرے لمحے وہ گھومتا ہوا اسی لمحے فرش پر گرتے ہوئے جانسن کے چہرے پر اپنے دونوں بوٹوں کو زور سے دگڑتا ہوا اس کے سر کی دوسری طرف جا ٹکرا۔ جانسن کے حلق سے پلٹے سے زیادہ خوف ناک چیخ نکلی اور ابھی چیخ ختم ہی ہوئی تھی کہ ایک نکتہ فضا ریٹ ریٹ کی تیز آواز اور اور مسلح افراد کے حلق سے نکلنے والی چیخوں سے گونج اٹھی۔ وہ سب مسلح افراد گولیوں کی زد میں آکر لٹوؤں کی طرح گھومتے ہوئے فرش پر جا گرے اور پھر تو جیسے ہال میں جھگڑا ہی پھیل گئی۔ جس کا جھرمند آیا ادھر جھاک پڑا۔ یہ فائرنگ ٹائیگر نے کی تھی۔ شاید ان مسلح افراد

رہا۔ اس کا چہرہ بُری طرح مسخ ہو رہا تھا۔ لیکن پھر عجب ہی وہ نارمل ہو گیا۔
اور دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تت — تت — تم حیرت انگیز لڑاکے ہو۔ انتہائی حیرت انگیز
کون ہو تم۔“ — جانسن نے اس بار شکست خوردہ ہلچل میں کہا۔
”میں انجیر میا کے ڈیلی نیوز کا پیشاپیش ریپورٹر جیک ہوں۔ اور یہ
پریس فوٹو گرافر میک ہے اور یہ محترمہ جو دیوار کے قریب کھڑی
کانپ رہی ہے۔ یہاں کی مقامی کرائم ریپورٹر ہے۔“ — عمران
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم جرنلسٹ ہو۔ نہیں۔ میں مگر کبھی یقین نہیں کر سکتا۔ کوئی
جرنلسٹ کبھی اس طرح نہیں لڑ سکتا۔“ — جانسن نے ہونٹ
جلتے ہوئے کہا۔

”میں کسی زمانے میں کرائم ریپورٹر بھی رہا ہوں اور ایک میا کے بڑے
لڑے دھانسو غنڈے مجھ سے اس طرح دبتے تھے جیسے شیر کو دیکھ
کر معصوم سران دبک جاتے ہیں۔ لیکن پھر میری تو فی ہو گئی۔ اور
میں نے کرائم ریپورٹری چھوڑ دی۔ اور سنو۔ میں یہاں تم سے صرف
ملنے آیا تھا۔ لیکن تمہارے یہ سارے آدمی بیک وقت بھونکنا
نروع ہو گئے۔ جس پر مجھے بھی غزا پڑا۔“ — عمران نے اس طرح
بولے ہوئے ہلچل میں کہا۔ جیسے اب تک اس نے جو کچھ کیا تھا
وہی سزا سہ کیا تھا۔

”ہوں۔ ٹھیک ہے۔ تم جو کچھ بھی ہو۔ بہر حال حیرت انگیز آدمی ہو۔
وہیں جانسن تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے فحش

فرش پر گئے کی طرف نکلا ہوا تھا۔ اور کاندھے فرش پر پھٹے ہوئے
تھے۔ جب کہ اس کا سچلا دھڑکھوم کر آگے فرش کی طرف جھکا ہوا تھا
اور عمران اس کی رانوں پر دونوں ہاتھ رکھے اُسے پوری قوت سے
دبائے ہوئے تھا۔ جانسن اس وقت کراس کمریکپ کے انتہائی ذوق
داؤ میں بُری طرح پھنسا ہوا تھا۔ کسی بھی لمحے اس کی ریڑھ کی ہڈی کے
سارے مہرے ایک ایک کمر کے تلوخ سکتے تھے۔

”بولو۔ حقہ کیڑا میں ہوں یا تم۔ بولو۔ ورنہ ابھی ریڑھ کی ہڈی کے
سارے مہرے تو پڑا لوں گا۔“ — عمران نے چیختے ہوئے کہا اور
ساتھ ہی اس نے اپنے ہاتھوں کو نیچے کی طرف ڈراسا دیا۔

”مم — مم — میں — میں تھک رہا ہوں۔ میں پھر میں بندہ کی
اولاد۔ فارگڈا سیک۔ مجھے چھوڑ دو۔ میں مرجاؤں گا۔ چھوڑ دو
مجھے۔ میں ناکارہ ہو جاؤں گا۔ چھوڑ دو مجھے۔“ — جانسن نے چ
سنے ساتھ ساتھ بُری طرح گھگھیا ناسرورع کو دیا کیوں کہ اُسے
جاسس ہو گیا تھا کہ جس داؤ میں وہ پھنس گیا ہے اس کا انجام
ہمیشہ کے لئے زندہ لاش بن جانے کے سوا اور کچھ نہیں اور
عمران نے اُسے جکڑا اس طرح تھا کہ وہ بے چارہ معمولی سی حرکت
بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس کی حرکت براہ راست اُس کے خلاف ج
”جاؤ۔ میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ میں تو صرف تم سے ملنے
تھا۔ سنس۔“ — عمران نے منہ نہلتے ہوئے کہا۔ اور
چھوڑ کر ایک طرف ہٹ گیا۔ اور جانسن ایک زوردار دھماکا
سے الٹ کر نیچے فرش پر جا گرا۔ اور جانسن چند لمحے تو پڑا

ہوئے جو کہ انہیں عمران کی طرف پشت کئے چل رہا تھا اور اسی
مالم میں وہ سیڑھیاں بھی چڑھا۔ لیکن ادھر پہنچ کر وہ سیدھا ہو گیا۔
"جانسن انہیں ایک بڑے سے دفتر بنانا کمرے میں لے آیا ہے
نتہائی قیمتی سامان سے مزین کیا گیا تھا۔"

"بیٹھو۔ میں تمہیں سپین کی سو سالہ پرانی شراب پلاتا ہوں۔"
جانسن نے ایک الماری کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ارے میں اور میک دونوں ہی مارٹ کے مریض ہیں ہمیں
اکٹرنے کہا ہوا ہے کہ ادھر ہم نے شراب حلق کے اندر ڈالی ادھر
ارے مارٹ صاحب امتحان میں مکمل فیملی اس لئے ہمارے ساتھ
غمنی منت کر دو۔ بس دو کوک منگو اددو۔ ہاں مس دیراجون اگر پنا
ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔"۔ عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

"تم اور مارٹ کے مریض۔ کیا تم نے مجھے واقعی سمجھ لیا
ہے۔"۔ جانسن نے مڑ کر غصیلے لہجے میں کہا۔

"ارے ارے میں غلط نہیں کہہ رہا۔ ہم اس ٹائپ کے مریض
میں ہیں بھائی جیسے تم سمجھ رہے ہو کہ بس دل پر ہاتھ رکھے آہستہ
ستہ قدم اٹھاتے چلے جاتے ہوں کہ بس معمولی سا جھکا لگا اور دل
رہا ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمیں شب یوانامی جیاری ہے اور یہ
بڑی صرف اس وقت خطرناک ہوتی ہے جب اس کا مریض
لیٹ یا شہاب پی لے۔ ورنہ تو دل گھوٹے کی طرح طاقتور
ہے۔"۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

محسوس کرتا ہوں۔"۔ جانسن نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے
کہا۔ اس کے لہجے سے غلو صٹیک رہا تھا۔ اور عمران نے مسکراتے
ہوئے بڑے پرجوش انداز میں مصافحہ کیا۔ کیونکہ اسے ایسے غنڈوں
کی نفیات کا اپنی طرح علم تھا۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ اب جانسن
اس کے ساتھ منافقت نہ کرے گا۔

"تم واقعی بہادر آدمی ہو۔ اور میں بہادروں کی قدر کرتا ہوں۔ میں
تم پر ایک خوب صورت فیچر لکھوں گا۔ اور تمہاری شہرت پوری دنیا
میں پھیل جائے گی۔"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جانسن
کے چہرے پر ایک نکت مسرت کے آثار ابھر آئے۔

"آؤ میرے ساتھ۔ آؤ آؤ۔"۔ جانسن نے کہا اور پھر
سے انہی سیڑھیوں کی طرف مڑ گیا۔ وہ ڈک ابھی تک بے حس و
ہوش تھا۔ اس کے کئی ساتھیوں کی لاشیں بڑی بقیں اور کئی زخمی
حالت میں تڑپ رہے تھے۔ لیکن جانسن نے ان کی طرف ذرا
بھی توجہ نہ کی تھی۔

"ان کے کفن و دفن کا کیا ہو گا۔"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے
کہا۔

"آؤ۔ آؤ۔ یہ حیر کیڑے تو مرتے ہی رہتے ہیں۔ تم آؤ۔"
جانسن نے کہا اور دھم دھم کرتا سیڑھیاں چڑھتا گیا اور دیر
طرح چل پڑی جیسے نیند میں چل رہی ہو۔ اس کے چہرے پر لہجہ
اور بے یقینی کے ملے جلے تاثرات کے علاوہ حیرت اور خوف
تکلیف دہ تاثرات کی پرچھائیاں بھی موجود تھیں۔ ٹائیکر اب بھی مشین گن

ہیں۔ میں اس معاملے میں جبرل بارٹر سے براہ راست بات کروں
 اور اگر انہیں کہیں پیش کرنا بھی پڑا تو پھر میں انہیں جبرل بارٹر
 کے ہی سامنے پیش کروں گا۔ یہ میری طرف سے آخری وارننگ ہے۔
 "نفس"۔۔۔ جانسن نے غصے کی شدت سے ٹہری طرح چیخے
 گئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے دھڑم سے ریسور کرپڈل پر
 ہاتھ دیا۔

"نفس"۔۔۔ ڈیم فول۔ جانسن کو دھکیلا دے رہا ہے۔
 لی جس سے جبرل بارٹر بھی دب کر بات کرتا ہے۔ اس کو دھکیلا
 دے رہا ہے۔ میں کہتا ہوں جبرل بارٹر سے ابھی بات۔ اس ایکچی
 پھرنے کیا سمجھ رکھا ہے مجھے۔۔۔ جانسن نے غصے کی شدت
 سے ہاتھوں کے سے انداز میں چیخے ہوئے کہا۔ اور پھر مڑ کر اس
 نے ایک الماری کھولی۔ اور اس میں سے ایک مخصوص ساخت
 والا سیٹھڑ نکال کر میز پر رکھا اور تیزی سے اس کے مختلف
 ڈبائے میں مصروف ہو گیا۔ عمران کی نظریں ٹرانسمیٹر کے فریکوئنسی
 لی ریجی ہوئی تھیں۔ اس کی آنکھوں میں کامیابی کی تیز چمک ابھر
 اٹھی۔ ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

ہیلو ہیلو۔۔۔ ڈوگو چیف کا لنگ اور۔۔۔ جانسن نے
 سخت چیخے ہوئے کہا۔ اور عمران ڈوگو چیف کا نام سنتے ہی
 بطور پرجوشک پڑا۔ لیکن جانسن اس کی طرف متوجہ ہی نہ تھا۔
 "یس۔۔۔ جی۔۔۔ اسٹنڈنگ آؤر۔۔۔ دوسری طرف
 اچانک ایک ایسی آواز ابھرئی جیسے بھوکا بھیڑ یا شکار کو

وہ کرنل ونیڈن سے کسی طرح بھی خوف زدہ نہ ہوا تھا۔

"ایکرمینا کے دو صحافیوں نے تمہارے کلب میں تمہارے کد
 ساتھ کو ہٹاک اور کئی گوزنجی کر دیا ہے۔ اس نے تمہیں بھی مقاب
 میں شکست دے دی ہے۔ اس لئے یہ صحافی نہیں ہو سکتے۔ یہ
 پاکیزہ کے سیکرٹ ایکٹ ہیں اور ان کی گرفتاری کے لئے جی
 جبرل بارٹر نے مجھے ریڈ کارڈ دیا ہے۔ اس لئے تم انہیں کسی طر
 بھی فرار نہ ہونے دینا۔ میں کرنل ڈو جان کو فورس دے کر بھیج
 رہا ہوں۔ ان کی گرفتاری کے لئے۔ اگر یہ فرار ہونے لگیں تو انہ
 بے شک گولی مار دینا۔ میں ذمہ دار ہوں۔"۔۔۔ دوسری طرف
 سے کرنل ونیڈن نے اسی طرح چیخے ہوئے کہا۔

"تمہیں کس نے یہ کہانی سنائی ہے۔"۔۔۔ جانسن نے بڑ
 جباتے ہوئے کہا۔

"میرے آدمی ان کے پیچھے تھے۔ سنو۔ جو میں کہہ رہا ہوں
 وہ کہہ دو۔ ورنہ میں تمہیں بھی ان کے ساتھ تعاد کر کے الز
 میں گرفتار کر سکتا ہوں۔ سب سے۔ اور یہ بھی سن لو۔ اگر یہ فورس
 سے پہلے فرار ہو گئے تو پھر یہ تمہاری بدبختی ہو گی۔ کرنل ونیڈ
 نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

"سنو ایکری دیجھ۔ میں نے ان سے دوستی کر لی ہے۔ اور
 میرے سامنے میرے دفتر میں بیٹھے ہیں۔ اور اگر تمہارا کوئی
 بھی میرے کلب میں داخل ہوا تو تمہاری پوری فورس کو توپ
 اٹھا دوں گا۔ سب سے۔ تم ریڈ کارڈ ہولو لڈ رہو تو میں ڈبل ریڈ کارڈ

دیکھ کر غرا رہا ہو۔

”کن کی بات کر رہے ہیں آپ باس۔ میں بتا رہا ہوں کہ وہ میرے دوست ہیں اور۔۔۔“ جانسن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”سنو جانسن۔ کرنل وینٹن نے اگر کہا ہے کہ یہ اصل نہیں ہیں تو پھر یقیناً یہ اصل نہیں ہوں گے۔ آج کل ایشیا کی سیکرٹ ایجنٹوں کا ایک انتہائی خطرناک گروپ ساؤتھ افریقہ میں داخل ہوا ہے۔ یہ اس قدر خطرناک لوگ ہیں کہ ان کی گرفتاری کے لئے مجھے ایجوکیمیا سے کرنل وینٹن کو بلانا پڑا ہے۔ اور کرنل وینٹن کا ریکارڈ اس معاملے میں بے حد شاندار ہے۔ اس لئے تم ایسا کر دو کہ فوراً انہیں گرفتار کر لو۔ اور کرنل وینٹن کے حوالے کر دو۔ فوراً۔ اٹ ازمافٹی آرڈر۔“

”باس۔ یہ تم نے کس آؤ کے پیٹھ کو ریڈ کارڈ دے دیا؟ اس احمق ایکری ریجھ کو۔ وہ مجھے گولی مارنے اور گرفتار کرنے آ دھکی دے رہا ہے۔ میں اس کا خون پی جاؤں گا اور۔۔۔“ جانسن نے غصے کی شدت سے چیختے ہوئے کہا۔

”کرنل وینٹن کی بات کر رہے ہو۔ کیا بات ہے۔ تفصیل اس نے تمہیں کیوں دھکی دی ہے۔ اس کا تم سے کیا تعلق ہے؟ جی۔ بی یعنی جنرل بارٹر کے لہجے میں اس بارشا حیرت منیاں تھیں۔

”باس۔ ایجوکیمیا کے دو جرنلسٹ میرے دوست ہیں۔ میرے پاس کلب میں آتے۔ یہاں انہوں نے مجھ سے ملنے کے ڈرامہ کیا اور فائرنگ کی۔ اس پر وہ کرنل وینٹن کے آدیو، اُسے سجانے کیا رپورٹ دی ہے کہ اس کا بھی فون آیا ہے؟ جرنلسٹ نہیں ہیں بلکہ کوئی ایشیائی ایکٹ ہیں اور وہ کہہ رہے ہیں کہ ان کی گرفتاری کے لئے بھیج رہا ہے۔ جب میں اس پر احتجاج کیا تو وہ مجھے دھمکیاں دینے لگا اور۔۔۔“ جانسن نے غصے سے لہجے میں کہا۔ ”لیکن وہ جھگڑے اور شکست دالی بات گول کر گیا۔“

”ادہ۔ تو یہ لوگ جرنلسٹوں کے روپ میں آئے ہیں۔ کہہ میں یہ لوگ۔ کتنی تعداد میں ہیں اور۔۔۔“ جنرل بارٹر نے طرح چیختے ہوئے کہا۔

اس قدر خطرناک لوگ ہیں کہ ان کی گرفتاری کے لئے مجھے ایجوکیمیا سے کرنل وینٹن کو بلانا پڑا ہے۔ اور کرنل وینٹن کا ریکارڈ اس معاملے میں بے حد شاندار ہے۔ اس لئے تم ایسا کر دو کہ فوراً انہیں گرفتار کر لو۔ اور کرنل وینٹن کے حوالے کر دو۔ فوراً۔ اٹ ازمافٹی آرڈر۔“

”اور اگر یہ لوگ وہ ثابت نہ ہوتے تو آپ کہہ رہے ہیں تو پھر پور۔۔۔“ جانسن نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ ”ساتھ ہی اس کے صوفے پر بیٹھ ہوئے عمران اور ٹائیگر کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اپنی بات کی تائید کرانا چاہتا ہو۔“

”تو تم فکر نہ کرو۔ تمہارے دوستوں کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ کرنل وینٹن سے کہہ دوں گا کہ وہ پہلے پوری طرح چیکنگ کرے۔“

”فکر نہ کرو۔ یہ پورے ساؤتھ افریقہ کا مسئلہ ہے۔ سمجھ اور۔۔۔“ جنرل بارٹر نے کہا۔

”ٹھیک ہے باس۔ اور اینڈ آل۔“ جانسن نے اس پر قدمے ڈھیلے لہجے میں کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر ٹرائسمیٹر آف کر دیا۔

کا یقین دلاتے پھر یہ ہم تو یہاں اس لئے آئے تھے کہ تمہارے
دیے جزل بارڈر سے رابطہ قائم کر کے اس کا انٹرویو لے سکیں۔
ہر حال تمہاری دوستی اپنی جگہ اور ہمارا اقدار اپنی جگہ۔ ہم جا رہے ہیں۔
تم اس کمرل وینٹن سے جو مرضی آئے کہہ دینا ہم اپنے آپ اس
سے نمٹ لیں گے۔“ عمران نے کہا اور ایک جھٹکے سے اٹھ
کھڑا ہوا۔

”سنو بیٹھ جاؤ۔ غصہ صحت کمر۔ جب میں نے تمہیں دوست
کہا ہے تو پھر میں دوست بن کر دکھاؤں گا۔ میں تمہیں اپنی ایک
یسی خفیہ پناہ گاہ پر پہنچا دیتا ہوں جس کا علم جزل بارڈر کو بھی نہیں۔
اں میرے خاص آدمی موجود ہیں۔ میرے گڈ گورڈ کے آدمی۔
ناپلے کمرل وینٹن سے معاملہ کروں گا کہ وہ ثابت کرے کہ
واقعی اصل نہیں ہو۔ اس کے بعد جو ہوگا دیکھا جائے گا۔ آؤ
برے ساتھ۔“ جانسن نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔

”میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔“ عمران اور ٹائیگر کے
ٹھٹھے ہی ویرا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔

”نہیں۔ تم دماں نہیں جاسکتیں۔ وہ انتہائی خفیہ جگہ ہے۔
ہاں میں بھی صرف دوستی کے ناٹے لے جا رہا ہوں۔ تم واپس
ؤ۔ آؤ جیک۔“ جانسن نے انتہائی کڑخت لہجے میں
کہا۔ اور اس نے عقبی دیوار کی طرف بڑھ کر اس کی جڑ میں زور
پیر مارا تو دیوار درمیان سے ہٹ گئی۔ اب دماں ایک

”تو تم جرنلسٹ نہیں ہو۔ دیے مجھے پہلے بھی شک ہو رہا تھا۔
کوئی جرنلسٹ اس طرح نہیں لو سکتا۔“ جانسن نے منہ بند
ہوتے کہا۔

”کمرل وینٹن تو پاگل ہو گیا ہے۔ ایرپورٹ پر پہلے جدید تریا
میک اپ ڈاشر سے ہمارا میک اپ چیک کیا گیا ہے۔ پھر
ایرپورٹ کے اینجارج میجر یورڈ نے ایکو میا ہمارے انجاء کے
دفتر سے ہمارے کاغذات اور ہمارے جلیوں کی چیکنگ کی ہے۔
لیکن کمرل وینٹن خواہ مخواہ اپنی ناکامی چھپانے کے لئے ہمیں نہ
بٹانا چاہتا ہے۔ مس ویرا جون سے پوچھ لو۔ وہ ہوٹل میں ہمارے
کمرے میں آیا لیکن کوئی ایسی نشانی نہ بتا سکا جس سے ہم وہ ایٹانڈ
ثابت ہو سکتے۔ چنانچہ وہ واپس چلا گیا۔ اب وہ صرف ہمیں جا۔
بنامہ جزل بارڈر پر اپنی کارکردگی کا رعب ڈالنا چاہتا ہے۔ بہر حال
تم نے مجھے دوست کہا ہے۔ اگر تم واقعی کسی دوست کو اس طر
بغیر کسی ثبوت کے کمرل وینٹن کے حوالے کر سکتے ہو تو کمزور ایک
ایک شرط ہے کہ ہمیں ایک ہی بین سفارت خانے ایک بار فون
کمرے دو۔ پھر میں دیکھوں گا کہ یہ کمرل وینٹن اور یہ تمہارا جزل
بارڈر کس طرح ہم پر ہاتھ ڈالتے ہیں۔“ عمران نے غصے سے
میں کہا۔

”تو تم واقعی جرنلسٹ ہو۔“ جانسن نے تذبذب بھرے
اندا میں کہا۔

”ہم یہاں اس لئے نہیں آئے کہ تمہیں اپنے جرنلسٹ ہو۔“

دروازہ نمودار ہوا۔

”جلد میں گئے دیر۔“ ٹھیک یو۔۔۔ عمران نے منہ بنا کر خاموش
کھڑی دیر سے غلط ہو کر کہا اور پھر جانسن کے پیچھے نیچے
جاتی ہوئی میسرہیاں اتارنا گیا۔



یہ ہی ایک وقت میں گزر سکتی تھی۔
”تم لوگ وہاں جا کر کیا کرو گے۔“۔۔۔ سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے
یڑنے پاس بیٹھے ہوئے صفدر سے غلط ہو کر کہا۔
”جنگل کی سیر۔ اور ہم نے کیا کرنا ہے۔۔۔ صفدر نے
منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور جگر ہونٹ پہنچ کر خاموش ہو گیا۔
میں جیسے تھوڑا ہی آگے گئی ہوں گی کہ صفدر کے کان کے پیچھے
ایسی سرسراہٹ سی ہونے لگی۔ اور صفدر چونک پڑا۔
”کیا ہوا؟“۔۔۔ جگر نے اُسے اس طرح اچانک پوچھتے ہوئے
کہا۔

”ذرا جیپ روکو۔ مجھے حاجت محسوس ہو رہی ہے۔ مجھے بیماری
ہے کہ جب حاجت ہوتی ہے تو پھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔“
صفدر نے کھٹے کھٹے لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ اچھا۔“۔۔۔ جگر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس
بریک پیڈل پر پیپر رکھ دیا اور جیپ آہستہ آہستہ رک گئی۔
”آنے والی جیپ بھی رک گئی۔“

”میں ابھی آتا ہوں۔“۔۔۔ صفدر نے جلدی سے جیپ سے
اتارتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیز تیز قدم اٹھا تا وہ جنگل کے
دھڑک چلا گیا۔ کافی اندر آنے کے بعد وہ ایک بڑی سی چھاٹی
پر قریب رکا اور اس نے اندر دنی جیپ سے ایک قلم نکالا
پھر اس کے کپ کو ذرا سا نیچے دبا دیا۔ دوسرے لمحے کپ
لمحہ لمحہ پر ایک ستارہ سا جھلکانے لگا۔ صفدر نے کپ

جیپ سے ملنے شہر کی حدود سے نکل کر جنگل میں جانے والا
ایک تنگ اور پتے راستے پر مڑ گئیں۔ جنگل شروع میں تو چھ
اور کم گھٹا تھا۔ لیکن جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے گئے جنگل گھٹنا ہوا
گیا۔ لیکن یہ کچھ راستہ باقاعدہ جنگل کے اندر تک چلا جا رہا
تھا۔ اور راستے پر موجود نشانات بتا رہے تھے کہ اس راستے
کو مسلسل استعمال کیا جاتا ہے۔ کیونکہ راستے میں کوئی چھاٹی
تک نظر نہ آ رہی تھی۔ اور نہ ہی کوئی گڑھا وغیرہ تھا۔ راستے
ہموار اور صاف تھا لیکن تنگ و تر تھا اتنا تنگ کہ صرف ایک

”عمران نے رپورٹ طلب کی تھی۔ پیشل ٹرانسمیٹر پر۔۔۔“
 صفر نے مختصر سا جواب دیا۔ اور جو لینے سر ہلا دیا۔ اسی لمحے
 جیگر دوبارہ سیٹرنگ پر آکر بیٹھ گیا۔ اس نے صفر سے کوئی بات
 نہ کی اور جیب کو سٹارٹ کر کے آگے بڑھا دیا۔
 ”یہ زیر پوائنٹ کتنی دور ہے۔۔۔“ صفر نے پوچھا۔
 ”بس تھوڑی دور رہ گیا ہے۔۔۔“ جیگر نے سر ہلاتے
 ہوئے جواب دیا اور صفر خانوش ہو گیا۔

جیسیں تیز رفتار سی سے آگے بڑھتی جلی جا رہی تھیں۔ اب جنگل
 بے حد گھٹا ہو گیا تھا۔ لیکن یہ عجیب بات تھی کہ اس راستے کے
 ارد گرد ابھی تک انہیں کوئی درندہ نظر نہ آیا تھا۔ البتہ درختوں پر
 لٹکے ہوئے بڑے بڑے سانپ اور چند معصوم جانور ادھر ادھر
 دوڑتے ہوئے کافی تعداد میں دکھائی دے رہے تھے۔ شاید
 اس راستے پر مسلسل آمد و رفت کی وجہ سے درندے ادھر کا
 رخ نہ کرتے تھے۔

راستہ کافی دور آگے جا کر مڑا اور پھر جنگل کے اندر ایک
 گھلے حصے میں داخل ہو گیا۔ یہاں کرڈٹ نامی بڑی ایکس خوب صورت
 بھیل تھی۔ جس کے کنارے پھولوں سے بھری ہوئی جھاڑیاں کثیر
 تعداد میں تھیں۔ جمیل واقعی بے حد خوب صورت تھی۔ جیسیں
 اس جمیل کے قریب جا کر رک گئیں۔

”جیلا نیچے اترو۔ یہ تیر پوائنٹ۔“ جیگر نے جیب
 روک کر نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور صفر اور اس کے ساتھی

کو مخصوص انداز میں دبانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس نے
 ہاتھ روکا تو کلیپ کے سرے پر ایک کی سبائے دو تارے جھلملہ
 لگے۔ اور صفر نے قلم کو کان کے قریب کر لیا۔ قلم میں سے مضمنا
 کھک ٹھک کی آوازیں آرہی تھیں۔ جو ایک خاص وقفے سے پیدا
 رہی تھیں۔ چند لمحوں بعد جب ایک لمبی کھک سنائی دی تو صفر
 نے ہاتھ نیچے کر کے کلیپ کو دوبارہ مخصوص انداز میں دبانا شروع
 کر دیا۔ صفر جانتا تھا کہ یہ کال عمران کی ہے۔ اس مشن پر وہ
 ہونے سے پہلے عمران نے نہ صرف اسے یہ قلم دیا تھا بلکہ اسے
 کا طریقہ کار اور مخصوص کوڈ بھی اسے اچھی طرح سمجھا دیا تھا۔ عمر
 نے رابطہ کر کے اس سے رپورٹ طلب کی تھی اور صفر اب
 مخصوص کوڈ میں اسے اب تک پیش آنے والے تمام واقعات
 بتا رہا تھا۔ رپورٹ دینے کے بعد جب دوسری طرف سے او
 کا کاشن سنائی دیا تو صفر نے مسکراتے ہوئے کلیپ کو دوبارہ
 پہلے والی حالت میں ایڈجسٹ کیا اور قلم کو اندرونی جیب
 رکھ کر وہ واپس جیب کی طرف بڑھ گیا۔ دونوں جیبیں وہیں
 ہوئی تھیں۔ لیکن جیگر اور اس کے وہ ساتھی جو پچھلی جیب
 سوار تھے۔ کافی دور ہٹ کر ایک دوسرے سے باتوں میں
 تھے۔ صفر کو آتا دیکھ کر وہ سب واپس پلٹ پڑے۔ اور
 صفر راچھل کر سیٹ پر جا بیٹھا۔

”کیا ہوا تھا صفر۔“ پچھنی نشست پر بیٹھی ہوئی
 جو لینا نے پوچھا۔

تم انہیں مجبور نہیں کر سکتے۔" صفدر نے بڑے ٹھنڈے لہجے میں کہا۔

"سٹاپ۔ میں اسے ہر قیمت پر ساتھ لے جاؤں گا۔ چلو لوکی۔ اور سنو۔ اگر تم دونوں نے اسے روکنے کی کوشش کی تو گولیوں سے پھینک کر دیتے جاؤ گے۔" جیکر غصے کی شدت سے اتنے زور سے چیخے ہوئے بولا کہ جنگل میں دور دور تک اس کی آواز گونجنے لگی۔

"تم ہاتھ لگا کر دیکھو موٹے ریکھ۔ میں تمہاری ہڈیاں توڑ دوں گا۔ چلو دفع ہو جاؤ۔" یک لخت تنویر نے اس سے بھی زیادہ اونچی آواز میں چیخے ہوئے کہا۔ اور جیکر غصے کی شدت سے کسی نہریلے ناگ کی طرح تڑپ کر اس کی طرف مڑا۔ اور اس نے ریو اور کا ٹریگر دبا دیا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیتا ہوا کئی قدم تک دوڑتا چلا گیا۔ اس کے قریب کھڑے صفدر نے یک لخت اچھل کر اس کے پہلو پر اس طرح لات ماری تھی کہ ریو اور اس کے ہاتھ سے نکل کر اڑتا ہوا سیدھا ایک سائیڈ پرکھڑے تنویر کے ہاتھ میں پہنچ گیا جب کہ جیکر بڑکھڑاتا ہوا کئی قدم دوڑتا چلا گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ صورت حال کو جیکر کے ساتھ سمجھتے۔ تنویر نے فائر کھول دیا اور پلے درپلے دھماکوں کے ساتھ ہی جیکر کے چاروں سائیڈوں سے ہاتھوں سے مشین گنیں نکل کر اڑتی ہوئیں دور جا گئیں۔ اور تنویر کے ساتھ کھڑی بولیلے یک لخت چیتے جیسی پھرتی سے چھلانگ لگائی اور ایک

بھی جیب سے نیچے اتر آئے۔ جب کہ پچھلی جیب سے جیکر کے چار مسلح ساتھی بھی باہر آ گئے تھے۔ صفدر تنویر اور جولیا غور سے ادھر ادھر کا جائزہ لے رہے تھے۔

"ہمیں تو بتایا گیا تھا کہ کوالو کے آدمی ہم سے یہاں ملیں گے۔ لیکن یہاں تو کوئی نہیں ہے۔" صفدر نے کہا۔

"تمہارے یہاں پہنچنے کی انہیں خود بخود اطلاع مل جائے گی۔ اور وہ آجائیں گے۔ تمہیں یہاں انتظار کرنا پڑے گا۔" جیکر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔" صفدر نے کہا۔

"اوکے۔ اب ہم واپس چلتے ہیں۔ چلو جولیا نا۔"

جیکر نے جولیا نا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"سوری۔ میں نے واپس جانے کا ارادہ بدل دیا ہے۔"

جولیا نے منہ بناتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ تمہیں ہمارے ساتھ جانا ہو گا۔" جیکر نے

غصے سے چیخ کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے انتہائی

پھرتی سے جیب سے ریو اور نکال لیا۔ جب کہ اس کے چاروں

ساتھیوں نے مشین گنیں سیدھی کر لیں۔

"چلو۔ ورنہ زبردستی اٹھا کر لے جائیں گے۔" جیکر نے

انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"سنو مسٹر جیکر۔ تمہارا شکریہ کہ تم نے ہمیں یہاں تک

پہنچا دیا ہے۔ لیکن اگر مں جولیا واپس نہیں جانا چاہتیں تو

اور زور دیا چنگلی۔ پھر تو جیسے جنگل میں چیخوں کا طوفان آگیا۔ صفدر کی ٹانگیں اس طرح زمین پر گرے جیسے جگہ کی بٹیوں پر ضربیں لگا رہی تھیں جیسے کوئی کیمپوٹر کنٹرول ردیوٹ حرکت میں آگیا ہو۔

”بب۔ بب۔ بتاتا ہوں۔ فارکا ڈسک۔ رک جاؤ۔“

جیسے نے بری طرح چخنے ہوئے کہا۔ اس کی ناک اور منہ سے خون فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔ اور چہرہ ضربوں سے جگہ جگہ سے پھٹ گیا تھا۔ اس کی حالت بے حد خراب ہو رہی تھی۔

”بتاؤ۔ ورنہ اس بار ایک ایک بٹھی تو ڈول گا۔ اور تم یہاں پڑے سسک سسک کر مر جاؤ گے۔“ صفدر نے عزتے ہوئے کہا۔

”یہ۔۔۔ یہ زبردیا سنٹ ہے۔ شہر سے آنے والے کو مرن نہیں تک آنے کی اجازت ہے۔ اس سے آگے نہیں یہاں سب سے بڑے دو گروپ ہیں۔ کو ابو گروپ جو ہنسیا کی آزادی کے لئے گوریلا جنگ لڑ رہا ہے اور جیسو ر گروپ یعنی جے گروپ جو ساؤتھ افریقن آدمی کا پیرودہ گروپ ہے۔ جے گروپ کو ابو گروپ کے خاتمے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اور دونوں گروپوں میں مسلسل بھڑپیں ہوتی رہتی ہیں۔ لیکن جے گروپ ابھی تک یہاں مکمل طور پر اپنے قدم نہیں جما سکا۔ ویسے بھی وہ نیا گروپ ہے۔ کو ابو یہاں چھایا ہوا ہے۔ جے گروپ کا سمر غنہ اطالی کا مشہور دھشت گرد جیسو ر ہے۔ جسے جنرل بارڈر نے بھاری معاوضے پر مار کر کیا ہے۔ گروپ میں زیادہ تر افراد جیسو ر کے اپنے

کمر زور دیکر گیا تھا۔

”تو تم ڈبل ایجنٹ ہو۔ تم جیسے آدمی کو تو زندہ رہنے کا حق تو نہیں ہے۔“ صفدر کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

”مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں واپس چلا جاتا ہوں۔ میں اکیلا چلا جاتا ہوں۔“ اپنے ساتھیوں کی ہلاکت کے ساتھ ہی جیسے کا سار غصہ اور اکتافوں سوڈے کے ابال کی طرح ختم ہو گئی تھی۔ اور وہ اس دقت پانی میں بیٹھے ہوئے چوبے کی طرح خون کی شدت سے کانپ رہا تھا۔

”بتاؤ۔ یہ جے گروپ کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔ اس کے سر غنہ کون ہے۔ پوری تفصیل بتاؤ۔“ صفدر نے عزتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو گھوما اور جیسے بھاری جسم رکھنے کے باوجود بری طرح چیختا ہوا دو قدم دور پر جا گیا۔

”تم ہٹ جاؤ۔ میں اس کی بٹیاں سیدھی کرتا ہوں۔“ تنویر نے غصے لہجے میں کہا اور صفدر کی طرف بڑھنے لگا۔

”نہیں۔ تم وہیں رکو اور ہر طرف کا خیال رکھو۔“ صفدر نے پلیٹ کر تیز لہجے میں کہا۔ اور تنویر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”ادھر درخت پر چڑھ جاؤ۔ تاکہ دور دور تک نظر رکھی جا سکے۔“ جولیل نے تنویر سے کہا۔ اور تنویر سر ہلاتا ہوا ایک درخت کی طرف بڑھ گیا۔

”بتاؤ۔“ صفدر کی لات گھومی اور جیسے کے حلق سے آ

دو لڑکیں۔ صفر کا لہجہ واقعی اس وقت بے حد سرد اور سفاکانہ تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا کہ یہ آزاد صفر جیسے نرم انداز میں گفتگو کرنے والے کے منہ سے نکل ہی نہ رہی ہو۔ یہ لہجہ ایسا تھا جیسے کوئی بھوکا اور زخمی چیتا کسی نرم شکار کو دیکھ کر غرا رہا ہو۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ میں سچ کہہ رہا ہوں۔ مجھے نہیں معلوم۔"

جیگر نے بُری طرح خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"تم ان تک پیغام کیسے پہنچاتے ہو۔" صفر نے پوچھا۔

"وہ۔۔۔ وہ مجھے انہوں نے ایک آلہ دیا ہوا ہے، ٹرانسمیٹر جیسا۔ چھوٹا سا۔۔۔ جیگر نے جواب دیا۔

"کہاں ہے وہ آلہ۔ نکالو۔" صفر نے کہا۔

"وہ دو دفتر میں ہے۔ میرے پاس نہیں۔" جیگر نے جواب دیا۔

"او۔۔۔۔۔ اب بتاؤ کہ ہمارے متعلق تم نے کیا پیغام دیا ہے۔" صفر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں نے انہیں بتایا کہ کوا کو بکے چیٹ سے ملنے سیاح آ رہے ہیں۔ جنہیں میں نے زبرد پوائنٹ تک پہنچانا ہے اور بس۔ جیگر نے جواب دیا۔ وہ اب اٹھ کر بیٹھ چکا تھا۔ لیکن صفر کی لات کھانے کے خوف سے اس نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش نہ کی تھی۔

"لیکن تم کو کہہ رہے تھے کہ تمہارے آزاد دینے پر وہ آجائیں گے۔" صفر نے غراتے ہوئے کہا۔

گروپ کے ہیں۔ باقی اس نے کرائے کے سپاہی رکھے ہوئے ہیں۔ چونکہ میں کوا کو بلنجی شہر میں نمائندہ ہوں اس لئے جیسو را نے بھی مجھے بھاری معاوضے پر آمادہ کر لیا کہ میں کوا بو سے متعلق اطلاعات اُسے دیا کروں۔ کوا کو اس کا علم نہیں ہے۔ بس یہ ساری بات ہے۔ تم مجھے جانے دو۔ مجھے معاف کر دو۔ مجھ پر شیطان سوار تھا۔ مجھ سے حماقت ہو گئی۔ میں تمہیں صرف سیاح سمجھا رہا ہوں۔ جیگر نے بُری طرح گڑ گڑاتے ہوئے جواب دیا۔

"تم جیسو را کا ہیڈ کوارٹر جانتے ہو۔" صفر نے ہونٹ چلتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ یقین کر دیں کبھی زبرد پوائنٹ سے آگے نہیں گیا۔" جیگر نے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے صفر کی لات پوری قوت سے گھومی اور جیگر ایک بار پھر بُری طرح چیختا ہوا نیچے جا گرا۔

"جھوٹ بولتے ہو۔ تم کیا سمجھ رہے ہو۔ کہ مجھے کچھ علم نہیں ہے میں تو صرف تمہاری زبان سے سب کچھ سننا چاہتا ہوں۔ اور سنو۔ تم ایک معمولی سے غنڈے ہو۔ جھوٹی پھٹی۔ اس لئے اگر تم جھوٹ نہ بولو تو میں تمہیں معاف بھی کر سکتا ہوں۔ ورنہ..... صفر کی غراہٹ عروج پر تھی۔ اس کا لہجہ اس قدر سرد تھا کہ جو لیلے کے جسم میں بھی بے اختیار سردی کی لہریں سی

کے پیچھے غائب ہو گیا۔ جب کہ ایک جیب وہیں کھڑی تھی۔
 ”دور دور تک سوائے گھنے جنگل کے اور کچھ نظر نہیں آ رہا۔“
 نویر نے دشت سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔
 ابھی اس کی بات ختم ہوئی تھی کہ دائیں طرف دور سے آواز
 کے چننے کی پے درپے آوازیں سنائی دینے لگیں اور صغریہ آواز
 سن کر چونک بڑا۔

”یہ کوا بوا کا مخصوص کاش ہے۔ وہ آ رہے ہیں۔“ صغریہ نے
 کہا۔ اور وہ دونوں بھی چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ چند لمحوں بعد
 بھیل کے دوسرے کنارے پر موجود درختوں میں سے دو آدمی نمودار
 ہوئے۔ ان کے جسموں پر باقاعدہ میٹھے رنگ کی ملٹری یونیفارمز
 موجود تھیں۔ سرور پر جوڑے پیچھے والے ہیٹ تھے۔ اور ہاتھوں
 میں بھاری مشین گنیں۔ دونوں سیاہ فام تھے۔ لیکن یونیفارم کے
 کالروں کے گرد سرخ رنگ کی پٹی موجود تھی۔

”خبردار۔ ہاتھ اٹھا دو۔“ ان میں سے ایک نے چننی ہوئی
 آوازیں کہا۔ اور صغریہ نے ہاتھ اٹھا دیئے۔ صغریہ کو ہاتھ اٹھاتا
 دیکھ کر جولیا اور نویر نے بھی اٹھا دیئے۔

”بھتیجا دور بھینک دو۔“ اسی آدمی نے چیخ کر کہا اور جولیا
 اور نویر دونوں نے ہاتھوں میں موجود اسلحہ بھینک دیا۔ ان میں سے
 ایک پیچھے ہٹ کر غائب ہو گیا۔ جب کہ دوسرا اسی طرح مشین گن
 ان کی طرف تانے بڑے چونکا نما زین کھڑا رہا۔ بالکل کسی شکاری
 چیتے کی طرح مستعد جو کسی لمحے اپنے شکار پر چھپنے والا ہو۔

”وہ تو میں تمہیں ڈرانے کے لئے کہہ رہا تھا۔ ورنہ یہاں وہ
 کیسے آسکتے ہیں یہ جگہ تو کوا بوا کی عملداری میں ہے۔ میں نے وائس ج
 کہ انہیں صرف یہ اطلاع دینی ہے کہ میں نے تم لوگوں کو زیر و
 پوائنٹ پہنچا دیا ہے۔ انہوں نے مجھے یہی کہا تھا کہ میں تمہیں
 زیر و پوائنٹ پہنچا کر انہیں اطلاع دوں۔ کوا بوا نے کہا تھا کہ
 ایک یا دو آدمی آئیں گے۔ لڑکی کی بات نہ ہوئی تھی۔ اس لئے
 میں لڑکی کو اپنے پاس روکنا چاہتا تھا۔“ جیگر نے جواب
 دیا اور صغریہ پیچھے ہٹ گیا۔

”جاؤ۔ اب دفع ہو جاؤ۔“ صغریہ نے کہا اور جیگر بھی
 کی سی تیزی سے اٹھا اور یکدم آندھی اور طوفان کی طرح دوڑتا ہوا
 آگے والی جیب کی طرف بڑھ گیا۔
 ”تم نے اُسے جانے کیوں دیا۔“ جولیا نے خشک
 لہجے میں کہا۔

”یہ جا کر زیادہ سے زیادہ ہمارے متعلق اطلاع دے دے؟
 تو اس سے کیا ہوگا۔ ہم نے یہاں مستقل تو نہیں رہنا۔ ہم تو یہاں
 اس لئے آئے ہیں کہ کوا بوا ہمیں خفیہ راستے سے ہمیشہ میں
 داخل کر کے اپنے ایک اڈے تک پہنچا دیں گے۔ اس کے
 علاوہ ہمیں ان سے کوئی مطلب نہیں۔“ صغریہ نے
 ہلاتے ہوئے کہا۔

جیگر نے جیب سٹارٹ کر کے تیزی سے موڑی اور پھر
 وہ اُسے انتہائی رفتار سے دوڑاتا ہوا چند لمحوں میں ہی دینتوں

میں آنے والے تمام واقعات بتا دیئے۔

"اوہ۔ تو یہ جیگر ڈیل ریل ادا کر رہا ہے۔ دیرری بیڈ۔ ہم خود حیران تھے کہ آخر چارے متعلق اطلاعات جے تک کیسے پہنچ جاتی ہیں۔ بہر حال تم لوگوں نے آتے ہی ہمارے لئے ایک بڑا کارنامہ

انجام دے دیا ہے۔ اب ہم خود اس جیگر سے سب کچھ اگوا لیں گے۔ تھینک یو۔"۔ ماجو نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اتنے میں اس کا دوسرا ساتھی بھی پہنچ گیا۔ اور پھر اس کا بھی صفدر اور اس کے ساتھیوں سے تعارف کر لیا گیا۔

"آؤ۔ چیف تم سے ملنے کے لئے شدت سے منتظر ہیں۔"۔ ماجو نے کہا۔ اور پھر وہ جھیل کے دائیں کنارے کی طرف بڑھ گیا۔ "اس جیب اور لاشوں کا کیا کرنا ہے ماجو۔"۔ دوسرے سیاہ فام یورو نے کہا۔

"ارے ہاں۔ ان کا یہاں موجود رہنا ٹھیک نہیں ہے۔ اس طرح جے والوں کو بھی سن گن مل سکتی ہے۔ تم ایسا کرو یہ لاشیں جیب میں ڈال کر پا کوئی دلدل تک لے جاؤ اور پھر انہیں جیب سمیت دلدل میں غرق کر کے اپنے پوائنٹ پر چلے جاؤ۔ میں صفدر صاحب کو لے کر چیف کے پاس پہنچ جاؤں گا۔"۔ ماجو نے ہنسنے اپنے ساتھی سے کہا اور وہ سہماتا ہوا جیب کی طرف مڑ گیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی جھیل کے کنارے سے گھوم کر دوسری طرف پہنچے اور پھر گھنے دھنوں سے گزرتے ہوئے وہ پیدل ہی آگے بڑھتے گئے۔ کچھ دور آنے کے بعد انہیں دھنوں کے

کتھڑی دیر بعد اس کا دوسرا ساتھی ان کے عقب میں نمودار ہوا اور پھر صفدر کی پشت سے مشین گن کی نال لگ گئی۔

"کون ہو تم۔ اور یہاں کیسے آئے ہو۔"۔ صفدر کے عقب میں موجود سیاہ فام نے انتہائی گزشتہ لہجے میں کہا۔

"ہم چاند نگر کی سیر کرنے آئے ہیں۔ ہمیں چاند کے شہزادے سے ملنا ہے۔"۔ صفدر نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔ "چاند کا تو کوئی شہزادہ نہیں ہوتا۔ کیا بکواس کر رہے ہو۔"

سیاہ فام کا لہجہ بھیڑیتے جیسے غراہٹ لئے ہوئے تھا۔ "تو مجھے شہزادہ مان لو۔"۔ صفدر نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔"۔ ٹھیک ہے۔ تم صحیح آدمی ہو۔ ہاتھ نیچے کر لو۔"۔ اس بار سیاہ فام نے مطمئن لہجے میں کہا۔

"آجاؤ یورو۔"۔ یہ صحیح آدمی ہیں۔"۔ اس سیاہ فام نے دوسرا فقرہ اونچی آواز میں کہا۔ اور پھر وہ ان کے سامنے آ گیا۔

"تمہارے آنے کی اطلاع تو ہمیں مل گئی تھی۔ لیکن یہ لاشیں اور جیب۔ یہ کیا جگر ہے۔ میرا نام ماجو ہے۔ او میں ریڈ ایریا کا چیف ہوں۔"۔ سیاہ فام نے فقرے کے آخر میں اپنا تعارف کرتے ہوئے مصلحتی کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"میرا نام صفدر ہے۔ اور یہ میرے ساتھی تئو اور مس جولیا ہیں۔"۔ صفدر نے مصافحہ کرنے کے ساتھ اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مختصر لفظوں میں جیگر سے ملاقات کے ساتھ ساتھ اب تک

بہودی اس آدمی کو مارنے کے لئے ہر قسم کی کوششیں کرتے رہتے ہیں۔

”کوئی بات نہیں جناب۔ ہمیں تو آپ جیسی عظیم شخصیت سے لگ بے حد مسرت ہو رہی ہے۔ میرا نام صفدر ہے۔ یہ میرے ماضی کی تذکرہ اور یہ ہماری ساتھی مس جولیان فر وائر ہیں۔“
 صفدر نے بڑے پُر غلو ص انداز میں سام نکوما سے مصافحہ کرنے کے بعد اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کرایا۔ سام نکوما نے وہی باری سب سے مصافحہ کیا۔

”ویسے مجھے مس جولیان کی وجہ سے بے حد حیرت ہے۔ یہ سوس لگتی ہیں۔ یہ آپ کے ساتھ۔“ سام نکوما نے کہا۔
 ”جی ہاں۔ یہ سوس ہیں۔ لیکن اب پاکشیا کی شہری ہیں۔“
 ”ہماری سیکورٹ سروس کی سیکنڈ چیف ہیں۔“ صفدر نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا۔ دیر ہی گڈ۔“ پھر تو مجھے دوہری مسرت ہوئی ہے۔ ان سے مل کر تشریف رکھیں۔“ سام نکوما نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”اور پھر وہ سب اطمینان سے کھالوں پر بیٹھ گئے۔“
 ”آپ پہلے تو بلا تکلف بتائیں کہ آپ کیا پینا پسند فرمائیں گے۔“ سام نکوما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صرف سادہ پانی۔ اور کچھ نہیں۔“ صفدر نے کہا۔
 ”اوہ اچھا۔“ سام نکوما نے کہا اور اس نے اپنے عقب اوڈب کھڑے ماجر کی طرف مڑ کر سر کو ذرا سبایا تو ماجر

کھالوں پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر کالچ کے عقبی طرف موجود ایک بند دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور دوسری طرف چلا گیا۔ جب کہ صفدر، تنویر اور جولیان غاموشی سے کھالوں پر بیٹھ گئے۔ کمرے میں چھت کے قریب دو بڑے بڑے روشن خانے تھے۔ جن میں سے ہوا اور روشنی بخوبی اندر آ رہی تھی۔

”میں سمجھتی تھی زیر زمین جیل کو ارڈر ہو گا۔“ جولیان نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر مسکرا دیا۔

چند لمحوں بعد وہی دروازہ کھلا اور پھر ایک چھوٹی سی سفید داڑھی والا بوڑھا سیاہ فام اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ اور جسم دونوں بے حد چوڑے تھے۔ اور صرف داڑھی کی وجہ سے وہ بوڑھا لگ رہا تھا۔ ورنہ جسامت، قد و قامت اور چلنے سے وہ بالکل صحت مند نوجوان تھا۔ اس کے جسم پر بھی میٹلے رنگ کی یونیفارم تھی۔ البتہ کالر پر سنہرے رنگ کی پٹی تھی۔ اس کے پیچھے ماجر بنو دار ہوا۔

”خوش آمدید دوستو۔ میں بے حد شرمندہ ہوں کہ مجاہدی وجہ سے آپ کو اس قدر تکلیف اٹھانی پڑی۔“ اس نے توی ہیکل بوڑھے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ تینوں اکٹھے کھڑے ہوئے وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ کوا بو کا چیف سام نکوما ہے جس نے انتخابات کے بعد بنیڈیا کا پہلا منتخب سربراہ ہونے کا اعزاز حاصل کرنا ہے۔ اور ساتھ افریقہ اور دنیا بھر کے

کے بعد کہا۔

”جی ہاں۔ ایک پلان ہے۔ ہم دواں جا کر فوج کے اعلیٰ افسران کو اغوا کر کے ان کا روپ دھار لیں گے۔ اس طرح ہم آسانی سے معلومات حاصل کر سکیں گے۔ آپ کے ذریعے دواں جانے کا مسئلہ صرف اس لئے کیا گیا ہے کہ دیسے بنیاد میں داخلہ اجنبیوں کے لئے بے حد مشکل ہے۔ ان کی انتہائی کڑی اور مسلسل نگرانی لگ جاتی ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ کسی بھی ایمر جنسی کی صورت میں ہم آپ کے کسی اڈے سے امداد حاصل کر سکتے ہیں۔“

صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ دیر می گڈ۔ بہت ہی سیدھی اور آسان سی پلاننگ ہے۔ واقعی آپ لوگ بے حد ذہین ہیں۔ اور آپ نے جس طرح آسانی سے ایکویمین میک اپ کر لیا ہے۔ اس طرح آسانی سے سفید فام فوجی آفسیر بھی بن جائیں گے۔“

سام نکوما نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور صفدر مسکرا دیا۔

”جی یہ تو ہمارا روز کا کام ہے۔ ہمارے لئے یہ کوئی مشکل امر نہیں ہے۔“

صفدر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”مجھے بتایا گیا تھا کہ آپ بنیاد میں کسی خاص شخصیت سے ملے فائدہ کریں گے۔ میری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آئی۔ اگر آپ صیہ اجنبیوں کے لئے رابطے کے لئے دواں کون سی شخصیت ہو سکتی ہے۔“

سام نکوما نے کہا۔

”ایک شخصیت ہے جناب۔ وہ شوگر ان کا پیشل ایکٹ ہے۔“

وایں اسی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ہاں۔ اب مجھے آپ بتائیں اور ذرا تفصیل سے بتائیں کہ آپ کیا پروگرام لے کر آئے ہیں۔“

سام نکوما نے کہا۔

”ہم ڈوگو فائٹرز کے خاتمے کا مشن لے کر آئے ہیں۔ ہمارے چیف نے ہمارے دو گروپ بنا دیئے ہیں۔ ایک گروپ علیٰ عملہ اور ان کے ساتھی پر مشتمل ہے۔ وہ ایکویمین صحافیوں کے روپ میں جو نہرگ میں داخل ہو چکے ہیں۔ وہ جنرل بارٹرک پینچے کی کوشش کریں گے۔ تاکہ اس سے ڈوگو فائٹرز تنظیم کی پوری تفصیلات حاصل کر سکیں۔ جب کہ ہم نینوں ایکویمین کی مدد سے دو گروپ میں یہاں آئے ہیں تاکہ آپ ہمیں اپنے کسی خفیہ راستے سے بنیاد پہنچا دیں۔ ہم دواں ڈوگو فائٹرز کے ہیڈ کوارٹر کو ٹریپ کرنے کی کوشش کریں گے۔“

صفدر نے جواب دیا۔

”علیٰ عمر ان صاحب جو نہرگ میں کیسے داخل ہو گئے ہیں وہ بارٹرک کزنل وینیڈن نے انتہائی سخت چیکنگ کا جال پھیلا رکھا ہے۔ سام نکوما نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ان کو کسی قسم کی کوئی چیکنگ نہیں روک سکتی۔ آپ بے فکر رہیں۔“

صفدر نے جواب دیا۔ اور سام نکوما نے سر ہلا دیا۔

”لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی۔ مسٹر صفدر۔ آپ بنیاد جا کر کس طرح ڈوگو فائٹرز کا ہیڈ کوارٹر تلاش کریں گے۔ جب کہ آپ دواں پہلی بار جا رہے ہیں۔ کیا آپ کے ذہن میں کوئی خاص پلان ہے۔“

سام نکوما نے چند لمحے خاموش رہے۔

دے وہ مدتوں سے بنیامین ہی رہ رہا ہے۔ لیکن ہم نہ اسے جانتے ہیں اور نہ وہ ہمیں۔۔۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو پھر رابطہ کیسے ہو گا۔۔۔ سام نکوما نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”ہم دماغ کے کسی بڑے اخبار میں تلاش گمشدہ کا اشتہار دیں گے۔ ایک ہمارے کہتے کا۔ یہ اشتہار اس شخصیت کے لئے کوڑھو گا۔ پھر وہ خود ہی ہمارے دیتے ہوئے پتے پر رابطہ کرے گی۔۔۔ صفدر نے جواب دیا۔

”اوہ۔ دیر ہی گزرتی تو آپ لوگ اس میدان کے باکمال ماہر ہیں۔ لیکن کیا آپ کے ادراس شخصیت کے درمیان کوئی کوڑھ مقرر ہے۔ جو ملاقات میں دوبارہ ایجا جائے گا۔ ایسا ہی ہو گا۔ میرے خیال میں سیکرٹ ایجنٹوں کے درمیان۔۔۔ سام نکوما نے جنتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بالکل بیچکانہ سا تھا۔

”جی ہاں۔۔۔ صفدر نے اتنی بڑی شخصیت کے اسر بیچکانہ پن پر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں بھی بڑی دلچسپی محسوس ہو رہی ہے۔۔۔ سام نکوما نے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ ہمیں فون کر کے کہے گا کہ کتنا اس کے پاس۔۔۔ سام نکوما نے پوچھ گچھ کا نام پوچھ گچھ۔ ہم جواب میں بتائیں گے کہ کتنا۔۔۔ سام نکوما نے پوچھ گچھ کا نام پوچھ گچھ۔ ہم کہیں گے کہ کتنا۔۔۔ سام نکوما نے پوچھ گچھ کا نام پوچھ گچھ۔

”اوہ۔ گزشتہ۔۔۔ دیر ہی گزرتی تو آپ لوگ اس میدان کے باکمال ماہر ہیں۔ لیکن کیا آپ کے ادراس شخصیت کے درمیان کوئی کوڑھ مقرر ہے۔ جو ملاقات میں دوبارہ ایجا جائے گا۔ ایسا ہی ہو گا۔ میرے خیال میں سیکرٹ ایجنٹوں کے درمیان۔۔۔ سام نکوما نے جنتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز بالکل بیچکانہ سا تھا۔

”جی ہاں۔۔۔ صفدر نے اتنی بڑی شخصیت کے اسر بیچکانہ پن پر مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں بھی بڑی دلچسپی محسوس ہو رہی ہے۔۔۔ سام نکوما نے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ ہمیں فون کر کے کہے گا کہ کتنا اس کے پاس۔۔۔ سام نکوما نے پوچھ گچھ کا نام پوچھ گچھ۔ ہم جواب میں بتائیں گے کہ کتنا۔۔۔ سام نکوما نے پوچھ گچھ کا نام پوچھ گچھ۔ ہم کہیں گے کہ کتنا۔۔۔ سام نکوما نے پوچھ گچھ کا نام پوچھ گچھ۔

”دیر ہی گئے جیسو را۔۔۔ تم نے واقعی نہ صرف انتہائی ذہانت سے
 اس کے گمزد جال پھیلایا بلکہ ان سے آئندہ منصوبوں کی بھی مکمل
 فیصلات حاصل کر لیں۔۔۔۔۔ آئے دن اس کے کرنل نے مسرت
 سے بولتے ہیں کہ۔۔۔

”مگر نئی جوہم۔۔۔ میں نے تمہیں کیا کہا تھا۔ اب دیکھو یہ کس طرح
 بارے جال میں پھنسنے میں۔ کو ابو کو ابھی تک ان کی آمہ کا پتہ ہی نہیں
 سکا۔ صرف جیگر کو بھاری رشوت دینی پڑی۔ اور یہ یہاں اطمینان
 پہ پہنچ گئے۔ حالانکہ تم کہہ رہے تھے کہ یہ جب کو ابوسے مل کر
 آپس جائیں تب ان پر لٹھ ڈالاجائے۔ لیکن مجھے معلوم تھا کہ یہ
 آپس آپس نہیں جائیں گے بلکہ کو ابو انہیں خفیہ طور پر نمیبیا بھیجا
 جائے گا۔“ جیسووانے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

لیکن جس دور امیری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی کہ اس مخصوص کوڈ
 آپس کیسے علم ہو گیا جن کے ذریعے ان کی ادرکوا ابو کے درمیان
 پلان ہوئی تھی۔ میں نے پہلے بھی پوچھا تھا تم سے۔ لیکن تم نے کہا
 کہ پہلے مشن مکمل ہو جائے پھر بتاؤں گا۔“ — کرنل جوہم نے
 رت بھرے بھرے میں کہا۔

ا میں فطرتاً ہی حد محتاط آدمی ہوں۔ اس لئے میں نے جان بوجھ کر میں کچھ نہیں بتایا تھا۔ اب چونکہ ہمارا مشن مکمل ہو چکا ہے اس اب تمہیں تفصیلات بتانے میں کوئی مہرج نہیں ہو گا ایسے کہ بنے ہمیں اطلاع دی کہ کوا بو سے ملنے ایکریمین سیاح آ رہے اور کوا بو نے کہا ہے کہ جیسے ہی یہ لوگ پہنچیں انہیں فوراً اطلاع

بڑا سا گھونٹ لیا۔ صفر اور اس کے ساتھیوں نے بھی گھونٹ لئے۔ شربت واقعی خوش ذائقہ تھا۔ اور اس میں سے بھی بھرا نوحہ بھی نکل رہی تھی۔ کھوڑی دیر بعد چاروں گلاس خالی ہو گئے۔

”بہت بہت شکریہ مسٹر معتمد۔ آپ نے ہماری معلومات میں قابل قدر اضافہ کیا ہے۔“ سام کو مامنے کہا۔ اور اُدھر سے اُڑا ہوا معتمد اور اس کے ساتھیوں نے بھی اٹھنے کی کوشش کی مگر دوسرے لمحے انہیں احساس ہوا کہ ان کا جسم حرکت کرنا سے واقعی قاصر ہو چکا ہے۔ وہ مفلوج ہو چکے تھے۔

سام نکوما نے بڑے طنز انداز میں جھپٹہ لگاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سر پر ایک کھار تو دو سرے سے ہر پیر موجود بال اور چہرے سے لے کر گردن تک ایک ماسک اترتا چلا گیا۔ اب سام نکوما کی جگہ وہاں ایک سفید خام نوجو کھڑا تھا۔

”میرا نام سام نکوما نہیں جیسو۔ اے دوستو۔ بے گدو،
 کا چیٹ۔“ اس قومی تھیل نوجوان نے بڑے طنز یہ اند
 میں کہا۔

ایک سفید فام دروشت چہرے والا فوجی اندر داخل ہوا۔ اس کا منہ ہونٹوں پر کھنکھاتی مسکراہٹ کے ساتھ کھلا ہوا تھا۔

جیسو رائے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اس پی۔ اے کا کیا ہوا“۔ کرنل جوہم نے ہونٹ چبائے ہوئے پوچھا۔

”اس کو ایک ایک میڈنٹ کے ذریعے ہلاک کر دیا گیا۔ اس طرح کسی کو بھی پتہ نہ چل سکا کہ اس کے ساتھ کیا ہوا ہے۔“

جیسو رائے جواب دیا اور کرنل جوہم نے سر ہلادیا۔

”ماجو۔“ جیسو رائے اس سیاہ فام کی طرف مڑتے ہوئے کہا جو صفدر اور اس کے ساتھیوں کو ساتھ لے آیا تھا۔

”یس باس۔“ ماجو نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ان کو یہاں سے اٹھا کر دور جنگل میں لے جاؤ اور گولیوں سے بھونک کر ان کی لاشیں کسی گڑھے میں پھینک دو۔“ جیسو رائے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔“ ماجو نے جواب دیا۔

”آؤ کرنل۔ اب ہم بنیسیا میں اس شوگر فائی اینجنٹ کو ٹریس کرنے اور جوہنبرگ میں ان کے دوسرے گروپ کو تلاش کرنے کے لئے پلاننگ کر لیں۔“ جیسو رائے کرنل جوہم سے مخاطب ہو کر کہا اور پھر وہ دونوں ہی عقبی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

”چلو۔ ایک ایک کو اٹھا کر لے چلو۔“ ماجو نے کہیں میں موجود سیاہ فاموں سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ان میں سے تین تیزی سے آگے بڑھے اور پھر انہوں نے بے حس و حرکت بیٹھے ہوئے صفدر، تنویر اور گولیا کو اٹھا کر ماندھوں پر لاد ا اور کیبن کے دروازے

دی جانے اور انہیں زبرد پوائنٹ پہنچا دیا جائے۔ سیاح چونکہ نہیں آتے اس لئے میں چوکنہ ہو گیا۔ میں نے جیگر کو بھاری رشوت دے کر دو باتیں طے کر لیں۔ ایک تو یہ کہ وہ کو ابو سے یہ معلوم کرے کہ ان سیاحوں کا رابطہ کو ابو سے کس کے ذریعے ہوا ہے۔ دوسرا ان کی آمد پر بجائے کو ابو کو اطلاع دینے کے ہمیں اطلاع دے۔ جیگر نے دونوں کام کر دیئے۔ کو ابو میں اس کا ایک خاص آدمی موجود ہے۔ اس کے ذریعے اس نے پتہ چلو لیا کہ اقوانہ کے سیکرٹری جنرل کے پی۔ اے کے ذریعے یہ ساری باتیں طے ہوتی ہے۔ یہ پی۔ اے کو ابو کا خاص آدمی ہے۔ چنانچہ میں ایک بنیسیا میں اپنے دوستوں سے بات کی اور اس پی۔ اے کو کرا کر اس سے پوچھ گچھ ہوئی تو اس نے پوری تفصیلات بتا دیں اس نے ڈوگو فائٹرز کے سلسلے میں سیکرٹری جنرل کو اطلاع دی اور پھر سیکرٹری جنرل نے پاکستانی سیکرٹسروس سے رابطہ قائم کیا اور پاکستانی سیکرٹسروس کے چیف نے پی۔ اے کے ذریعے کو ابو کے چیف سے ایک مخصوص ٹرانز پیرو بات کی اور پھر یہ کوڈ طے ہوئے۔ چنانچہ اس پی۔ اے کے ذریعے ان کوڈز کا ہمیں علم ہو گیا۔ لیکن ہمیں یہ معلوم نہ ہوا انہوں نے دو گروپ بنائے ہیں۔ ایک گروپ جوہنبرگ پہنچے اور دوسرا ان سیاحوں کے روپ میں بنیسیا۔ بہر حال میں اب ان سے مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اس لئے اب ہمارے لئے بیکار ہیں۔ کیوں نہ انہیں گولی مار دی جائے۔

مقدہ ہوتی ہے۔ اس کا واقعی اُسے علم نہیں ہو سکتا۔ اب کسی کے تصور میں تھا کہ پاکیشیا میں رہنے والے ان تینوں کی موت یہاں بلنجی کے گھنے جنگل میں مقدہ کی گئی تھی۔
 ”یس۔ فائر“ — اچانک مابو کی چیختی ہوئی آواز بلند ہوئی۔
 اودا اس کے ساتھ ہی مشین گن کی ریٹ ریٹ سے جنگل کو گئی اٹھا۔

سے نکل کر سیڑھیاں اترتے ہوئے نیچے آ گئے۔
 ”ادھر لے آؤ“ — مابو نے بھی سیڑھیاں اتر کر دائیں طرف بڑھتے ہوئے کہا اور وہ تینوں اس کے پیچھے گھنے جنگل کی طرف بڑھتے گئے۔ صفدر کا ذہن پوری طرح بیدار تھا لیکن نہ ہی وہ حرکت کر سکتا تھا اور نہ ہی بول سکتا تھا۔ اُسے یوں محسوس ہو رہا تھا۔
 جیسے اس کا جسم مکمل طور پر پتھر کا بن چکا ہو۔ ویسے اپنے اتنی آسانی سے مار کھا جانے پر اس کے ذہن میں آندھیاں سی چل رہی تھیں۔ لیکن وہ مجبور اور بے بس ہو چکا تھا۔ واقعی اس جینورا نے اُسے اس طرح ڈانچ دیا تھا کہ آخری لمحے تک انہیں اس دھوکے کا احساس تک نہ ہو سکا تھا۔ بچانے اس شربت کا اثر کب تک رہنا تھا۔ سیاہ فام انہیں اٹھاتے ہوئے کافی دور گھنے جنگل کے اندر پہنچ گئے تھے۔

”بس ٹھیک ہے۔ یہاں گھر اگر بھلا موجود ہے۔ اس کے کنارے لٹا دو انہیں“ — مابو نے کہا۔ اور تینوں سیاہ فاموں نے انہیں ایک گھرے گڑھے کے کنارے ایک قطار میں لٹا دیا۔ وہ تینوں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ٹاپ ایجنٹ تھے۔ لیکن اس وقت تینوں ہی مکمل طور پر بے بسی کی تصویر بنے پڑے تھے اور یقینی موت تیسرے قدموں تو ایک طرف سر پرٹ دوڑتی ہوئی ان کی طرف بڑھی آرہی تھی۔ اور وہ اس سے بچنا تو ایک طرف اس کے خلاف جدوجہد کرنے کے بھی قابل نہ رہتے تھے۔ اور صفدر سوچ رہا تھا کہ انسان کی موت کہاں

کرنل ڈوجان اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گئے۔
 کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی انہیں اپنی طرف آتے دیکھ کر بے اختیار اس
 طرح کانپنے لگ گئی جیسے اسے لہڑے کا بنجار چڑھ آیا ہو۔
 "جانسن کہاں ہے لڑکی؟" کرنل ونیٹن نے انتہائی درشت
 لہجے میں اس سے معنی طلب ہو کر کہا۔

"وہ۔۔۔ وہ اوپر دفتر میں ہیں۔" باسن کا سر بوجھ رہے
 ہیں آپ۔" لڑکی نے بڑی طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔
 "میرے ساتھ آئیے۔ میں اس کا دفتر جاننا ہوں۔" کرنل
 ڈوجان نے کرنل ونیٹن سے کہا اور اوپر جاتی ہوئی سیڑھیوں کی طرف
 بڑھ گیا۔ کرنل ونیٹن سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے سیڑھیوں کی طرف
 بڑھ گیا۔ کرنل ڈوجان دیکھنے میں غاصا کوتاہ قد لگتا تھا لیکن ویسے
 اس قدر پستہ قد نہ تھا بلکہ قدرے فربہ جسم ہونے کی وجہ سے
 زیادہ کوتاہ قد لگتا تھا۔ وہ دھم دھم کرتا سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر
 پہنچ گیا۔ جب کہ کرنل ونیٹن بیک وقت دو دو سیڑھیاں چلا لگتا
 ہوا اس کے ساتھ ہی اوپر پہنچا تھا۔ چند لمحوں بعد وہ دفتر کے
 دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ کرنل ڈوجان نے دروازے کو دھکیلا
 تو دروازہ کھل گیا۔ اور پھر وہ دونوں تیزی سے اندر داخل ہوئے
 مینر کے پیچھے بیٹھا ہوا جانسن انہیں دیکھ کر چونک کر اٹھ کھڑا ہوا۔
 "ادہ۔۔۔ کرنل ڈوجان تم۔۔۔ یہ کیا؟" جانسن کا لہجہ خاصا
 جگڑا ہوا تھا۔
 "تم ہو جانسن۔۔۔ میرا نام کرنل ونیٹن ہے۔ کہاں ہیں

زمین کلب کے گیٹ پر دس فوجی جیپیں آ کر رکیں۔ اور پھر
 ہر جیپ نے مسلح فوجی اگلے شروع کر دیئے۔ سب سے آگے
 والی جیپ سے کرنل ڈوجان اور کرنل ونیٹن نیچے اترے۔ مسلح
 فوجیوں کی تعداد بیس کے قریب تھی جن میں سے بارہ فوجی تو تیزی
 سے عمارت کے گرد پھیلے گئے۔ جب کہ آٹھ فوجی کرنل ونیٹن اور
 کرنل ڈوجان کے پیچھے کلب کے مین گیٹ کی طرف بڑھنے لگے۔
 جیسے ہی یہ فوجی ہال میں داخل ہوئے ہال میں موجود افراد ایک لمخت
 بتوں کی طرح ساکت ہو گئے۔ ان سب کے چہرے ہلکی سی طر
 زمند بڑھ گئے تھے۔ کیونکہ ساؤتھ افریقہ میں فوج کو لامحدود اختیارات
 حاصل تھے۔ اس لئے یہاں فوج کا اس طرح کسی کلب میں آنا لوگوں
 کی نظر میں کسی صورت بھی نیک فال نہ ہو سکتا تھا۔ اس لئے سب
 فوج کو اندر آتے دیکھ کر بڑی طرح سہم گئے تھے۔ کرنل ونیٹن اور

ہوں۔ میں نے جنرل بارٹر سے بات کی ہے اور جنرل بارٹر نے بھی مجھے یہی کہا کہ ان کو تمہارے حوالے کر دوں۔ لیکن مجھے جنرل بارٹر سے بات کرنے خصوصاً کمرے میں جانا پڑا جب میں واپس آیا تو وہ جا چکے تھے۔ دیے کیا تم مجھے بتا سکتے ہو کہ تمہارے پاس کیا ثبوت ہے کہ وہ پائیکشیائی ایجنٹ ہیں۔ اگر تم میری تسلی کرنا دو تو یقین رکھو میں انہیں ایک گھنٹے میں ٹریس کر کے گرفتار کر سکتا ہوں۔ جانسن نے کہا۔

”ثبوت تو تمہیں مل چکا ہے۔ جس طرح انہوں نے تمہارے کلب میں ہنگامہ کیا ہے کیا جنرلسٹ اس طرح کر سکتے ہیں۔“ کمرل ونیٹن نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

”وہ بتا رہا تھا کہ وہ کرائم رپورٹر رہا ہے۔ اور کرائم رپورٹر وہی بنتے ہیں جن کا براہِ راست پیشہ افراد سے گہرا تعلق ہوتا ہے اس لئے ایسے لوگوں کا لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر ہونا کوئی اچھے کی بات نہیں ہے۔ اور کوئی ثبوت۔“ جانسن نے منہ بٹلتے ہوئے کہا۔

”دیکھو جانسن۔ ڈوگو چیف کا سن کر میں تمہارا لحاظ کر رہا ہوں۔ میرے آدمی مستقل یہاں کلب کے باہر موجود رہے ہیں اور اگر وہ لوگ یہاں سے جاتے تو لازماً انہیں معلوم ہو جاتا۔ مگر وہ یہاں سے نہیں گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے اپنی انا کی خاطر انہیں یہیں کہیں چھپا رکھا ہے۔ تمہاری بہتر ہی اسی میں ہے کہ تم انہیں میرے حوالے کر دو۔ وہ دنیا کی انتہائی خطرناک ترین شخصیتیں ہیں۔ اور پورے ساؤتھ افریقہ کو ان سے شدید ترین خطرہ

وہ جنرلسٹ۔ کمرل ڈوجان کے جواب دینے سے پہلے ہی کمرل ونیٹن درشت لہجے میں بول پڑا۔

”وہ جنرلسٹ۔ وہ تو چمے گئے۔“ جانسن نے خشک لہجے میں کہا۔

”چلے گئے۔ کیا مطلب۔ جب میں نے تمہیں کہا تھا کہ تم انہیں فرار نہ ہونے دینا۔“ کمرل ونیٹن نے غراتے ہوئے کہا۔

”میں تمہارے احکامات کا پابند نہیں ہوں ایک بات اور دوسری بات یہ بھی سن لو کمرل ونیٹن۔ کہ میں ڈوگو فاسٹرن کے ایک سکیٹنگ کا چیف ہوں۔ اس سے تم میری حیثیت کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہو۔ اور تیسری بات یہ کہ وہ جنرلسٹ تھے۔ اس لئے میں انہیں روک نہ سکتا تھا۔“ جانسن نے غراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو تم ڈوگو فاسٹرن کے چیف ہو۔ اس لئے وہ تمہارے پاس آئے تھے۔ اس کا مطلب ہے انہیں پہلے سے تمہاری حیثیت کا علم تھا۔“ کمرل ونیٹن نے غریبی طرح چوکتے ہوئے کہا۔ لیکن اس بار اس کا لہجہ پہلے سے نرم تھا۔

”انہیں تو کیا کمرل ڈوجان کو بھی میری اس حیثیت کا علم نہیں ہے۔ میں نے تو تمہارے پاگل بن کو دیکھتے ہوئے یہ بات بتا دی ہے تاکہ تم خواہ مخواہ کسی خوش فہمی میں پڑ کر میرے ہاتھوں نہ مارے جاؤ۔ میں براہِ راست جنرل بارٹر کے سامنے جواب دہ

”سر۔ میں کارل بول رہا ہوں مہیلہ کو آرٹھر سے۔ کمرنل جوہم کی کال آئی ہے۔ وہ خودی طور پر آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے میں نے یہاں کال کی ہے۔“ دوسری طرف سے مودبانہ ہلچے میں کہا گیا۔

”ٹھیک ہے۔ فون ٹرانسمیٹر سے ایڈج کر دو۔ میں بات کر لیتا ہوں۔“ کمرنل ونیڈن نے کہا۔

”مہیلہ۔ میں کمرنل جوہم بول رہا ہوں اور۔“ چند لمحوں بعد کمرنل جوہم کی آواز ریسور سے ابھری۔

”یس۔ کمرنل ونیڈن اسٹنڈج۔ یہ اور۔“ کمرنل ونیڈن نے کہا۔ گو وہ فون پر بات کر رہا تھا لیکن چونکہ فون اب ٹرانسمیٹر سے ایڈج ہو چکا تھا۔ اس لئے اُسے بھی بات کے آخر میں اور کا لفظ کہنا پڑنا تھا۔

”کمرنل۔ آپ کے لئے انتہائی اہم اطلاعات ہیں۔ میں اس وقت انگو لائیں جے گروپ کے مہیلہ کو آرٹھر سے بول رہا ہوں۔ وہ ایکٹری سیاح جو بلجی اترے تھے۔ وہ دراصل پاکیشیا سیکورٹ سروس کے رکن تھے۔ ان میں ایک سوئس عورت بھی جس کا نام جولیانہ تھا۔ اور دوسرے تھے۔ ان میں سے ایک کا نام صفر رادر دوسرے کا نام تنویر تھا۔ یہاں جیسور نے انتہائی ذہانت سے کام لیتے ہوئے بلجی میں کو ابو کے ایجنٹ کو بھاری رشوت دے کر اس بات پر آمادہ کر لیا تھا۔ کہ وہ ان کی آمد پر کو ابو کو اطلاع کرنے کی بجائے اُسے اطلاع کر دے۔ اور اس نے وہ مخصوص

ہے۔ وہ یہاں آئے ہی اس لئے ہیں کہ ڈوگو فاسٹرز تنظیم کا خاتمہ کر سکیں۔ اور مجھے بھی جبرل باڈرنے اس لئے ایکو میا سے یہاں بلوایا ہے کہ میں انہیں ٹریس کر کے ختم کر دوں۔ اس لئے مہارسی اور مہارسی اپنی تنظیم اور پورے ساؤتھ افریقہ کا فائدہ اسی میں ہے کہ تم انہیں ہمارے حوالے کر دو۔ ورنہ جو ناسچ کلکیں گے اس کی تمام تر ذمہ داری تم پر ہوگی۔“ کمرنل ونیڈن نے سر دہلچے میں کہا۔

”ادہ۔ کیا مطلب۔ کیا وہ ڈوگو فاسٹرز کے خلاف کام کرنے یہاں آئے ہیں۔“ جانسن یہ سن کر چونک پڑا۔

”ہاں۔“ کمرنل ونیڈن نے جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ جانسن کوئی جواب دیتا یک لمحت میز پر موجود ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”یس۔“ جانسن نے ریسور اٹھا کر انتہائی کمرخت ہلچے میں کہا۔

”بائس۔ چھپاؤ ٹی پھرنی پھری سے کوئی صاحب کمرنل ونیڈن سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”ادہ اچھا۔“ جانسن نے کہا اور ریسور کو کمرنل ونیڈن کی طرف بڑھا دیا۔

”میرا فون ہے۔ اور یہاں۔“ کمرنل ونیڈن نے چونک کر کہا۔ اور ریسور لے لیا۔

”یس۔ ونیڈن سپیکنگ۔“ کمرنل ونیڈن نے کہا۔

کو ڈبھی معلوم کر لیا تھا۔ چنانچہ اس کے آدمی ان سے جلے اور انہوں نے اپنے آپ کو کوابو کے آدمی ظاہر کیا۔ مخصوص کوڈز کی وجہ سے وہ ڈانچ کھل گئے۔ اور انہیں جیسورا کے حکم پر اس کے ایک سیکشن میں لایا گیا یہاں جیسورائے کوابو کے چیف سام کو ملے میک اپ میں ان سے ملاقات کی اس طرح وہ پوری طرح کھل گئے اور جیسورائے ان سے باتوں باتوں میں مکمل معلومات حاصل کر لیں میں بھی دماغ موجود تھا۔ ان لوگوں نے بتایا ہے کہ ان کے دو گروپ مشن پر آتے ہیں جن میں سے ایک گروپ جس کا سربراہ علی عمران ہے وہ جرنلسٹوں کے روپ میں براہ راست جو ہنگر پہنچے ہیں۔ جب کہ یہ تینوں کوابو کے ذریعے ہنبیبا خفیہ طور پر پہنچے تھے۔ اور دماغ یہ فوجی افسر کو اغوا کر کے ان کا میک اپ کر لیں گے۔ اس طرح یہ لوگ ڈوگو فاسٹرز کے متعلق معلومات حاصل کریں گے اس کے علاوہ انہوں نے دماغ ایک شوگرانی ایجنٹ سے بھی ملنا ہے اور۔۔۔ کرنل جوہم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان ایجنٹوں کا کیا ہوا اور۔۔۔ کرنل دنیٹن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"انہیں گولی مار دی گئی ہے اور۔۔۔ کرنل جوہم نے جواب دیا۔

"کیا تمہارے سامنے گولی ماری گئی ہے اور۔۔۔ کرنل دنیٹن نے کہا۔

"جیسورائے انہیں ایک شربت پلا کر مفلوج کر دیا تھا اور پھر

اس نے اپنے آدمیوں سے کہا تھا کہ وہ انہیں اسی مفلوج حالت میں جنگل میں لے جائیں اور گولی مار کر کسی گڑھے میں پھینک دیں۔ یہ احکامات دے کر ہم سیکشن سے بیٹھ کر اڑ پڑ گئے تھے کیونکہ جیسورائے ہنبیبا میں اپنے آدمیوں سے بات چیت کرنی تھی۔ تاکہ اس شوگرانی ایجنٹ کو پکڑا جاسکے۔ میں وہیں سے آپ کو کال کر رہا ہوں اور۔۔۔ کرنل جوہم نے کہا۔

"کرنل جوہم۔ یہ ایجنٹ دنیا کے خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ اس لئے تم فوراً ان کی لاشیں چیک کر آؤ اور مجھے کال کر دو۔ کہ تم نے خود اپنی آنکھوں سے انہیں چیک کیا ہے۔ میں نے یہاں پہلے ہی اس علی عمر ان کو ٹریس کر لیا ہے۔ اور اینڈ آف۔۔۔ کرنل دنیٹن نے کہا اور ریسور کرکھ دیا۔

"اب بولو جانسن۔ اب تم کیا کہتے ہو۔ تم نے ان خطرناک ترین ایجنٹوں کو پناہ دے رکھی ہے۔" کرنل دنیٹن کا ہجرا ایک بریکر انتہائی کرخت ہو گیا تھا۔

"نہی۔ ایم۔ سوری کرنل۔ اب مجھے ثبوت مل گیا ہے۔ کہ یہ لوگ

واقعی جرنلسٹ نہیں ہے۔ تم فکر مت کر دو۔ یہ میرے ہاتھوں سے ہار نہیں نکل سکتے۔ میں نے انہیں ایک خفیہ پناہ گاہ میں رکھا ہوا ہے۔ کیونکہ میں انہیں دوست کہہ بیٹھا تھا۔ اور انہوں نے مجھے یقین دلایا تھا کہ وہ واقعی جرنلسٹ ہیں۔ آئیے میرے ساتھ میں آپ کو دماغ لے چلتا ہوں اور آپ دیکھیں گے کہ میں اپنے ہاتھوں سے انہیں گولیاں مار دوں گا۔۔۔ جانسن نے اس بار

ہوئے کہا اور جلدی سے رسیو راٹھا کہ اس نے فون میں کیے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا اور اس نے جلدی جلدی نمبر کھلنے شروع کر دیئے۔

”کیس“ — دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”کون بول رہا ہے“ — جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ڈائٹ من — آپ کون ہیں“ — دوسری طرف سے اسی طرح کرخت لہجے میں جواب دیا گیا۔

”بلیو سٹار بول رہا ہوں“ — جانسن نے جواب دیا۔

”کیس باس — میں ٹانگا دم بول رہا ہوں“ — اس بار دوسری طرف سے قدرے مودبانہ لہجے میں بات کی گئی۔

”مہمان موجود ہیں ٹانگا دم“ — جانسن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”کیس باس — وہ موجود ہیں۔ انہیں بلاؤں فون پر“ —

ٹانگا دم نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ میں خود آ رہا ہوں۔ اور سنو۔ انتہائی محتاط رہنا۔ وہ میرے آنے سے پہلے نہ نکل جائیں اگر وہ ایسی کوشش کریں تو بے شک انہیں گولیوں سے اڑا دینا“ — جانسن نے تیز لہجے میں کہا۔

”کیس باس — بے فکر رہیں۔ نکلی تو ان کی روح ہی نکل سکتی ہے۔“ — دوسری طرف سے ٹانگا دم نے کہا اور جانسن نے اوکے کے کہہ کر رسیو رکھ دیا۔

انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

”کیا وہ اسی کلب میں ہیں“ — کمرنل وینیڈن نے کہا۔

”نہیں۔ میں نے انہیں یہاں کے ایک خفیہ راستے سے نکال کر دور ایک پناہ گاہ میں رکھا ہوا ہے۔ میرے آدمی وہاں موجود ہیں اور میں انہیں ہوشیار کر آیا تھا کہ انہیں کسی صورت باہر نہ نکلنے دینا“ — جانسن نے کہا۔

”میرے خیال میں تم سے بڑا احمق شاید پورے ساؤتھ افریقہ میں نہ ہوگا۔ انہوں نے میری اور تمہاری گھنٹوں کی بھٹی۔ اور انہیں معلوم تھا کہ میرے آدمی ان کی گمراہی کر رہے ہیں۔ اس لئے انہوں نے تمہیں جکڑ دیا اور خفیہ راستے سے یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اب وہ وہاں بیٹھے تمہارا انتظار تھوڑا کر رہے ہوں گے“ — کمرنل وینیڈن نے انتہائی ترشش لہجے میں کہا۔

”تم میرے آدمیوں کو کیا سمجھتے ہو وہ دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں۔ آخر وہ ڈوگو فائٹرز ہیں“ — جانسن نے اس سے بھی زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ڈوگو فائٹرز کا سن کر کمرنل وینیڈن بے اختیار اچھل پڑا۔

”گک — گک — کیا مطلب۔ تم نے انہیں ڈوگو فائٹرز تک پہنچا دیا۔ اوہ مائی گاڈ“ — کمرنل وینیڈن کی حالت واقعی دیکھنے کے قابل ہو گئی تھی۔

”میں ابھی معلوم کرتا ہوں“ — جانسن نے ہونٹ چباتے

”وہ موجود ہیں۔ آؤ! جانسن نے کہا۔
”پھر تو تم واقعی دنیا کے خوش قسمت ترین آدمی ہو۔“
کرنل ونیٹن نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور جانسن کے ساتھ
ہی بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔



ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر ایک سیاہ فام
مغدر کی سائیڈ سے اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس سیاہ فام
کے جسم پر بھی فوجی وردہی تھی اور اس کے کالر پر بھی سرخ سی ٹی تھی۔
یہ ان سیاہ فاموں میں سے نہ تھا جو انہیں یہاں اٹھا کر لائے
تھے۔ اور نہ ہی وہ ان میں سے تھا جو اس کیس میں موجود تھے۔
”تم کو کیا ہو گیا ہے جو اس طرح بے حس پڑے ہو۔“ اس
سیاہ فام نے جس کے ایک ہاتھ میں مشین گن نظر آرہی تھی۔
مغدر کے قریب آ کر تیز لہجے میں کہا۔ لیکن ظاہر ہے صفد
کوئی جواب نہ دے سکتا تھا۔

”اوہ۔ تم بے حس ہو۔“ اس سیاہ فام نے کہا اور اس
نے جلدی سے جھک کر صفد کی دونوں آنکھوں میں اس
رج جھانکا جیسے آنکھوں کے اندر کوئی تحریک ہو رہی ہو جسے وہ
بھٹنا چاہتا ہو۔ کچھ دیر تک وہ صفد کی آنکھوں میں ابھور
بجھتا رہا۔ پھر ایک جھٹکے سے پیچھے ہٹ گیا۔

”اوہ۔ تو تمہیں جرمین کا شر بت پلایا گیا ہے۔ اس لئے بے حس
پڑے ہو۔ میں ابھی آتا ہوں۔“ اس سیاہ فام کی بڑبڑاہٹ
سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس نیٹ پڑا۔
ب وہ سیدھے پڑے ہوئے صفد کو نظر آنا بند ہو گیا تھا۔
ن کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں بھی اب معدوم ہو
گئی تھیں۔ لیکن تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر دوڑتے ہوئے
دموں کی آوازیں سنائی دیں اور چند لمحوں بعد وہی سیاہ فام

”فکاشر۔“ ماہو کی آواز فضا میں بلند ہوئی اور یہ آواز
سننے ہی پورے جسم میں حرکت کرنے والے واحد عضو یعنی
پکوں کو بے اختیار صفد نے بند کر لیا۔ اسی لمحے مشین گن
کی ریٹ ریٹ سے جھگی گونج اٹھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی آواز
بچیں بھی سنائی دیں اور صفد کی آنکھیں بے اختیار کھل گئیں
کیونکہ وہ تو مکمل طور پر بے حس ہونے کی وجہ سے چرچ بھی نہ
سکتے تھے۔ تو پھر یہ چیخیں کس کی تھیں۔ چیخیں اب ڈوب کر کی تھیں
اور ریٹ ریٹ کی آوازیں بھی بند ہو گئی تھیں۔ اسی لمحے دوڑتے

منہ میں رس چپکا کر اب سیدھا ہوا رہا تھا۔ صغدر ایک جھٹکے سے اٹھ بیٹھا اور حقیقتاً اس وقت اس کے اندر مسرت کا جوا لاکھیں بیٹھ پڑا تھا کہ نہ صرف وہ یقینی موت سے بچ گیا تھا بلکہ اس بے بسی اور خلوج نامے بھی اُسے نجات مل گئی تھی۔ دوسرے لمحے وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا۔ منہ میں کڑواہٹ ابھی تک موجود تھی۔ لیکن اب اس کا جسم بری طرح حرکت میں آ گیا تھا۔ اور پھر اس نے سامنے مارجوسمیت کے تین ساتھیوں کی گولیوں سے چھلنی لاشیں بھی پڑی دیکھ لی تھیں۔

"شکریہ دوست۔۔۔ تم ہمارے لئے اجمت کا فرشتہ ثابت آئے ہو۔" صغدر نے اس کے لئے ہوتے کہا۔
 "تم وہی ایکرمین سیاح ہو جو ہمارے چیفت سے ملے آ رہے تھے۔" سیاہ فام نے قریب آتے ہوئے کہا۔ بھل وہ پہلے اکڑھے میں پھینک چکا تھا۔ اُسی لمحے بولیا اور تنویر بھی اٹھ کر بیٹھ گئے۔

"ہاں۔۔۔ لیکن پہلے بھی ہم اس کا لودالی سرخ پٹی سے مارکھا تے تھے۔" صغدر نے ہونٹ بھینچے ہوئے کہا۔

"اوہ۔۔۔ میں سمجھ گیا۔ بہر حال یہاں سے فوراً نکل چلو کسی بھی وقت فی یہاں آ سکتے۔ آگے جا کر باتیں کریں گے۔" سیاہ فام نے کہا اور تیزی سے دائیں طرف کو دوڑ پڑا۔

"آؤ ابھی۔ قدرت نے فی الحال ہمیں نئی زندگی دے دی ہے۔" نے جو ہوگا دیکھا جائے گا۔" صغدر نے اپنے ساتھیوں سے کہا۔

دوبارہ نمودار ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ناریل نما ایک پھل تھا۔ یکساں ناریل کی طرح اس پھل کی سطح پر ریشے نہ تھے۔ بلکہ یہ پھل تیز اور نوکیلے کانٹوں سے بھرا ہوا تھا۔ البتہ اس کا تنا کانٹوں سے صاف تھا۔ اور اس سیاہ فام نے اُسے تنے سے ہی پکڑا ہوا تھا۔ تھوڑے آگے اس سیاہ فام نے جلدی سے اس پھل کو ساتھ والے درخت کے تنے سے زور سے مارا۔ تو پھل سے دھماکے سے پھل درمیان سے کرکٹ ہو گیا۔ سیاہ فام نے کرکٹ شدہ حصے کو صغدر کے منہ کے مین ادبھو کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس کرکٹ شدہ حصے سے سفید رنگ کے گاڑھے رس کے چند قطرے ٹپکے اندر سیدھے صغدر کے دونوں ہونٹوں کے درمیان گرے۔ سیاہ فام نے اب بھی اس پھل کو تنے سے پکڑ کر ہی سنبھالا ہوا تھا۔ چند قطرے ٹپکنے کے بعد وہ پھل کو لئے آگے بڑھ گیا۔ صغدر چونکہ گم دن نہ ہلا سکتا تھا۔ اس لئے وہ دیکھ تو نہ سکا۔ لیکن اُسے معلوم ہو گیا کہ سیاہ فام یہ رس اس کے ساتھیوں کے منہ میں چپکانے گیا ہے۔ پھر اچانک صغدر کو اپنے منہ میں تیز کڑواہٹ کا احساس سا ہونے لگا۔ یہ کڑواہٹ اس قدر تیز تھی کہ جیسے صغدر کے حلق میں کسی نے کونین کا پورا ایکٹ ڈال دیا ہو۔ لیکن کڑواہٹ کا احساس ہوتے ہی ایک لمحت صغدر کو اپنے جسم میں حرکت کا احساس ہونے لگا۔ اور زیادہ سے زیادہ چند لمحوں بعد ہی صغدر کی گردن خود بخود اس طرف کو گھوم گئی جہر وہ سیاہ فام گیا تھا۔ صغدر نے دیکھا کہ وہ تنویر

نت پر پہنچ گیا۔ درندہ ان لوگوں نے تہنیں گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا۔
ش نے اب تیز تیز قدم اٹھا کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
”مجھے یہ بتاؤ راکش کہ تم یہاں کیسے پہنچے۔“ صفدر نے کہا۔
”الہمینان سے بیٹھ کر بتاؤں گا۔ لمبی کہانی ہے۔“ راکش نے
اب دیا اور صفدر خاموش ہو گیا۔

مزید آدھے گھنٹے تک پیدل چلنے کے بعد وہ جنگل کے اندر
ہنے والی ایک ندی کے قریب پہنچ گئے۔ یہاں ایک درخت کے
پرب جا کر راکش رک گیا۔ اس نے درخت کے تنے میں مخصوص
منازین پیر مارا تو درخت کی سائیں میں موجود ایک بڑی سی جھاڑی
میان سے پھٹ کر سائڈوں میں ہو گئی۔ اور اب جھاڑی کے
میان نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں دکھائی دینے لگیں۔ راکش تیزی
ت سیڑھیاں اترنے لگا۔ ظاہر ہے صفدر اور اس کے ساتھیوں
بھی اس کے پیچھے جانا تھا۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک تہہ خانے
پر ہوا جس کے ایک کونے میں اسلحہ کا ڈھیر بڑا تھا۔ جب کہ دایاں
س بستر، میز، کرسی، دو لوہے کی بڑی بڑی الماریاں بھی موجود
ہیں۔ ایک طرف کھانا پکانے کا سامان بھی پڑا تھا۔ تہہ خانے میں
چکر مار کر راکش نے دیوار کی جڑیں پیر مارا تو اوپر سے کھٹک کی ہلکی
ہ آواز ابھری۔

”بیٹھو۔ میں اپنے چیف کو تمہارے متعلق اطلاع دے دوں۔“
بے حد پریشان ہوں گے۔“ راکش نے ایک طرف پڑی
کی چار کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جن کے درمیان

اور اس طرف کو بڑھ گیا۔ ہر ماجہ اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں
پڑی تھیں۔
”خدا کی پناہ صفدر کس قدر خوف ناک دھوکہ ہوا ہے ہم سے
اگر یہ شخص نہ آجاتا تو اب تک ہم تنہم ہو چکے تھے۔“ جو لیانے
بے اختیار جھجھری لیتے ہوئے کہا۔

”مشین گنیں اٹھاؤ اور یہاں سے نکلو۔ ابھی یہاں ہمارے لئے
خطرات موجود ہیں۔“ صفدر نے ایک مشین گن اٹھاتے ہوئے
کہا۔ تنویر اور جو لیانے بھی مشین گنیں سنبھال لیں۔ راجو چونکہ خالی
ہاتھ تھا۔ اس لئے دایاں صرف تین مشین گنیں ہی موجود تھیں۔ جوان
تینوں نے اٹھا لی تھیں۔ اور پھر وہ اس سیاہ فام کے پیچھے دوڑ
ہوئے آگے بڑھ گئے۔ سیاہ فام بڑے پھرتیلے مناظر میں اس کے
جنگل میں مسلسل دوڑنا چلا جا رہا تھا اور وہ تینوں اس کے پیچھے
بھاگتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ تقریباً آدھے گھنٹے
میں مسلسل بھاگنے کے بعد وہ سیاہ فام رک گیا۔ اور اس کے
ساتھ ہی وہ تینوں بھی رک گئے۔ سیاہ فام اب مانپنے
تھا اور ان تینوں کے سانس بھی خاصے تیز ہو رہے تھے۔
”اب ہم فوری خطرے سے نکل آتے ہیں۔“ سیاہ فام
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارا تعلق واقعی کو ابو سے ہے۔“ صفدر نے ہونٹ
چباتے ہوئے کہا۔
”ہاں میرا تعلق کو ابو سے ہے۔ میرا نام راکش ہے۔ تم کو کہہ رہا ہوں۔“

نے ان ایکڑ میوں کو گڑھ کے کنارے لٹادیا اور پھر وہ خود بٹ کر چند قدم پیچھے کھڑے ہو گئے۔ اور انہوں نے کانڈھوں سے ٹپکی ہوئی مشین گنیں ہاتھوں میں لے لیں۔ میں سمجھ گیا کہ وہ انہیں گولی مارنا چاہتے ہیں۔ میں چونکہ اس جگہ پہنچ گیا تھا جہاں سے لوگ میری مشین گن کی ریخ میں آتے تھے۔ اس لئے میں وہیں ل گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتے میں نے ان پر فائر کھول دیا۔ اس طرح وہ چاروں پہلے بوسٹ میں ہی ختم ہو گئے۔ پھر میں ان ایکڑ مینوں کے پاس گیا۔ جو بندھے ہوئے تھے۔ لیکن بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔ میں سمجھا کہ شاید یہ بے ہوش ہیں۔ لیکن قریب جا کر میں نے دیکھا کہ وہ ہوش بھی نہ تھے۔ اس کے باوجود مکمل طور پر بے حس و حرکت رہے تھے۔ مجھے شک گذرا کہ انہیں جرین کا شربت پلا گیا ہے۔ میں نے آنکھوں میں جھانک کر جرین کی مخصوص نشانی دیکھی۔ انہیں واقعی جرین کا شربت دیا گیا تھا۔ اس لئے یہ بے حس رہے تھے۔ چنانچہ میں دوڑ کر گیا اور پھر پھل توڑ لایا۔ پھر وہ دس کی وجہ سے جرین کا اثر ختم ہو گیا اور میں ان تینوں کو لے کر یہاں پوائنٹ پر آ گیا ہوں اور وہ راکش نے پوری میل بتاتے ہوئے کہا۔

ایک مستطیل مگر خاصی بڑی مین رٹھی ہوئی تھی۔ اور وہ خود ایک الم کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس کے اندر سے ایک ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا۔ ٹرانسمیٹر لاکر اس نے اسے مستطیل پر رکھا اور خالی کمری پر خود بیٹھ گیا۔ ٹرانسمیٹر کا بٹن دبتے ہی اس میں سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ راکش کا لنگ اور۔۔۔“ راکش نے تین بار بچے میں کہنا شروع کر دیا۔
”یس۔۔۔ باسم اسٹنڈنگ۔ کیا رپورٹ ہے اور۔۔۔“
ایک نخت ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز ابھری۔

”باس۔ میں عین وقت پر پہنچ گیا۔ وہ مہانوں کو گولیاں مار رہی والے تھے۔ لیکن میں نے انہیں گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اور مہانوں کو یہاں لے آیا ہوں اور۔۔۔“ راکش نے تیز تیز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”پوری تفصیل بتاؤ راکش۔ یہ بے حد اہم ہے اور۔۔۔“

دوسری طرف سے کہا گیا۔
”باس۔ آپ کی طرف سے یہ اطلاع ملے ہی کہ مہانوں کا جے گم ہو چکا ہے۔ سر کا سیکشن میں لے گئے ہیں۔ میں پورے رفتار سے دوڑتا ہوں اس طرف گیا۔ لیکن ابھی سڑک کا سیکشن دو تھا کہ میں نے چار افراد کو آتے ہوئے دیکھا۔ ان میں سے تین کے کانڈھوں پر ایکڑ مین لگے ہوئے تھے۔ میں نے انہیں د سے ہی چپک کر لیا تھا۔ اس لئے میں محتاط ہو گیا۔ ان لوگوں

ان کے لیڈر سے میری بات کرنا اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور راکش نے مڑ کر صغیر اور اس کے اہلیوں کی طرف دیکھا۔ صغیر سر ہلاتا ہوا اٹھٹا اور راکش

والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیونکہ راکش نے صفدر کو اٹھتے دیکھ کر کسی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”یس — میں صفدر بول رہا ہوں اور — صفدر نے باوقارہ انداز میں کہا۔

”مشر صفدر آپ کیسے گروپ کے متعلق جڑھ گئے؟ اگر ہمیں اطلاع نہ مل جاتی تو یقیناً وہ آپ کو گولی تو قتل کر دیتے اور — دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یہ سب آپ کی تنظیم کی غفلت کی وجہ سے ہوا ہے۔ وہ جسے آپ نے اپنا ایجنٹ بنایا ہوا ہے۔ وہ ان کا بھی ایجنٹ ہے اور اس کے ذریعے ہی اس جیسورا نے اقوام متحدہ سے سیکرٹری جنرل کے پی۔ اے کو ٹریس کیا۔ اُسے اغوا کر اس سے مکمل تفصیلات حاصل کیں اور پھر اس کا ایک ہیڈنگ

ظاہر کر کے اُسے ختم کر دیا اور آپ کو اس ساری کارروائی علم ہی نہ ہو سکا۔ اس طرح جیگر نے ہماری آہ پر آپ کی بجائے جیسورا کو اطلاع دی۔ اور جیسورا کے آدمی آپ کے گروپ یونیفارم میں ہمارے پاس پہنچ گئے۔ انہیں مکمل کوڈ معلوم اس لئے ہم مکمل طور پر ڈان کھا گئے۔ دہلیا تین میں وہ جب

سام کو مار کے میک اپ میں آکر ملا۔ اس طرح وہ ہم سے مکمل معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہمیں تو تصور بھی نہ تھا کہ آپ کی تنظیم جیسورا کے مقابلے میں اس قدر غافل اور کمزور ثابت ہوگی۔ ورنہ ہم اپنے طور پر کوئی کارروائی

کرتے اور — صفدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”مشر صفدر واقعی ہم بے حد شرمندہ ہیں کہ اس معاملے میں واقعی ہم سے شدید غفلت ہوئی ہے۔ ہمیں اس سارے واقعہ کی اطلاع اس وقت ملی جب اتفاق سے ہمارے ایک منجھنے والوں کو لوگوں کو اس کیمپ میں داخل ہوتے دیکھا۔ جن پر بے گروپ والوں کا قبضہ تھا۔ اس کے اطلاع دینے پر میں نے صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے راکش کی ڈیوٹی لگائی کیونکہ وہ دہلیا سے سب سے قریب تھا۔ اور شکر ہے کہ راکش وقت پر پہنچ گیا۔

یسا پہلی بار ہوا ہے۔ اور آپ بے فکر رہیں۔ اب آئندہ ایسا نہیں ہوگا اور — دوسری طرف سے قدرے شرمندہ لہجے میں کہا۔ اس نے شوگرانی ایجنٹ کے سطلے میں بھی ہم سے معلومات حاصل کی ہیں۔ اس لئے آپ سب سے پہلے اس سے رابطہ کر کے پہلے

سے طے شدہ پلاننگ کینسل کر دیں۔ عمران صاحب کے متعلق بھی ہمیں معلومات حاصل ہو چکی ہیں لیکن ان کے متعلق ہمیں فکر نہیں ہے۔ اور اب آپ نے ہمارے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے۔ میرا خیال ہے۔ اب ہمیں خود ہی نیپیا میں داخل ہونا چاہیئے۔ اس طرح ہی ہم محفوظ رہ سکتے ہیں اور — صفدر نے کہا۔

”میں نے کہا کہ اب آپ قطعی بے فکر رہیں۔ اب جے گروپ آپ کا سراغ تک حاصل نہ کر سکے گا باقی تمام کارروائی ہم کر لیں گے۔ بس اتفاق ہے کہ آپ کے معاملے میں ہم مار کھا گئے ہیں۔ ورنہ آج کا سب سے گروپ کا کبھی کوئی داؤد کامیاب نہیں ہو سکا۔

معدر نے ایک لمحہ خاموش رہنے کے بعد کہا۔
 ”معلوم تو ہے لیکن دیاں تک کوئی پہنچ نہیں سکتا۔ وہ انتہائی سخت حفاظتی حصار میں ہے۔ اس کا تو اس راکش کو بھی علم ہے۔
 یکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اور“ — باسم نے کہا۔
 ”ہم اس جیسور اگر وہ آپ کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ ہم اب ان کے آدمیوں کے میک اپ میں بمبیا میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ اب بچاؤ کی صورت یہی صورت رہ گئی ہے اور“ — معدر نے کہا۔

”اوہ۔ آپ سمجھ نہیں۔ اگر جیسور کے ہیڈ کوارٹر میں داخلہ اتنا آسان ہوتا تو اب تک ہم اسے سپاس بار ختم کر اپنے ہوتے۔ ان لوگوں نے دیاں انسانوں کے علاوہ انتہائی حس آلات کا پورا جال بچھا رکھا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ دیاں جگہ جگہ بارودی سرنگیں لگی کچھی ہوئی ہیں۔ اب تک اس میں داخل ہونے کی کوشش میں بارے بہترین میں آدمی ضائع ہو چکے ہیں۔ آپ یہ خیال چھوڑیں۔ آپ سخت حفاظت پہنچ جائیں گے اور“ — باسم نے انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ صرف اتنا کہیں کہ ہمیں اسلحہ اور میک اپ کا سامان دے دیں اور راکش کو کہہ دیں کہ وہ ہمیں اس ہیڈ کوارٹر کے بارے میں تفصیلات بتا دے۔ باقی کام ہم خود کر لیں گے اور“ — معدر نے کہا۔

”دیکھیں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہ انتہائی خطرناک ہے۔ پھر آپ

اور اب بھی خدا کا شکر ہے کہ راکش کے بروقت پہنچ جانے کی وجہ سے آپ کی زندگیاں بچ گئی ہیں ورنہ یقیناً ہم تمام عمر شرمندہ رہتے۔ اب آپ فرمائیں تو چیف سے آپ کی ملاقات کا بندوبست کیا جائے۔ چیف اس وقت ہیڈ کوارٹر سے باہر ہیں۔ دیے انہیں آپ کے متعلق اطلاع کر دی جائے گی۔ کل تک ملاقات ہر سکتی ہے یا پھر اگر آپ حکم دیں تو آپ کو فوری طور پر بمبیا روانہ کر دیا جائے جیسے آپ کہیں اور“ — باسم نے کہا۔
 ”کو اوجیف سے ملاقات تو صرف ان کی خواہش پر ہو رہی تھی ورنہ ہمارا مقصد تو جلد از جلد بمبیا پہنچنا ہے۔ اور اب تو اس محلے میں اور زیادہ جلدی ہونی چاہیے۔ کیونکہ اب بمبیا میرا سرکاری فوجوں کو ہمارے داخلے کی اطلاع مل چکی ہوگی۔ اور وہ لوگ پہلے سے کہیں زیادہ چوکنا ہوں گے۔ آپ بتائیں کہ آپ ہمیں کس طرح دیاں پہنچائیں گے۔ پوری تفصیل بتائیں اور“ — معدر نے کہا۔

”یہاں سے آپ کو خفیہ طور پر ایک دریل کے کنارے پہنچایا جائے گا۔ دیاں سے ایک موٹر بوٹ کے ذریعے آپ کو شلائنگ پہنچ جائے گا۔ شلائنگ سے ایک جیپ آپ کو مخصوص راستے سے سرحد پار کرنا کر ہمارے سرحدی اڈے تک لے جائے گی۔ اگر اس کے بعد آگے کا راستہ بالکل آسان ہوگا اور“ — باسم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”آپ کو علم ہے کہ جیسور کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور“ —

اور اینٹہ آل۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر میں سے دوبارہ ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اور راکش نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”یہ کیا حادثہ ہے۔ جیسو را کے حبیب کو ارٹریو جملہ کرنے کا کیا فائدہ۔“ ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی جولیابول پڑی۔

”یہ اب ضروری ہو گیا ہے مس جولیاب۔ ورنہ ہم بہ صورت میں دلوں دھولے جائیں گے۔ یہ جیسو را انتہائی ذہین آدمی ہے۔ اس نے پورے بنیسیا میں انتہائی سخت چیکنگ نظام قائم کر دیا ہوگا۔ لیکن ظاہر ہے وہ اپنے آدمیوں کو کوچیک نہیں کرے گا۔“ صفدر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ صرف ہم اور زیادہ الجھ جائیں گے باسٹم درست کہہ رہا ہے۔ ہمیں اس طرف الجھنے کی بجائے اپنے اصل مشن کی طرف روانہ ہو جانا چاہیے۔“ جولیاب نے سخت الجھ میں کہا۔

”صفدر درست کہہ رہا ہے جولیاب۔ یہ لوگ واقعی اب بے حد چوشیا رہوں گے اور اگر ہم اب ان کے ہاتھ آگئے تو پھر ہمارا کچھ کھانا ممکن ہوگا۔“ تنویر نے جولیاب کی بجائے صفدر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ اور جولیاب اسے حیرت بھری نظروں سے دیکھنے لگی۔ کیونکہ تنویر کی تو عادت تھی کہ وہ ہمیشہ جولیاب کی ہی فیور کیا کرتا تھا۔

”سورہی مس جولیاب۔ یہ معاملہ چونکہ مشن کا ہے۔ اس لئے جو میری

ضد کیوں کر رہے ہیں اور۔۔۔ باسٹم نے اس وقت تیز الجھ میں کہا۔

”آپ کو اپنے جیپ سے کیا حکم ملا ہے۔ یہی ناکہ آپ نے ہمارے احکامات کی تعمیل کرنی ہے اور۔“ صفدر نے الجھ میں بھی تکیہ پین ابھرایا تھا۔

”جی ہاں۔ مگر اور۔۔۔ باسٹم نے کہا۔
”تو پھر یہ میرا حکم ہے اور۔“ صفدر نے سخت الجھ میں کہا۔

”او۔۔۔ ٹھیک ہے۔ جیسے آپ کی مرضی۔ بہر حال اسٹو میک اپ کا سامان۔ لباس سب کچھ آپ کو اس پوائنٹ پر مل جائے گا۔ اور راکش بھی آپ کی مکمل رہنمائی کرے گا۔ لیکن اس کی تمام تہذیب داری آپ کی ہوگی اور۔۔۔ باسٹم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ فکر نہ کریں اور۔۔۔ صفدر نے کہا اور اٹھ کر واپس اپنی کمری کی طرف بڑھ گیا۔

”راکش اور۔۔۔ باسٹم نے تیز الجھ میں کہا۔
”ایس باس اور۔۔۔ راکش نے ٹرانسمیٹر کے قریب آتے ہوئے کہا۔

”جیسے مسٹر صفدر کہہ رہے ہیں ایسے ہی کر دو۔ ان کے احکامات کی تعمیل تم پر فرض ہے۔ لیکن سپر ون ٹرانسمیٹر سے رکھنا۔ تاکہ کسی بھی ایمر قبضی کی صورت میں تم ہمیں کال کر سکو۔“

رائے بقی وہ میں نے بتا دی۔ تنویر نے اس کی نظروں کو سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

"نہیں۔ جو میں کہہ رہی ہوں دیا ہی ہوگا۔" جولیا بھی اڑ گئی۔ شاید دونوں مردوں کے مقابلے میں نسوانی انا ابھر آئی تھی۔ "مس جولیا۔ میں یہ بات کرنا تو نہیں چاہتا تھا۔ لیکن اب مجبوراً ہے۔ چیف نے اس مشن کے دوران مجھے چیف بنایا ہے۔ اب تک میں نے خود یہ بات نہ کی تھی۔ لیکن یہ بتانا مجبوراً ہی ہوگئی ہے۔ لیکن میں پھر بھی آپ کا احترام کرتا ہوں۔ اگر آپ چیف کا حکم سننے کے باوجود اپنی بات پر اڑی ہوئی ہیں تو ٹھیک ہے جیسے آپ کہتی ہیں ویسے ہی ہوگا۔" صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہیں چیف بنایا ہے کیوں۔ اس نے مجھ سے تو اس بارے میں کچھ نہیں کہا۔ جب میں ساتھ ہوں تو پھر تمہیں چیف کیوں بتا ہے۔" جولیا کے لہجے میں حیرت تھی۔

"یہ بات تو بعد میں آپ چیف سے پوچھ لیجئے گا۔ ہماری وجہ نہیں ہوتی اس سے پوچھنے کی۔ فی الحال آپ فرمائیے۔ کیا حکم ہے۔" صفدر نے خشک لہجے میں کہا۔

"سوری صفدر۔ اگر چیف نے تمہیں ایچارج بنا دیا ہے تو کچھ سوچ کر ہی بنایا ہوگا۔ آئی۔ ایم۔ ویرٹی سوڈی۔ اب میں تمہاری کسی بات سے اختلاف نہیں کر دوں گی۔ کیونکہ میں چیف کے حکم کی خلاف ورزی کا تصور تک نہیں کر سکتی۔" جولیا نے

بڑے پُر غلوص لہجے میں کہا اور صفدر مسکرا دیا۔

"آپ چیف کو چھوڑیں۔ ہم تو دیئے بھی آپ کا دل سے احترام کرتے ہیں۔ چیف تک یہ بات نہ جائے گی۔ بے فکر رہیں۔ آپ فرمائیں ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔" صفدر نے جواب دیا تو جولیا کا سنا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔ شاید صفدر کے اس فقرے نے اس کی انا کو مکمل تسکین دے دی تھی۔

"تم واقعی گریٹ ہو صفدر۔ تمہاری رائے بہر حال درست ہے اور اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ تنویر نے بھی تمہاری تائید کر دی ہے۔" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر میں بھی بڑی خوبی ہے کہ مشن کے معاملات میں یہ مدد اہم سیدھی بات کہتا ہے۔ بہر حال میں تو اپنی رائے پر قائم ہوں کیونکہ یہی راستہ ہمارے لئے بہتر رہے گا۔" صفدر نے کہہ

"او۔ کے۔ ٹھیک ہے۔" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور صفدر نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

تینوں چونکے یا کھینچا کی مقامی زبان میں بات کر رہے تھے اس لئے راکش کو کھارہے ان کی گفتگو کا ایک لفظ بھی سمجھ نہ آ سکتا تھا۔ وہ اس دوران انکو کمرے کے اس حصے کی طرف بڑھ گیا تھا جہاں کھانے پینے کا سامان موجود تھا۔ اور جب وہ گفتگو سے اراغ ہوئے تو راکش ٹرے میں بلیک کافی کی چار پیالیاں رکھے ان کی طرف واپس آ گیا۔

کو چھوڑ نہیں سکتا۔ کیونکہ جیو راکش کی گمراہ فریڈ گھو ریا سے اس کے بھی تعلقات ہیں اور گھو ریا جیسی لڑکی نے اُسے اکٹوہیں کی طرح جکڑ رکھا ہے۔ بہر حال مجھ سے اس کی ملاقات اکثر ہوتی ہے اور اُسی نے مجھے وہ راستہ بتایا ہوا ہے۔ اس طرح ہم آسانی سے مل جاتے ہیں۔ لیکن اس نے مجھ سے حلف لیا ہوا ہے کہ کو ابو کے کسی آدمی کو یہ راستہ نہ بتاؤں۔ اس لئے میں نے آج تک اس راستے کے متعلق کسی سے کوئی بات نہیں کی۔ لیکن چونکہ آپ کا تعلق کو ابو سے نہیں ہے اس لئے میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔“ راکش نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

اور صفدر کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رہنک گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ راکش کا بھائی بھی اس کی طرح سیاہ فام ہوگا۔ اور گھو ریا لازماً سفید فام ہوگی۔ اس لئے نہ راکش کا بھائی گھو ریا سے جدا ہونا چاہتا ہوگا اور نہ گھو ریا راکش کے بھائی سے۔ بہر حال بات ان کے حق میں جاتی تھی۔ اس طرح وہ آسانی سے ان کے بیٹے کو اور ٹریپنچ سکتے تھے۔

”تمہارے بھائی کا کیا نام ہے۔“ صفدر نے پوچھا۔

”جیونا۔ وہ میرا کمزن ہے۔“ راکش نے جواب دیا۔ اور صفدر نے سر ہلادیا۔ اب تک وہ کافی بی لیاں نعمت کر چکے تھے اس لئے بی لیاں میر پر رکھ کر وہ اچھے کھڑے ہونے تاکہ میک اپ وغیرہ کر سکیں۔

”یہ بیک کافی میں نے اس لئے بنائی ہے کہ اس سے تمکان بھی دور ہو جائے گی۔“ راکش نے قریب آکر مسکراتے ہوئے کہا۔

”تھینک یو راکش۔ اب تم پہلے ہمیں بتاؤ کہ یہاں میک اپ کا سامان کہاں ہے۔“ صفدر نے ٹرے سے پیالی اٹھاتے ہوئے کہا۔

”آپ اطمینان سے کافی پیئیں۔ سب کچھ مل جائے گا۔ اور مجھے سچی بات ہے آپ کی بہت اور حوصلہ دیکھ کر بے حد مسرت ہوا ہے کہ آپ جیو راکش کی فوری طور پر اپنا انتقام لینا چاہتے ہیں۔ میں دل و جان سے آپ کے ساتھ ہوں اور یہ بھی بتا دوں کہ میں ان کے بیٹے کو اور ٹریپ کا ایک ایسا راستہ جانتا ہوں جہاں سے ہم بڑی آسانی سے ان کے میک اپ اور ٹریپ داخل ہو جائیں گے۔“ راکش نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے تم کیسے جانتے ہو۔ باس م نے تو ایسی کوئی بات نہیں کی۔“ صفدر نے مشکوک لہجے میں کہا۔ اور راکش ہنسنے لگا۔

”چیف نے آپ کو بتایا نہیں کہ میں بیٹے کو اور ٹریپ جانتا ہوں لیکن چیف کو صرف اتنا علم ہے کہ میرا بھائی جے گروپ میں شامل ہے اور وہ وہاں خاصا اہم آدمی ہے۔ وہ اس بیٹے کو اور ٹریپ کا سیکرٹ اپنا راج بھی ہے۔ اُسی نے باس باس م کو آپ کے متعلق اطلاع دی تھی۔ جیو راکش وہ ہمارا خاص آدمی ہے۔ لیکن وہ بے گروپ

یادہ مشہور ہے اُسے کیوں نہیں بنایا گیا چیف؟ — عمران کے
بچے میں حیرت تھی۔

”جیسو راجھی کام کر رہا ہے۔ وہ براہ راست کوالو کے خلاف
کام کر رہا ہے۔“ — نوجوان نے جواب دیا۔

”تو یہ گریٹ چیف یہاں جو جنبرگ میں ہے۔“ — عمران نے
کہا۔

”ہاں۔ ڈوگوفائٹرز کا ہیڈ کوارٹر یہیں ہے۔ میں گریٹ چیف
کے ساتھ کام کر چکا ہوں۔ انتہائی تیز اور سخت آدمی ہے۔ مجھے
یقین ہے کہ جب ڈوگوفائٹرز حرکت میں آئیں گے تو پھر ساؤتھ افریقہ
درمیان میں ایک بھی سیاہ فام باقی نہ رہے گا۔ ہم ہمیشہ کے
لئے یہ سارا قصہ ہی ختم کر دیں گے۔“ — نوجوان نے منہ بناتے
ہوئے کہا۔

”اگر میں اپنے اخبار کے لئے اس گریٹ چیف کا انٹرویو
لیتا چاہوں تو اس سے کہاں ملاقات ہو سکتی ہے۔“ — عمران
نے پوچھا۔

”والی ہی پیدا نہیں ہوتا کہ وہ انٹرویو دے۔ اس کے پیچھے تو
دیے ہی تمام ملکوں کی سیکرٹ سروسز لگی ہوئی ہیں۔ اور
اب تو سارا کام انتہائی خفیہ ہو رہا ہے۔ اور آپ نے پہلے مجھ سے
وعدہ کیا تھا کہ یہ ساری باتیں آف دی ریکارڈ ہو رہی ہیں۔“ —
نوجوان نے چونک کر کہا۔

”بالکل آف دی ریکارڈ ہو رہی ہیں۔ ظاہر ہے اس سلسلے میں

”میری سمجھ میں اب تک یہ بات نہیں آئی کہ تنظیم کا نام
ڈوگو کیوں رکھا گیا ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے سانس
بیٹھے ہوئے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور نوجوان ہنس پڑا۔
”ڈوگو ایک دیوتا کا نام ہے۔ اور یہ سب کچھ سیاہ فاموں
کو ڈاج دینے کے لئے کیا گیا ہے۔“ — نوجوان نے جنتے ہوئے
کہا۔

”اچھا۔ میں سمجھا کہ شاید ڈوگو تنظیم کے چیف کا نام ہے۔“
عمران نے سر ملتاتے ہوئے کہا۔
”ارے نہیں۔ گریٹ چیف کا نام تو رابرٹ ہے۔ رابرٹ
ادسلو۔ وہ بھی جیسو راجھی کی طرح دنیا کا مشہور دہشت گرد ہے۔“
نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”ادسلو مشہور ضرور ہے۔ لیکن جیسو راجھی اس سے

نے باتوں ہی باتوں میں اس سے بے شکافی پیہا کر لی۔ رولسو مقامی آدمی تھا۔ اور باتوں ہی باتوں میں اتفاق سے جب عمران کو یہ معلوم ہوا کہ رولسو کو فلم ایکٹر بننے کا جنون رہا ہے تو اس نے اخباری نمائند کے مخصوص انداز میں ایک ریمیا کے بڑے بڑے فلم ڈائریکٹر کے ساتھ دوستی کے قصے سننے شروع کر دیئے۔ اور اس کی توقع کے عین مطابق رولسو اس کے جال میں پھنس گیا۔ اور عمران نے اس سے وعدہ کر لیا کہ وہ جب بھی ایک ریمیا آئے گا تو وہ اُسے ایک ریمین فلموں کا سپر سٹار ہیرو بنوا دے گا۔ اس کے بعد تو رولسو بالکل جی بھل گیا۔ اور پھر عمران نے غیر محسوس طریقہ پر گھنگو کا رخ ڈو کو تنظیم کی طرف موڑ دیا۔ اس طرح وہ اس سے انتہائی اہم معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

”باس آ رہا ہے۔ اس کی کال آئی تھی۔“ ٹانگار م نے عمران اور ایک طرف خاموش بیٹھے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”باس۔ کون جانس یا کوئی اور بھی باس ہے۔“

عمران نے چونک کر پوچھا۔

”جانس وہی ہمارے سیکشن کا باس ہے۔“ ٹانگار م نے تیز اور جھپٹے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے سر ہلادیا۔

”رولسو ہم باہر جاؤ۔ میں ذرا ان سے دو باتیں کر لوں۔“

ٹانگار م نے کچھ لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور رولسو سر ہلاتا ہوا اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

”تم جرنلسٹ ہو۔ اور ایکو مین ہو۔ لیکن باس نے تمہیں پہلے

متہارا تو نام ابھی نہیں سکتے۔ ویسے اگر میں اپنے طور پر کوشش کروں تو اس سے کہاں اور کیسے ملاقات ہو سکتی ہے۔“ عمران نے بڑے پُر غلوں سے لہجے میں کہا اور نوجوان کے چہرے پر پیدا ہونے والی پریشانی کے تاثرات غائب ہو گئے۔

”ابھی تو وہ بالکل نارغ نہیں ہے۔ تنظیم کی کارکردگی کے مسئلے میں تفصیلات طے کی جا رہی ہیں۔ ماں ہو سکتا ہے اس مشن کے اختتام پر وہ آپ سے مل سکے۔ اس لئے آپ یہ خیال چھوڑ دو اور کوئی بات کریں۔“ نوجوان نے کہا۔

”ہم جرنلسٹوں کے اپنے ایسے ذرائع ہوتے ہیں جس سے جو ملاقات کر لیتے ہیں صرف ہمیں اس جگہ کا علم ہونا چاہیئے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”جگہ کا کیا مسئلہ ہے وہ میں بتا دیتا ہوں۔“ پٹر ایونیو پر ایک کوٹھی ہے۔ قلعہ نمائندہ رنگ کی۔ اس کا نام ملکی ماؤس ہے۔ حالانکہ وہ پورا محل ہے۔ قدیم زمانے کے کسی جاگیردار کا۔ وہی ڈوگو کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ لیکن وہاں اجازت کے بغیر تو کبھی بھی نہ جھس سکتی۔“ نوجوان نے جواب دیا۔ پھر اس سے پہلے کہ

عمران کوئی بات کرنا دروازہ کھلا اور نوجوان کا لمبا تڑنگا سا ہتھیار داخل ہوا۔ یہ ٹانگار م تھا۔ یہاں کا چیف۔ یہ ایک چھوٹی سی کوٹھی تھی جس میں دس افراد موجود تھے۔ جن میں سے اس خاص کمرے میں صرف

ٹانگار م اور رولسو ہی آئے تھے۔ چونکہ جانس انہیں بطور رہبان یہاں چھوڑ گیا تھا۔ اس لئے رولسو ان کے ساتھ باتیں کرتا رہا۔ اور عمران

بچے میں کہا۔

”اب تمہاری یہ اداکاری بیکار ہے۔ علی عمران۔ تمہارا وہ گروپ جسے تم نے سیاحوں کے روپ میں کو ابو جیف سے ملنے بھیجا تھا۔ وہ دہاؤں حیدور کے ہتھے چڑھ گیا ہے اور اس نے پوری تفصیلات بتادی ہیں کہ تم صحافی کے روپ میں یہاں آئے ہو جب کہ وہ سیاچوں کے روپ میں وہاں پہنچے ہیں۔ وہ کو ابو کے ذریعے نیپیا میں داخل ہونا چاہتے تھے تاکہ وہاں وہ اعلیٰ فوجی افسروں کا روپ دھار کر ڈوگو فائرنگ کے ہتھیار کو ٹریس کریں۔ وہاں شوگر فائی ایجنٹ

سے بھی انہوں نے رابطہ کرنا تھا۔ اس رابطے کا طریقہ بھی انہوں نے بتا دیا ہے۔ اور یہ بھی سن لو کہ وہ حیدور کے باغیوں مارے بھی جا چکے ہیں۔ اگر کہو تو ان کے نام بھی بتا دوں۔ ایک کا نام صغدر اور دوسرے کا نام تنویر اور تیسری سوسنس لوکی جولیا نا۔ جانسن نے خود اپنے کانوں سے کمرل جوہم کی طرف سے آنے والی کال سنی ہے“

کمرل ونیشن نے انتہائی فحاشانہ لہجے میں کہا۔

”یعنی یہ کال جانسن کے دفتر میں آئی ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ گو اس کے چہرے اور آنکھوں سے مکمل اطمینان کا اظہار ہو رہا تھا۔ لیکن ظاہر ہے اس کے ذہن میں کمرل ونیشن کی باتیں سن کر آندہ دھواں سی چلنے لگ گئی تھیں۔

”ہاں۔ میں چونکہ وہاں تھا۔ اس لیے میرے ہتھیاروں نے کال دہاؤں ڈانکرٹ کے ذریعے اب تم خاموشی سے گھڑے ہو جاؤ۔ اور اپنے منہ دیوار کی طرف کر لو تاکہ تمہارے باغیوں میں جھگڑیاں

دوست کہا۔ اول تو باس جیسے آدمی کاسی جرنلٹ سے دوستی ہی عجیب سی بات تھی۔ لیکن اب اس نے کہا ہے کہ اس کے آنے تک تم دونوں کو نہ نکلنے دیا جائے۔ اگر تم نکلنے کی کوشش کرو تو تمہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ مجھے حیرت اس بات پر ہے کہ آخر تم ہو کہ وہ یہ سارا کھیل کیا ہے۔“ ٹانگارم نے بنور عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”تمہارے باس نے یہی الفاظ کہے تھے۔“ عمران نے ہونٹ پکارتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں غلط تو نہیں کہہ رہا۔ سنو اگر کوئی ایسی ویسی بات ہو تو مجھے بتا دو میں باس کو سمجھا لوں گا۔“ ٹانگارم نے کہا۔

”تمہارے باس کو پھر کوئی غلط فہمی ہو گئی ہوگی۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن اب اس کی آنکھوں میں یونکان کے آثار مل آئے تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ایسا ناک کمرے کا دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ٹانگارم اچھل کر ٹھٹھا ہو گیا۔ دوسرے لمحے جانسن، کمرل ونیشن اور اس کے ساتھ ایک پستہ قامت لیکن بھاری جسم کا کمرل تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

”ادہ۔ واقعی یہ لوگ یہاں موجود ہیں۔ حیرت ہے۔ اتنا بڑا سیکرٹ ایجنٹ اور اس طرح اطمینان سے بیٹھا موت کا انتظار کر رہا ہے۔“

کمرل ونیشن کے لہجے میں حیرت تھی۔

”تمہیں شاید پھر دورہ پڑ گیا ہے۔“ عمران نے جھلکے ہوئے

کرنا ہے تو یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں۔“ جانسن نے کہا۔

”نہیں۔ اب یہ تمہارے بس کے نہیں رہے جانسن۔ کمزور
وجہ ان کے ہتھکڑیاں لگاؤ۔ پہلے انہیں ہیٹھ لگاؤ اور پھر لے جائیں
گے۔ ان کا میک اپ صاف کریں گے۔ پھر جنرل بارٹر کو دیاں ہیٹھ
لگاؤ اور پھر ہیٹھ لگا کر لے جائیں گے۔“ جانسن نے کہا۔ ان تینوں
کے پیچھے چار مسلح فوجی بھی اندر آ گئے تھے۔

”او۔۔۔ تم اپنی تسلی کو بوجھو اگر مجھ جیسے جرنل سٹ کو ہتھکڑی
کا کر تمہارا ہی انا کو تسلی پہنچ سکتی ہے تو ٹھیک ہے۔ بہر حال تمہیں
بد میں اس کے لئے چھپانے کا بھی موقع نہ ملے گا۔ مسٹر جانسن
ماؤتھ پیوز کی ویراجون کو کم از کم یہ اطلاع دے دینا کہ اور اگر
ہ نہ ملے تو پیش پورٹو جان سمیٹھ کو کہہ دینا وہ میرے انجاء میں
دن کو کم کے اطلاع کو دیں کہ ان کے پیش پورٹو کو جاسوس سمجھ کر
گرفتار کر لیا گیا ہے۔“ عمران نے دیوار کی طرف مڑتے ہوئے
جانسن سے کہا۔ ایک فوجی نے جلدی سے اس کی دونوں کلائیوں
پر کلپ ہتھکڑی لگا دی۔ ڈائریکٹر جو مکمل طور پر خاموش بیٹھا تھا وہ
بھی عمران کی بے رحمی کو دیکھ کر ہلکا سا ہلکا سا ہلکا ہوا
بازو اپنی پشت پر کر دیئے۔ اس کے ہاتھوں میں بھی ہتھکڑی
ڈال دی گئی۔

”گڈ۔ اب مجھے تسلی ہوئی ہے۔ ورنہ مجھے ہر لمحہ خطرہ محسوس
ہو رہا تھا کہ بچانے یہ خطرناک ایجنٹ کسی بھی لمحے کیا کر کر دیں چلو
کمزور انہیں لے چلو۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ یہ دونوں کس طرح

پہنائی جاسکیں۔ اور یہ سن لو کہ اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو پھر
ایک لمحے میں تمہارے جسم گولیوں سے چھنی ہو جائیں گے۔“
کمزور دنیٹن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا
بڑی گہری طنزیہ ہنسی۔

”تم نے واقعی یہ سب سادھے جانسن کو خوب اچھا بنایا ہے۔
لیکن میں کراؤم رپورٹر رہا ہوں۔ ایسی جگہ بازیاں میں بخوبی جانتا ہوں۔
تم نے جانسن کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے باقاعدہ پلاننگ
کی۔ اور اس پلاننگ کے تحت جب تم اس کے دختر پیچھے تو ہتھ
کال آئی اور پھر ایک باقاعدہ کہانی سنائی گئی تاکہ جانسن بھی یہ
کہانی سن لے۔ اور دیکھو جانسن کس طرح احمق بن کر تمہیں سادھے
لئے یہاں پہنچ گیا ہے۔ بہر حال تم اسے تو احمق بنا سکتے ہو مجھے
نہیں۔ میں اس معاملے میں ایکرمیکس کے اعلیٰ ترین حکام سے بات
کر دوں گا کہ انہوں نے تم جیسے احمق کو کیوں کسی پیش پورٹو میں
بیکر کر رکھا ہے۔ کہ تم اصل مجرموں کو چھوڑ کر جرنلسٹوں کے پیچھے
یا تھ دھو کر بٹھائے ہو۔“ عمران نے منہ جاتے ہوئے کہا۔

”ضرور کرنا۔ بشرطیکہ تم زندہ رہے۔ میں چاہتا تو یہی تھا کہ ابھی
یہیں تمہیں گولیوں سے اڑا دوں لیکن میں تمہیں زندہ سلامت
جنرل بارٹر کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن اگر تم نے کوئی
حماقت کرنے کی کوشش کی تو پھر میں اپنے ارادے پر عمل کر کر دوں
گا۔“ کمزور دنیٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

”کمزور دنیٹن۔ اگر آپ نے انہیں جنرل بارٹر کے ہی پیش

”کیا بات ہے۔ پہلے تو ہم سہلے جھلائے ہوئے سے دکھائی دیتے تھے۔ لیکن اب سہرات پر قبضہ لگا رہے ہو۔“ کرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

”اس وقت میرے پاس کوئی آئیڈیا نہ تھا۔ لیکن اب انتہائی شاندار فیچر کا آئیڈیا یا تھکا گیا ہے۔ اس لئے اب میرا دل حسرت سے بھر گیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ابھی میں تمہارا دل گولیوں سے بھر دوں گا۔“ کرنل ونیٹن نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور عمران ایک بار پھر منہ پٹا۔

تقریباً آدھے گھنٹے بعد ان کی جیب ایک فوجی چھادنی میں داخل ہوئی اور عمران خاموش ہو کر چھادنی کا بغور جائزہ لیتے لگا۔ وہ دل ہی دل میں ایک فیصلہ کر چکا تھا۔ اس لئے وہ اب پوری طرح مطمئن نظر آ رہا تھا۔

چھادنی کے اندر ایک طرف بنی ہوئی بیرک کے سامنے جا کر عیدیں رک گئیں اور پھر انہیں جیب سے اتار کر ایک بڑے سے کمرے میں لایا گیا۔

”انہیں دستوں میں سے باندھ دو۔ اور پھر شیشہ شاپ میک اپ واشر لے آؤ۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ کس طرح اس کے سامنے اپنا چہرہ چھپا سکتا ہے۔“ کرنل ونیٹن نے کہا۔ وہاں پہنچتے ہی انتہائی تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر واقعی انہیں دو دستوں سے باندھ دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اٹالی پر تھکھی ہوئی جدید ترین

اپنی اصلیت میں نہیں آتے۔ کرنل ونیٹن نے انتہائی اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

”تسلخی تو تمہاری ابھی اور ابھی طرح ہوگی کرنل ونیٹن۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن کرنل ونیٹن نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور پھر ان دونوں کو اس کوٹھی کے گیٹ سے باہر لاکر ایک جیب میں بٹھا دیا گیا۔ کرنل ونیٹن خود بھی انہی کی جیب میں بیٹھا۔ فوجی جیب خاصی بڑی تھی اور ان دونوں کو درمیان میں بیٹھا گیا تھا۔ جب کہ ان کے پیچھے مشین گنوں سے مسلح چار فوجی بیٹھے تھے۔ اور فرنٹ سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ کرنل ونیٹن بیٹھا تھا۔ اس کا چہرہ فرط حسرت سے کھل پڑا تھا۔

”میک۔ یہ پوز اگر تم لے لو تو چار اینوز ایڈیٹر یقیناً کرسی سے اچھل پڑے گا۔“ عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ ٹائیگر عمران کی بات سن کر چونک پڑا۔

”اوہ۔ واقعی جیک۔ اس کے تو تصور میں بھی نہ ہوگا کہ چار ایڈیٹر بھی ہو سکتا ہے۔“ ٹائیگر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”اگر یہ کوئی مخصوص کوڈ ہے۔ تو یہ سن لو کہ تم فرار ہو کر اپنا فوج خود کو دے گے۔ یہاں جو ہنبرگ میں تم آؤ۔ قدم بھی نہ بڑھانا۔“ کرنل ونیٹن نے ہونٹ چبلتے ہوئے کہا۔ اور عمران کھٹکھٹا منہ پٹا۔

”بہت خوب۔ واقعی اب جرنل سٹ کوڈ میں باتیں کریں گے۔“ ہنبرگ خوب۔ واقعی اب جرنل سٹ کوڈ میں باتیں کریں گے۔

نماہا دلچسپ فیچر بنے گا۔“ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

ہوں۔ کوئی اور بھی تو آسکتا ہے۔“ اس بار عمران کے بچے یہ
 بیٹا غصہ تھا۔ اور کرنل وینٹن کے چہرے پر یک لخت تذبذب
 ، آثار نمایاں ہو گئے۔

”نہیں۔ نہیں۔ تم علی عمران ہو۔ اور کوئی آتا تو مجھے اطلاع
 جاتی۔“ کرنل وینٹن نے اس طرح کہا جیسے ڈوبتا ہوا آدمی
 ہی بار جب مدد کے لئے پکارتا ہے تو اس کے منہ سے ناموس
 آواز نکلتی ہے۔ جس میں مایوسی کا عنصر زیادہ غالب ہوتا ہے۔
 ”اگر وہ سیکرٹ آئیجنٹ ہے تو تم نے یہ یقین کیوں کر لیا کہ
 سیدہ ہاتھاری جھولی میں آبیٹھ گا۔ ظاہر ہے ایسے لوگ
 شہر چھپ کر آتے ہیں۔ ورنہ وہ سیکرٹ آئیجنٹ کیسے کہلا
 تے ہیں۔“ عمران نے ایک بار پھر جھلٹائے ہوئے انداز
 کہا۔

”اس دوسرے آدمی کا میک اپ چیک کر دو۔“ کرنل وینٹن
 ہونٹ چباتے ہوئے ٹائیکر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
 چٹا ٹیکر کا میک اپ چیک کیا جانے لگا لیکن نتیجہ دہی دھواک
 تین بات ہی نکلا کنٹوپ ہٹنے کے بعد ٹائیکر بھی اُسی میک اپ
 لے چہرے کے ساتھ ہی برآمد ہوا تھا۔

”ان کا خیال رکھنا۔ میں آ رہا ہوں۔“ کرنل وینٹن نے
 نٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے
 نکل گیا۔ عمران سمجھ گیا کہ وہ جنرل بارٹر سے صورت حال
 اس کرنے جا رہا ہے۔ کرنل وینٹن کی دایسی تقریباً آدھے

میک اپ وائشنگ مشین لائی گئی۔ عمران اس مشین کو دیکھ کر مسک
 دیا۔ اس نے اپنا دہی مخصوص میک اپ کیا تھا جو صرف سادہ پانی
 سے دھل سکتا تھا۔ ورنہ کوئی کیمیکل کوئی گیس کوئی مشین اس
 میک اپ کو صاف نہ کر سکتی تھی۔ عمران کے چہرے پر مشین سے
 منسلک کنٹوپ چڑھ دیا گیا۔ اور پھر مشین چلنے کی آواز کمرے
 میں گونج اٹھی۔ عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی تیز برش اس کے
 چہرے کو رگڑ رہا ہو۔ اُسے اپنے چہرے پر مچھلی سی لگنی محسوس
 ہونے لگیں۔ لیکن وہ جانتا تھا کہ کرنل وینٹن کو اس سے کوئی
 فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ جو میک اپ اس نے کیا ہوا ہے وہ جلد کے
 اندر جذب ہو چکا ہے۔ اس کی تہہ جلد کے اوپر نہیں بنتی۔ اس
 لئے اس طرح برکش سے یہ میک اپ صاف نہیں کیا جاسکتا۔
 اور دہی ہوا۔ تقریباً دیر بعد جب اس کے چہرے سے کنٹوپ
 جٹا یا گیا تو سامنے کھڑا کرنل وینٹن جس کے چہرے پر بے پناہ
 اشتیاق کے تاثرات نمایاں تھے بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی
 آنکھیں کھل گئیں۔ اور ہونٹ پھنج گئے تھے۔
 ”نگ۔ نگ۔ کیا مطلب۔ یہ میک اپ کیوں صاف
 نہیں ہوا۔“ کرنل وینٹن نے چیختے ہوئے کہا۔

”کوئی اور جدید مشین لے آؤ کرنل وینٹن یا پھر چھری لے۔
 میرے چہرے کا گوشت کاٹ دو شاید گوشت کے اندر وہ
 میک اپ کسی تہہ نظر آجائے۔“ اچھی آدمی ہم کیوں ہاتھ دھو کر
 میرے پیچھے پڑ گئے ہو۔ کیا جو منبرگ میں صرف میں ہی جڑ سٹ

گھنٹے بعد ہوئی۔

”انہیں ستونوں سے کھول کر باہر جریپ پر بیٹھاؤ“ کہنے پر
 وینٹن نے کمرے میں موجود فوجیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔
 ”اب کیا واشنگٹن فیکٹری میں دھلوانے کا خیال ہے۔“

عمران نے تلخ لہجے میں کہا۔

”تم نے مجھے جبری طرح الجھا دیا ہے۔ مجھے سو فیصد یقین ہے کہ تم علی عمران ہو۔ لیکن سچانے تم نے کس قسم کا میک اپ کھا ہے کہ کس طرح صاف ہونے میں ہی نہیں آتا۔ اور ادا

نے اپنے اخبار کے دفتر میں سجانے کیا چکر چلا رکھا ہے کہ :-

اور جنرل باربر کے یہی مقصد تھے کہ انہیں پھر زبردستی سے
 بٹھا کر مسجد سے باہر دھکیں دیا جائے۔ اور اس کے ساتھ
 تمہارا داغہ سا ڈھوا فریقہ میں سرکاری طور پر ممنوع قرار دے؟

”اب کم از کم جاری ہتھکڑیاں کو کھول دو۔ نہم سید۔“

ایجنٹ ہیں اور نہ بیمارے پاس کوئی اسلحہ ہے کہ ہمیں
کوئی خطرہ ہو۔" — عمران نے سسکاتے ہوئے کہا۔
"نہیں۔ متھکڑاں ساؤتھ افریقہ کی سرحد سے باہر

ہی کھیلے گی۔ میں تمہارے ساتھ جاؤں گا اور کہیں خود سے
سے باہر چھوڑ کر آؤں گا۔ — کونسل ونیٹن نے کہا۔

اور پھر واقعی انہیں فوجی حریپ میں بٹھا کر اور مسلح فوجیوں کے برے میں ایئر پورٹ لایا گیا۔ وہاں ایک چارٹرڈ طیارے میں ان کو ادا کیا گیا۔ طیارے میں کرنل ونیٹن کے ساتھ چار مسلح فوجی بھی موجود تھے۔ اور پھر طیارہ فضا میں پرواز کر گیا۔

”تم ہمیں ایکرمیا پہنچاؤ گے۔“ — عمران نے کہا۔
 ”نہیں۔ ہم یہیں بوسٹونا پہنچا دیں گے دہاں سے تم جہاں
 ہو دقیق ہو گئے ہو۔“ — کونسل وینیٹن نے کہا۔ اور عمران نے
 رونا موشن ہو گیا۔

تقریباً ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد طیارہ ایک چھوٹے سے
 آبی اڈے پر اتر گیا۔ یہ ہوائی اڈہ ایسے ناک رہا تھا جیسے کوئی
 ہوائی ریلوے اسٹیشن ہوتا ہے۔ انہیں طیارے سے باہر لایا
 گیا اور پھر کرنل ونیٹن نے ہی جاکر وہاں کے افسران سے
 ہجرت کی اس کے بعد انہیں بڑے ہال میں لایا گیا وہاں
 نے سیاہ فام ہی تھے۔ پھر کرنل ونیٹن کے حکم پر ان
 ہتھکڑیاں کھول دی گئیں۔

جاؤ۔ دفع ہو جاؤ۔ اور سنو۔ اب اگر تم نے ساؤتھ افریقہ
 رخ کیا تو تمہیں دیکھتے ہی گولی مار دی جائے گی اس زندگی
 ماریٹون سے انعام سمجھنا۔

باری سرگ سے انعام بھیجا۔ کہوں وہیں سے
نت ایچ میں کہا۔ اور پھر پیر چٹھیا ہوا واپس مڑ گیا۔
شکریہ کہل و نیٹن بہر حال تم سے پھر ملاقات ہو گی۔

"بھائی۔ اس علی عمران کی وجہ سے تو ہمیں ساؤتھ افریقہ سے
 یہاں پہنچا گیا ہے۔ اب تم ہمیں یہاں سے بھی نکلوانا چاہتے ہو۔"
 عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ "میں تو نہیں نکلوانا چاہتا ہوں۔
 "سو ہی مسٹر۔ ویسے جوزف نے مجھے یہی علی بتایا تھا۔ اس ملک میں
 لئے بہر حال میں معافی چاہتا ہوں۔"۔"نوجوان نے واپس
 رٹتے ہوئے کہا۔ اور عمران جوزف کا نام سن کر بے اختیار
 پھل پڑا۔

"ادہ پلیز۔ بات سنو۔ تم کس جوزف کی بات کر رہے ہو۔
 اب جوزف تو واقعی میرا دوست ہے۔ لیکن وہ تو افریقہ کے
 گھلوں کا پرنس ہے۔ یہاں بوشوانا میں اس کا کیا کام۔"
 عمران نے اس کے پیچھے جاتے ہوئے کہا۔
 "مسٹر جوزف کے ساتھ مسٹر جوانا بھی ہیں۔"۔"نوجوان نے
 سگراتے ہوئے جواب دیا اور عمران نے ایک طویل سانس
 لیا۔

"وہ دونوں یہاں پہنچ گئے ہیں فرار ہو کر۔ ادہ اچھا ہوا تم نے
 دیا ورنہ میں تو انہیں واقعی افریقہ کے جنگلوں میں ڈھونڈتا
 ہوتا۔"۔"عمران نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"آئیے میرے ساتھ میرا نام کو رد ہے۔ آئیے۔"۔"نوجوان
 نے کہا اور ایک طرف کھڑی سیاہ کار کی طرف بڑھ گیا۔
 آؤ ٹائیگر۔ یہ دونوں بچانے یہاں کیسے پہنچ گئے ہیں۔ واقعی
 مگی میں مجھے پہلی بار شدید حیرت کا دھچکا لگا ہے اور دھچکا بھی

اور جلد ہی ہوگی۔"۔"عمران نے کہا۔ لیکن کرنل ونیٹن نے کو
 جواب نہ دیا اور اپنے فوجیوں سمیت واپس چلا گیا۔
 دماغی مال میں موجود سیاہ فام ان کے گرد اکٹھے ہو گئے
 "یہاں کوئی اچھا سا ہوٹل تو ہو چکا ہے۔"۔"عمران نے مسکرت
 ہوئے ایک سیاہ فام سے کہا۔

"ہاں۔ رین ہوٹل اچھا ہوٹل ہے۔ لیکن تم کون ہو۔"
 اس سیاہ فام نے جس نے آفسرانہ ٹائپ یونیفارم پہنی ہو
 تھی حیران ہوئے ہوئے کہا۔

"میں ڈبلیو نیوز ایکریمیا کا پبلیشنگ ریڈیو میں اور یہ میرا
 پریس فوٹو گرافر ہے۔ ہم ایک سیاسی خیر کے لئے جوہنہ
 پہنچے۔ تو ان لوگوں نے ہمیں کوئی غیر ملکی جاسوس سمجھ کر پکڑ لیا
 لیکن جب کچھ ثابت نہ ہو سکا تو ہمیں یہاں چھوڑ گئے ہیں۔ بہرہ
 ہمارے پاس رقم محفوظ ہے۔ آؤ میک۔"۔"عمران نے
 جواب دیا۔ اور پھر ٹائیگر کو لے کر وہ بیردنی گیٹ کی طرف
 گیا۔ لیکن ابھی وہ گیٹ کے درمیان ہی موجود تھا کہ یکدم
 ایک سیاہ فام نوجوان تیزی سے آگے بڑھا۔ اور ان کے
 قریب آکر بڑے پراسرار سے انداز میں کہنے لگا۔

"کیا آپ کا نام علی عمران ہے۔"۔"اس سیاہ فام
 چمکتی ہوئی آنکھوں سے غور سے عمران کے چہرے کو دیکھ
 ہوئے کہا۔ اور عمران اس اجنبی سیاہ فام کے منہ سے
 نام سن کر واقعی چونک پڑا۔

پرواہ کئے بغیر انہیں گھسیٹ لئے جا رہا تھا۔ اور پھر دور سے ایک تختان کے آٹا زعفران آئے گئے۔ یہاں اس قسم کے مکان تھے جیسے خانہ بدوشوں کے عارضی مسکن ہوتے ہیں۔ کار ایک چشمے کے کنارے جا کر رک گئی۔

”آئیے“ — کورو نے کاریں سے نیچے اتارتے ہوئے کہا۔ اور عمران اور ٹائیگر کار سے اتر آئے۔ کورو انہیں ساتھ لے کر ایک قدرے بچتے مکان کے کھلے احاطے کی طرف لے گیا۔ اور دوسرے لمحے عمران اور ٹائیگر یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہاں واقعی چند سیاہ فاموں کے ساتھ جوزف اور جوانا دونوں بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران اور ٹائیگر کو احاطے میں داخل ہوتے دیکھ کر وہ دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔

”باس۔ آپ آگئے۔ دیکھا جوانا۔ میں نے کہتا تھا کہ خبریں دینے والے چکورا دیوتا نے مجھے درست خبر دی ہے۔“ جوزف نے بڑے فاخرانہ انداز میں کہا اور جوانا نے مسکراتے ہوئے سر ہلادیا۔

”لیکن تم دونوں کو کس دیوتا نے یہاں پہنچایا ہے۔ تم تو وہاں داٹا ناؤس میں براجمان تھے۔“ عمران نے قریب جا کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ یہ لمبی کہانی ہے۔ ان سے ملو۔ یہ چاشانی قبیلے کے سردار جادو ہیں اور کورو کے باپ۔ اور یہ ہے میرا گھریٹ باس۔“ جوزف نے ایک سفید داڑھی والے سیاہ فام

اس قدر زردار ہے کہ بڑیاں کھڑکڑا اٹھی ہیں۔“ — عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلادیا۔ دیے واقعی اُسے بھی شہر حیرت ہو رہی تھی کہ جوزف اور جوانا یہاں کیسے پہنچ گئے۔ اور پھر انہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس میک اپ میں ادھر یہاں بوٹسوانا میں ہیں۔

کورو نے انہیں کاریں چھایا اور پھر کارتیز می سے اس چھوٹے شہر کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی۔ شہر جلد ہی ختم ہو گیا۔ اس کے بعد دور دور تک صحرا کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ لیکن پختہ سڑک اس صحرا کے درمیان سے گزرتی جا رہی تھی۔ یہ کون سا شہر ہے جناب کورو مغز صاحب۔“ عمران نے کورو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میرا نام کورو ہے جناب۔ یہ کورو مغز کیا ہوتا ہے۔“ کورو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ظاہر ہے اب اسے کورو مغز کی کیا سمجھ آتی تھی۔

”کورو پختہ کا بھتیجی ہوتا ہے۔ بہر حال شہر کا نام نہیں بتانے۔“ عمران نے پوچھا۔

”یہ بوٹسوانا کا سرحدی شہر ہیکو ہے۔“ کورو نے بڑا دیا اور عمران نے سر ہلادیا۔

تھوڑی دیر بعد کورو نے سڑک چھوڑ کر صحرا میں گاڑی جو دی اور کار بھگو لے لیتی ہوئی ریت کے اندر دوڑنے لگی۔ تاکہ چونکہ آٹھ سائڈز تھے۔ اس لئے طاقتور آئجن غرائٹا ہوا ریت

بھجوا تھا۔ تاکہ ہم دونوں ساؤتھ افریقہ میں داخل ہو کر آپ سے جا ملیں تو
عمران یہ سن کر حیران رہ گیا۔

”لیکن تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں ساؤتھ افریقہ سے یہاں اس چھوٹے
سے سرحدی ٹھبے میں آ رہا ہوں اور تم نے آدمی بھی ایئر پورٹ پر بھیج دیا۔“
عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ کارنامہ جو انا کتبے۔“ جوزف نے کہا۔

”ماسٹر ہمیں طاہر صاحب نے ساری تفصیل بتا دی تھی۔ اور آپ
کے نئے چلنے وغیرہ بھی بتا دیئے تھے۔ تاکہ ہم ساؤتھ افریقہ میں آپ کو
پہچان سکیں۔ ایکرمیک کے جن اخبار کے صحافیوں کا میک اپ آپ
نے کیا تھا دماغ میرا ایک دوست ہے۔ میں مزید تفصیلات حاصل

کرنے کے لئے اس سے دماغ جا کر ملا تو اس نے بتایا کہ ابھی ساؤتھ
افریقہ کے اخبار ساؤتھ ڈیلی کی ایک کرائم رپورٹر ویراجون نے اطلاع دی

ہے کہ ڈیلی نیوز کے سپیشل رپورٹر اور پریس ڈوٹوگرافرو دماغ کی فوج
نے گرفتار کر لیا ہے اور ان پر شبہ ہے کہ وہ ایشیا کے سیکرٹ

ایجنٹ ہیں۔ اخبار دالے تو اعلیٰ حکام سے رہائی کے سلسلے میں بات
چیت میں مصروف تھے۔ لیکن میں فوری ساری صورت حال سمجھ گیا۔

پانچمے میں نے فوری طور پر دماغ ایک ایسے آدمی سے رابطہ قائم کیا
جس کے تعلقات ساؤتھ افریقہ کی فوج کے کمانڈر جنرل بارٹر سے

ہیں۔ وہ کسی زمانے میں جنرل بارٹر کا اردلی رہا ہے۔ اور کو بعد میں اس
نے فوج کی نوکری چھوڑ دی۔ اور ایکرمیک میں مستقل رہائش رکھ لی۔ اس

نے یہاں ایک جوا خانہ بنا لیا تھا اور اب وہ کوڑوں ابوں میں کھیل

کے ساتھ عمران کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”خوش آمدید دوستو۔“ سر دار جادو نے کہا۔ اور

عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا۔

”میں کھانا بنا کر آتا ہوں۔ تم باتیں کر لو۔“ کو رو نے

مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

”سب سے پہلے تو کوئی غسل خانہ بناؤ تاکہ ہم جرنل کو دیکھ

کر کے عام انسان بن سکیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے

کہا۔

”ادھر میرے ساتھ آئیے۔“ سر دار جادو نے کہا۔ اور

پھر وہ عمران اور ٹائیگر کو اپنے ہمراہ لے کر احاطے کے ایک

کئی طرف بڑھ گیا۔ جہاں دو غسل خانے بنے ہوئے تھے۔ جن

کے اوپر بڑے بڑے ٹھکے رکھے ہوئے تھے۔

عمران اور ٹائیگر ان غسل خانوں میں داخل ہو گئے۔ پھر جب

وہ نہا دھو کر غسل خانے سے باہر آئے تو وہ دونوں اپنی اصل

تشکل میں تھے۔ دماغ موجود سیاحام انہیں ان بدلتی ہوئی

تشکلوں میں دیکھ کر بے حد حیرت زدہ دکھائی دے رہے تھے

وہ میک اپ جس نے کمرل وینٹن کو پاگل کر دیا تھا۔ چستہ

پانی سے بھرے ہوئے ٹھکانوں نے اس طرح صاف کر دیا

کہ جیسے کبھی میک اپ کیا ہی نہ گیا ہو۔ تقوڑھی دیر بعد ان

نے مل کر کھانا کھایا اور کھانا کھانے کے بعد جوزف اور جوا

علی گئی میں بیٹھ کر جب عمران کو بتایا کہ انہیں طاہر صاحب

رہے۔ لیکن جنرل بارٹرسے اس کے تعلقات دیئے ہی قائم ہیں۔ میں نے کسی زمانے میں اس پر احسان کیا تھا۔ چنانچہ میں نے فوری طور پر اس سے رابطہ قائم کیا۔ اور اس سے کہا کہ وہ آپ کے متعلق تفصیلاً حاصل کر کے مجھے دے۔ اسی نے براہ راست جنرل بارٹرسے بات کی تو جنرل بارٹرس نے اُسے بتایا کہ دو صحافیوں کو ایجنٹ کے شبہ میں پکڑا گیا ہے۔ لیکن ان کی اصلیت کا پتہ نہیں چل رہا۔ اس نے اس نے فیصلہ کیا ہے کہ ان دونوں کو چارٹرڈ لطبارہ کے ذریعے بوٹسواٹکے سرحدی قصبے مہنگو کے چھوٹے ہوائی اڈے پر اتار دینا یا گا۔ البتہ ان کا داخلہ ساکھتہ افریقہ میں ممنوع قرار دے دیا جائے گا۔ اس پر جوزف کو یاد آگیا کہ کسی زمانے میں اس کا ایک دوست بوسا کے سرحدی قصبہ مہنگو کے قریب ایک نخلستان میں آباد ہوا تھا جو ایک بار یہاں کسی شادی کے سلسلے میں آیا بھی تھا۔ چنانچہ ہم نے فوری طور پر یہاں آنے کا فیصلہ کیا۔ پھر ہم نے ایک انتہائی تیز رفتاری میں جیٹ جہاز چارٹرڈ کیا۔ لیکن اس چھوٹے ایرپورٹ پر چونکہ جیٹ اترنہ سکتا تھا اس لئے ہم نے فیصلہ کیا کہ ہم پیراشوٹوں کی مدد سے یہاں اتریں گے۔ تیز رفتار لطبارہ اس لئے بگڑ گیا تھا تاکہ ہم سے پہلے پہنچ سکیں۔ ورنہ نخلستان سے کہاں چلے جائے اور پھر آپ سے ہماری ملاقات نہ ہو سکے۔ چنانچہ ہم نے پیراشوٹ خریدے اور فالکن جیٹ جہاز چارٹرڈ کیا۔ اس انتہائی تیز رفتاری سے اٹھا رہے تھے کہ سفر انتہائی رفتار سے پرواز کرتے ہو صرف چار گھنٹوں میں طے کر لیا۔ اس طرح ہم یہاں پہنچے۔ اور پھر

پیراشوٹوں کی مدد سے ہم صحرائیں اتر گئے۔ گوا انتہائی تیز رفتار لطبارہ سے اس طرح پیراشوٹوں کی مدد سے اترنا ہمارے لئے انتہائی خطرناک تھا۔ لیکن بہر حال ہم صحیح سلامت اتر جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور لطبارہ واپس چلا گیا۔ اب یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ ہم یہاں سے فریب ہی اترے تھے یہاں کے لوگوں نے ہمیں اترتے دیکھ لیا تھا۔ اس لئے وہ ہمارے پاس پہنچ گئے۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ یہی وہ نخلستان ہے جس کا سردار جوزف کا دوست ہے۔ اس کا بیٹا ٹیکسی چلاتا ہے۔ اور ایرپورٹ سے دور تک کے علاقوں کے مسافر لے جاتا ہے۔ چنانچہ ہم نے اُسے آپ کے چلے بتا کر ایرپورٹ فوراً بھجوا دیا۔ اور وہ آپ کو لے آیا۔ بس یہ ہے ساری کہانی۔ جو انانے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ایک طویل سانس لیا۔

”ہو نہ ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ دیراجون نے فون کر دیا تھا۔ بخیر کے دفتر گذشتہ چلو اس طرح تم سے ملاقات ہو گئی۔ ورنہ انجانے تم کہاں کہاں گھومتے پھرتے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف اور جو انانے سر ہلا دیئے۔

”اب آپ کا کیا پروگرام ہے۔“ جو انانے پوچھا۔

”سب سے پہلے تو صفر اور اس کے ساتھیوں کی خبر لی جانی ہے۔ انہوں نے تو مجھے بتایا کہ صفر راتیں بیدار ہو گیا کوگر قتل کے قتل کر دیا گیا ہے۔ لیکن مجھے اس خبر پر یقین نہیں آ رہا۔ کیونکہ مینوں ہی ٹاپ وینچٹ میں نہ اتنی آسانی سے قابو آنے والے ہیں اور نہ مرنے والے بہر حال معلوم کرنا تو ضروری ہے۔“ عمران نے کہا اور جیب سے

”وہ تینوں بکجرت ہیں۔ دھوکے میں مار ضرور کھائے تھے لیکن بچ گئے ہیں۔ اور میں نے انہیں آئندہ پروگرام کے بارے میں ہدایات دی ہیں۔“ — عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور نا، جوزف اور ٹائیگر تینوں کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔

”باس۔ میرا خیال ہے کہ اب ہمیں کسی اور میک اپ میں ڈھکھ افریقہ میں داخل ہونا چاہیے۔ میرے ذہن کے مطابق تو ہم سن کے آدمیوں کا اگر میک اپ کر لیں تو پھر وہاں سماجی چکینگ دے گئی۔“ — ٹائیگر نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا۔

”اصل مسئلہ وہاں کا غذا کا ہے۔ کرنل ونیڈن کو تو بہر حال یقین ہے کہ ہم جرنلسٹ نہیں ہیں۔ اس نے تو یقیناً جنرل بارٹر کہنے پر ہمیں سادہ کھ افریقہ سے یہاں منتقل کر دیا ہے۔ کیونکہ بال ہم انگریزوں کے ٹاپ جرنلسٹ تھے اور جنرل بارٹر ہماری ناکہ کر سادہ کھ افریقہ کے لئے کوئی عذاب نہ تحریر کرنا چاہتا تھا لیکن اب بھی وہ ہماری طرف سے پوری طرح محتاط ہو گا۔ اور اس نے ہمیں یہاں پھنسا دیا ہے۔ اس لئے اس نے لازماً بولسوانا سادہ کھ افریقہ کی سرحد سی پٹی پر ہنگرانی انتہائی سخت کرادی ہو۔“ — عمران نے کہا۔

”سن۔ سردار سے اس مسئلے میں بات کی جائے یہ لوگ، عرصے سے یہاں رہ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے ان کے تعلقات ہوں کہ ہم ان کی مدد سے سرحد عبور کر جائیں۔“ جوزف نے کہا اور عمران چونک پڑا۔

وہی قلم نکال کر اس کے کلپ کو ذرا سلیپے کیا اور پھر کلپ کو مخصوص انداز میں دبانا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد کلپ کے کنارے پر ایک ستارہ سا جھلکنا لگا۔ عمران نے چند لمحوں تک کہ دوبارہ کلپ کو مخصوص انداز میں مسلسل دبانا شروع کر دیا۔ اور پھر اچانک جب کلپ کے کنارے پر ایک وقت دو ستارے جھلکنا لگے تو عمران کے چہرے پر اطمینان اور مسرت کے آثار واضح طور پر نمایاں ہو گئے۔ کیونکہ وہ سب سے ستارے کا کلپ پر نمودار ہونے کا مطلب تھا کہ کال اسٹڈ کی جا رہی ہے۔ اور ظاہر ہے اس مخصوص ٹرانسمیٹر کی کال سوائے مصدق کے اور کوئی اسٹڈ ہی نہ کر سکتا تھا۔ اور مصدق کے کال اسٹڈ کرنے کا مطلب تھا کہ کرنل ونیڈن کی اطلاع غلط تھی۔

عمران نے اب کلپ کو مسلسل دبانا شروع کر دیا اور پھر رک کر اس نے قلم کو کان سے لگا لیا۔ کافی دیر تک وہ قلم میں سے نکلنے والی ہلکی ہلکی ٹھٹھ کی مخصوص آوازیں سنتا رہا جب تک کہ لمبی ٹھٹھ کے بعد آواز نکلتی بند ہو گئی تو عمران نے کلپ کو پھر دبانا شروع کر دیا۔ قہوڑی دیر بعد یہ ٹھٹھ رک کر اس نے قلم کو دوبارہ کان سے لگا لیا۔ اور اس بار دوسری آواز سے آوازیں ملنے لگیں۔ بعد اس نے کلپ کو دوبارہ مخصوص آواز سے دبایا اور کلپ کو دوبارہ اوپر بٹھا کر اس نے قلم کو دایس جیب میں ڈال لیا۔

”کیا ہوا ماسٹر۔ کیا خبر ہے۔“ — جو انانے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

س لئے مجھے تفصیلات بتاؤ۔" عمران نے کہا۔

"جناب میں آپ کو اپنی کار میں یہاں سے سرحد پر لے جاؤں گا۔ بالکل سرحد کے اوپر ایک گاؤں ہے کاہورا۔ کاہورا سے ہم پب حاصل کریں گے۔ اور پھر ایک چھوٹے سے جنگل کو کراس کر کے ماؤنٹ افریقہ کے ایک سرحدی قصبے بچانگ پہنچ جائیں گے۔ اس سرحدی قصبے کے پاس ہی ایک بہت بڑی فیکٹری ہے۔ کھاد لانے والی فیکٹری۔ اس فیکٹری میں جوہنبرگ کے کئی سفید فام می آفیسر ہیں۔ بے شمار لوگ ہیں۔ وہاں سے ہم آسانی سے ان سے کسی کی کار میں جوہنبرگ پہنچ سکتے ہیں۔ فیکٹری کا لیبر انچارجیرا دوست ہے۔ وہ سیاہ فام ہے۔ اور ویسے بھی بہت بڑا منگرا اور جرائم پیشہ آدمی ہے۔ وہ ہماری مدد کرے گا۔" کورو نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ دیر سی گئی۔ یہ اچھا پلان ہے۔ ہم ان آفیسرز میں سے اپنے مطلب کے آدمی چن کر ان کے میک اپ میں جوہنبرگ بن آسانی سے داخل ہو سکیں گے۔ وہاں پہنچاؤں دوست کے میک اپ کا سامان مل سکے گا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر اس کے پاس نہ ہوا تو وہ بہر حال بند و بست ضرور کرے گا۔ اس کے ہاتھ خاصے بلیے ہیں۔" کورو نے کہا۔

"کتنے بلیے۔ گھٹنوں سے نیچے تک تو نہیں جاتے۔" اچانک عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ ہاں۔ ویسے پہنچاؤں دوست سردار کا بیٹا کورو خاصا ذہین اور تیز فوجی نظر آتا ہے۔ اسے ذرا بلاؤ۔" عمران نے چونک کر کہا اور جوزف اٹھ کر باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کورو اور اس کے باپ سردار کو ساتھ لے کر آیا۔

"باس۔ میں نے بات کر لی ہے۔ یہ ایک ایسا راستہ جانتے ہیں جہاں چیکنگ نہیں ہوگی۔" جوزف نے کہا۔

"مجھے تفصیل بتاؤ۔ وہاں عام حالات نہیں ہیں۔" عمران نے کہا۔

"جناب آپ میرے دوست جوزف کے پاس ہیں۔ اور جوزف کے اس زمانے میں مجھ پر بے پناہ احسانات ہیں۔ جب میں اس کے ساتھ ایکریما میں رہتا تھا۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں۔ میرا بیٹا کورو آپ کے ساتھ جائے گا اور آپ کی مکمل رہنمائی کرے گا۔ یہ ایسے معاملات میں لے حد ہوشیار ہے۔" جوزف کے دوست سردار نے اپنے بیٹے کورو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کا شکریہ۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جوزف کا دوست اپنے بیٹے کورو کو وہیں چھوڑ کر واپس چلا گیا۔

"آپ نے جوہنبرگ جاننا ہے۔" کورو نے عمران سے مخاہ ہو کر پوچھا۔

"ہاں۔ لیکن سنو۔ وہاں انتہائی سخت چیکنگ ہو رہی ہوگی۔"

”گھٹنوں سے نیچے ٹھک۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“
 کورو نے حیران ہو کر کہا۔
 ”کبھی گوریلا دیکھا ہے۔ جسے بن مانس کہا جاتا ہے۔“
 عمران نے اُسی طرح سنجیدگی سے پوچھا۔
 ”ماں دیکھا ہے فلموں میں۔ کیوں۔“ کورو نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 ”اچھا۔ میں نے سمجھا آئینے میں دیکھا ہو گا۔ بہر حال تم نے دیکھا ہو گا کہ بن مانس کے ہاتھ اس کے گھٹنوں سے نیچے ٹھک جاتے ہیں۔ اور تم نے خود کہا ہے کہ تمہارے اس لیبر انچارج کے ہاتھ بہت لمبے ہیں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور کورو ایک لمحہ تک تو خاموش رہا۔ پھر یک لحنت کھلکھلا کر منہیں پڑا۔
 ”ادہ۔ آپ واقعی بہت گہرا مذاق کرتے ہیں صاحب۔ میرا مطلب تھا کہ اس کے تعلقات بہت ہیں۔“ کورو نے جُرمی طرح منہ ہنسنے کہا۔
 ”اچھا۔ ان کا کوئی نتیجہ بھی نکلا یا کنسی یہ فقیر کے پاس جانا پڑے گا۔“ عمران نے اُسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا تو کورو ایک بار پھر حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا۔
 ”یتیم۔ یہ فقیر کیا مطلب۔“ کورو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”یار۔ تم تو ہر بات کا مطلب پوچھنے بیٹھ جاتے ہو۔ بھائی تعلقات

ایکچھ تو بہر حال نکلتا ہے۔ چاہے لڑکا ہو یا لڑکی۔ اور نہ ہو تو پھر بیروں فردوں کے تعویذ۔“ عمران نے کہا اور کورو ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔
 ”تعلقات سے میرا مطلب.....“ کورو نے منہ ہنسنے ہوئے ہنسا شروع کیا۔ لیکن پھر اس طرح منہ کھولے خاموش ہو گیا جیسے اپنے مطلب کے الفاظ ہی نہ مل رہے ہوں۔
 ”بہر حال جو بھی مطلب ہو۔ تمہارا ہی پلاننگ ٹھیک ہے۔ چلو کار او۔ ہم نے ابھی جیتا ہے۔“ عمران نے مسکرا کر اس کے شانے ہلکی دیتے ہوئے کہا اور کورو ان الفاظ کی تلاش چھوڑ کر منہ ہنسا ہوا اٹھا اور دفنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اور تہا بے رنگ میں اگر یہ لوگ داخل ہو جائیں تو انہیں دیکھتے ہی گولیوں سے اڑا دینا۔ گرفتاری وغیرہ کے چکر میں نہ پڑنا اور۔ کے ادور۔" جیسو رائے تیز لہجے میں کہا۔
 "یس باس ادور۔" دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پوری طرح ہوشیار رہنا۔ ادور اینڈ آل۔" جیسو رائے چیخ کر کہا۔ اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر کے اس نے میز پر ایک طرف رکھے ہوئے سمرنگ رنگ کے دائرے میں فون کا پیس اٹھا کر اس پر محتاط نظر پڑیس کرنے شروع کر دیئے۔
 "یس۔ ایک اسٹنٹنگ۔" رابطہ ہوتے ہی ایک آواز ابھری۔

"ایک۔ ہیڈ کوارٹر کا مکمل حفاظتی نظام آن کر دو۔ اور کسی کو ہیڈ کوارٹر سے باہر جانے یا باہر سے اندر آنے کی ہرگز اجازت نہ دینا جب تک میں دوبارہ کال نہ کر دوں۔" جیسو رائے تیز لہجے میں کہا۔

"مگر اس اچانک آرڈر کی وجہ باس۔" ایک نے حیران ہوتے ہوئے پوچھا۔

"وہ پاکیشی سیکرٹ ایجنٹ جو سیکشن سے فرار ہو گئے تھے۔ ان کے متعلق دنگ تقرری نے اطلاع دی ہے کہ انہیں دنگ تقرری میں دیکھا گیا ہے۔ وہ انہیں تلاش کر رہے ہیں۔ میں نے دنگ فور کبھی الرٹ کر دیا ہے کہ جیسے ہی یہ لوگ نظر آئیں انہیں گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ ان کا رخ بتا رہا ہے کہ وہ ہیڈ کوارٹر کی طرف

سی سیکرٹ ایجنٹ
 باہر حالت میں تلا
 فور گولیوں سے

اشن کر لیں گے

گولیوں سے
 جیسو رائے

جیسو رائے کی حالت واقعی پانگوں جیسی ہو رہی تھی۔ اس نے کمرے کے اندر ٹھہل رہا تھا۔ اس کا چہرہ غیض و غضب فی شروع کر طرح مسخ ہو رہا تھا۔ ایک طرف کمرے پر کنٹرول جو ہم بیٹھا بار پھر پڑ "تمہارے خواہ مخواہ انہیں دور لے جا کر گولی مارنے لگیں۔ دی۔ وہیں اڑا دینا تھا گولیوں سے۔" کنٹرول جو ہم جیسو رائے تلخ لہجے میں کہا۔

"اب مجھے کیا معلوم تھا کہ ایسا واقعہ بھی پیش آسکے۔ لیکن اس کے اور دنگ کسی آدمی کے متعلق اطلاع موجود نہ تھی۔ لیکن اس کے اور دنگ ہمارے چار آدمیوں کو گولیوں سے اڑا دیا گیا۔ ان کی مشینیں وہ بھی غائب ہیں۔ اور وہ بے حس و حرکت لوگ بھی اس طرح کی ایجنٹ ہونے کے ہیں جیسے انہیں زمین کھا گئی ہو یا آسمان۔" لے رہا

آ رہے ہیں۔ وہ تعداد میں تین ہیں۔ ہیڈ کوآرٹر کا راستہ یقیناً اس آدمی نے بتایا ہوگا جس نے انہیں سیکڑیا ہوگا۔ اور وہ ہمارے ہیڈ کوآرٹر کے محل وقوع کو بھی جانتا ہوگا۔ وہ یقیناً انتقام لینے کے لئے آ رہے ہیں۔ جو وہ راستے میں ہی مارے جائیں گے لیکو اس کے باوجود ہیڈ کوآرٹر کی حفاظت انتہائی ضروری ہے جب تک ان کی موت کی اطلاع نہ آ جائے۔ جیسو رانے دھماکہ کرتے ہوئے کہا۔

”ادھ ٹھیک ہے باس۔ آپ بے فکر رہیں۔ ادل تو وہ یہاں تک پہنچ ہی نہیں سکتے اگر کسی طرح آہی گئے تو پھر کسی صورت پر زندہ نہ رہ سکیں گے۔“ ایمرک نے کہا اور جیسو رانے اور کہہ کر کو میڈل دیا اور فون میں واپس میز پر رکھ دیا۔

”تم نے کیسے فرض کر لیا جیسو راکہ یہ لوگ ہیڈ کوآرٹر پر حملہ کر آ رہے ہیں۔ ہیڈ کوآرٹر پر حملہ کر کے انہیں کیلے گا۔ ایک بات اور دوسری یہ کہ کوآرٹر تنظیم آج تک ہتھارے ہیڈ کوآرٹر پر حملہ کی ہمت نہیں کر سکی تو ان تین بہتے ایجنٹوں نے کیا کرنا ہے۔“

کرنل جوہم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”کرنل جوہم۔ تم ان سیکڑیا ایجنٹوں کو نہیں جانتے جب کہ میرا اکثر ان سے واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ ایمرک کو تو میں نے صرف اتنا کہا ہے کہ ہو سکتا ہے وہ انتقام لینے آ رہے ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ ایسی کوئی بات نہ ہوگی۔ سیکڑیا ایجنٹ ذاتی انتقام کی بجائے اپنے مشن کی تکمیل پہلے چاہتے ہیں اور اسی لئے ان کا

رخ معلوم ہوتے ہی مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ وہ ہیڈ کوآرٹر کیوں آ رہے ہیں۔ جیسو رانے میز کے پیچھے رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”اگر وہ انتقام لینے نہیں آ رہے تو کیا ان کا دماغ خراب ہے کہ وہ ادھر آ رہے ہیں۔ ان کا مشن ہے گروپ کا ہیڈ کوآرٹر تو جہاں کرنا نہیں ہے۔“ کرنل جوہم نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جیسو رانے مسکرا دیا۔

”کرنل جوہم۔ بہت سی سیاہ خاموشیوں پر ظلم کرنا اور بات ہے۔ سیکڑیا ایجنٹ اور بات ہے۔ سنو۔ میں تمہیں بتاتا ہوں انہیں معلوم ہو گیا ہے کہ ان کی شناخت اور پردہ گرام کا ہمیں علم ہو چکا ہے۔ غلط ہے۔ اب ہم نے غیبی اور افکار کی سرحد پر انتہائی سخت ترین چیلنج کرنی ہے۔ اور یہی کہ ہم نے ہدایات بھی دے دی ہیں اس صورت میں ان کا سرحد پار کرنا انتہائی مشکل ہو جائے گا۔ اگر تم اپنے آپ کو ان کی جگہ رکھ کر سوچو تو پھر تمہیں اس کا صحیح ادراک ہوگا۔“ جیسو رانے کہا۔

”تم بات کو مدد کرنا کیا چاہتے ہو۔“ اس بار کرنل جوہم نے قدرے جھنجھلا کر کہا۔

”وہ ہیڈ کوآرٹر پر حملہ کرنے اس لئے آ رہے ہیں تاکہ یہاں سے ایسے افراد کو اغوا کر لیں جن کا میک اپ کر کے وہ آسانی سے سرحد پار کر جائیں۔ غلط ہے۔ ہم اپنے ہی آدمیوں کی جنگ نونہ کریں گے۔“ جیسو رانے کہا تو کرنل جوہم کا منہ کھلے کا کھلا

"ہیلو ہیلو۔۔۔ دنگ تھری کالنگ اودر۔۔۔ تیز آواز سنائی دی۔"

"یس۔۔۔ جے اسٹنگ اودر۔۔۔ جیسورائے تیز بچے میں کہا۔"

"باس۔ ہم نے انہیں گھر لیا ہے وہ ایک دلدل کے قریب پہنچ گئے ہیں اور وہ مسلسل اور چاروں طرف تیز فائر کر رہے ہیں۔ لیکن ہمارے گروپ نے انہیں چاروں طرف سے اس طرح گھر لیا ہے کہ وہ کسی طرح بھی فرار نہیں ہو سکتے۔ ہم بھی ان پر مسلسل فائر کرتے ہوئے آگے بڑھے جا رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان کے اندھا دھند رائنڈ فائر کی وجہ سے اب تک ہمارے چھ آدمی مارے جا چکے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس آدمیوں کی تعداد کافی ہے۔ اس لئے وہ ہر صورت میں مارے جائیں گے۔ ادہ ایک منٹ اودر۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی۔"

"ہیلو ہیلو۔۔۔ دنگ تھری کالنگ اودر۔۔۔ کچھ دیر بعد وہی جرجوش اور تیز آواز سنائی دی۔"

"یس۔۔۔ کیا پورٹ ہے اودر۔۔۔ جیسورائے تیز بچے میں کہا۔"

"ہم نے انہیں مارا کر لیا ہے باس۔ تینوں ختم ہو گئے ہیں باس۔ ہم نے ان کی لاشیں بھی چپاک کر لی ہیں۔ ان میں سے ایک مقامی سیاہ فام ہے۔ جب کہ دو دیگر کمین ہیں۔ ان کی لاشیں گولیوں

رہ گیا۔"

"ادہ۔ اگر واقعی ایسی بات ہے تو پھر تو انہوں نے بہت گہری بات سوچی ہے۔ میرے ذہن میں تو سرے سے یہ آئیڈیا تک نہ تھا۔"

"مجھے یقین ہے کہ ایسا ہی ہو گا۔ بہر حال ان کی یہ غلط فہمی انہیں لے ڈوبے گی کہ میں ایک عام سا دہشت گرد ہوں انہیں ہرگز یہ معلوم نہیں کہ میں بھی کسی زمانے میں بہت معروف سیکرٹ ایجنٹ رہا ہوں اور دہشت گردی میں میری اب تک کی کامیابی کا اصل راز بھی اسی بات میں پنہاں ہے۔" جیسورائے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل جوہم نے سر ہلا دیا۔

"ابھی تک ہتھ مارے نمبر تھری کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں آئی۔ حالانکہ اب تک کچھ نہ سمجھ ہو جانا چاہیے۔" کرنل جوہم نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"وہ لوگ بے حد ہوشیار ہوں گے۔ اس لئے آسانی سے کہاں نہ جائیں گے۔ بہر حال مارے ضرور جائیں گے۔ یہ بات طے ہے۔" جیسورائے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ابھی اس کا فقرہ ختم ہی ہوا تھا کہ ٹرانسمیٹر جاگ پڑا۔ اور اس میں سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی۔

"لو آگئی ان کے مارے جانے کی اطلاع۔" جیسورائے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

مخاطب ہو گیا۔

”دیکھا تم نے کرنل جوہم میرے انتظامات کی وجہ سے وہ کتنی آسانی سے ہلاک ہو گئے ہیں۔ جیسورا کے بچے میں مسرت تھی۔ لیکن تم کو سیکرٹ ایجنٹوں کو جتنا عقلمند اور زیرک بتا رہے تھے اتنے وہ نکلے نہیں ہیں آسانی سے مر گئے ہیں۔“ کرنل جوہم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر میری جگہ کوئی اور ہوتا تو یہ لوگ اتنی آسانی سے کبھی نہ مرتے۔ یہ تو میں نے یہاں انتظامات ہی ایسے کر رکھے ہیں کہ انہیں مرنا پڑا۔ اور انہی انتظامات کی وجہ سے تو آج تک کو ابو گوریلوں کو ہیڈ کوارٹر پر کوئی کامیاب حملہ کرنے میں کامیابی نہیں ہوئی۔“ جیسورا نے کہا اور کرنل جوہم نے سر ہلادیا۔

”اب یہ لاشیں کب تک یہاں پھیں گی۔“ کرنل جوہم نے کسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”خصوصی جیپ پر آ رہی ہوں گی۔ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ کے اندر پہنچ جائیں گی۔“ جیسورا نے کہا۔

”او۔ کے۔ میں کچھ دیر آرام کرنا چاہتا ہوں۔ جب یہ لاشیں آ جائیں تو مجھے ضرور اطلاع کرنا۔ میں خود بھی انہیں دیکھنا چاہتا ہوں۔“ کرنل جوہم نے کہا اور جیسورا کے سر ملانے پردہ بندی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

سے چھلنی ہو گئی ہیں اور۔“ — دنگ تقری نے انتہائی پُر جوش لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ویرسی گڈ چاکشی۔ تم نے خود ان کی لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں اور۔“ جیسورا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ ”یس باس۔ اسی لئے تو میں کال ہولڈ کر کے خود گیا تھا۔ میں نے خود ان کی لاشیں چیک کی ہیں اور۔“ — دنگ تقری نے کہا۔

”او۔ کے۔ تم نے واقعی کارنامہ سر انجام دیا ہے۔

ویرسی گڈ۔ اب ایسا کرو ان کی لاشیں اپنے ساتھ لے کر یہاں ہیڈ کوارٹر پہنچو۔ میں اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں چیک کرنا چاہتا ہوں۔ اور سکو۔ ان کے ساتھ جو سوسن عورت تھی وہ یقیناً وہیں پھٹی ہوئی ہوگی۔ وہ مشن میں ساتھ نہ آئی ہوگی۔ اس لئے تم دماغ آست تلاش کرو اور جیسے ہی وہ نظر آئے اسے گولی مارنے کی بجائے زندہ گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر بھیجوا دینا اور اینڈ آف“ جیسورا نے کہا اور پھر اس نے تیزی سے ذرخونی تبدیلی کے

دنگ فور کو اطلاع دی کہ دنگ تقری ان لوگوں کو ہلاک کرنے میں کامیاب ہو گیا ہے۔ اور اب وہ لاشیں بھجوا رہا ہے۔ اس لئے وہ اب مطمئن ہو جائیں۔ ٹرانسمیٹر ۲ ف کے اس نے فون پر ایرک کو بھی اطلاع کر دی کہ سپر حفاظتی نظام ختم کر دیا جائے۔ اور جیسے ہی لاشیں ہیڈ کوارٹر پہنچیں انہیں اس کے دفتر میں پہنچا دیا جائے۔ پھر فون بند کر کے وہ سامنے بیٹھے کرنل جوہم سے

وہاں انہوں نے غسل کیا۔ جب یہ غسل خانے سے باہر آئے تو دونوں لڑکھیں ایشیائی بن چکے تھے اس کے بعد انہوں نے کھانا کھایا اور پھر یہاں کے سردار کے بیٹے کو روکوا ساتھ لے کر اس کی ٹیکسی میں گئے ہیں اور۔۔۔ جیکال نے کہا۔

”خیر! مطلب۔۔۔ غسل خانے میں جا کر انہوں نے میک اپ کیے صاف کر لیا۔ ادہ۔ میں سمجھ گیا کوئی خاص چیز ان کے پاس پہلے سے موجود تھی جس سے یہ میک اپ اتار سکتے تھے۔ ادہ۔ مجھے ان کی مکمل اور بھرپور تلاشی کا خیال ہی نہیں آیا۔ بہر حال اب یہ بات تو طے ہو گئی کہ یہ لڑکھیں جرنلٹ نہ تھیں۔ بلکہ میرے ذہن کے مطابق وہی ایجنٹ تھیں کاش میں انہیں گولیوں سے اڑا دیتا۔ لیکن ان بچہوں نے میک اپ ہی ایسے آدمیوں کا کر رکھا تھا کہ جرنل بارٹرنے ان کی موت کی ذمہ داری قبول کر لے سے انکار کر دیا۔ بہر حال اب بتاؤ کہ وہ گئے کہاں ہیں اور۔۔۔ کمرل ونیشن نے تجویز طرح دانست پتے ہوئے کہا۔

”باس۔ میں اس سردار کے ایک ملازم کو بھاری رقم رشوت میں دے کر صرف اتنا معلوم کر سکا ہوں کہ کوروان سے باتیں کر رہا تھا اور وہ ملازم اس دقت کمرے کی دوسری طرف کھڑکی کے پاس کام کر رہا تھا۔ اس کے کانوں میں اس گفتگو کے کچھ حصے ہی پڑے ہیں۔ جن کو سن کر میں نے بڑی مشکل سے یہ اندازہ لگایا ہے کہ یہ لوگ کوروی جیب میں کسی سرحدی گاؤں کا بورا جائیں گے وہاں سے جیب پر سفر کر کے کسی دوسرے جیبے بچاؤ

کمرے کے ونیشن نے اپنے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر میں سے اچانک ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور کمرل ونیشن نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر باتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بیٹن آن کر دیا۔

”ہیلو جیلو۔۔۔ جیکال کا ننگ اور۔۔۔ ایک پتلی سی آواز سنائی دی۔

”ادہ۔ جیکال تم۔۔۔ ایس کمرل ونیشن اسٹنگ۔ کیا رپورٹ ہے اور۔۔۔“ کمرل ونیشن نے جیکال کا نام سنتے ہی بڑی طرح چونک کر پوچھا۔

”باس۔ میں نے تمام انکوائری مکمل کر لی ہے۔ یہ دونوں ایرپورٹ سے ایک پرائیویٹ ٹیکسی میں بیٹھ کر قریبی مغلستان میں گئے ہیں۔ یہاں دو بلے تڑنگے ایک ریجیو جسٹی پہلے سے موجود تھے۔

زیادہ سے زیادہ تین سو کو میٹر باس۔ ٹریسیانے
بجایا۔

ٹھیک ہے۔ اب رات داغ ہو گئی۔ تمہارا شکریہ۔ اب تم
لتی ہو۔ کرنل ونیٹن نے کہا۔

مگر کرنل۔ کیا آپ مجھے بتائیں گے کہ آپ یہ سب کچھ کیوں
رہے ہیں۔ ٹریسیانے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

وہ ایک زمین صحافی جنہیں بوٹسوانا پہنچایا گیا تھا۔ وہ واقعی
اپنی سیکرٹ ایجنٹ تھے۔ ان کے پاس میک اپ صاف
نے کا کوئی خاص راز موجود تھا۔ جس کا ہمیں پتہ نہ چل سکا انہوں

دہان جا کو میک اپ صاف کر لیا۔ اس کے بعد یہ لوگ دہان
کا ریکو کسی سرحدی قصبے کا بورا سے گزرا کہ بچانگ پہنچیں گے۔

بے آدمی نے یہی اطلاع دی ہے۔ اور اب مجھے فوری طور پر
لک پہنچنا ہو گا تاکہ وہاں انہیں چیک کیا جاسکے۔ ورنہ یہ

انتہائی آسانی سے بچانگ سے جو ہنبرگ پہنچ جاتیں گے۔
ہم بے خبر رہیں گے۔ کرنل ونیٹن نے کہا اور اس

ساتھ ہی اس نے دیوورا اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے
کا حکم دیتے۔

ہیلو کرنل ونیٹن کا لنگ کرنل ڈوجان۔ کرنل ونیٹن نے
تفہم ہوتے ہی تیز لہجے میں کہا۔

یس کرنل ڈوجان اسٹیننگ۔ کیا بات ہے کرنل۔ آپ کچھ
مان نظر آتے ہیں۔ دوسری طرف سے کرنل ڈوجان

”بوٹسوانا کی سرحد کے قریب ہے کرنل۔ ایک چھوٹا سا سرحدی
قصبہ ہے۔ لیکن آپ کیوں پوچھ رہے ہیں۔“ ٹریسیانے

حیرت بھرے لہجے میں کہا
”لیکن یہاں نقشے میں تو اس کا نام ہی موجود نہیں ہے حالانکہ
یہ تفصیلی نقشہ ہے۔“ کرنل ونیٹن نے حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔
”نقشے میں۔۔۔ اودہ۔ یہ تو اس کا عام نام ہے کرنل سرکار
نام تو اسکا راکوبا ہے۔ چھوٹا سا قصبہ ہے۔“ ٹریسیانے

جواب دیا۔
”اودہ۔ راکوبا۔ اودہ۔“ کرنل ونیٹن نے کہا اور ایک

پھر نقشہ پر جھک گیا۔
”ہاں۔ راکوبا موجود ہے۔ ٹھیک ہے۔ اب بات سمجھیں آگئی

تھیں۔ بوٹریسیا۔ ورنہ میں تو واقعی جبری طرح الجھ گیا تھا۔ اب
یہ بتاؤ کہ بچانگ کے قریب کہیں کوئی کھاد فیکٹری بھی ہے۔“

کرنل ونیٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کھاد فیکٹری۔۔۔ جی ہاں۔ دو سال قبل بچانگ سے ہیں کو

میٹر دو جو ہنبرگ کی طرف آنے والی مین شاہراہ کے کنارے
پر ایک بڑی کھاد فیکٹری بنائی گئی ہے۔“ ٹریسیانے

جواب دیا۔
”فہم۔ یہ بچانگ یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے۔“ کرنل

ونیٹن نے پوچھا۔

وگ المارٹ تو رہیں۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں۔ کمرل
نے جواب دیا۔

ہاں کا انچارج میجر فوشن ہے۔ خاصا تیز طرار آدمی ہے۔
سے المارٹ کر دیتا ہوں۔ کمرل ڈوجان نے کہا۔
اُسے المارٹ کر دو۔ اور ایک ہیلی کاپٹر فوراً طور اور
دہم دو ہو شیار آدمی ساتھ لے جائیں گے۔ زیادہ بھانک
ضرورت نہیں ہے۔ تم بھی اگر چلنا چاہو تو مجھے کوئی ہتھی
نہیں ہے۔ لیکن ہمیں فوراً روانہ ہونا ہے۔ کس کے اوپر
ہم نے کہا۔

آدمی ساتھ لے جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہ طاقتور دروین
ہے۔ خاصے فوجی موجود ہیں۔ ادریں آپ کے سینچین ہو کہ ان
کا۔ آپ آجائیں ہیلی پیڈ پر۔ ہیلی کاپٹر تین منٹ ضرور سوار
ڈوجان نے کہا اور کمرل ونیشن نے اُس کے کہ
رکھا اور پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

س وہ سارا علاقہ میرا بھی طرح دیکھا ہوا ہے۔ اگر
اوس تو میں آپ کے ساتھ چلوں۔ ٹریلیا۔
مک خاموش کھڑی تھی بول بڑی۔

ہاں۔ چلو کوئی ہرج نہیں ہے۔ کمرل ونیشن نے
نے ہوئے کہا۔ اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
بھی اس کے پیچھے ہی باہر آگئی۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں
کے ہیلی پیڈ پر پہنچ گئے۔ وہاں ایک چھوٹا لیکن خاص

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

کمرل ڈوجان۔ میں نے بوشوانا میں موجود ایک ایکرمین
کی ڈیوٹی لگا رہی تھی کہ وہ مجھے ان ایکرمینز کے متعلق رپورٹ
کہ یہ کہاں گئے ہیں اور ان کی کیا سرگرمیاں ہیں۔ اس
ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ وہ ایکرمین نہ تھے۔ بلکہ وہی
ایجنٹ تھے۔ انہوں نے وہاں کسی خلستان میں پناہ لی جہاں
ایکرمین جشی پہلے سے ان کے منتظر تھے۔ وہاں انہوں نے
غسل کرتے ہوئے سجانے کی طرح اپنے میک اپ صاف
لئے۔ اور پھر کسی کور کے ساتھ وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے
مزید انکوائری پرمیرے آدمی کو صرف اتنا پتہ چل سکا ہے کہ
انہوں نے کابورا سے ہو کر بچانگ جانا ہے۔ اور وہاں وہ
کھاد فیکٹری کا بھی ذکر کر رہے تھے۔ میں نے تو نقشہ دیکھا
نہ مجھے کابورا نظر آیا اور نہ بچانگ۔ لیکن ٹریلیا نے مجھے
ہے کہ وہ بچانگ کی رہنے والی ہے۔ اور بچانگ عام نام
اس کا سرکاری نام راکوبا ہے۔ راکوبا نقشے میں موجود ہے
اور ٹریلیا ہی نے بتایا ہے کہ وہاں دو سال پہلے کھاد فیکٹری
بھی بنائی گئی ہے۔ تم یہ بتاؤ کمرل کہ ان علاقوں کا انچارج
ہے۔ کمرل ونیشن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"اوه کمرل۔ یہ تو انتہائی اہم اطلاع ہے۔ ہمیں وہاں غو
چاہیے۔" کمرل ڈوجان نے کہا۔
"میں خود تو وہاں جا رہا ہوں۔ لیکن ہمارے جانے تک کم از کم

کہ خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگا۔

”جو ہینرگ سے جو سڑک بچانگ جاتی ہے اس سڑک کے
وپر اوپر چلو۔“ کرنل ونیشن نے پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔
پائلٹ نے سڑک پر پہلی کا پیٹر کارخ ذرا سا موڑا اور پھر آگے
بڑھنے لگا۔ کرنل ونیشن نے دور بین آئینوں سے لگائی۔ اور
بچے دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد اُسے دور سے ایک بل کھا کر
جاتی ہوئی سڑک نظر آنے لگی جس پر اکا دکا ٹریفک چل رہی تھی۔
پہلی کا پیٹر اس سڑک کے اوپر پہنچ کر موڑا اور پھر سڑک کے اوپر
بٹا ہوا تیزی سے آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ کرنل ونیشن بچانگ
کی طرف سے آنے والی ہر کار۔ بس اور ٹرک کو طاقتور دور بین
سے اس طرح غور سے دیکھ رہا تھا جیسے اُسے یقین ہو کہ ان
سے کسی نہ کسی میں عمران اور اس کے ساتھی ضرور سوار
ہوں گے۔

تیز رفتار فوجی ہیلی کاہٹر موجود تھا۔ جس کے ساتھ ہی کرنل
اور ہیلی کاہٹر پائلٹ بھی موجود تھا۔

”تیسرے کرنل کیا کیپٹن ٹریسا بھی ساتھ جائیں گی۔“
اڈوجان نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

ایب ”ہاں۔ یہ اس علاقے کی رہنے والی ہے۔ اس لئے ہر
ایک پر ان کی موجودگی سے کوئی فائدہ پہنچ جائے۔ تم نے سچ
غسل کر لٹ کر دیا ہے۔“ کرنل ونیشن نے پوچھا۔

لئے۔ اور جس۔ اور سچو فوشن فوری طور پر حکومت میں آگیا۔
مزید اٹکا امریکی تیز کام کرنے والا آدمی ہے۔ اور مجھے یقین ہے۔

انہوں نے کہتے تھے کہ وہ ان لوگوں کو ٹریس بھی کر چکا ہوگا۔
کھا دیکھ رہے تھے کہ وہ کاپور کے بارے میں بھی جانتا ہے۔

نہ مجھے کاپور صمدی قصیدہ ہے۔ اور اس کے اور بچانگ کے
سے کہ وہ بھل پھیلا ہوا ہے۔ اس نے کہا ہے کہ وہ جنگل کے

اس کا جن کرے گا۔ اس طرح یہ لوگ آسانی سے پکڑے
اور ٹرپے۔“ کرنل ڈوجان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ اور

بھی سیٹن نے اثبات میں سر ہلادیا۔ اور پھر وہ ہیلی کاہٹر
سوار ہو گئے۔ پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر کرنل ونیشن

آگیا۔ جب کہ عقبی سیٹوں پر کرنل ڈوجان اور ٹریسا
کرنل ونیشن نے سیٹ کے اوپر ہک سے لٹکی ہوئی طاقتور

دور بین اتار کر اپنی گود میں رکھ لی۔ ہیلی کاہٹر چند لمحے بعد
میں بلند ہوا اور پھر خاصی بلند می پر جا کر وہ شمال کی سمت

کی تفصیلات بتاؤ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”اسلحہ تو ادھڑپٹیوں میں پڑا ہے۔ دیکھ لیں۔ ہم ہیں مشین
نہیں ہیں اور ان کے میگزین یہاں تو یہی چیزیں کام آتی ہیں۔“
اکش نے جواب دیا۔ اور صفدر نے آگے بڑھ کر سارے
مندوق کھلوائے اور پھر انہیں غور سے دیکھنے کے بعد وہ
اپس کمرسیوں کی طرف آگیا۔

”اب مجھے اس راتے اور ان کے حفاظتی نظام کے متعلق
نصیل بتاؤ۔“ صفدر نے پوچھا اور راکش
لتے ہوئے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری
کھول کر اس کے اندر سے ایک موٹا سا رول کیا ہوا نقشہ
کالا اور اسے لاکر دیمیا فی مینر پر رکھ کر کھول دیا۔

”یہ دیکھیے۔ یہاں ہم اس وقت موجود ہیں اور یہاں ان کا ہیٹ
لوائرڈ ہے۔“ راکش نے دو مختلف جگہوں پر انگلیاں
کھتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ صفدر اور اس کے ساتھیوں نے غور
سے ان مقامات کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”دماغ تک پہنچنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ کیونکہ اس راتے
ن کوئی قدرتی رکاوٹ موجود نہیں ہے۔ ورنہ اور ہر جگہ انتہائی
خطرناک دلدل میں موجود ہیں جو راستہ روک دیتی ہیں۔“
اکش نے نقشہ پر انگلی چلا کر راستہ بتاتے ہوئے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ اب حفاظتی انتظامات۔“ صفدر نے پوچھا۔

صفدر اور اس کے ساتھیوں نے مقامی سیاہ
فاموں جیسا میک اپ کر لیا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی انہوں
نے سبز کپڑوں والے مخصوص فوجی لباس بھی پہن لئے۔ جو لیا کو
بھی مردانہ لباس پہنایا گیا اور اس کے چہرے پر بھی مردانہ
میک اپ کیا گیا تھا۔ سر پر پی کیٹ بنا ٹوپی پہننے کے بعد
وہ واقعی کوئی سیاہ فام فوجی لگ رہی تھی۔

”کمال ہے آپ لوگ تو حیرت انگیز طور پر بدل گئے ہیں۔“
راکش نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں ان سے مخاطب ہوا۔
کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی شدید حیرت کے آثار نمایاں
”حیران ہونے کی بجائے تم ہمیں اپنے اسلحہ خانہ کی پورا
تفصیل بتاؤ۔ اور اس کے ساتھ ساتھ یہاں بیٹھ کر ان کے سینہ
تک پہنچنے کا راستہ اور دماغ موجود ان لوگوں کے حفاظتی نظام

”لازمی بات ہے۔ لیکن اس دعا سے کہ بغیر اور کوئی راستہ بھی

ہیں ہے۔" راکش نے جواب دیا۔
 "سنو۔ ہم کسی جگہ انہیں اپنی جھلک دکھائیں گے۔ اور پھر
 سرے راستے پر چڑھ جائیں گے۔ اس سے پہلے ہم کسی مخصوص
 جہاٹ پر درختوں کے درمیان اس طرح مشین گنوں کو فٹ کر
 گئے کہ جیسے ہی وہ لوگ ادھر متوجہ ہوں ہم ان کو آن کر دیں
 ۔ اس طرح فائر ہوتا رہے گا۔ اور وہ لوگ سمجھیں گے کہ ہم پھنس
 نہیں۔ لازماً وہ ادھر متوجہ ہو جائیں گے۔ ہم اس دوپان دنگر
 کے ہیڈ کو آرٹریڈ قبضہ کر لیں گے اور پھر وہاں موجود آخر اڈو
 کے دہان سے جیپ لے کر انہی کے میک اپ میں
 کو آرٹریڈ چل پڑیں گے۔ اس طرح ہمیں راستے میں پکے جگہ
 پر بھی نہ ہوگا اور ہم جلد از جلد دیاں پہنچ جائیں گے۔"
 مرنے کہا۔

اوه تو ریڈ ٹریپ کرنا چاہتے ہو۔" — تنویر نے چونک کر کہا۔

ہاں۔ ریٹائرمنٹ یہاں ضروری ہے تاکہ سب کو اس کا کافی دیر تک متوجہ رکھا جاسکے اور ہم آسانی سے ہیڈ ریٹائرمنٹ قبضہ کر لیں۔“ صفر نے کہا۔

ویرنی گڈ۔ یہ بہت اچھی سوجن ہے صفر۔ اس طرح ہمیں بے پناہ آسائیاں ہو جائیں گی۔ جو لیلانے بھی درکیات کئی تائید کرتے ہوئے کہا۔

یہ مقام ہے۔ یہاں جے گروپ کے دنگ ٹھری کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ یہ چند ٹکڑی کے کیمبن ہیں۔ اور اس دنگ کے آدمی اس راستے کی ہر طرف سے درختوں پر چڑھ کر مکمل نگرانی کرتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد یہاں سے ان کے دنگ فور کی حدود شروع ہوتی جاتی ہے۔ ان کا ہیڈ کوارٹر یہاں ہے۔ یہاں بھی جا رکٹ ٹھی کے کیمبن ہیں۔ پھر یہاں سے ان کے ہیڈ کوارٹر کو راستہ جاتا ہے اور یہاں وہ جگہ ہے جہاں سے ہم خفیہ طور پر ان کے ہیڈ کوارٹر میں داخل ہو سکتے ہیں۔ یہ سبز رنگ بنا راستہ ہے۔ جو ان کے زیر زمین ہیڈ کوارٹر میں جاتا ہے۔ — راکش نے تفصیل بتائی ہوئے کہا۔

ہوں۔ اگر دیکھ کر مٹری سے ان کا کوئی آدمی ہمیں کواٹر جان چاہے تو پھر وہ کس طرح جلتے ہیں۔ پیل یا کسی سواری پر۔ صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد یو جھا۔

”ان کے پاس مخصوص جبین ہیں۔ اس کے ذریعے یہ زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے کے اندر ہینڈ کو اڑھائی سو سو راکش نے جواب دیا۔ اور صفدر پھر کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا۔“

”سنو میرے ذہن میں ایک پلاننگ آتی ہے۔ کیونکہ اگر ہم بغیر پلاننگ کے وہاں سے گھرے تو لازماً مارے جائیں گے۔ ہماری تمشدگی اور ان کے آدمیوں کی ہلاکت کی خبر مل جانے کے بعد وہ سب بے حد چونکا ہوں گے اور لازماً ہمیں تلاش بھی کرتے رہیں گے۔“

— صفدر نے کہا۔

”پھر اس طرح ہے جناب کہ یہاں پیشوراندی کے کنارے انہیں جھلک دکھائی جائے۔ بہت اونچی اونچی جھاڑیاں ہیں۔ دماغ سے ہم آسانی سے چھپ کر اس طرف ہیڈ کو آرٹھر کے قریب پہنچ سکتے ہیں۔ یہاں درخت بے حد گھنے ہیں۔ یہاں ہم ریڈ ٹریپ کر سکتے ہیں۔ جب تک یہ لوگ یہاں متوجہ رہیں ہم اس دوران راستے سے ہوتے ہوئے ان کے ہیڈ کو آرٹھر پہنچ سکتے ہیں۔“ راکش نے نقشے کی مدد سے انہیں سمجھا دئے کہ۔

”گٹ۔۔۔ تم واقعی ذہین آدمی ہو۔ تم ریڈ ٹریپ سمجھتے ہو۔۔۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”بالکل۔۔۔ ہمیں اس کی باقاعدہ ٹریننگ دی گئی ہے۔“ راکش نے جواب دیا۔
”او۔۔۔ سنو۔۔۔ اب تم لوگ تو نہ می کے انہیں جھلک دکھاؤ گے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف افراد کی جھلک دیکھیں۔ ادھر میں اس دوران ٹریپنگ مکمل کر لوں گا۔ اس کے بعد جب تم یہ پہنچو گے تو ہم دماغ سے چل پڑیں گے۔ اور ریڈ آن کر دیں گے۔ اس نے بعد ہم اکٹھے ہی۔“

”او۔۔۔“ راکش نے جواب دیا۔
”او۔۔۔ سنو۔۔۔ اب تم لوگ تو نہ می کے انہیں جھلک دکھاؤ گے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف افراد کی جھلک دیکھیں۔ ادھر میں اس دوران ٹریپنگ مکمل کر لوں گا۔ اس کے بعد جب تم یہ پہنچو گے تو ہم دماغ سے چل پڑیں گے۔ اور ریڈ آن کر دیں گے۔ اس نے بعد ہم اکٹھے ہی۔“
”او۔۔۔ سنو۔۔۔ اب تم لوگ تو نہ می کے انہیں جھلک دکھاؤ گے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف افراد کی جھلک دیکھیں۔ ادھر میں اس دوران ٹریپنگ مکمل کر لوں گا۔ اس کے بعد جب تم یہ پہنچو گے تو ہم دماغ سے چل پڑیں گے۔ اور ریڈ آن کر دیں گے۔ اس نے بعد ہم اکٹھے ہی۔“
”او۔۔۔ سنو۔۔۔ اب تم لوگ تو نہ می کے انہیں جھلک دکھاؤ گے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف افراد کی جھلک دیکھیں۔ ادھر میں اس دوران ٹریپنگ مکمل کر لوں گا۔ اس کے بعد جب تم یہ پہنچو گے تو ہم دماغ سے چل پڑیں گے۔ اور ریڈ آن کر دیں گے۔ اس نے بعد ہم اکٹھے ہی۔“

”اپ دو بارہ کرنے پڑیں۔“ صفدر نے کہا۔ اور سارے ہلاتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد جب وہ تہہ خلع سے باہر آئے تو صفدر کی پشت پر ایک خاصا بڑا لدا ہوا تھا۔ جب کہ باقی تینوں کے ہاتھوں میں مشینیں ہی موجود تھیں۔ راکش ان کی رہنمائی کر رہا تھا۔ اور پھر کافی آگے آنے کے بعد وہ رک گیا۔

آپ صفدر صاحب ادھر شمال کی طرف جائیں ادھر وہ چاٹ ہے ریڈ ٹریپنگ کا اور ہم مشرق کی طرف سے آگے آکر پیشوراندی پہنچیں گے اور پھر دماغ سے ہم گھومتے ہوئے مغرب سے ہو کر آپ کے پاس پہنچ جائیں گے۔“

”نہیں سمجھاتے ہوئے کہا۔“
”او۔۔۔ کے۔“ تنویر اور جولیا۔ تم دونوں نے بے حد محتاط رہنا۔“ صفدر نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا شمال کی طرف بڑھتا گیا۔ وہ جھاڑیوں کے پیچھے سے کسی چھکی ترکوش کی طرح بڑھتا جا رہا تھا۔ اور ہر طرف سے انتہائی چوکنا اور محتاط تھا۔

”او۔۔۔ سنو۔۔۔ اب تم لوگ تو نہ می کے انہیں جھلک دکھاؤ گے۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ صرف افراد کی جھلک دیکھیں۔ ادھر میں اس دوران ٹریپنگ مکمل کر لوں گا۔ اس کے بعد جب تم یہ پہنچو گے تو ہم دماغ سے چل پڑیں گے۔ اور ریڈ آن کر دیں گے۔ اس نے بعد ہم اکٹھے ہی۔“

گیا۔ اس نے اس درخت کے درمیان جھ سے مشین گن کو ایک مخصوص سمت میں تار کی مدد سے اس طرح باندھ دیا کہ فائر کے باوجود مشین گن گرنہ سکتی تھی۔ پھر اس نے اس کے ٹرم کے ساتھ تار کو ایک مخصوص انداز میں گانٹھ دی اور تار نیچے پھینک کر وہ درخت سے نیچے اتر آیا۔ اس نے مختلف درختوں پر چڑھ کر اس طرح چار مشین گنیں باندھیں۔ ان سب کے ساتھ وہ تار مخصوص انداز میں موجود تھی۔ پھر باقی تار کو وہ درختوں کے درمیان موجود دھبوں میں چھپا کر آگے لیتا گیا۔ کافی دور آ کر اس نے تار کو اپنی کمر میں موجود دلیٹ سے باندھ دیا اور پھر ایک درخت پر چڑھ گیا۔ اس درخت کی شاخیں خاصی ٹیکد اڑھیں۔ اس ایک مضبوط سے تنے کا انتخاب کیا۔ اور پھر اس کے آخری سرے کو پکڑ کر وہ نیچے اٹک گیا۔ اس کے جسم سے وزن کی وجہ سے ٹیکد اڑھیاں نیچے ٹھک آئیں۔ صفدر کے قدم بھی زمین پر ٹک گئے تھے جب کہ ٹکھوں سے اس نے اس جگہ ہونے والے تار کو پکڑا ہوا تھا۔ پھر اس نے ایک ٹکھ سے تنے کو سنبھالا اور دوسرے ٹکھ سے اس نے دلیٹ میں بند بھی ہوئی تھی۔ علیحدہ کیا اور پھر بڑی دھارت سے اس نے اس کو درخت کے دوسرے پچھلے تنے کے ساتھ اس کے ساتھ باندھ دیا۔ اب جھکا ہوا تنہا پچھلے تنے کے ساتھ بند ہوا تھا۔ جب کہ تار اسی طرح اس تنے سے نیچے پڑی ہوئی تھی۔ تار کو وہ لے کر آگے بڑھتا گیا۔ اور پھر کافی دور جا کر اس

کو ایک تنے کے ساتھ ٹکڑے کر باندھ دیا۔ اس کے کانہ سے صرف ایک مشین گن نکلی ہوئی تھی۔ وہ تیزی سے واپس بلا اور اس جگہ آ گیا جہاں وہ ٹیکلا ابھی تک موجود ہے۔ نے ٹیکلا اٹھا کر دوبارہ پشت پر باندھا اور ایک طرف تھوڑی دواڑ میں ہو کر بیٹھ گیا۔ اُسے اپنے ساتھیوں کا انتظار تھا۔ ٹرمپ وہ مکمل کر چکا تھا۔

ٹھوڑی دیر بعد اُسے ایک درخت کے پیچھے حرکت محسوس کی تو اس نے بجلی کی سی تیزی سے مشین گن کا نہ سے اتار دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے حلق سے جھینگہ کی مخصوص آواز نکالی اور وائزوں نے پہلے ہی شناخت کے لئے کھڑے کر لی تھی۔ دوسرے دور درختوں کے پیچھے سے جھینگہ کی آواز سنائی دی۔ اور دراصل اطمینان کا ایک طویل سانس لیتے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور درختوں کے پیچھے سے صفدر جو لیا اور راکش تینوں نکلتے اور تے ہوئے صفدر کی طرف بڑھ آئے۔

ٹرمپ مکمل ہو گیا۔ "جولیا نے تیرا لہجہ میں پوچھا ہاں کیوں"۔ صفدر نے چونک کر پوچھا۔ ہمیں ہر طرف سے گھیرا جا رہا ہے۔ صفدر صاحب جلدی کر رہے ہیں۔ وہ نکل چلیں۔ وہ کچھ دیر میں یہاں پہنچ جائیں گے۔

اس نے تیز تیز لہجہ میں کہا۔ ٹھیک ہے۔ آؤ ابھی تار کافی باقی ہے۔ کچھ دور جا کر جب وہ تار کو لکھی تو وہ سب رک گئے۔

رہی تھیں۔ ٹیلے پر چڑھ کر وہ اوپر پہنچے تو دوسری طرف تین کیبن بنے ہوئے تھے۔ لیکن یہ تینوں کیبن درختوں اور پتوں میں اس طرح چھپے ہوئے تھے کہ نزدیک سے دیکھنے سے ہی نظر آتے تھے۔ ان میں سے ایک بڑے کیبن کی ایک کھڑکی سے روشنی چھن کر باہر آ رہی تھی۔ جب کہ باقی کیبن تاریک پڑے تھے۔ وہ چاروں جھاڑیوں میں رینگتے ہوئے اُسی روشنی کیبن کی طرف بڑھتے گئے۔ کیبن کا دروازہ کھلا ہوا تھا اُسی لمحے ایک آدمی کیبن کے کھلے دروازے سے نکلا اس کے ہاتھوں میں مشین گن تھی اور پھر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا دوسری طرف ٹیلے پر چڑھ کر جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ صفدر نے اشارہ کیا اور وہ چاروں تیزی سے رینگتے ہوئے کیبن کی طرف بڑھ گئے۔

ہیلو ہیلو۔ دنگ تھری کا لنگ اودرت۔ کیبن کے اندر سے ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ بار بار یہی فقرہ دہرایا جا رہا تھا۔

ییس۔ بے اٹنڈنگ اودرت۔ چنہ لمحوں بعد ایک تیز آواز سنائی دی۔ اور صفدر نے کھلے دروازے سے اندر جھانکا تو اس نے اپنی جسامت کے ایک سفید فام فوجی کو ایک بڑے سے ٹرانسمیٹر پر جھک رہا پایا۔

”باس۔ ہم نے انہیں گھیر لیا ہے۔ وہ ایک دلدل کے قریب پہنچ گئے ہیں اور مسلسل اور چاروں طرف تیز فائر کر رہے ہیں۔

لیکن ہمارے گردوپ نے انہیں چاروں طرف سے اس طرح گھیر لیا ہے کہ وہ کسی طرح بھی فرار نہیں ہو سکتے۔ ہم بھی ان پر مسلسل فائر کرتے ہوئے آگے بڑھتے جا رہے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ ان

”یہاں سے دنگ تھری کا کیبن کتنی دور ہے۔“ صفدر نے

پوچھا۔
”کچھ دور ہے۔ آپ اب ٹریپ آن کر دیں۔ اب تک وہ لوگ دباؤ پہنچ چکے ہوں گے۔“ راکش نے کہا۔ اور صفدر نے تار کے سرے کو اپنی ہتھیلی کے گرد دوہل دے کر پیٹھا اور پھر اس نے بڑے مخصوص انداز میں بازو کو دبا کر ٹھکانے کی طرف زوردار جھٹکا دیا۔ جھٹکے کے ایک لمحے بعد وہاں سے کافی دور ایک سخت گولیاں چلنے کا جیسے طوفان سا آگیا۔ پورا جنگل گولیوں سے گونجنے لگا۔

”جلو اب نکل چلو۔“ صفدر نے کہا اور پھر وہ سب دھڑو اور جھاڑیوں میں چھپے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تقریباً دس منٹ تک مسلسل دوڑنے کے بعد سب آگے آگے جانے والے راکش ایک سخت رک گیا۔ سامنے جنگل کے اندر اونچا لیکن انتہائی سرسبز ٹیلا نظر آ رہا تھا۔

”اس ٹیلے کے پیچھے دنگ تھری کا ہیڈ کوارٹر ہے۔“ راکش نے صفدر اور ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انتہائی احتیاط سے چلو۔ ہم نے کوشش کی ہے کہ آواز کا لے بغیر ہی یہاں موجود ہر شخص کو ڈھیر کر دیا جائے کتنے آدمی ہوں گے یہاں۔“ صفدر نے پوچھا۔

”اس وقت زیادہ سے زیادہ چار یا پانچ ہی ہوں گے۔“ راکش نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ دد۔ سے گولیاں چلنے کی مدھم مدھم آوازیں ابھی تک سنائی دے

”یس۔ کیا پورٹ ہے اور“ — دوسری طرف سے تیز بچے میں پوچھا گیا۔ صفداس کی آواز پر چھان گیا تھا۔ یہ عجیب لکھا۔

”ہم نے انہیں مار گرایا ہے باس۔ تینوں ختم ہو گئے ہیں باس۔ ہم نے ان کی لاشیں بھی چیک کر لی ہیں۔ ان میں سے ایک مقامی سیاہ فام ہے۔ جب کہ دوا بکری میں ہیں۔ ان کی لاشیں گولیوں سے چھلنی ہو گئی ہیں اور۔۔۔ صفر نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ویرجی گڈ چاشنی۔ کیا تم نے خود ان کی لاشیں اپنی آنکھوں سے دیکھی ہیں اور۔۔۔ جیسو نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ایس باس۔ اس لئے تو میں کال ہولڈ کر کے خود گیا تھا۔ میں نے خود ان کی لاشیں چیک کی ہیں اور“ — صفدر نے جواب دیا۔

”ادکے۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ ویری
گٹ۔ اب ایسا کرو ان کی لاشیں اپنے ساتھ لے کر یہاں بیٹھ کر وارنٹ
پہنچو۔ میں اپنی آنکھوں سے ان کی لاشیں چیک کرنا چاہتا ہوں
اور سنو۔ ان کے ساتھ جو دس عورت تھیں۔ وہ یقیناً وہیں

کے اندھا دھند راؤنڈ فائر کی وجہ سے اب تک ہمارے چھ آدمی مارے جا چکے ہیں۔ لیکن ہمارے پاس آدمیوں کی تعداد کافی ہے۔ اس لئے وہ ہر صورت میں مارے جائیں گے....." —

سفید فام فوجی مسلسل بولے جا رہا تھا کہ اسی لمحے صفدر کے پیر کے نیچے موجود ایک پتھر شاید زیادہ وزن بٹرنے کی وجہ سے ایک لمخت تیز آواز کے ساتھ کھسک کر لڑھکتا ہوا نیچے ایک گڑھے میں جاگرا۔ اور صفدر اور اس کے ساتھی تیزی سے سائیڈ ڈ

میں دیک گئے۔

”اوہ — ایک منٹ اور“ — ایک لمحت بولنے والے سفید فام فوجی نے رک کر کہا اور پھر کہیں کے دروازے کی طرف دوڑتے ہوئے قدموں کی آواز سنائی دی۔ دوسرے لمحے اس سفید فام فوجی نے باہر جھانکا۔ وہ شاید پتھر گرنے کی آواز سن کر ادھر آیا تھا۔ کہیں کی سائینس میں دیکھا ہوا مفہور یک لمحت اس پر کسی عقاب کی طرح بھپٹا۔ اور اس آدمی کو ساتھ لیتا ہوا نیچے جھڑیوں میں جا گرا۔ اس آدمی کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا ٹپٹا ہوا جسم یک لمحت سکت ہو گیا۔ مفہور نے بڑی دہارت سے اس کی گردن کی بیٹی ہی توڑ ڈالی تھی۔

”تم باہر کا خیال رکھو۔ میں اندر جا رہا ہوں۔“ صفر نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا وہ کہیں کے اندر داخل ہو گیا۔ رٹا سمیٹا بھی تک آن تھا۔ صفر نے ایک لمحے کے لئے ادھر ادھر دیکھا اور دیکھا اور دیکھتا بھٹکا کہ اس نے جتن دبا دیا۔

”اس نے کہ شاید کسی جگہ اس کی مزدورت بڑ جائے۔ پھر ہم لباس کہاں سے لائیں گے۔“ صفر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور جولیا نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا اور کین سے باہر کی طرف مڑ گئی۔ صفر نے جلدی سے پھیلے میں سے میک اپ کا سامان نکالا اور اُسے فرسش پر رکھ کر اس نے انتہائی پھرتی سے چاکشی کی لاش پر اپنا ایکویمین میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جب جولیا لباس تبدیل کر کے وائس آئی تو صفر چاکشی کے میک اپ سے فارغ ہو چکا تھا۔

”تم اپنا میک اپ صاف کر دو۔ میں اپنے پر چاکشی کا میک اپ کر لوں۔“ صفر نے کہا اور پھر اس کے ماتھے تیزی سے اپنے چہرے پر چلنے شروع ہو گئے۔ جب کہ جولیا نے اپنا میک اپ وائس کرنا شروع کر دیا۔ جب وہ دونوں ہی فائنل ٹچز لگا رہے تھے کہ باہر سے جھینگر کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں چونک پڑے۔ صفر نے بجلی کی سی تیزی سے میک اپ کا سامان پھیلے میں ڈالا اور پھر پھیلا اور چاکشی کو گھسیٹ کر اس نے ایک طرف الماری کے پیچھے چھپا دیا۔ جولیا خود بخود دوڑ کر ایک اور الماری کے پیچھے چھپ گئی جب کہ صفر بڑے اطمینان سے کمرسی گھسیٹ کر اس پر بیٹھ گیا۔ ابھی وہ بیٹھا ہی تھا کہ ایک سیاہ فام دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا۔

”کیا پورٹ ہے۔“ صفر نے چاکشی کے پیچھے میں پوچھا۔

چھپی ہوئی ہوگی۔ وہ مشن میں ساتھ نہ آئی ہوگی۔ اس لئے تم وہاں اُسے تلاش کرو۔ اور جیسے ہی وہ نظر آئے اُسے گولی مارنے کی بجائے زندہ گرفتار کر کے مہیڈ کو اور ٹری بھجوا دینا اور اینڈ آف جیسور نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا کین سے باہر گیا۔

”اسے اٹھ کر اندر لے آؤ۔ اور جولیا تم بھی آؤ۔ تنویر اور اکش دونوں باہر پہرہ دیں گے۔ میں اپنا، جولیا اور اس چاکشی کا نیا میک اپ کرنا چاہتا ہوں۔“ صفر نے کہا اور اکش نے جلدی سے آگے بڑھ کر جھاڑی میں بڑی ہوئی چاکشی کی لاش اٹھائی اور اُسے کین کے اندر ڈال کر وائس باہر چلا گیا۔ جب کہ تنویر باہر ہی رہا۔ اور جولیا اندر آ گئی۔

”جولیا۔ یہ تمہارا لباس میں پھیلے میں ڈال لیا تھا۔ یہ لو اور باہر کسی جھاڑی کے پیچھے جا کر بہل لو۔ جلدی کر دو۔ کسی کے آنے سے پہلے ہمیں میک اپ والا کام مکمل کرنا ہے۔ اور سنو۔ تنویر اور اکش کو کہہ دو کہ اگر کوئی آتا دکھائی دے تو اُسے روکیں نہیں بلکہ صرف جھینگر کی آواز والا اشارہ دے دیں جاؤ جلدی۔“ صفر نے اپنی پشت پر ہاتھ اٹھا کر اشارہ دے دیں جاؤ موجود جولیا کا لباس باہر نکلتے ہوئے کہا۔

”نکمال ہے۔ تم اسے ساتھ کیوں لے آئے تھے۔“ جولیا نے اس کے ماتھے سے لباس لیتے ہوئے پوچھا۔

تو پھر بات بن جائے گی۔“ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن تم نے مجھے اصل میک اپ اور لباس میں آنے کے
 لئے کیوں کہا ہے۔“ جولیانے ساتھ والی کرسی پر بیٹھتے ہوئے
 پوچھا۔ اور صفدر نے اُسے تفصیل سے جیسووا کے ساتھ ہونے
 والی گفتگو سنادی۔

”اوہ۔ تو تم اب مجھے گرفتار کر کے لے جاؤ گے۔“ جولیا
 نے منکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اس طرح ہمارا ایک بڑا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ ورنہ
 راتے میں تمہارے مردانہ لباس میں ہونے کے باوجود
 شناخت کا خطرہ باقی رہ سکتا تھا۔“ صفدر نے سر
 ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

”تھیک ہے۔ اب سیکورٹ سروس کے ممبر سیکورٹ سروس
 کی سیکورٹ جیف کو گرفتار کر کے لے جائیں گے۔ گڈ شو۔“
 جولیانے خستے ہوئے کہا۔ اور صفدر بھی ہنس پڑا۔

اُسی لمحے باہر سے ہیکل کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔
 اور وہ دونوں چونک پڑے۔ جولیا جلدی سے اٹھی اور ایک بار
 پھر الماری کے پیچھے پہنچ گئی۔ صفدر نے میز پر رکھی ہوئی مشین
 گن کو سیدھا کر کے رکھ دیا۔ اور چند لمحوں بعد دو آدمی
 سیڑھیاں چڑھ کر کہیں میں آئے۔ آگے ایک سفید فام
 فوجی تھا جب کہ اس کے پیچھے وہی سیاہ فام تھا اور صفدر
 کی آنکھوں میں سفید فام کو دیکھ کر اطمینان کی جھلکیاں نمایاں

”باس۔“ ان میں سے ایک بھی نہیں ملا۔ ہمارے
 آٹھ آدمی ہلاک ہو گئے ہیں۔ انہوں نے وہاں انتہائی
 باہر انداز میں ریڈ ٹریپ لگا رکھا تھا۔ اس لئے
 مشین گنیں خود بخود چل رہی تھیں۔ جب وہ خاموش ہوئیں
 اور ہم وہاں پہنچے تو وہاں ایک آدمی بھی موجود نہ تھا۔“ آنے
 والے نے بڑے مایوسانہ لہجے میں کہا۔
 ”ہو نہ ہو۔ ناکامی۔ آٹھ افراد بھی ہلاک ہو گئے۔“ صفدر
 نے غراتے ہوئے کہا۔

”باس۔“ مائیکل ابھی تک ان کو تلاش کر رہا ہے۔ لیکن وہ
 کہیں نظر نہیں آ رہے۔“ آنے والے نے کہا۔
 ”تم ایسا کر دو۔“ مائیکل کو ساتھ لے کر فوراً واپس آؤ۔ باقی لوگ
 انہیں تلاش کرتے رہیں۔ بلکہ دور جا کر تلاش کر دو یہ یقیناً
 ہمیں ڈان دے کہ دور نکل گئے ہوں گے۔ میں نے تم دونوں سے
 ضروری باتیں کہنی ہیں۔“ صفدر نے کہا۔

”یس باس۔“ اس سیاہ فام نے کہا۔ اور جلدی سے
 واپس مڑ کر دروازے سے باہر نکل گیا۔
 ”تم نے اسے واپس بھیج دیا۔“ جولیانے الماری کے
 پیچھے سے باہر نکلتے ہوئے کہا۔

”میرے سامنے تنویر کا مسئلہ ہے۔ اس آدمی کا قد و قامت
 اور جسمت تو راکش سے ملتی ہے۔“ مائیکل کا نام بتا رہا ہے
 کہ وہ لازماً سفید فام ہوگا۔ اگر وہ تنویر کے قد و قامت کا ہوا

ہو گئیں کیونکہ وہ تنویر کے قد و قامت سے ملتا جلتا تھا۔

”کیا بات ہے باتس۔ تمکو نے کہا ہے کہ آپ نے مجھے فوراً بلایا ہے۔“ آنے والے نے کہا۔ اور ساتھ ہی وہ اس طرح ادھر ادھر کی گھٹیا لگا جیسے اس کی چھٹی جس نے اُسے کسی اچانکے خطرے سے آگاہ کر دیا ہو۔

”ہاں۔ میں نے بلایا ہے تاکہ تمہیں تینا سکوں کہ جس نے تمہاری
 ناکامی کا بہت سخت ٹوٹس لیا ہے۔“ مقرر نے سخت لہجے
 میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک جھٹکے سے مشین گن
 اٹھائی اور پھر اس سے پہلے کہ وہ دونوں کچھ سمجھتے مقرر نے
 ٹریگر دبا دیا۔ ریٹ ریٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی مائیکل
 اور مسمود دونوں کی چیخیں بھی کین میں گونج اٹھیں۔ اور وہ کسی لٹوکے
 طرح گھومتے اور گولیاں کھاتے ہوئے نیچے گرے اور چند لمے
 تھوڑے کم ساکن ہو گئے۔

صنعتی اور تجارتی سرگرمیاں تھیں۔ ان کے علاوہ کچھ دیگر صنعتیں بھی تھیں جن میں سے ایک دھات کی صنعت تھی۔ اس وقت تک کہ وہ لوہے کی شمشیر بنانے لگی تھی۔

”میرا خیال ہے دونوں کو اندر نہیں آنا چاہیے۔ ایک باہر رہے۔“ جو لیلے نے کہا۔

”ادہ لمں ٹھیک ہے۔ پہلے تنزیہ کو بھیج دو اور راکش! سمجھا دو کہ وہ خیال رکھے۔ تاکہ میں تنزیہ پر مائیکل کا اور اس مائیکل تنزیہ کا میک اپ ایک کر دوں“۔ صفدر نے دوسرے

المادی کے چمچھے سے اپنا بیگ گھسیٹتے ہوئے کہا۔

اور چند لمحوں بعد اس نے تنویر پر مائیکل کا میک اپ کر دیا۔ اس کے بعد اس نے تنویر کو باہر جانے اور مارکس کو اندر بھیجنے کے لئے کہا۔ اور جب تمام مارکس آتا۔ اس نے مائیکل کے مردہ چہرے پر تنویر کا میک اپ ایک کمرتا شروع کر دیا۔

”راکش پر تو صرف چند ٹیڑھ ہی لگنے ہیں وہ میں کر دیتی ہوں“ جو لیلے نے کہا اور پھر اس نے راکش کے چہرے پر ہلکوکا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ جب تک صحنہ فارغ ہوتا وہ راکش پر ہلکوکا اور ہلکوپر راکش کا میک اپ کر کے فارغ بھی ہو گئی۔ صحنہ نے ایک نظر دونوں کو دیکھا اور پھر تحسین آمیز انداز میں سہلاتا ہوا وہ اس الماری کے پیچھے بڑھ گیا جہاں اس نے چاکلی کی لاش چھپائی تھی۔ اس کا جسم ابھی تک گرم تھا صحنہ نے اسے گھسیٹ کر کہیں کے درمیان میں کیا اور پھر مشین گن اٹھا کر اس کے مردہ جسم پر گولیوں کا برسٹ مار دیا۔

”اب تم ایسا کہہ دو یا تم کہہ مائیکل کے خون آلود کپڑوں میں
دھال بھگو کہ اس کے زخموں پر مل دو“ — صفدر نے کہا۔
اور خود وہ راکش کی طرف متوجہ ہو گیا۔

تم نے بتایا تھا کہ یہاں کوئی خصوصی جیب بھی ہے لیکن یہاں تو مجھ کوئی جیب نظر نہیں آ رہی۔“ صفدر نے اکرش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اُسے یہ لوگ چھپا کر رکھتے ہیں کسی گڑھے میں چھپی ہوئی ہو

مائیکل کی جیبوں سے نکلنے والا ایک چھوٹا سا سنگل لائن فکسڈ
فریکوئنسی ٹرانسمیٹر دیکھ کر وہ چونک پڑا۔
”ادہ سنگل لائن فکسڈ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر کا مطلب ہے کہ
ان سب کے پاس یہ ٹرانسمیٹر ہوں گے۔ چاکشی اور ٹمکو کو چیک
کرو۔“ صفر نے کہا۔ اور جب چند لمحوں بعد واقعی دونوں
کی جیبوں سے ویسے ہی ٹرانسمیٹر نکل آئے تو صفر کا چہرہ
کھل اٹھا۔

”گڈ۔ اب یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا۔“ صفر نے کہا۔ اسی
 لمحے باہر سے جیب کی آواز سنائی دی۔ اور وہ دونوں دروازے
کی طرف بڑھ گئے۔ گہرے سبز رنگ کی ایک پتلی سکن خاصی
لمبی جیب دہان موجود تھی۔ اور راکش اس میں سے باہر آ گیا۔
”تو بڑا در راکش تم دونوں اندر سے لاشیں اٹھا کر اس
جیب میں ڈالو۔ ہم یہاں سے کچھ فاصلے پر چھپ جائیں گے۔
پھر میں فکسڈ ٹرانسمیٹر پر باقی آدمیوں کو کال کر کے یہاں بلاؤں گا۔
سب کے پیچھے پر انہیں ہلاک کر کے گڑھوں میں پھینکیں گے۔
اور پھر اطمینان سے یہاں سے روانہ ہو جائیں گے۔ اس طرح
عقب سے کسی اطلاع کے پیچھے کا خدشہ ہی ختم ہو جائے گا۔“
صفر نے کہا اور اس کے ساتھیوں نے سر ہلا دیئے۔

گی۔۔۔ راکش نے جواب دیا۔
”ادہ۔۔۔ جا کر اسے ڈھونڈھو اور پھر یہاں لے آؤ۔ اب
ہمیں فوراً یہاں سے روانہ ہو جانا چاہیئے۔“ صفر نے کہا
اور راکش سر ہلاتا باہر کی طرف بڑھ گیا۔
”ہمارے عدم موجودگی میں اور لوگ آ گئے تو یہاں بکھر اہو
خون گولیوں کے نشانات وغیرہ دیکھ کر کیا سمجھیں گے۔“ جو
نے کہا۔

”اس کا یہی حل ہو سکتا ہے کہ یا تو ہم سارے کیبن کو بی
ہم سے اٹا دیں یا پھر اس ٹرانسمیٹر کو خراب کر دیں تاکہ وہ فوراً
طوریہ اطلاع نہ دے سکیں۔ لیکن آگے ان کا دنگ فوراً ہے۔
یہ لوگ دہان اطلاع دے دیں گے۔ اور یہ معلوم نہیں کہ ابھی
کتنے افراد زندہ ہیں اور کہاں کہاں بکھرے ہوئے ہیں۔“
صفر نے الجھے ہوئے لہجہ میں کہا۔

”میرا خیال ہے۔ تم ہم سے یہ کیبن ہی اڑا دو۔ اور پھر ہم ایک
طرف چھپ جاتے ہیں۔ ظاہر ہے یہ آڈاز سن کر ان میں سے
کوئی ضرور آئے گا۔ اسے کہا جاسکتا ہے کہ وہ باقی افراد کو
بھی بلا لائے یا ہو سکتا ہے انہوں نے بلانے کا کوئی خاص طریقہ
اپنا یا ہوا ہو۔“ جو نے کہا۔

”ادہ۔ کٹھرو۔ مجھے مائیکل وغیرہ کی تلاشی کا تو خیال ہی
نہ رہا۔“ صفر نے چونکتے ہوئے کہا۔ اور پھر تیزی
سے آگے بڑھ کر اس نے مائیکل کی تلاشی یعنی شروع کر دی۔

لباس انہوں نے تبدیل کر لئے تھے۔ جب کہ جوزف اور جوانا نے اصل چہروں میں ہی تھے۔
 ”جنگل کے قہقہے نے پوتم سیدھے کھا دیکڑی جاؤ گے۔“
 عمران نے کورو سے مخاطب ہو کر پوچھا۔
 ”نہیں۔ پہلے قصبے میں اس لیے اسٹارچ کے گھر جائیں گے اس کے بعد جیسے پر دگر ام بنا جائیں گے۔“ کورو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور عمران خاموش ہو گیا۔

جنگل کم گھنا تھا۔ اس لئے جیب آسانی سے درختوں کے درمیان چلتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ اور تقریباً آدھے گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد جنگل اور زیادہ کھلا ہونے لگ گیا۔ اور تھوڑی دیر بعد جیب واقعی جنگل سے نکل کر کھلے میدان میں آگئی۔ جہاں دور دور تک صرف چھاڑیاں ہی بھاڑیاں تھیں۔ کورو نے جیب کا رخ دائیں طرف موڑ دیا۔ اور پھر وہ ابھی چھاڑیوں پر ہی جیب دوڑاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا کافی فاصلہ طے کرنے کے بعد انہیں دور سے سختے سر تک نظر آنے لگ گئی جس پر ٹریفک چلتا ہوا نظر آ رہا تھا۔ شمال کی طرف ایک بڑے قصبے کے آثار بھی واضح ہونے لگ گئے تھے۔ سر تک اس قصبے کے اندر تک جا رہی تھی۔ کورو نے جیب کا رخ سر تک کی طرف موڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سر تک پر پہنچ کر قصبے کی طرف مڑ گئے۔ لیکن تھوڑا سا آگے جانے کے بعد جیسے ہی سر تک نے موڑ کاٹا وہ سب بُری طرح چوک

جنگل کے ٹیڑھے میڑھے راستوں پر جیب غامی رفتار سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر کورو موجود تھا۔ جب کہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر عمران اور عقبی سیٹوں پر ٹائیگر، جوزف اور جوانا موجود تھے۔ کار انہوں نے سرحدی قصبے کا پورا میں ہی چھوڑ دی تھی۔ اور کورو نے دلوں سے یہ جیب حاصل کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی عمران کے کہنے پر وہ چار مشین گنیں۔ کافی سارا میگنیزین اور غامی طاقت کے بم بھی لے آیا تھا۔ گو اس کے لئے عمران کو بھاری رقم خرچ کرنی پڑی تھی۔ اور ایک لحاظ سے وہ مفلس ہو کر رہ گیا تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ آگے جا کر یہ چیزیں کام آئیں گی۔ اس لئے اس نے رقم کی پرواہ نہ کی تھی۔ اس وقت عمران اور ٹائیگر دونوں عام سفید خاموں کے میک اپ میں تھے۔ البتہ

اس کے پیچھے بڑھا کر کورونے بجلی کی سی تیزی سے جیب کو ٹینکر کی اٹی
سائیڈ سے نکالا اور اندر بھی اور طوفان کی طرح وہ اُسے دوڑاتا ہوا بس
کے قریب پہنچ گیا۔

”ارے ارے۔۔۔ کسی کی چھتی ہوئی آواز سنائی دی۔ لیکن
اُسی لمحے عمران نے خانہ کا لفظ کہا اور اس کے ساتھ ہی جیب کی دونوں
اطراف سے متین گنوں کی تیز فائرنگ کی آوازیں کے ساتھ ہی ہم
کا ایک خوف ناک دھماکہ ہوا اور یہ ہم عمران نے مارا تھا جو ٹینکر کی
سائیڈ پر لگا۔ اور ایک خوف ناک دھماکہ سے پھٹ گیا۔ دوسرے
لمحے ٹینکر کے پرزے بکھر کر فضا میں اڑنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی
ایک اور خوف ناک دھماکہ ہوا اور ٹینکر میں بھرے ہوئے تیل کو آگ
لگ گئی۔ اور پھر تو جیسے ارد گرد کے ماحول پر جلتے ہوئے تیل کی بارش
سی ہونے لگی۔

کورونے جیب دوڑاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اب وہ
قصبے کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔ عمران نے دیکھا کہ پیچھے کوئی نہ آ
رہا تھا۔ اور عمران کے لبوں پر مسکراہٹ تیر گئی۔ اس کا مطلب تھا کہ
اس کی ٹینکر کو ہم مارنے والی ترکیب کامیاب ہو گئی تھی۔
قصبے کے اندر جیب دوڑاتا ہوا کورونے ایک باغ نما احاطے کے
گیت پر پہنچ گیا۔ احاطے کا کلکڑی کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ وہ جیب
کو اندر لے جاتا گیا۔ وہاں دس سیاہ فام موجود تھے وہ جیب کو
دیکھتے ہی تیزی سے اس کے قریب پہنچ گئے۔
”کورونے تم۔۔۔ ان میں سے ایک نے کورونے کو دیکھتے ہی

پڑے۔ کیونکہ سڑک پر تین فوجی جیبیں کھڑی تھیں اور سڑک کے
درمیان کلکڑی کا راڈ رکھ کر رکاوٹ بنا دی گئی تھی۔ اور دس مسلح
فوجی دباؤ سے گزرنے والی ہر گاڑی کی باقاعدہ چیکنگ کر رہے
تھے۔

”اوہ۔۔۔ چیکنگ ہو رہی ہے۔ اب کاغذات کا مسئلہ بنے
گا۔“ کورونے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
”تم چلو تو سہی۔ دیکھا جائے گا۔ اور کیا ہو سکتا ہے۔“
عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کورونے نے سر ہلا دیا۔ جیب
تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی گئی۔ اور چند لمحوں بعد وہ
قطار میں کھڑے ہوئے ایک آگلی ٹینکر کے پیچھے رک گئی۔ ٹینکر
سے آگے ایک بس بھی جسے چیک کیا جا رہا تھا۔

”سنو۔ جیسے ہی بس کے لئے راڈ چڑایا جائے تم کا رکھو
نکا لئے کی کرنا۔ اور تم سب اس لئے کہ تیار ہو جاؤ۔ ہم نے
فوری طور پر یہاں موجود فوجیوں کا خاتمہ کرنا ہے۔“ عمران نے
تیز لہجے میں پیچھے بیٹھے ہوئے ساتھیوں سے کہا۔
”لیکن پھر تو سارے قصبے کو گھیر لیا جائے گا۔“ کورونے
تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”بے فکر رہو۔ کچھ نہ کچھ ہو جائے گا۔ تم اس لیے اسخارج
سک ہمارے رہنمائی کر دو اور بس۔“ عمران نے مضبوط لہجے
میں کہا اور کورونے سر ہلا دیا۔
اُسی لمحے راڈ اٹھایا گیا۔ اور بس آگے بڑھنے لگی ٹینکر بھی

”یہ لوگ کہیں ہمارا پتہ نہ دے دیں۔ کیونکہ اب فوجوں نے اس پورے قصبے پر دھاوا بول دینا ہے۔“ — عمران نے کورو سے مخاطب ہو کر کہا۔

”ادھ نہیں۔“ سونو اس قصبے کا بے تاج بادشاہ ہے۔ اس کی اجازت کے بغیر تو قصبے کا کوئی آدمی پلوں کو بھی حرکت نہیں دے سکتا۔“ کورو نے کہا۔

مکان کا بڑا سا گیٹ بند تھا۔ کورو نے جلدی سے سائیڈ پر لگے ہوئے کالی سیل کا بیٹن دبا دیا۔ دوسرے لمبے گیٹ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک سیاہ فام نے باہر جھانکا۔

”ادھ کورو تم۔“ سیاہ فام کورو کو دیکھتے ہی جلدی سے باہر آ گیا۔ اس کے کاندھوں سے مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

”یہ سونو کے مہمان ہیں۔ سونو سے ملنا ہے۔“ کورو نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”ادھ اچھا۔ آ جاؤ اندر۔“ سیاہ فام نے کہا۔ اور کورو عمران اور اس کے ساتھیوں کو سمراہ لے اندر داخل ہو گیا۔ اصل عمارت اور گیٹ کے درمیان خاصا بڑا کھلا پختہ صحن تھا۔

عمارت کے باہر طویل برآمدہ تھا۔ جس میں کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ اور دلوں چار مسلح سیاہ فام کھڑے تھے۔ کورو کے ساتھ چلتے ہوئے وہ برآمدے میں پہنچے۔

”عمران صاحب۔ آپ یہاں ایک لمحے کے لئے رکیں۔ میں سونو سے بات کر کے آتا ہوں۔“ کورو نے کہا اور عمران کے سر

چونک کر کہا۔

”سونو کہاں ہے۔“ کورو نے جیب سے نیچے چھلانگ لگاتے ہوئے کہا۔

”وہ تمکان میں ہے اپنے کیوں۔“ اس سیاہ فام نے حیرت سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو جیب سے نیچے اترتے ہوئے دیکھ کر کہا۔ اور کورو اس سیاہ فام کا بازو پکڑ کر اُسے تیزی سے ایک طرف لے گیا اور مقامی زبان میں جلدی جلدی اُسے کچھ بتانے لگا۔

”ادھ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ تم مہانوں کو لے کر باس کے پاس جاؤ۔ میں جیب کا بندوبست کر لوں گا۔“ اس سیاہ فام نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کورو تیزی سے دوڑتا ہوا واپس عمران کے پاس آیا۔

”آئیے عمران صاحب۔ میں نے بات کر لی ہے۔ اب اس جیب کو کبھی تلاش نہ کر سکیں گے۔ اور ایک بار ہم سونو کے پاس پہنچ گئے تو پھر دنیا کی کوئی طاقت ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکے گی۔“ کورو نے جلدی سے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ پھر وہ کورو کی رہنمائی میں احاطے کے بھاگ سے نکلے اور تقریباً دوڑتے ہوئے وہ قصبے کی تنگ گلیوں میں سے گزرتے ہوئے ایک بڑے اور

بچتہ مکان کے گیٹ پر پہنچ گئے۔ گلیوں میں سے گزرتے ہوئے لوگ حیرت سے انہیں دیکھتے اور پھر سر جھٹک کر آگے بڑھ جاتے۔ وہ سب سیاہ فام تھے۔

اب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہمیں منظور ہے۔ پانچ ہزار ڈالر بیٹنگی اور پانچ ہزار
ہم کے بعد۔“ عمران نے اس بار سفیدہ سلجے میں کہا۔
”ٹھیک ہے۔ نکالو۔“ سونو نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
”جوزف۔ اسے پانچ ہزار ڈالر دے دو۔“ عمران نے جوزف
کو مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس۔“ جوزف نے کہا۔ اور اس نے جیب میں
تھوڑا لکڑی کے ٹکڑے کوٹوں کی ایک گڑھی نکالی اور اس میں سے پانچ
ٹکڑے کھینچ کر اس نے سونو کی طرف بڑھا دیئے۔
”ٹھیک ہے کورو۔ انہیں لے کر بڑے تہہ خانے میں چلے جاؤ۔
ان سفید فام کتوں کا بندہ سب سے کراؤں۔“ سونو نے
ٹکڑے جیب میں ڈال کر کورو سے کہا اور کورو نے سر ہلا دیا۔
”آئیے عمران صاحب۔“ کورو نے عمران سے کہا۔
”ایک بات کا دھیان رکھنا سونو۔ میں نے تمہیں منہ مانگا
معاوضہ دے دیا ہے۔ لیکن اگر تم نے مزید لالچ کر کے یا کسی قسم
دھوکہ دینے کی کوشش کی تو اس کے نتائج کی ذمہ داری تم
ہوگی۔“ عمران کے لہجے میں سختی تھی۔

”سونو نے کبھی دھوکہ نہیں دیا۔ بے فکر رہو۔“ سونو نے
کہا۔ اور عمران سر ہلاتا ہوا کورو کے ساتھ اندرونی دروازے
پر طرف بڑھ گیا۔ ایک طویل راہ راہی کمرے کے وہ ایک
رے میں داخل ہوئے۔ اس کمرے میں داخل ہوتے ہی کورو نے

بلانے پر تیزی سے ایک دروازہ کھول کر اندر غائب ہو گیا۔
عمران اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ جب کہ ٹائیگر اور باقی ساتھی
وہیں خاموش کھڑے رہے۔ زیادہ سے زیادہ تین منٹ بعد دروازہ
کھلا اور کورو باہر آ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دیو نما سیاہ فام
بھی باہر آیا۔ اس نے سمرخ رنگ کی بنیان اور جینز پہنی ہوئی تھی۔
اس کا چہرہ جگہ جگہ سے کٹا بیٹھا سا تھا۔ اس کا چہرہ دیکھ کر
ہی انماڑہ لنگایا جاسکتا تھا۔ کہ اس کی عمر کا زیادہ تر حصہ لڑائی بھڑائی
میں گزارا ہے۔

”یہ سونو ہے عمران صاحب۔ اور سونو۔ یہ میرے بھائی علی عمران
صاحب ہیں اور یہ جوزف اور یہ جوانا ہیں عمران صاحب کے ساتھی۔
اور ان صاحب کا نام مجھے معلوم نہیں۔“ کورو نے ٹائیگر کی
طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔
”ان کا نام ٹائیگر ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کورو نے مجھے تفصیل بتا دی ہے۔ اور اگر آپ سفید فام
فوج سے بچ کر جو مہنگ پر پہنچنا چاہتے ہیں تو یہ کام میں آسانی سے
کر سکتا ہوں۔ لیکن میں اس کا معاوضہ لوں گا۔“ سونو نے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کتنا معاوضہ لو گے۔“ عمران نے مطمئن لہجے میں کہا۔
”دس ہزار ڈالر۔ اور یہ رقم بھی صرف اس لئے کہہ رہا ہوں
کہ کورو سا بھٹہ آیا ہے۔ کورو بوسوانا میں میرا نائب ہے۔ ورنہ
اگر کوئی اور ہوتا تو پچاس ہزار ڈالر سے کم نہ لیتا۔“ سونو نے

بنی ہی گردن ٹرد لئے گا۔ ہمارا کیا بگاڑے گا۔۔۔ جو اٹانے منہ
لئے ہوئے جواب دیا۔

ادھر پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ دروازہ کھلا اور
دو دو سیاہ فاموں کے ساتھ تہہ خانے میں داخل ہوا۔ ان
سیاہ فاموں کے ہاتھوں میں کھانے کے بڑے بڑے تھال تھے۔
وہ دونوں نے یہ تھال درمیان میں میز پر رکھ دیئے۔ دونوں تھالوں
ن پھاڑی کمرے کی بھنی ہوئی بٹری بڑی رائیں تھیں۔ دونوں تھالوں
پار رائیں تھیں۔

"یہ یہاں کی سب سے مرغوب غذا ہے عمران حب۔"
وہ نے قدرے شرمندہ سے ہلچے میں کہا۔
"ٹھیک ہے۔۔۔ باہر کی پوزیشن بتاؤ۔۔۔ عمران
نے پوچھا۔

"سونو احاطے میں گیا ہے۔ تاکہ اپنے آدمیوں کو مکمل ہدایات
دے سکے۔ میری اس سے بات ہوئی ہے۔ سفید فوج کی
بش کے بعد رات کو وہ ہمیں یہاں سے خفیہ طور پر کھاد
بٹری میں اپنے کوارٹر میں منتقل کر دے گا۔ اور اس کے بعد
ہمیں فیکٹری کے لئے جو ہنبرگ سے سیلائی لانے والے
سپورٹ ہیلی کاپٹر پر بھجوا دے گا۔ اس کا پائلٹ اس کا
اٹا آدمی ہے۔ وہ جو ہنبرگ میں ہمیں کہیں بھی اٹا روئے گا۔
وہ اس پائلٹ کو معاہدے کی باقی رقم ادا کر دیں گے۔
وہ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

ایک جگہ فرسٹ پر پیر مارا تو فرسٹ ایک سائیڈ سے جھٹ گیا ان
نیچے جاتی ہوئی سیڑھیاں دکھائی دینے لگیں۔

آیتے عمران صاحب۔ بے فکر رہیے۔ سونو وعدے کا پکا
کورد نے بڑے اعتماد کے ساتھ کہا اور عمران نے سر ملا
تھوڑی دیر بعد وہ ایک بڑے سے تہہ خانے میں پہنچ گئے۔
یہاں ضروریات زندگی کا ہر سامان موجود تھا۔

"آپ بیٹھیں۔ میں آپ کے لئے کھانے کا بندہ ولسٹ کرتا ہوں
کورد نے کہا اور واپس سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔
"تم نے سونو کے سامنے بڑے ٹوٹوں کی گڈی نکال کر جماعت
ہے جوزف۔ کیا ضرورت تھی گڈی نکالنے کی؟" عمران نے کورڈ
کے جاتے ہی سخت ہلچے میں جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔
"اودہ باس۔ لیکن میں جیب کے اندر نوٹ تو نہیں لکھ سکتا
جوزف نے گھبرا کر جواب دیا۔

"آپ کو سونو پر شک ہے۔" ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔
"گڈی دیکھ کہ اس کی آنکھوں میں جو چمک پیدا ہوئی تھی۔
اس سے مجھے شک پڑا تھا۔ لیکن اس کے چہرے کی ساخت
بتا رہی ہے کہ وہ معاہدے کے معاملات میں کھرا آدمی ہے۔
اور بات ہے کہ جب معاہدہ ہو رہا ہو جائے تو پھر وہ اپنے طویل
یہ گڈی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔" عمران نے جواب
دیا۔
"ماسٹر آپ کیوں فکر کرتے ہیں۔ اگر اس کی نیت خراب ہوئی تو

نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔
 ”ابھی آجاتی ہیں۔ آؤ بیٹھو۔ اور سنو۔ وہ خوب صورت لڑکی
 بھی گرفتار ہو گئی ہے۔ وہ بھی ساتھ آ رہی ہے۔“ جیسو رائے نے
 مسکراتے ہوئے کہا۔

”دیر ہی گڈ۔ پھر تو تم آج باقاعدہ جشن مناد گے۔“ کرنل
 جوہم نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے ہنس کر کہا۔ اور جیسو رائے کھلکھلا کر
 ہنس پڑا۔

”ایسا دیا جشن۔ اور سنو۔ تم بھی اس جشن میں باقاعدہ شریک
 ہو گے۔“ جیسو رائے نے کہا۔ اور کرنل جوہم کی آنکھوں میں شیطانی
 چمک ابھر آئی۔

”دیر ہی گڈ۔ پھر تو تم واقعی اچھے آدمی ہو۔ خواہ مخواہ تمہیں
 لوگ بڑا کہتے ہیں۔“ کرنل جوہم نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور
 جیسو رائے بھی ہنس دیا۔

”اسی لمحے میز پر بیڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی اور
 جیسو رائے چونک کر ریوڑ اٹھالیا۔
 ”یس۔“ جیسو رائے نے کہا۔

”ایمرک بول رہا ہوں بائس۔ چاکشی اس کا ساتھ کی مائیکل اور
 سیاہ فام جھکو اس سوئس لڑکی اور ایجنٹوں کی لاشیں لے کر
 پہنچ گئے ہیں۔ چاکشی چاہتا ہے کہ وہ خود یہ لاشیں آپ کے
 سامنے پیش کرے۔“ ایمرک نے کہا۔

”اوہ ٹاں۔ یہ اس کا بہت بڑا کارنامہ ہے ایمرک۔ اس

”ٹھیک ہے۔ اچھی پلاننگ ہے۔“ عمران نے اس بارے
 میں مطمئن لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ سب مل کر کھانے میں مصروف
 ہو گئے۔



جیسو رائے نے انٹرکام کا ریوڑ اٹھایا۔
 ”یس بائس۔“ دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔
 ”کرنل جوہم کو اطلاع دے دو کہ ونگ کفری سے لاشیں
 پہنچ گئی ہیں۔ وہ میرے پاس پہنچ جاتیں۔“ جیسو رائے
 تیز لہجے میں کہا اور ریوڑ رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر مسرت
 کے آثار نمایاں تھے۔ چند لمحوں بعد ایک سائیکل گاڑی کا دروازہ کھلا
 اور کرنل جوہم اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں میں نیند کا ملبہ۔
 خمار صاف نمایاں تھا۔
 ”پہنچ گئیں ان ایجنٹوں کی لاشیں۔ کہاں ہیں۔“ کرنل جوہم

مہاراجا نام جولیا نا سے ناں — جیسو را نے مسکراتے ہوئے کہا
اور کمری سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"آج لڑکی - باس یہ ایک درخت پر پھٹی بیٹی تھی - ہم نے
اس پر جال ڈال کر پکڑ لیا ہے۔ اس نے ہمارے دو آدمی مار دیئے تھے۔"
چاکشی نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے۔ اس لئے تو کہہ رہا ہوں کہ جاندار لڑکی ہے۔"
جیسو را نے کہا۔ اور مینر کے پیچھے سے نکل کر جولیا نا کی طرف بڑھ
گیا۔ اور پھر وہ اس کے چاروں طرف گھوم کر اسے اس طرح
دیکھنے لگا جیسے کوئی قصائی بکری خریدنے سے پہلے نظروں ہی نظروں
میں اُسے تولتا ہے۔ اور پھر خاموشی سے واپس اپنی کمری کی
طرف بڑھ گیا۔

"ہاں چاکشی - اب تفصیل سے اپنے اس کارنامے کے متعلق
بتاؤ۔" جیسو را نے چاکشی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ٹھیکو۔ دروازہ بند کر دو۔ کیونکہ یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ باس
شاید اسے دوبارہ بھی سنا پند کر لے۔" چاکشی نے سب
سے آخر میں کھڑے ٹھیکو سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹھیکو تیزی سے
دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ اور خود
وہ دروازے کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

"ہاں تو باس جیسو را - آپ نے اس لڑکی کا اچھی طرح جائزہ
لے لیا۔ لیکن آپ نے ان لاشوں کا جائزہ نہیں لیا۔" چاکشی
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لے اُسے اجازت دے دو۔ البتہ ضابطے کے مطابق ان کی تلاش
مے لینا۔" جیسو را نے جنتے ہوئے کہا۔

"یہ باس۔" دوسری طرف سے ایرک نے مؤذبانہ
ہلچے میں کہا اور جیسو را نے مسکراتے ہوئے سر ہلادیا۔

پھر تقریباً دس منٹ بعد کمرے کا بڑا دروازہ کھلا۔ اور
دوسفید فام اور ایک سیاہ فام اندر داخل ہوئے۔ تینوں کے
کاندھوں پر لاشیں لہدی ہوئی تھیں۔ ان کے پیچھے ایک خوبصورت
سولس لڑکی بھی اندر داخل ہوئی جس کا چہرہ بزمی طرح مستحوا
تھا۔ اور اس کے دونوں بازو وشت پر بندھے ہوئے تھے۔

"آؤ چاکشی آؤ۔ ویل ڈن۔ تم نے واقعی کارنامہ سرانجام
دیا ہے۔" جیسو را نے بڑے مسرت بھرے ہلچے میں کہا۔

"باس۔ یہ سب آپ کی تربیت کا نتیجہ ہے۔" سب سے
آگے آنے والے سفید فام نے مسکرا کر کہا۔ اور کمر کاندھے

پر لدے ہوئے ایکو مین کی لاش اس نے فرش پر رکھ دی۔
"مائیکل اور ٹھیکو۔ لاشیں قطار میں رکھ دو۔" چاکشی نے

پیچھے مڑ کر اپنے سفید فام اور سیاہ فام ساتھیوں سے مخاطب
ہو کر کہا۔ اور ان دونوں نے بھی اپنے کاندھوں پر لدی ہوئی لاشیں

پہلی لاش کے ساتھ رکھ دیں۔ سیاہ فام ٹھیکو نے سیاہ فام کی
ہی لاش اٹھائی ہوئی تھی۔ جب کہ مائیکل کے کاندھے پر ایکو مین

آدمی کی لاش تھی۔
"بہت خوب۔ اس لڑکی کو آگے لے آؤ۔ جاندار لڑکی ہے۔"

”لاشوں کا جائزہ کیا مطلب۔ لاشوں کا کیا جائزہ لینا ہے۔“

جیسو رائے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ نہیں لینا جائزہ تو مت لیں۔ اب سنیں کہ ہم نے یہ کارنامہ کیسے انجام دیا۔ لیکن پہلے تعارف ہو جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ میرا نام چاکشی نہیں ہے صفدر ہے۔ اور یہ مائیکل نہیں ہے بلکہ تنویر ہے۔ اور یہ ٹھکو نہیں بلکہ کو ابو کا راکش ہے۔ تم جن ناموں سے ہمیں پکار رہے ہو۔ وہ یہ پڑے ہوئے ہیں۔“

یک لخت چاکشی نے بے ہوشے لہجے میں کہا۔

اور جیسو راکش کو کسی پر بیٹھ چکا تھا۔ یک لخت اچھل کر کھڑا ہو گیا اس کے ساتھ ہی کرنل جوہم بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”لگ۔ لگ۔ کیا مطلب۔ کیا بکو اس کو رہے ہو۔“

جیسو رائے چیخے ہوئے کہا۔

”اے اے اے۔ تم تو ابھی سے بوکھلا گئے۔“ چاکشی نے ہنستے ہوئے کہا۔

مگر جیسو رائے یک لخت جیب میں ہاتھ ڈالا مگر دوسرے لمحے وہ اور کرنل جوہم دونوں بُری طرح چیخے ہوئے اچھل کر پھلی دیوار سے جا ٹکرائے جب کہ صفدر اور تنویر دونوں تلابازنی کھاتے دوبارہ اپنی جگہوں پر آ گئے۔ اُسی لمحے جولیا نلے اپنے بازوؤں کو مخصوص انداز میں جھٹکا اور اس کی کلابیوں کے گرد دو چوڑی ایک لمحے کے مزاروں جھے میں کھل کر نیچے جا گئی۔ جوہم اور جیسو دیوار سے ٹکرا کر نیچے گرے اور ایک بار پھر انہوں نے

رٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن صفدر اور تنویر ایک بار پھر ان پر کسی بھوکے عقاب کی طرح چھپے۔ لیکن اس بار کرنل جوہم اور جیسو دونوں کا داؤ چل گیا۔ اور وہ دونوں الٹ کر پشت کے بل نیچے جا گرے۔ اور پھر وہ چاروں ہی بیک وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ جیسو راکش کے ہاتھ میں ریوا اور نظر آیا سی تھا کہ یک لخت ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی ریوا اور اس کے ہاتھ سے ٹکل کر دد جا گرا۔

”یہ ریوا اور والی بات غلط ہے۔ جیسو راکش تو مشہور دہشت گرد ہو۔“

جولیا نلے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا ٹیکن نفیس قسم کا سائینسر لگا پستول نظر آ رہا تھا۔

اور پھر اس سے پہلے کہ وہ چاروں کوئی حرکت کرتے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔ اور دروازے پر کھڑا راکش نیزی سے پٹا اور اس نے کٹھنی جٹا کر دروازہ کھول دیا۔ دوسرے لمحے ایک سفید فام بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر لاشوں کے قریب آگرا۔ راکش نے اُسے گودن سے پکڑ کر اندر اچھال دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بڑے اطمینان سے دروازہ دوبارہ بند کر دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم مار گئے اور تم حیات گئے۔ بتاؤ کیا چاہتے ہو۔“

یک لخت جیسو رائے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم تینوں ادھر کو سیوں پر بیٹھ جاؤ۔ پھر اطمینان سے باتیں کریں گے۔“

صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

اس لئے ہم یہاں سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے جائیں گے۔" —
صفر نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" جیسو را پوری طرح تعاون پر آمادہ تھا۔ "فرٹ تھیں۔"

"تو چلو باہر نکلو۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا۔ اگر تم نے ذرا بھی دھوکے سے کام لینے کا تصور بھی کیا تو پھر تمہارے جسم میں بخند کتنے سوراخ ہو جائیں گے۔" صفر نے سخت لہجے میں کہا۔

"تم فکر نہ کرو۔ ہم کوئی دھوکہ نہ دیں گے۔" جیسو را نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔ "اور اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ ہی کرنل جوہم اور ایریک بھی اٹھے۔ اور دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ صفر کے ساتھی ان کے پیچھے تھے۔ جبکہ صفر نے جیسو را اور اس کے ساتھیوں کے گھرے سے باہر جلتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنی پتلون کا پائینچہ اسیٹھا لیا۔ اور پنڈلی سے ایک ریڈ سٹریپ کے ساتھ بندھی ہوئی ایک سٹیبل سی ہارڈن رنگ کی پتی کھینچی اور پھر اس پتی کو اس نے جیسو را کی میز کے پچھے حصے میں چپکا دیا۔ پتی کی ایک سائیڈ پر ایسا مادہ موجود تھا جو کلک ٹی کے ساتھ اس طرح جھٹ جاتا تھا جیسے گوند چپکتی ہے۔ پتی چپکنے کے بعد صفر نے پائینچہ ٹھیک کیا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا وہ ان کے پیچھے دروازے سے باہر نکل کر راہ راہی میں آ گیا۔ چند قدم تیز تیز اٹھانے کے بعد وہ ان سے مل گیا۔ تنویر نے مڑ کر صفر کی طرف دیکھا اور صفر نے سر ہلاتا دیا۔ راہ راہی میں سے گزرتے ہوئے وہ ایک

بڑے بل نما کمرے میں پہنچے جہاں واقعی ایک بڑا اور خاصا تیز رفتار جگہ ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اس ہیلی کاپٹر میں انتہائی طاقتور مشینیں فرٹ تھیں۔

"تنویر۔ تم یا کنکٹ سیڈٹ سنبھالو۔" صفر نے ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچتے ہوئے کہا اور تنویر جلدی سے سر ہلاتا ہوا پائلٹ کی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ "چھت کھولنے کا سسٹم ریموٹ کنٹرولڈ ہے۔ اور ہیلی کاپٹر کے اندر ہے۔" جیسو را نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" جوارکش ایئر۔ میں اور جولیا ان کے بعد ادا ہوئیں گے۔ صفر کے ساتھی ان کے پیچھے تھے۔ جبکہ صفر نے جیسو را اور اس کے ساتھیوں کے گھرے سے باہر جلتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنی پتلون کا پائینچہ اسیٹھا لیا۔ اور پنڈلی سے ایک ریڈ سٹریپ کے ساتھ بندھی ہوئی ایک سٹیبل سی ہارڈن رنگ کی پتی کھینچی اور پھر اس پتی کو اس نے جیسو را کی میز کے پچھے حصے میں چپکا دیا۔ پتی کی ایک سائیڈ پر ایسا مادہ موجود تھا جو کلک ٹی کے ساتھ اس طرح جھٹ جاتا تھا جیسے گوند چپکتی ہے۔ پتی چپکنے کے بعد صفر نے پائینچہ ٹھیک کیا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا وہ ان کے پیچھے دروازے سے باہر نکل کر راہ راہی میں آ گیا۔ چند قدم تیز تیز اٹھانے کے بعد وہ ان سے مل گیا۔ تنویر نے مڑ کر صفر کی طرف دیکھا اور صفر نے سر ہلاتا دیا۔ راہ راہی میں سے گزرتے ہوئے وہ ایک

بڑے بل نما کمرے میں پہنچے جہاں واقعی ایک بڑا اور خاصا تیز رفتار جگہ ہیلی کاپٹر موجود تھا۔ اس ہیلی کاپٹر میں انتہائی طاقتور مشینیں فرٹ تھیں۔

"تنویر۔ تم یا کنکٹ سیڈٹ سنبھالو۔" صفر نے ہیلی کاپٹر کے پاس پہنچتے ہوئے کہا اور تنویر جلدی سے سر ہلاتا ہوا پائلٹ کی سیٹ پر جا کر بیٹھ گیا۔ "چھت کھولنے کا سسٹم ریموٹ کنٹرولڈ ہے۔ اور ہیلی کاپٹر کے اندر ہے۔" جیسو را نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔" جوارکش ایئر۔ میں اور جولیا ان کے بعد ادا ہوئیں گے۔ صفر کے ساتھی ان کے پیچھے تھے۔ جبکہ صفر نے جیسو را اور اس کے ساتھیوں کے گھرے سے باہر جلتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اپنی پتلون کا پائینچہ اسیٹھا لیا۔ اور پنڈلی سے ایک ریڈ سٹریپ کے ساتھ بندھی ہوئی ایک سٹیبل سی ہارڈن رنگ کی پتی کھینچی اور پھر اس پتی کو اس نے جیسو را کی میز کے پچھے حصے میں چپکا دیا۔ پتی کی ایک سائیڈ پر ایسا مادہ موجود تھا جو کلک ٹی کے ساتھ اس طرح جھٹ جاتا تھا جیسے گوند چپکتی ہے۔ پتی چپکنے کے بعد صفر نے پائینچہ ٹھیک کیا اور پھر تیزی سے قدم بڑھاتا وہ ان کے پیچھے دروازے سے باہر نکل کر راہ راہی میں آ گیا۔ چند قدم تیز تیز اٹھانے کے بعد وہ ان سے مل گیا۔ تنویر نے مڑ کر صفر کی طرف دیکھا اور صفر نے سر ہلاتا دیا۔ راہ راہی میں سے گزرتے ہوئے وہ ایک

اس کے ساتھ ہی ڈائل پر سبز رنگ کا نقطہ تیزی سے چمکنے لگا تو تنویر نے
 بلند سی تھوڑی سی کم کر دی۔ کیونکہ یہ نقطہ خطرے کا کاشی دے رہا تھا۔
 جب ذرا کم بلند سی پو آجلنے کے بعد نقطہ جلنا بند ہو گیا تو جیسورا
 کے تیلنے پر تنویر نے ہیلی کا پٹر کا رخ شمال کی طرف بڑھا دیا۔
 اس دوران صفدر نے جھک کر نیٹلی سے بندھی ہوئی وہ
 ریڈسٹرپ پکھول لی جس میں سے اس نے مستطیل پتی نکال کر جیسورا
 کے دفتر کی میز کے نیچے چپکائی تھی۔ اس نے پتی کے درمیان موجود
 کھپ کو مخصوص انداز میں دبایا تو کھپ کے درمیان جھ سے میں ہلکی
 سی جھک ابھرا آئی۔ صفدر نے پتی کا دوسرا سر ایکو کر اُسے اس
 چمکتے ہوئے جھ کے اوپر رکھ کر ادب اپنا انگوٹھا رکھا اور پھر ہونٹ
 پیچھ کر اس نے پوری قوت لگاتے ہوئے اس سرے کو پچھتے ہوئے
 جھ پر نوٹ سے پہلے نیچے کی طرف پھر اوپر کی طرف اور پھر نیچے کی طرف
 رگڑ دیا۔ دوسرے لمحے سارے سٹرپ میں ایک لمحے کے لئے
 روشنی کی لہری دوڑی اور پھر بجھ گئی۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے
 پتی کو ایک طرف کوٹنے میں بھیج دیا۔ چونکہ وہ ان سب کے عقب
 میں کھڑا یہ ساری کارروائی کر رہا تھا۔ اس نے جولیاء اور راکش
 نے ہی اس کی یہ کارروائی دیکھی تھی۔ جیسو اکمل جو ہم اور ایرک تینوں
 اس سے بے خبر رہے تھے۔

ہیلی کا پٹر انتہائی رفتار سے دوڑا جا رہا تھا۔ اور فاصلہ تیلنے
 والی سوئی تیزی سے آگے والے ہندسوں کی طرف بڑھی جا رہی
 تھی۔

سر ملاتی ہوئی اوپر چڑھی اور تنویر کے ساتھ بیٹھ کر اس نے اپنا رخ عقبی
 طرف کو موڑ لیا۔ اس کے ہاتھ میں اب بھی پستول موجود تھا۔ صفدر
 ان تینوں کے عقب میں سائیڈ پر ہو کر کھڑا ہو گیا۔
 "اب تنویر کو ریموٹ کنٹرول کے متعلق بتاؤ۔" صفدر نے کہا۔
 اور جیسورا نے اُسے ریموٹ کنٹرول بشن کے متعلق اشارے سے
 بتا دیا۔ دوسرے لمحے اس کمرے کی چھت سر کی تیز آواز کے ساتھ
 سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ اب باہر کھلا آسمان نظر آ رہا تھا۔
 "چلو تنویر۔" صفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور تنویر
 نے سر ملاتے ہوئے ہیلی کا پٹر سٹارٹ کیا اور دوسرے لمحے
 جنگی ہیلی کا پٹر تیزی سے اوپر کی طرف بلند ہوتا ہوا چھت سے باہر
 آ گیا۔
 "بھت بند کر دوں۔" تنویر نے پوچھا۔
 "ہاں۔" صفدر نے جواب دیا۔ اور تنویر نے ہاتھ بڑھا کر ریموٹ
 کنٹرول کا ایک بشن پریس کیا تو نیچے چھت خود بخود بند ہو گئی۔
 "اب راستہ بتاتے جاؤ جیسورا۔" صفدر نے کہا۔
 "پہلے ہیلی کا پٹر کو انتہائی بلندی پر لے جاؤ۔ ورنہ کو ابودا لے
 اس پر فائر کر کھول دیں گے اور ہم سب ختم ہو جائیں گے۔" جیسورا
 نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔" جیسو راکھتا رہے کرتے رہو تنویر۔" صفدر
 نے تنویر سے کہا اور تنویر نے اثبات میں سر ملادیا۔ وہ ہیلی کا پٹر کو
 افقی انداز میں اوپر اٹھاتا گیا۔ اب نیچے جھکی نظر آنا بند ہو گیا تھا اور

”ٹھیک ہے۔“ مصفدر نے کہا۔ اور تنویر نے ہیلی کا پٹر کو نیچے لانا شروع کر دیا۔ ہیلی کا پٹر انتہائی تیز رفتار سی سے بلند ہی کم کرتا جا رہا تھا۔ اور پھر تھوڑی دیر بعد نیچے دور دور تک پھیلا ہوا براؤن رنگ کا صحرا نمایاں ہونے لگا گیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کا پٹر ریت کے ایک بڑے سے ٹیلے کے ساتھ جا کر ریت پر اتر گیا۔

”چلو نیچے اتر دو۔ اور ہمیں سمجھاؤ کہ یہاں سے موسیاس کس طرف سے اور کتنے فاصلے پر ہے۔“ مصفدر نے ہیلی کا پٹر سے باہر اترنے ہوئے کہا۔ اور جیسو را کہ نرل جو ہم ادرا پر تک تینوں اس کے پیچھے باہر آ گئے۔ ان کے بعد جولیا نیچے اتری اور آخر میں باکس اور تنویر نیچے آ گئے۔

”یہ جگہ تو موسیاس سے کافی دور ہے۔ تقریباً اسی کلومیٹر۔ وہ دیکھو شگلستان نظر آ رہا ہے۔ یہ مورا ٹی ہے۔ یہاں چیکنگ چوکی ہے میرے خیال میں ہمارا ہیلی کا پٹر لازماً چیک کر لیا گیا ہو گا۔ اور چوکی سے لازماً فوجی رہاں آئیں گے۔ تم فکر نہ کرو۔ میں انہیں یہ کہوں گا کہ تم ہمارے آدمی ہو۔ اس طرح وہ ہمیں اپنی جیب میں موسیاس تک پہنچا دیں گے۔ آگے تم جانو اور تیار کا کام۔“ جیسو رانے کہا۔ اور مصفدر نے سر ملادیا۔ اور واقعی چند لمحوں بعد دور سے ایک بڑی سی جیب ہچکولے کھاتی ہوئی آدھر آتی دکھائی دی۔ مصفدر اور اس کے ساتھی بالکل خاموش کھڑے تھے۔ جب کہ جیسو را اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر ہچک آتی جا رہی تھی۔ تھوڑی دیر بعد جیب ان کے قریب آ کر رکی۔ اور جیب سے چار سفید فام مشین گنوں سے مسلح

”اب ہم سرحد کے اوپر سے گزر رہے ہیں۔ ایک سخت جیسو رانے کہا۔ جس کی نظر اس فاصلے پر جمی ہوئی تھیں۔

”رفتار آہستہ کرو۔ تنویر۔ بالکل آہستہ۔“ مصفدر نے کہا۔ اور تنویر نے ہیلی کا پٹر کی رفتار آہستہ کرتے کرتے اسے تقریباً روک ہی دیا۔ اب ہیلی کا پٹر انتہائی بلندی پر معلق حالت میں تھا۔

”یہاں نیچے کیا ہے۔ سرحد کی دوسری طرف۔ اور ہم نے کہاں اترنا ہے۔“ مصفدر نے پوچھا۔

”نیچے صحرانے اور یہ صحرانے موسیاس پر جا کر ختم ہوتا ہے۔ موسیاس سے دارالحکومت دالاس سرحد اور ریل دونوں ذریعے سے پہنچا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ موسیاس میں بہت بڑا فوجی ہوائی اڈا ہے اور وہاں انتہائی جدید میٹینری فٹ ہے۔ ایسی میٹینری کہ وہ لوگ ہماری تصویریں بھی چیک کر لیں گے۔“ جیسو رانے کہا۔

”او۔ کے۔ پھر ہمیں یہیں صحرانے ہی اتر جانا چاہیے۔ تنویر ہیلی کا پٹر کو نیچے اتار دو۔ اس طرح سیدھا نیچے صحرانے پہنچ کر قیصلہ کریں گے کہ ہم ان لوگوں کو یہیں چھوڑ دیں یا ہیلی کا پٹر کو آگے لے جائیں۔ مصفدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”آگے گئے تو ہیلی کا پٹر لازماً چیک ہو جائے گا اور ہمیں میرے ساتھ دیکھ کہ وہ مجھ پر بھی اعتبار نہ کریں گے۔ موسیاس کا انچارج کمانڈر لارل انتہائی سخت ترین آدمی ہے اور جنرل بارڈر کا دست راست ہے۔“ جیسو رانے جواب دیا۔

ساتھ مل کر پہلے تمہارا ہیڈ کوارٹر تباہ کریں گے پھر اس کے بعد بمبیا جائیں گے۔ تاکہ تمہاری طرف سے خطرہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ لیکن ہم کو ابوکے پاس پہنچنے کی بجائے تمہارے یا تھ لگ گئے۔ لیکن کو ابوکو ہمارے متعلق اطلاع مل گئی۔ چنانچہ اس کا یہ آدمی راکش ہمیں بچا کر لے گیا۔ اس کے بعد میں نے باقاعدہ پلاننگ کی اور اس پلاننگ کے نتیجے میں ہم تمہارے ہیڈ کوارٹر پہنچ گئے۔ اور چونکہ میں نے دیکھ لیا تھا کہ تم نے ہیڈ کوارٹر کی حفاظت کا انتہائی جدید انتظام کیا ہوا ہے۔ اس لئے میں نے فوری طور پر تمہیں وہاں ہلاک کرنے کی بجائے دوسرا منصوبہ بنایا اور اس منصوبے کی وجہ سے نہ صرف تمہارا ہیڈ کوارٹر بھی تباہ ہو گیا بلکہ ہم بھی صحیح سلامت سرحد پار کر کے یہاں پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے۔ اور ایک جیب اور ضروری اسلحہ بھی ہم نے حاصل کر لیا۔ اور اب یہ بھی سن لو کہ تم نے از خود مجھے ڈوگو فائٹر کے بمبیا میں ڈوگو فائٹر کا سربراہ کمانڈر لال نامی آدمی ہے۔ اور وہ جنرل بارڈر کا دست راست ہے۔ اور تم نے از خود کمانڈر لال اور اس کی چھوٹی کابینہ تباہ کر دیا۔ اس سب سے بڑا مسئلہ حل کر دیا ہے۔ — صفحہ نے بڑے اطمینان سے اُسے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”سنو۔ سمجھ کچھ نہ کہو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں صحیح سلامت اس چھوٹی ٹیم پہنچا دوں گا بلکہ کمانڈر لال سے بھی اکیلے میں ملوا دوں گا۔ کمانڈر لال میری بے حد عزت کرتا ہے۔ اور میں اکثر اس

”سنو جیسو۔ تم عالمی دہشت گرد ہو۔ اور میں نے یہ بھی سنا ہوا ہے کہ تم کسی زلزلے میں سیکرٹ ایجنٹ بھی رہے ہو۔ لیکن میں نے دیکھا ہے کہ تم انتہائی اچھی آدمی ہو۔ تمہارا خیال تھا کہ ہم تمہیں پہلی کاپیٹر داپس جانے دیں گے اور تم اس جنگی پہلی کاپیٹر سے آسانی سے اس صحر میں ہمیں مار گراؤ گے۔ اور پھر تم جا کر بڑے فخر سے یہ کارنامہ جنرل بارڈر کو بتاؤ گے۔ اس لئے تم نے وہ تصویروں والی بات کی تھی تاکہ ہم خوف زدہ ہو کر ہمیں صحرائیں ہی اتر جائیں۔ سمجھو موسیٰ نہ چلے جائیں۔ لیکن میں جانتا ہوں کہ ابھی کوئی ایسی مشین ایجاد نہیں ہوئی جو بلند سی پر اڑتے ہوئے جہاز یا پہلی کاپیٹر کے اندر بیٹھے ہوئے انسانوں کی تصویریں کیمنج کر زمین پر بیٹھے ہوئے افراد کو دکھا سکے۔ لیکن اب سن لو کہ تمہارا ہیڈ کوارٹر عملی طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ میں نے ایٹ ہنڈرڈ ڈیڑھ دوں دائرے میں ہم تمہارے دفتر کے اندر لگا دیا تھا۔ اور پہلی کاپیٹر کی پرواز کے دوران ہی اُسے چارج بھی کر دیا تھا۔ اس لئے تو میں پوچھ رہا تھا کہ تم داپس کہاں جاؤ گے۔“

صفحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”کیا کہا۔ تم نے ہیڈ کوارٹر تباہ کر دیا۔ مگر ایک نے تو تمہاری تلاشی لی تھی۔ — جیسو نے بے اختیار زمین پر اکڑوں بیٹھے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے سے شدید ترین یالوسی کا اظہار ہو رہا تھا۔
”ایک کو یہ تو معلوم نہ تھا کہ ہم دشمن ہیں۔ اس نے ہمیں اپنے آدمی سمجھ کر رسمی تلاشی لی تھی۔ ویسے بھی یہ ہمیں نے بینڈلی کے ساتھ باندھا ہوا تھا۔ ہمارا شروع سے ہی نیشن تھا کہ ہم کو ابوکے

”مس جولیانہ۔ ہمارے پاس وقت بے حد کم تھا اور کام کافی تھا۔ اس لئے چیف باس نے مجھے اس بارے میں خصوصی ہدایات دی تھیں اور انہی کی ہدایات کے مطابق یہ سارا کام ہوا ہے۔ ورنہ تو جے گروپ کا ہیڈ کوارٹر اگر آسانی سے تباہ ہو سکتا ہوتا تو کوا بلو سب کا اسے نقصان پہنچے ہوتا۔ بہر حال اب ہم نے آگے کی پلاننگ کر فی ہے۔ میرا پروگرام ہے کہ اس کمانڈر لائل کو اغوا کیا جائے اور پھر اس سے مینیا میں ڈوگوناٹرنگ کے سلسلے میں پوچھ گچھ کی جائے۔ اب دہلی میں موسیا جانے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ ہم اس میلی کا پیر میں سیٹھ جھاڑنی کے اندر جاتیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ہم جیب پر پہلے موسیا جاتیں اور پھر وہاں سے کسی طرح جھاڑنی کے اندر۔“ صفدر نے کہا۔

”صفدر صاحب، کیا واقعی جے گروپ کا ہیڈ کوارٹر تباہ ہو گیا ہے۔“ اب تک خاموش کھڑے ہونے والے آکشی نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔ اس کے بلجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں پوچھ رہے ہو۔ فکر مت کرو تمہارا بھائی محفوظ ہے، تمہیں یاد ہے۔ ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوتے ہی میں اس ایئرک کو ایک خاص بات کے بہانے ایک طرف لے گیا تھا۔ میں نے اس سے یہی بات کی تھی کہ مجھے خفیہ طور پر اطلاع ملی ہے کہ تمہارا بھائی کوا بلو کا ایجنٹ ہے۔ اسے فوراً ملاؤ۔ تاکہ اسے بھی جیسو اس کے سامنے ساتھ ہی پیش کر دیا جائے، لیکن اس نے بتایا کہ وہ ایک خاص کام سے جو ہنبرگ گیا ہوا ہے اور ایئرک

پہلی کا پیر موسیا کی جھاڑنی میں جاتا رہتا ہوں۔“ جیسو رائے کھڑے ہو کر جلد ہی جلد ہی بات کرتے ہوئے کہا۔

”میں براہ راست دہلی جاکر کوئی خاندانہ ہو گا۔ ہم خالی ہاتھ آنا بڑا اڑھ تباہ نہیں کر سکتے۔ اس لئے تم جیٹی کرو۔ تم جیسے عالمی دہشت گرد کا قتل واقعی ہمارے لئے ایک کارنامہ ہو گا۔“ صفدر نے انتہائی سرد بلجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بار پھر شرگور دبا دیا۔ جیسو اچینا ہوا الٹ کر پشت کے بل ریت پر گرا۔ اور برسی طرح تڑپتے لگا۔ لیکن وہ بھی زیادہ سے زیادہ چند لمحوں ہی تڑپ سکا اور پھر ساکت ہو گیا۔

”مس جولیانہ، تمہارے اس پستول نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے پستول جولیا کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”تم تو عمر ان سے بھی زیادہ ٹھنڈے دماغ کے آدمی ہو۔ جس طرح تم نے ساری پلاننگ کی ہے۔ کم از کم یہ میرے بس کارورگ نہ تھا۔ میں تو اسلحہ اٹھا کر براہ راست ان کے ہیڈ کوارٹر پر حملہ کر دیتا۔“ تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ماں واقعی صفدر، تمہارا ذہن پلاننگ بنانے میں بے حد کامیاب ہے۔ تم نے ہمیں بھی آخر تک اس ساری پلاننگ سے بے خبر رکھا۔ تم نے اس زیر و دن ہم کو ہم سے بھی چھپا کر رکھا تھا یہ تو جب میں نے تمہارے ہاتھوں میں اس کاسٹریپ چارجر دیکھ تو ساری بات سمجھ گئی۔“ جولیا نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے۔ راکش تم ایسا کر دے ساری لاشیں جیب میں رکھ دو۔
 اور پھر جیب لے کر واپس چلے جاؤ۔ کسی مناسب جگہ انہیں پھینک
 دینا۔ میں نہیں چاہتا کہ چوکی والے تحقیق کرنے آئیں اور پھر لاشیں وغیرہ
 دیکھ کر وہ جھانڈنی اطلاع کر دیں۔“ صغدر نے سر ملاتے ہوئے کہا۔
 ”بالکل ٹھیک ہے۔ تم میری فکر نہ کرو۔ اس کمانڈر کو شک بھی
 نہ کر سکے گا کہ میں پاکستان کی راجنٹ ہوں۔ تم صرف اتنا کہہ
 دینا کہ میں جیسو را کی پرانی واقف کار ہوں۔ باقی میں خود سنبھال لوں
 گی۔“ جولیائے کہا۔ اور صغدر نے سر ملادیا۔
 ”آؤ تو یہ مل کر یہ لاشیں جیب میں ڈال دیں کسی بھی وقت کوئی
 اور جیب ان کا پتہ نہ کر سکتی ہے۔“ صغدر نے کہا اور
 تنویر سر ملاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ پھر صغدر تنویر اور راکش تینوں
 نے مل کر جیسو را۔ کرنل جوہم اور ایرک کی لاشوں کے ساتھ ساتھ
 جیب والے چار سفید فاموں کی لاشیں بھی اس بڑی جیب
 کے عقبی حصے میں ڈھیر کر دیں۔
 ”ٹھیک ہے جناب۔ اب مجھے اجازت۔“ راکش
 نے کہا۔
 ”او۔ کے۔“ تمہارا بے حد شکریہ۔ تم نے واقعی نصف
 ہماری جانیں بچائیں بلکہ ہمارے ساتھ بھرپور تعاون بھی کیا۔
 اپنی تنظیم کے ٹرڈ کو ہمارا سلام کہنا۔ مشن کے اختتام کے
 بعد ہم تمہارا رے گریٹ چیف سے ضرور ملیں گے اور پھر میں تمہاری
 سفارش کروں گا۔“ صغدر نے باقاعدہ راکش سے مصافحہ

نے وعدہ کیا تھا کہ واپس آنے پر وہ اس کے بارے میں ضرور
 تحقیقات کرے گا۔“ صغدر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 ”اودہ شکریہ ہے۔ مجھے وہ بھائی بے حد عزیز ہے۔ اور اب مجھے
 مکمل یقین ہے کہ وہ براہ راست ہمارے ساتھ آ شامل ہوگا کیونکہ
 جیسو را کی بیوی بیٹہ کو اڑیس میں ہی رہتی تھی۔ وہ بھی ساتھ ہی ختم ہو گئی
 ہوگی۔ بہر حال اب میں آپ کو ایک اور بات بتا دوں کہ موسیٰ
 جھانڈنی میں سیاہ فام کا وجود ایک لمحے کے لئے بھی برداشت نہیں
 کیا جاسکتا۔ اس لئے میں تو آپ کے ساتھ دہلیں جا نہیں سکتا۔“
 راکش نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم تمہیں واپس سرحد کے اندر چھوڑ دیں گے۔
 دہلیں سے تم آسانی سے جا سکتے ہو۔“ صغدر نے جواب دیتے
 ہوئے کہا۔

”اگر آپ بمبلی کا پٹر استعمال کریں تو پھر میں جیب میں واپس
 چلا جاؤں گا۔ اور اگر آپ جیب استعمال کریں تو پھر پہلے مجھے واپس
 چھوڑ دیں پھر آگے جائیں۔“ راکش نے جواب دیتے ہوئے کہا
 ”میرا خیال ہے صغدر ہمیں بمبلی کا پٹر میں بیٹھ کر براہ راست چھانڈ
 میں پہنچ جانا چاہیے۔ ہم ابھی تک بے گمروپ کے آدمیوں کے روپ
 میں ہیں۔ اس طرح ہماری بیچان آسانی سے نہ ہو سکے گی۔ اور یہ
 دہلیں کمانڈر کو قابو کر کے اس بمبلی کا پٹر کے ذریعے واپس بمبلی آئیں
 گے۔“ تنویر نے اپنی طبیعت کے عین مطابق کہا۔
 ”جولیاء کا مسئلہ ہے۔ بہر حال ٹھیک ہے۔ فی الحال یہی پروگرام

کہتے ہوئے کہا۔

”شکریہ جناب۔ ویسے مجھے آپ جیسے ذہین اور بے جگر افراد کے ساتھ کام کر کے دلی مسرت ہوئی ہے۔ آپ نے جس ذہانت کے ساتھ مجھے گروپ کے ناقابل تسخیر بیڈ کو اتر کو تباہ کیا ہے اور اس جیسور اوغیرہ کا خاتمہ کیا ہے۔ وہ واقعی قابلِ داد ہے۔“ راکش نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر تنویر سے مصافحہ کر کے وہ سیٹرنگ پر بیٹھا اور دوسرے نچے جیب تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ جب جیب اوپن ہوئی تو وہ ٹیلوں میں سے ہوتی ہوئی ان کی نظروں سے غائب ہو گئی تو وہ سارے ایک طرف کھڑے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گئے۔

تینوں فٹنر ہیلی کاپٹر اپنی پوری رفتار سے کابور کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ پائلٹ سیڈ کے ساتھ بیٹھا ہوا کرنل دنیٹن آنکھوں سے دور بین لٹکائے مستقل طور پر نیچے سرٹک اور اس پر دوڑنے والی گاڑیوں کو چیک کر رہا تھا۔ لیکن کسی بھی گاڑی میں اسے کوئی ایسا آدمی نظر نہ آیا جسے وہ مشکوک سمجھ سکتا۔ ابھی آدھا راستہ ہی طے ہوا تھا کہ ایک نلٹ ہیلی کاپٹر کا ٹرانسمیٹر ٹوں ٹوں کی تیز آواز سے جاگ اٹھا اور پائلٹ نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بین دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ کرنل ڈوجان میجر خوش کالنگ اور۔“ ایک تیز اور چبھتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”یس۔ کرنل دنیٹن اسٹنڈنگ اور۔“ کرنل دنیٹن ٹرانسمیٹر کی آواز سن کر چونک کر یہاں سے اُور دور بین کو گھٹے میں ڈالتے ہوئے اس نے پیچھے بیٹھ ہوئے کرنل ڈوجان کے بولنے

سے پہلے ہی ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے خود بات کرنے شروع کر دی۔

”یہ سہرا کیا آپ کرنل ڈوجان کے ہمراہ کا بورا آرہے ہیں۔
کرنل ڈوجان نے مجھے بتایا تھا کہ وہ جیلی کا پشہر پر آرہے ہیں۔ اس
لئے میں نے ایئرپیشل فرفر کو کسی بریک کی کالی ہے اور۔۔۔ اس بار
دوسری طرف سے بولنے والے کا اہجر مودبانہ تھا۔

”ہاں۔ کرنل ڈوجان میرے ساتھ آرہے ہیں۔ تم نے کیوں کال کیا
ہے اور۔۔۔“ کرنل وینیٹن نے بڑے فائزاندہ لہجے میں کہا۔ اپنی
ناک اونچی رکھنے کے لئے اس نے سبائے یہ جواب دینے کے کہ وہ
کرنل ڈوجان کے ہمراہ آرہا ہے یہ جواب دیا کہ کرنل ڈوجان اس
کے ہمراہ آرہا ہے۔ مقصد میجر فوشن کو یہ بتانا تھا کہ اصل اہمیت
اس کی ہے ڈوجان کی نہیں۔

”سہرا جہاں قصبہ کا بورا کے شمالی طرف جانے والی سڑک
پر میں نے ایک چیکنگ پوسٹ قائم کی ہوئی تھی۔ دماغ سے اطلاع
ملی کہ ایک جیپ نے چیکنگ پوسٹ سے تیزی سے گزرتے ہوئے
دماغ موجود فوجیوں پر فائرنگ کی اور اس کے ساتھ ہی دماغ سے
گزر تے ہوئے ایک آئل ٹینکر پر بم مار دیا گیا۔ اس سے تیل سے
بھرا ہوا آئل ٹینکر تباہ ہو گیا۔ اس کے تیل میں آگ لگ گئی۔ اور اس تیل
نے دماغ موجود سپاہیوں اور عیسویں سمیت سب کچھ جلا کر مالک کر دیا۔

جیپ کا بورا کی طرف جاتی ہوئی بتائی گئی تھی۔ اس اطلاع ملنے پر
میں فوراً کا بورا پہنچی۔ اس وقت مسافروں سے بھری ہوئی ایک بس
بھی جا رہی تھی۔ اس کے مسافروں نے بتایا ہے کہ جیپ میں دو سیاہ فام

ایک بمبین ایک مقامی سیاہ فام اور دیا کیشیا کی موجود تھے۔ اس پر
میں نے سارے قصبے کو گھیر لیا۔ اور گھر گھر کی تلاشی لی۔ لیکن اب تک
نہی جیپ کا پتہ چلا ہے اور نہ ان حملہ آوروں کا۔ بہر حال انکو اثری
جادی ہے اور۔۔۔ میجر فوشن نے تفصیل سے بتاتے ہوئے کہا۔
’اوہ۔ یہ دہی لوگ ہوں گے۔ تم ایسا کر دو کہ قصبہ کا انتہائی سختی سے
محاصرہ کر لو۔ کسی کو باہر جانے کی اجازت مت دو۔ چاہے وہ کوئی
مقامی سیاہ فام ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ یہ لوگ میک اپ کے مایہ
ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ مقامی میک اپ میں نکل جائیں۔ ہم سیدھے قصبے
آ رہے ہیں۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ میری نظروں سے کیسے بچ سکتے
ہیں اور۔۔۔“ کرنل وینیٹن نے چیختے ہوئے کہا۔

”یہ سہرا۔۔۔ میں نے پہلے ہی قصبے کے باہر سخت محاصرہ کیا
ہوا ہے اور نہ کسی کو اندر جانے اور نہ کسی کو باہر آنے کی اجازت
دی ہے اور۔۔۔“ میجر فوشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
”گڈ۔ پوری طرح محتاط رہنا۔ وہ دماغ سے ہر صورت میں نکلنے
کی کوشش کریں گے۔ اور۔۔۔“ تم دماغ کسی ایسے آدمی کو یقیناً
جلاتے ہو گے جو ایسے لوگوں کو پناہ دے سکتا ہو۔ جو سکتا ہے انہوں
نے پہلے سے پلاننگ کر رکھی ہو اور۔۔۔“ کرنل وینیٹن نے تیز لہجے
میں کہا۔

”جی ہاں۔ یہاں ایک ہی آدمی ایسا ہے جو اس قسم کے کاموں میں
لوٹ ہو سکتا ہے۔ اس کا نام سونو ہے۔ وہ کھادیکٹری کا لیبلر تیار
ہے۔ کام کرنے کے لئے سیاہ فافرا دیلائی کرنے کا ذمہ دار ہے۔

ٹوں ٹوں کمنے لگا۔ کمرنل ونیٹن نے چونک کر ہاتھ بٹھایا اور بٹن پریس کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ میجر رابرٹ کالنگ ڈرام کٹرٹی بھری اودر۔“
ایک تیز آواز سنائی دی۔ اور میجر رابرٹ کی آواز سن کر ہیلی کا پیٹر میں بیٹھنے ہوئے سب افراد بڑی طرح چونک بیٹھے۔ کیونکہ میجر رابرٹ اس چھادنی کا ایجنارج تھا جہاں کمرنل ونیٹن نے ہیڈ کوارٹر بنایا ہوا تھا۔ اور جہاں سے وہ ہیلی کا پیٹر پر سوار ہو کر کابلور اجارہ دے تھے۔
”یس کمرنل ونیٹن۔ کیا بات ہے کیوں کال کی ہے اودر۔“
کمرنل ونیٹن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”باس۔ چیف کمانڈر جنرل بارڈر کی کال آئی ہے۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں کال ملا رہا ہوں اودر۔“ دوسری طرف سے میجر رابرٹ نے تیز تیز لہجے میں کہا اور کمرنل ونیٹن نے پائلٹ کو ہیلی کا پیٹر فضا میں معلق کر کے کا حکم دیا تاکہ اطمینان سے جنرل بارڈر کی کال سنی جاسکے۔

”ہیلو۔ جنرل بارڈر سپیکنگ اودر۔“ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد جنرل بارڈر کی تیز اور گونج دار آواز سنائی دی۔
”یس سر۔ کمرنل ونیٹن اسٹانڈ یو اودر۔“ کمرنل ونیٹن نے موڈ بانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کمرنل ونیٹن۔ انگ لاسے ابھی ابھی انتہائی بُری خبر ملی ہے۔ دیاں جیسو اگر دیپ کے ہیڈ کوارٹر کو مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ جیسو اور کمرنل جوہم دونوں ہلاک ہو گئے ہیں۔ لیکن ان دونوں کی لاشیں

جرائم پیشہ اور لڑنے مرنے والا آدمی ہے اور مجھے خفیہ طور پر یہ اطلاع ملی ہے کہ سولہ کا اس جیسے پرمکمل ہو لڑتے ہے اودر۔“ میجر فوشن نے کہا۔

”اڈہ پھر لھٹنا اسی سونو نے ہی انہیں چھپایا ہوا ہوگا اودر۔“
کمرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں کہا۔
”میں نے اس کے مکان اور احاطے کی مکمل تلاشی لی ہے دیاں کچھ بھی نہیں ہے اودر۔“ میجر فوشن نے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ ہمارے آئے تک اسے قابو میں رکھنا اودر اینڈ آل۔“ کمرنل ونیٹن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بٹھاکر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ کابلور میں داخل ہو چکے ہیں لیکن یہ کابلور کیوں گئے ہیں۔ انہیں تو جوہم برگ پہنچنا چاہیے تھا فوری طور پر۔“ ٹرانسمیٹر آف ہوتے ہی میجر بیٹھا جو کمرنل ڈوجان بول پڑا۔
”وہ اب باقاعدہ پلاننگ کر کے آجائیں گے کسی نئے مسک اپ میں۔“ لیکن میں انہیں ہر صورت میں ڈھونڈ ٹھنکالوں گا۔“ کمرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں جواب دیا۔ اور کمرنل ڈوجان نے سر ہلا دیا۔

”پائلٹ۔ سیدھے اس جیسے کابلور میں ہیلی کا پیٹر لے چلو۔“ کمرنل ونیٹن نے ساتھ بیٹھے ہوئے فوجی پائلٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر۔“ پائلٹ نے سر ملاتے ہوئے جواب دیا لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا فاصلہ ہی طے کیا ہوگا کہ ٹرانسمیٹر ایک بار پھر

لے چہرے بھری طرح بگاڑ دیئے گئے تھے۔ ادب کو ابو گروپ بھی بتیں آگئے اور دماغ کو ابو ادب نے گروپ کے بچے کچھ آدمیوں لے درمیان خوف ناک لڑائی ہو رہی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ ابو ادب نے گروپ کے بچے کے باقی بچ جانے والے افراد کا مکمل طور پر خاتمہ کرنا چاہتا ہے۔ میں نے تم سے اس لئے بات کی ہے کہ تمہیں شاید اس بات کا علم ہو کہ کرنل جوہم تو بنیسیا میں تھا وہ جیسو را اگر وپ کے بڑے کوارٹر کیسے پہنچ گیا اور یہ پانچیشیا کی ایکٹ کون ہیں اور "رل بارڈر نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"دیری سیڈ نیوز جنرل کرنل جوہم نے مجھے رپورٹ دی ہے اس طرح ایکٹ پکڑے گئے ہیں۔ اور انہیں قتل کر دیا گیا ہے۔ اس کے بعد کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ لیکن جنرل وہ ہیلی کا پٹر جس ایکٹ گئے ہیں وہ کہاں ہے۔ کیا وہ مل گیا ہے۔ کہاں ملا ہے۔ کرنل ونیشن نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں۔ اس کا ابھی پتہ نہیں چل سکا۔ اور سنو، بنیسیا، مانڈر لامل کو میں نے انتظامی انچارج بنا دیا ہے وہ بے حد شیا آدمی ہے۔ وہ دونوں سیٹیں آسانی سے سنبھال لے گا۔ میں نے تمہارے متعلق تفصیلی ہدایات دے دی ہیں جب یہ رپورٹ ملی اس وقت وہ ایک ضروری کام کے سلسلے میں ہے پاس ہی موجود تھا۔ دیئے وہ موسیا ایر پورٹ اور چھاؤنی مانڈر ہے۔ موسیا ایر پورٹ اور چھاؤنی۔ انگولا اور بنیسیا کی بد کے قریب ہے۔ اس لئے وہ جلد ہی ان پانچیشیا کی ایکٹوں

انگولا اور بنیسیا کی سرحد کے قریب پڑی ہوئی ملی ہیں۔ ہیڈ کوارٹر میں سے شدید ترین زخمی افراد نے جو تفصیل بتائی ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ تین پانچیشیا کی ایکٹ جیسو را نے پکڑے تھے جن میں دو مرد اور ایک عورت تھی۔ عورت سوئس قومیت کی تھی۔ جب کہ دونوں مرد گویا پانچیشیا کی تھے لیکن ایکریسین سیاہوں کے میک اپ میں تھے۔ انہیں قتل کرنے کے احکامات دیئے گئے۔ لیکن پھر پتہ چلا کہ قتل کرنے والے خود قتل ہو گئے ہیں۔ اور وہ تینوں افراد ہونگے ہیں اس پر جیسو را نے اپنے دھجک بھری کو انہیں پکڑنے کی ہدایات دیں۔ پھر وہ پکڑے گئے اور دھجک بھری کے ہاتھوں مارے گئے۔ اس کے بعد جیسو را نے ان کی لاشیں ہیڈ کوارٹر طلب کیں۔ یہ لاشیں اور وہ زندہ لڑکی دھجک بھری کا انچارج چاکشی اور اس کا اسٹنٹ مائیکل اور ایک سیاہ فام لے کر ہیڈ کوارٹر آئے جہاں جیسو را اور کرنل جوہم موجود تھے جیسو را کا نائب ایرک بھی وہاں پہنچ گیا۔ اس کے بعد یہ سب لوگ ہیلی کا پٹر میں بیٹھ کر چلے گئے۔ اور ہیلی کا پٹر کی پرداز کے بھڑکی ہی دیر بعد ہیڈ کوارٹر میں انتہائی خوف ناک دھماکا ہوا۔ یہ دھماکا اس قدر شدید تھا کہ پورا ہیڈ کوارٹر اور اس میں موجود افراد سوائے چند کے ہلاک ہو گئے۔ وہ چند افراد بھی شدید زخمی تھے۔ باقی دھجکوں نے اطلاع ملنے پر انگور کی شروع کی تو انگولا اور بنیسیا کی سرحد کے قریب جیسو را۔ کرنل جوہم اور ایرک کی لاشوں کے ساتھ ساتھ چار اور سفید فام نوجوانوں کی لاشیں بھی ملی ہیں جو سنبھالنے کہاں تعینات تھے۔ کیونکہ ان چاروں

کو بھی ڈھونڈھ نکالے گا۔ ویسے وہ تمہاری ہدایات پر ہی عمل کرے۔ خود ہیلی کا پٹرلے کو دیاں جا رہا ہوں۔ ابھی آپ کی کال سے چند لمحے کا۔ تم اسے پیش رو دینا اور فریڈ کو کسی پر کال کر سکتے ہو اور ڈسٹریکٹ میجر فوش نے کال پر بتایا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی چینگ جنرل بارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

”دو سیٹوں کا کیا مطلب جنرل۔ میں سمجھا نہیں اور۔“ میں میجر فوش نے سارے قصبے کا حاصرہ کر لیا ہے اب میں دیاں کمرل ونیڈن نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”اوہ۔ تمہیں واقعی حیران ہونا تھا۔ ہر حال اب بات ہو گئی کے بعد میں خود بنیسیا جا کر ان پاکیشیائی ایجنٹوں کے خلاف کام ہے تو تمہیں یہ بتانے میں حرج نہیں ہے کہ بنیسیا میں ڈوگو فانا کمرل کا۔ اس طرح ہم اس گردپ کا خاتمہ کر لینے میں کامیاب کا انچارج بھی کا نڈر لارل ہی ہے۔ لیکن تم کہاں جا رہے ہو جو جا میں گے اور۔“ کمرل ونیڈن نے تفصیل بتاتے ہوئے مجھے میجر رابرٹ نے بتایا ہے کہ تم نے ایسا کام ہیلی کا پٹرلے کہا۔

کیا اور پھر کمرل ڈوجان کے ساتھ ہیلی کا پٹرلے میں کہیں چلے گئے۔ ”اوہ دیر سی بیڈ۔ یہ کیسے لوگ ہیں کہ ان کے آتے ہی ہر طرف سے بمی خبریں ملنے لگ گئی ہیں۔ تیز حرکت کر دو۔ اور جلد

ہو اور۔“ جنرل بارٹر نے کہا۔ اس وقت ہم ہیلی کا پٹرلے ہی آپ کی کال پر جلد انہیں ٹریس کر کے ان کا خاتمہ کر دو۔ ڈوگو فانا ڈکان منصوبہ اٹھ کر رہے ہیں۔ ان دو ایکر میں جرنلسٹوں جنہیں آپ کے ملک بالکل تکمیل کے قریب ہے۔ اس کی تکمیل سے پہلے ہر پر ہم نے نوٹس دیا کہ ہر صدی اتر پورٹ پر چھوڑ دیا تھا۔ میں نے صورت میں ان کا خاتمہ ہونا چاہیے اور۔“ جنرل بارٹر نے دیاں موجود ایک ایکر میں ایجنٹ کے ذریعے انکو انری کرائی تو پھر لہجے میں کہا۔

”بہر حال کہ دیاں جلتے ہی انہوں نے پراسرار طور پر اپنے میک اپ۔“ آپ فکر نہ کریں۔ اب وہ ٹریس ہو چکے ہیں۔ ادراپ ختم کر دیے۔ وہ واقعی علی عمران اور اس کا کوئی پاکیشیائی ساتھ کمرل ونیڈن کے بچے سے کسی صورت بھی نہ مل سکیں گے اور۔“ تھا۔ دیاں دو ایکر میں جیسی ان کے انتظار میں پہلے سے موجود کمرل ونیڈن نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

تھے۔ پھر وہ سب ایک مقامی آدمی کے ساتھ کار میں سوار ہو کر۔ ”مجھے ساتھ ساتھ لسی کار کر دے گی کہ رپورٹ دیتے رہا کر و تاکہ ہر صدی قصبے کا پورا کی طرف روانہ ہوئے ہیں۔ اس پر میں نے کمرل لہجے میں بھی حالات کا علم ہوتا رہے اور۔“ جنرل بارٹر نے ڈوجان کی معرفت اس علاقے کے انچارج میجر فوش کو الرٹ کیا۔ لہجہ میں کہا۔

اور پھر وہ تینوں کیپٹن کی رہنمائی میں چلتے ہوئے کچھ دور ایک باغ بنا احاطے میں داخل ہو گئے۔ یہ خاصا وسیع احاطہ تھا جس کے ایک طرف بیرک نمائے ہوئے تھے۔ ان بیرک نمائے ہوئے کے سامنے بھی مسلح فوجی موجود تھے جو انہیں دیکھ کر اسٹیشن ہو گئے۔

”میر صاحب ادھر کمرے میں ہیں۔ ایک فوجی نے ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ونیٹن سر بلاتا ہوا اس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ کمرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے ایک دیو نما سیاہ فام کو ایک کرسی پر بیٹھ دیکھا۔ اس کے جسم کو رسیوں سے باندھ دیا گیا تھا۔ اور ایک لمبا تونگ سفید فام لمبر ماتہ میں بیٹھا تھا۔ اس کے سامنے کھڑا تھا۔ اس دیو نما سیاہ فام کے جسم پر جگہ جگہ بید کے زخموں کے نشانات نظر آرہے تھے۔ ایک آنکھ بھی سوجی ہوئی تھی۔ اور چہرے پر بھی زخموں کے نشانات تھے۔ ان کے اندر داخل ہوتے ہی پیچھے تیزی سے مڑا اور اس نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔

”یہ میجر فوشن ہیں۔ اور میجر فوشن یہ ریٹا تھا راجی کرنل ونیٹن“ کرنل ڈوجان نے فوجی انداز میں سیلوٹ کا جواب دیتے ہوئے کرنل ونیٹن اور میجر فوشن کا باقاعدہ تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”یس سر“ میجر فوشن نے کرنل ونیٹن کے سامنے اسٹیشن ہوتے ہوئے کہا۔ اور کرنل ونیٹن نے سر ہلادیا۔

”یہ وہی سو نو ہے۔“ کرنل ونیٹن نے کرسی پر بندھے

”یس سر اور“ کرنل ونیٹن نے کہا۔ اور دوسری طرف سے اور اینڈ آف کے الفاظ سنتے ہی اس نے ایک طویل سانچے لیتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اور پھر پائلٹ کو آگے بڑھنے کا اشارہ کیا۔ پائلٹ نے پہلی کاپیٹر آگے بڑھادیا۔

”کرنل جویم کے ساتھ بہت جبراً ہوا“ کرنل ڈوجان نے دل گرفتہ سے بولیں کہا۔

”دراصل کرنل جویم اور عیسو اور دونوں کو علم ہی نہیں ہے کہ سیکرٹ ایجنٹوں کی کارروائیاں کس انسان کی ہوتی ہیں۔ اس لئے مارکھا گئے ہیں۔ بہر حال میں اس عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دوں پھر انہیں بھی دیکھ لوں گا۔“ کرنل ونیٹن نے جواب دیا۔ اور پھر پہلی کاپیٹر میں خاموشی طاری ہو گئی۔

تھوڑی دیر بعد پہلی کاپیٹر قبضے کے اوپر پہنچ گیا۔ اور پائلٹ نے ایک کھلی جگہ پر موجود فوجیوں اور فوجی جیپوں کو دیکھ کر پہلی کاپیٹر واپس آ کر دیا۔ کرنل ونیٹن، کرنل ڈوجان اور ٹریسیا تینوں پہلی کاپیٹر سے باہر آ گئے۔ وہاں موجود فوجیوں نے انہیں دیکھ کر سیلوٹ کئے۔

”میجر فوشن کہاں ہے۔“ کرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں پوچھا۔

”وہ جناب سو نو سے پوچھ گچھ کر رہے ہیں۔ ادھر قریب احاطہ میں جناب“ ایک کیپٹن نے جلدی سے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ لے چلو ہمیں“ کرنل ونیٹن نے کہا۔

پھر دنیا دیکھے گی۔“ کرنل ونیٹن نے تیز اور کثرتِ بلبے میں کہا اور پھر مڑ کر باہر آگیا۔ کرنل ڈو جان، ٹریسیا اور میجر فوشن بھی اس کے پیچھے آ گئے۔

”ایسا کمزور اس سو نو کے مکان سے کسی بوڑھے اور سادہ سے آدمی کو یہاں بلاؤ اس دوسرے کمرے میں۔“ کرنل ونیٹن نے ایک طرف ہو کر میجر فوشن سے کہا۔

”یہ سب۔۔۔ میجر فوشن نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا باہر نکل گیا۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک ادھیر عمر لیکن کمزور جسم کا آدمی بھی تھا۔ اس آدمی کے چہرے پر شدید خوف کے تاثرات نمایاں تھے۔

”یہ سو نو کا خادم ہے۔“ میجر فوشن نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ کیا نام ہے تمہارا۔“ کرنل ونیٹن نے نرم لہجے میں پوچھا۔

”جی۔ میرا نام چاگو ہے جناب۔“ ادھیر عمر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”گھبراؤ نہیں جاؤ۔ ہم نے صرف تم سے چند سوالات کرنے ہیں۔ ادھر آؤ اس کمرے میں۔“ کرنل ونیٹن نے بڑے دوستانہ انداز میں اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے انتہائی نرم لہجے میں کہا۔ اور چاگو کے چہرے پر موجود خوف کے تاثرات تیزی سے غائب ہونے لگے۔

وہ اُسے لے کر دوسرے کمرے میں آگیا۔ باقی ساتھیوں کو اس

ہوئے سیاہ فام کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ سب۔۔۔ لیکن یہ بتاتا ہی نہیں ہے یہی کہتا ہے کہ اُسے کسی اجنبی کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔“ میجر فوشن نے جواب دیا۔

”جب یہ اتنے تشدد کے باوجود نہیں قبول رہا تو پھر سچ ہی کہہ رہا ہو گا۔ خواہ مخواہ کے تشدد کا کیا فائدہ۔“ کرنل ونیٹن نے منہ بٹلتے ہوئے کہا۔

”پھر کیا کروں سب۔۔۔“ میجر فوشن کرنل ونیٹن کے اس خلاف توقع حکم پر انتہائی حیرت زدہ نظر آ رہا تھا۔ اس کا تو خیال تھا کہ کرنل ونیٹن اُسے حکم دے گا کہ اس کی کھال اتار دو۔ لیکن کرنل ونیٹن الٹ بات کر رہا تھا۔

”ہاں ہاں۔ مجھے اس کے چہرے پر سچائی کے تاثرات نظر آ رہے ہیں اور پھر تم نے بتایا ہے کہ یہ کھاد فیکٹری کو بے بسیلائی کرتا ہے۔ پھر تو یہ سہرا کاڑی آدمی ہو گیا۔ ٹھیک ہے اسے کچھ مدت کہو۔“ کرنل ونیٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

”جو حکم سب۔۔۔“ میجر فوشن نے ہونٹ چلبتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ میں پکڑا ہوا سیبہ ایک طرف اچھال دیا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اسے ابھی اسی طرح بندھا رہنے دو۔ اور خیال رکھنا یہاں سے باہر نہ جلتے۔ میں خود ایک ایک گھر کی تلاشی لوں گا۔ میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ کس طرح چھپے رہ سکتے ہیں اور جس گھر سے وہ برآمد ہو گئے۔ اس کا جو حشر ہو گا اس کا تماشا

انداز میں کہا۔

”پلیز جاگو۔ یہ بہت ضروری ہے۔ کسی بھی لمحے اصل کرنل ونیٹن کی طرف سے اطلاع آسکتی ہے۔ مجھے صرف پیغام دینا ہے اور بس۔ پھر میں ان سب کو یہاں سے لے کر نکل جاؤں گا۔ دیکھو انکار مرمت کرو۔“ کرنل ونیٹن نے انتہائی منت بھرے لہجے میں کہا۔ ”مگر میں تو ان تک نہیں جاسکتا۔ سونو نے سختی سے منع کر دیا ہے۔ میں تو صرف کور کو پیغام دے سکتا ہوں۔“ جاگو نے کہا۔

”ارے نہیں۔ پیغامِ عمران تک پہنچنا ہے۔ بہ صورت میں۔ بس تم کسی نہ کسی طرح ان تک پہنچ جاؤ۔ پلینز“۔ کرنل ونیڈن نے کہا۔

”مگر جناب وہ بڑے تہ خفے میں ہیں۔ میں وہاں نہیں جاسکتا۔ ورنہ سو نو کے آدمی مجھے ہلاک کر دیں گے۔ وہ ان معاملات میں بے حد سخت ہے۔“۔ جاگو نے کہا۔

”اوہ۔ کوئی ترکیب نکالو۔ آخر بڑا تہہ خانہ مکان کے اندر ہی ہوگا۔“

”ہاں ہے تو مکان کے اندر لیکن۔۔۔ چاگو نے ہچکچاتے ہوئے

”کنو کی بات نہیں۔ صرف ہمت کی ضرورت ہے۔ ہم نکلنے کو۔ ہم پودا برا بھی آجھ نہ آئے گی۔ مجھے بتاؤ کہاں سے تہ خانہ میں ہمیں بتا دیتا ہوں۔“ کنوئی دنیا میں نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔

”نچ — نچ — جی — بیر دنی دروازے کی بڑھی راہ اسی کے

نے باہر روک دیا تھا۔ اس کمرے میں بھی چار کرسیاں بڑی سی تھیں۔

”بیٹھو چاکو“۔ کرنل ونیٹن نے کہا۔ اور چاکو خاموشی سے ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ کرنل ونیٹن نے بڑے پراسرار سے انداز میں برونی دروازے کی طرف اس طرح دیکھا جیسے اُسے خطرہ ہو کہ باہر سے کوئی اس کی آذان سن نہ لے۔

”سنوچاگو۔ میں عمران کا ساتھی ہوں۔ کمرل وینیٹن کے میکاپ میں ہوں۔ میں نے عمران کو انتہائی اہم پیغام دینا ہے۔ پلیز تم خاموشی سے یہ پیغام اس تک پہنچا دو۔ ورنہ بہت نقصان ہو جائے گا۔“

کمرل وینیٹن نے بڑے سمرگوشیا نہالچے میں کہا۔ ساتھ ساتھ وہ دروازے کی طرف بھی اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے اسے خطرہ ہو کہ کوئی اس کی بات نہ سن لے۔

”سکھ — سکھ — کون عمران؟ — چاگوئے حیرت بھرے
پوچھ رہی تھی۔“

”ارے وہ پاکشینی جو سونو کے مہمان بنے ہیں۔ اس کا نام عمران ہے۔ اس کا دوسرا سہتی میرا سگ بھائی ہے۔ اور دو ایک بچہ ہیں دیو قامت حبشی اس کے ساتھ ہیں۔ یہ لویہ رقم رکھ لو اور سونو فوراً اس تک پیغام پہنچا دو۔“ کرنل وینڈرل نے جلدی سے حبیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا سا نوٹ نکالا اور بڑے پرسرا سے انداز میں چاگو کی مٹھی میں ڈال کر مٹھی بند کر دی۔

”مم۔ مم۔ مگر.....“ چاگو نے بوکھلائے ہوئے

”مم۔ مم۔ مگر.....“ — چاگو نے بڑھکھلاتے ہوئے

”جو کام تم اس سو نو پر تشدد کے باوجود نہیں کر سکتے وہ میں نے کر لیا ہے۔ اسے گولی مار دو۔ اور میرے ساتھ آؤ۔“ کرنل وینٹن نے تیز لہجے میں کہا اور بیردنی دروازے کی طرف مڑ گیا۔ اسی لمحے اندر سے گولی چلنے اور چاگو کی دردناک چیخ سنائی دی۔ لیکن کرنل وینٹن نے مڑ کر بھی نہ دیکھا اور باہر موجود کرنل ڈوجان اور ٹریسیا نے سوالیہ نظروں سے کرنل وینٹن کی طرف دیکھا۔

”آؤ میرے ساتھ۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ وہ لوگ کہاں موجود ہیں۔ اب صرف ان کو بل میں سے نکالنا ہے۔“ کرنل وینٹن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ واقعی۔ اتنی جلدی کیا اس بوڑھے نے بتایا ہے۔“ کرنل ڈوجان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور کرنل وینٹن نے سر ہلادیا۔ میجر فوشن بھی ان کے پیچھے باہر کھلے احاطے میں آ گیا۔

”میجر فوشن سو نو کے مکان میں کتنے آدمی موجود ہیں۔“ کرنل وینٹن نے پوچھا۔

”سر تقریباً دس آدمی ہیں۔ عورت کوئی نہیں صرف مرد ہیں۔“ میجر فوشن نے جواب دیا۔

”سو نو وہ لوگ اس مکان کے تہہ خانے میں چھپے ہوئے ہیں۔ لیکن ہم اس وقت تک انہیں کسی تبدیلی کا علم نہیں ہونے دینا جب تک ہم ان کے سردوں پر نہ پہنچ جاتیں۔ کیونکہ اگر انہیں ذرا بھی شک پڑ گیا تو وہ اپنی جالوں پر کھیل جاتیں گے اور جس طرح

اختتام پر جو کمرہ ہے۔ اس کے فرش سے سیڑھیاں نیچے تہہ خانے میں جاتی ہیں۔ اور راہداری میں سو نو کے خاص آدمی ہر وقت موجود رہتے ہیں وہ مجھے ادھر جلتے ہی نہ دیں گے۔“ چاگو نے ہونٹ جپلتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی مجبور ہی ہے۔ اچھا تو اس کو رد تک پہنچا دو پیغام اور اسے کہہ دو کہ وہ عمران تک اسے پہنچا دے۔“ کرنل وینٹن نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اوہ ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ کیا پیغام ہے۔“ چاگو نے بھی اطمینان بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”اُسے صرف اتنا پیغام دے دو کہ یقینی موت اس کا مقصد بن چکی ہے۔“ کرنل وینٹن نے یک لخت کمری سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر فالتاحانہ مسرت کے آثار نمایاں تھے۔

”ج۔۔۔ ج۔۔۔ کیا مطلب۔“ چاگو نے انتہائی حیران ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیخا ہوا کمری سمیت دوسری طرف جا کر ا۔ کرنل وینٹن کا زوردار کھڑپا اس کے جھڑے پر پڑا تھا۔ اس کی مٹھی میں موجود نوٹ ایک طرف جا کر اٹھا ہے کرنل وینٹن نے اٹھالیا۔

”میجر فوشن۔ اندر آ جاؤ۔“ کرنل وینٹن نے تیز لہجے میں کہا۔ اور دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور میجر فوشن تیزی سے اندر آ گیا۔ چاگو اس وقت فرش سے اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

مسکرتشہ سے ہی حل ہو۔ سو نو کا جسم اور اس کے جڑے کی ساخت بتا ہی ہے کہ وہ ایسا آدمی ہے جو مر تو سکتا ہے لیکن اپنی مرضی کے بغیر کچھ بتا نہیں سکتا۔ اس لئے اس پر تشدد سوائے ذلت ضائع کرنے کے اور کوئی فائدہ نہ دے سکتا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ سونو نے ہی انہیں پھپھایا ہو گا۔ اور زیادہ خیال یہی تھا کہ یہ لوگ کہیں تہہ خانے میں پچھے ہوئے ہوں گے۔ چنانچہ میں نے اس چاکو کو بلایا۔ یہ عام اور سادہ سے ذہن کا آدمی تھا۔ میں نے اسے بڑی اداکاری کرتے ہوئے بتایا کہ میں دراصل انہی لوگوں کا ساتھی ہوں اور کرنل دینیٹن کے میک اپ میں ہوں۔ بس میری اداکاری سے وہ ہلکے کھا گیا اور اس نے خود بخود ساری تفصیل بتا دی۔ کرنل دینیٹن نے بڑے فاسحانہ ہلچے میں کہا۔

"ادہ۔ کمال ہے۔ اس قدر سادہ ترکیب۔ واقعی آپ کمال درجہ کے ذہین ہیں۔ جنرل بارڈر نے ایسے ہی آپ کو ریڈ اتھارٹی نہیں دے دی۔ کرنل ڈوجان نے تحنیں آمیز ہلچے میں کہا۔ اور کرنل دینیٹن ہلکا دیا۔

"اب آپ انہیں گرفتار کر کے لے جائیں گے۔" ٹریسیا نے کہا۔

"ارے نہیں۔ اب تو بس ان کے سبھوں میں سودا خ کرنے ہیں۔ اب میں انہیں ذرا برابر بھی کوئی موقع نہ دوں گا۔" کرنل دینیٹن نے جواب دیا۔ اور پھر وہ اس طرح دایاں میٹھے اور باتیں کرتے رہے۔

انہوں نے چینگک پوسٹ کو تباہ کر دیا ہے اس سے ظاہر ہے کہ ان کے پاس کچھ بھی ہیں۔ اور دوسرا جہیدہ اسکی بھی۔ اس لئے تم ایسا کر دو کہ انتہائی خاموشی سے مکان کا کھمل طور پر محاصرہ کر لو۔ اور اندر موجود سب آدمیوں کو بلا کر گرفتار کر لو۔ اور سب کو ہتھارے پاس بے ہوش کر دینے والی گیس کا کوئی پیمپ یا کیپسول ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ انہیں وہیں تہہ خانے میں ہی بے ہوش کر دیا جائے۔ کرنل دینیٹن نے کہا۔

"یہ سب کچھ موجود ہے۔ آپ بے فکر رہیں۔ مجھے بتائیں کون سے تہہ خانے میں ہیں۔ انہیں بے ہوش کر کے آپ کو اطلاع کر دیتا ہوں۔ میں اور میرے آدمی ایسی کارروائیوں میں ماہر ہیں" میجر فوش نے جواب دیا۔

کرنل دینیٹن چند لمحے خاموشی سے کچھ سوچتا رہا۔ اور پھر اس نے اس انداز میں کندھے جھٹکے جیسے کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے چاکو سے ملے والی تہہ خانے کی تمام تفصیل میجر فوش کو بتا دی۔

"ادہ۔ دیر ہی لگے۔ اب آپ فکر نہ کریں۔ اب میں سب ٹھیک کر لوں گا۔" میجر فوش نے جوشیلے انداز میں کہا اور تیزی سے اٹھنے کے بعد دینیٹن کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ نے اتنی جلدی کیسے معلوم کر لیا۔ حیرت ہے۔" اس بار ٹریسیا نے حیرت بھرے ہلچے میں کہا۔

"دراصل یہ مخصوص ٹریننگ کی بات ہے۔ ضروری نہیں کہ ہر

نئی فتح کی ہوئی مملکت میں داخل ہو رہا ہو۔ طویل راہداری کے اختتام پر وہ ایک کمرے میں پہنچے۔ جس کے فرش کا ایک حصہ بٹا ہوا تھا اور سیڑھیاں نیچے جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ وہ سیڑھیاں اتر کر نیچے پہنچ گئے۔ یہاں ایک بڑا مال کمرہ بنا آہ خانہ تھا اور واقعی دلمان دودلو کا مست ایکو مین جیسی دو پاکیشٹائی اور ایک مقامی سیاہ فام فرش پر اٹلے سیدھے لیٹے ہوئے تھے وہ سب کے سب بے ہوش تھے۔

"ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ دیکھا آخر کار فتح نے کرنل ونیٹن کے قدم چوم لئے۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔" کرنل ونیٹن نے اندر داخل ہوتے ہی زوردار تہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سونو کی طرف مڑ گیا۔

"دیکھو۔ یہ ہیں وہ لوگ جن کی موجودگی کا تم انکار کر رہے تھے۔ اب بتاؤ۔" کرنل ونیٹن نے سونو سے مخاطب ہو کر کہا۔ جس کا تاریک چہرہ مزید تاریک ہو گیا تھا۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے نہیں معلوم یہ یہاں کیسے پہنچ گئے۔ میں تو فیکٹری سے آکر احاطے میں ہی رک گیا تھا۔ یہ ضرور میرے کسی آدمی کی شرارت ہوگی۔" سونو نے گھٹے گھٹے ہاتھ میں کہا۔

"تم اور تمہارے سارے آدمیوں کو موت کا ڈانٹ چکنا ہوگا۔ سونو نے کبھی دشمن کو معاف نہیں کیا۔ سمجھ۔ لیکن پہلے تمہارے یہ جہان مریں گے اور اس کے بعد تم۔" کرنل ونیٹن نے درشت ہاتھ میں کہا۔ اور پھر وہ میجر فوشن کی طرف مڑ گیا۔

"بڑی دیر ہوگئی ہے میجر فوشن واپس نہیں آیا۔" اچانک کرنل ونیٹن نے کلائی کی گھڑی پر نظریں ڈالتے ہوئے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ گھنٹہ تو ہو گیا ہوگا۔ اب تک تو اسے آجانا چاہیے۔"

کرنل ڈوجان نے کہا۔

"وہ آگیا ہے۔" اسی لمحے ٹریلیانے کہا اور کرنل ڈوجان اور کرنل ونیٹن تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئے۔ میجر فوشن تقریباً دوڑتا ہوا آ رہا تھا۔ اس کا چہرہ خطرہ مسرت سے بچھا پڑ رہا تھا۔

"دکڑی۔۔۔ دکڑی۔۔۔ وہ بے ہوش پڑے ہیں۔ میں نے انہیں چیک کر لیا ہے۔ واقعی سہرا ان کے پاس خاصا خوف ناک اسلحہ تھا۔" میجر فوشن نے قریب آکر انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"واقعی۔ دیر سی گڈ۔ آؤ اب ان کے جہوں میں گولیاں اتاریں۔ اس سونو کے ہاتھ میں ہتھکڑی ڈال کر اسے بھی ساتھ لے چلو۔ تاکہ اسے بھی دشمنوں کو نشانہ دینے کی عبرت ناک سزا دی جاسکے۔" کرنل ونیٹن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور پھر پھوٹی دیر بعد یہ فائدہ سونو کے مکان میں داخل ہو گیا۔ دلمان مسلح فوج جگہ جگہ موجود تھے۔ سونو بھی ان کے ساتھ تھا۔ اس کے ہاتھ عقب میں کوڑے کے کھپ ہتھکڑی ڈال دی گئی تھی۔ میجر فوشن آگے آگے چل رہا تھا۔ اس طرح جیسے کوئی عظیم فاتح اپنی

کے انتہائی درشت بلجے سے خوفزدہ ہو گئی تھی۔

”ہو نہ ہو۔ تمہاری بات درست بھی ہو سکتی ہے۔ یہ لوگ واقعی اس طرح کی شاطرانہ چال بھی چل سکتے ہیں۔ ٹھیک ہے۔ میجر فوشن ان کو اٹھا کر سیویں پر ڈالو۔ اور مضبوط رسیوں سے باندھ دو۔ تاکہ یہ حرکت بھی نہ کر سکیں۔ اور پھر ان دونوں ایشیائیوں کو ہوش میں لے آؤ۔ مرناتو بہر حال انہوں نے ہے۔ پہلے تسلی تو کر لیں۔“ کرنل ونیٹن نے میجر فوشن سے کہا اور میجر فوشن نے اپنے فوجیوں کو ہدایات دیتی غمزدہ کر دیں۔

ختم شد

”مشین گن مجھے دو۔ تاکہ میں اپنے ہاتھوں سے انہیں موت کے گھاٹ اتار دوں۔“ کرنل ونیٹن نے تیر بلجے میں کہا۔ تو میجر فوشن نے اپنے کانڈھے سے ہتھیار نکال کر کرنل ونیٹن کو ٹیٹا دی۔

”کیا آپ انہیں اس طرح بے ہوشی کے عالم میں مار ڈالیں گے۔“ ایک لحنت ٹریسیا بول پڑی۔

”ہاں۔ یہ بے حد خطرناک لوگ ہیں۔ میں کوئی رسک نہیں لینا چاہتا۔“ کرنل ونیٹن نے مشین گن کو کانڈھے سے لگاتے ہوئے سخت بلجے میں کہا۔

”مگر۔ کیا واقعی یہ وہی لوگ ہیں۔“ ٹریسیا نے کہا۔ تو کرنل ونیٹن جبرمی طرح اچھل پڑا۔ مشین گن اس نے کانڈھے سے ہٹا لی تھی۔

”کیا۔ کیا مطلب۔ تم کیا کہنا چاہتی ہو۔“ کرنل ونیٹن نے انتہائی سخت بلجے میں پوچھا۔

”سر۔ میں تو اس لئے کہہ رہی ہوں کہ آپ کے قول کے مطابق یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ اور میک اپ میں بھی ماہر ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ وہ لوگ نہ ہوں بلکہ ان کے میک اپ میں دوسرے ہوں۔ اور ہمیں الجھنے اور مطمئن کرنے کی غرض سے یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہو۔ بس میرے ذہن میں یہ خیال آیا ہے۔ آگے آپ جس طرح مناسب سمجھیں کریں۔“ ٹریسیا نے قدرے غور زدہ سے بلجے میں کہا۔ وہ شاید کرنل ونیٹن

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی

عمران کا اغوا

مصنف — منظر کلیم ایم اے

○ عمران کو اس کے فلیٹ سے اغوا کر لیا گیا۔ کیوں۔۔۔ کس لئے۔۔۔؟

○ عمران جو زندگی میں پہلی بار انتہائی بے بسی کے عالم میں مسلسل ایک تنظیم سے دو سری تنظیم کے ہاتھوں اغوا ہوتا رہا۔ کیا وہ واقعی بے بس تھا؟

○ پاکیشیا سیکرٹ سروس۔۔۔ جو عمران کی تلاش میں مسلسل جگہ جگہ دھکے کھاتی رہی لیکن عمران کو تلاش نہ کر سکی۔۔۔ کیوں۔۔۔؟

○ جوزف۔۔۔ جس نے اپنی پراسرار صلاحیتوں سے آخر کار عمران کو تلاش کر لیا۔۔۔ کیسے۔۔۔ انتہائی دلچسپ پتویشن۔۔۔

○ مادام سون بلیک شیڈو کی چیف۔ جس نے عمران کو اپنے قبضے میں رکھنے کیلئے ہمیشہ کیلئے اسے ٹانگوں سے معذور کر دیا۔ کیا واقعی عمران معذور ہو گیا

○ وہ لمحہ۔۔۔ جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو یقین ہو گیا کہ اب عمران کبھی اپنے قدموں پر نہ کھڑا ہو سکے گا۔ پھر کیا ہوا۔۔۔؟ انتہائی حیرت انگیز

اور دلچسپ پتویشن۔ کیا عمران اپنی معذوری کا کوئی علاج کر سکا یا ہمیشہ کے لئے فیلڈ سے غائب ہو گیا۔۔۔؟

○ عمران کے اغوا کا اصل مقصد کیا تھا اور کیا عمران کو اغوا کرنے والے اپنے مقصد میں کامیاب بھی ہو سکے یا۔۔۔؟ انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی۔۔۔

=====

یوسف برادرز۔ پاک گیٹ ملتان

=====

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور ہنگامہ خیز ناول

ڈوگو فاسٹرز

مصنف: منظر کلیم ایم اے

○ کیا عمران اور اس کے ساتھی کرنل ونڈین جیسے گھاگ آدمی کے ہاتھوں سے بچ سکتے ہیں کامیاب ہو گئے۔۔۔ یا۔۔۔؟

○ معذور اور اس کا ساتھی جب بھاؤ میں آتے تو کیا انہیں شناخت کر لیا گیا یا؟

○ کیا عمران اور بائیکر سا ڈھکے آخر لقیہ میں داخل ہو کر ڈوگو فاسٹرز کا اڈہ تباہ کرنے میں کامیاب ہوئے یا انہیں خود موت کا مزہ چکھنا پڑا۔

○ علی آؤس، ڈوگو فاسٹرز کا ہیڈ کوارٹر جس میں کمی جی داخل نہ ہو سکتی تھی مگر عمران اس میں نہ صرف داخل ہو گیا بلکہ اس نے یہ اڈہ تباہ بھی کر دیا۔

یہ کیسے ممکن ہوا۔۔۔؟

○ نیپیا میں موجود ڈوگو فاسٹرز کا اڈہ۔ جہاں صفر اور اس کے ساتھیوں کو موت کے جال میں جکڑ لیا گیا اور وہ بے بسی سے پھر پھر پڑتے دو گئے

ان کا انجام کیا ہوا۔۔۔؟

○ کرنل ونڈین، جنرل بارڈر اور اس جیسے ہتیار سفید فافو فوجی افسرز جو عمران اور اس کے ساتھیوں کی موت کے لئے مسلسل اور جان ڈو کر کوششیں کرتے رہے

کیا ان کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔۔۔؟ مدتوں مادر بننے والی ایک منفرد کہانی۔

=====

یوسف برادرز، پاک گیٹ ملتان

=====

عمران سیریز میں ایک دلچسپ منفرد اور یادگار ایڈیو پنچر

جے ایس پی

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

سپیس پروموٹر سے خلائی تابکاری طوفان فائر کرنے والا خفیہ پراجیکٹ کرہ ارض پر ہی واقع ہے لیکن پوری دنیا اس جیوشن سپیس پراجیکٹ یا جے۔ ایس۔ پی سے لاعلم تھی۔ کیوں اور کیسے۔؟

• جے۔ ایس۔ پی — ایک ایسا سائنسی پروجیکٹ جس کے تحت پوری دنیا کے یہودی کرہ ارض پر یہودی سلطنت قائم کرنے کا خواب دیکھ رہے تھے۔

• جے۔ ایس۔ پی — جو سمندر کی تہ میں تھا اور جسے نہ ٹریس کیا جاسکتا تھا اور نہ ہی تسخیر کیا جاسکتا تھا۔

• پاکیشیا کی سلامتی اور مستقبل کے تحفظ کیلئے عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سرورس جے۔ ایس۔ پی کو ٹریس کرنے اور تباہ کرنے کا مشن لے کر تھمیان عمل میں دیوانہ وار کود پڑے۔

• کیا جے۔ ایس۔ پی ٹریس ہو کر تباہ ہو سکا — یا —؟

— لمحہ لمحہ تیزی سے بدلتے ہوئے حیرت انگیز واقعات —
امیدوار مایوسی کے درمیان پنڈولم کی طرح حرکت کرتا براہمن
جان لیوا اور دیوانہ وار جدوجہد سے پُر
انتہائی دلچسپ، منفرد اور یادگار ایڈیو پنچر

یوسف برادرزہ - پاک گیٹ ملتان

• پوری دنیا کے اسلامی ممالک کی ایٹمی لیبارٹریاں یکے بعد دیگرے خلائی تابکاری طوفانوں سے تباہ ہوتی چلی جا رہی تھیں۔

• پاکیشیا کی ایٹمی لیبارٹری بھی خلا سے آنے والے ہولناک تابکاری طوفان کی زد میں آکر ہمیشہ کے لئے ناکارہ ہو گئی۔

• خلائی تابکاری طوفان جو دنیا کی تاریخ میں پہلی بار کرہ ارض پر اچانک فائر ہونا شروع ہو گئے لیکن ان خلائی طوفانوں کا نشانہ صرف اسلامی ممالک کی ایٹمی لیبارٹریاں ہی تھیں۔ کیوں —؟

• خلائی تابکاری طوفان کے کرہ ارض پر فائر ہونے کو پوری دنیا کے سائنسدانوں نے قدرتی آفت قرار دے دیا لیکن عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سرورس کا نظریہ اس کے خلاف تھا — کیوں —؟

• وہ لمحہ — جب عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سرورس نے بے پناہ جدوجہد کے بعد یہ سراخ لگا لیا کہ یہ کام خلا میں موجود خفیہ یہودی سپیس پروموٹر سٹیشن سے کیا جا رہا ہے۔

• وہ لمحہ — جب عمران نے اس بات کا سراخ لگا لیا کہ اس یہودی

عراق سیریز

دو گونہ فائز

ساجر
Sagar
Sagar

قلمبریم ایسے

چند باتیں

محترم قارئینؑ — سلام مسنون! "ڈو گو فاسٹرز" کا دوسرا حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جس انداز میں یہ کہانی آگے بڑھ رہی ہے۔ آپ اسے پڑھنے کے لئے بے چین ہوں گے۔ لیکن اگر آپ اپنے چند خطوط بھی پڑھ لیں تو اس سے کہانی کی پاشنی میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

گجرات سے محترمہ کوثر رضوانہ صاحبہ لکھتی ہیں "عمران بہت باتیں کرتا ہے۔ مسلسل بولتا رہتا ہے۔ حالانکہ کہتے ہیں کہ زیادہ بولنے والے کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لیکن عمران باوجود بہت بولنے کے کامیاب بھی رہتا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟"

محترمہ کوثر رضوانہ صاحبہ۔ اس قول میں آپ شاید لفظ "صرف" پڑھنا بھول گئی ہیں۔ یہ درست ہے کہ صرف بولنے والے کامیاب نہیں ہو سکتے لیکن عمران صرف بولتا ہی نہیں رہتا کام بھی کرتا ہے۔ اور کامیابی کام سے ملتی ہے۔ امید ہے بات سمجھ میں آگئی ہوگی۔

سرائے نورنگ ضلع بنوں سے مطیع اللہ شاہ لکھتے ہیں "عمران کو تو ایکسٹو بننے کے لئے آکسفورڈ سے اتنی ساری ڈگریاں لینا پڑھی ہیں۔ لیکن آپ صرف ایم۔ اے کے باوجود ایکس دن کیسے بن گئے ہیں؟"

طبع اللہ شاہ صاحب - عمران کے پاس دو ڈگریاں ہیں۔ ایم ایس سی اور سی ایس سی کی اس لئے وہ ایکس ٹو ہے اور بقول آپ کے میرے پاس ایک ڈگری ہے اس لئے میں ایکس دن - یہ تو بڑا سیدھا حساب ہے - بنجانے آپ کی سمجھ میں کیوں نہیں آیا - ویسے اس حساب و کتاب سے ہٹ کر میں آپ کو بتا سکتا ہوں کہ میں نے صرف ایک ڈگری حاصل نہیں کی - بلکہ ایک سے بہر حال زیادہ ہی حاصل کی ہیں - یہ اور بات ہے کہ میں عمران کی طرح نمائش پسند نہیں ہوں -

ٹیکسلا سے قیصر شہزاد کہتے ہیں: ”مجھے آپ کے نادل بے حد پسند ہیں۔ خاص طور پر ٹائیگر کا کردار میرا پسندیدہ کردار ہے۔ آپ عمران سے سفارش کریں کہ وہ ٹائیگر سے زیادہ سے زیادہ کام لیا کرے۔“ قیصر شہزاد صاحب - نادلوں کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ بہر حال اپنی محنت سے ٹیم میں اپنی جگہ خود بنا لیتا ہے۔ ٹائیگر بھی بہر حال اپنی محنت اور ذمہ داری سے آگے بڑھ رہا ہے۔ اور یہی اس کردار کی خوبی ہے۔ اگر وہ اسی طرح محنت کرتا رہا تو یقیناً اپنے آپ کو نمایاں کرنے میں کامیاب ہو جائے گا۔ جہاں تک سفارش کا تعلق ہے تو اس فیملی میں سفارش کام نہیں کر سکتی بلکہ سفارش سے جگہ لینے والے کا کام تمام ہو جانے کا بھی اندیشہ رہتا ہے۔ سرائے نورنگ ضلع بنوں سے سی فرید احمد صاحب کہتے ہیں: ”آپ کے نادل بہ لحاظ سے معیاری ہوتے ہیں۔ اور بار بار مطالعے کے باوجود ان کا لطف ختم نہیں ہوتا۔ البتہ ایک الجھن

ہے کہ شاگل اور کرنل فریدی دونوں ایک ہی ملک کے نمائندے ہیں لیکن جب کرنل فریدی عمران سے ٹکراتے تو شاگل سامنے نہیں آتا اور جب شاگل سامنے آتا ہے تو کرنل فریدی منظر سے یکسر غائب ہو جاتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے“

فرید احمد صاحب - نادلوں کی پسندیدگی کے لئے انتہائی مشکور ہوں۔ کرنل فریدی اور شاگل دونوں علیحدہ علیحدہ اداروں کے سربراہ ہیں اور وہ اپنے اپنے طور پر اپنے اداروں کے دائرہ کار میں کام کرتے ہیں۔ کرنل فریدی صرف اپنے ملک تک ہی محدود نہیں رہتا۔ جب کہ شاگل صرف اپنے ملک تک ہی محدود رہتا ہے۔ اور آپ جانتے ہیں کہ کرنل فریدی شاگل کی نسبت بہر حال زیادہ وسیع دائرہ کار رکھتا ہے۔ اس لئے جب کرنل فریدی ملک میں نہیں ہوتا تو لاڈ شاگل کو ہی سامنے آنا پڑتا ہے۔ اور جب کرنل فریدی موجود ہو تو پھر شاگل سامنے آنے کی جرات بھی نہیں کر سکتا۔ اور ویسے بھی کرنل فریدی اتنی گنجائش ہی اپنی کارکردگی میں نہیں چھوڑتا کہ شاگل اس گنجائش کو چر کر سکے۔ امیہ ہے اب آپ کی الجھن دور ہو گئی ہوگی۔

”ترسیا“ قلم سے فیصل عزیز صاحب نے ایک طویل خط لکھا ہے۔ ”وہ لکھتے ہیں۔ آپ نے نادل باقاعدگی سے پڑھتا ہوں۔ اور مجھے آپ کے نادل پسند بھی بے حد ہیں۔ آپ سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ اچھوتا سیٹ یا عمران کے ذہن میں ہی کیوں آتا ہے۔ دوسرے اس طرح کیوں نہیں سوچتے۔ دوسرے

لفظوں میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سارے ارکان صرف عمران کے سہارے ہی چل رہے ہیں۔ حالانکہ وہ خود بھی صلاحیتوں کے لحاظ سے کسی سے کم نہیں ہیں۔

فیصل عزیز صاحب - نادلوں کی پسند یہ گی کہ لئے بے حد مشکور ہوں۔ جہاں تک عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے دوسرے ارکان کی کارکردگی کے درمیان فرق کا تعلق ہے تو یہ دنیا کے استعمال میں فرق کی وجہ سے ہے۔ ذہانت اور صلاحیت تو اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو ودیعت کی موتی ہے۔ لیکن ان کا صحیح اور بروقت استعمال جان توڑ محنت اور آگے بڑھنے کا جذبہ یہ انسان کی اپنی کوشش پر منحصر ہوتا ہے۔ اور یہیں سے فرق پیدا ہونے لگ جاتا ہے۔ آپ عمران کی تیز کارکردگی جان توڑ محنت۔ جذبے اور جوصلے کی طرف نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح اور کس انداز میں کام کر رہا ہے۔ یہی کوشش اُسے باقی ممبروں سے آگے رکھتی ہے۔

اب اجازت دیجیے!

وَالسَّلَامُ

منظر کلیم ایم اے

ہیلے کا پیٹر تیزی سے اڑتا ہوا موسیا چھاؤنی کی طرف بڑھ جا رہا تھا۔ جس کے درمیان بڑا جنگی ایئر پورٹ تھا۔
"ہیلو ہیلو۔ ہیلے کا پیٹر۔ رک جاؤ۔ آگے مت آؤ۔ پہلے اپنی شناخت کرو اور۔۔۔" اچانک ٹرانسمیٹر سے ایک پچھی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور صفحہ جواب پائلٹ سیٹ پر بیٹھا تھا نے ہیلے کا پیٹر کی رفتار کم کر کے اُسے ایک جگہ معاق کر لیا۔

ایس جاکشی اسٹڈنٹ لک یو۔ سنو۔ میرا نام جاکشی ہے۔ میرے ساتھی کا نام مائیکل ہے۔ اور تیسری عورت ہے۔ اس کا نام مارگریٹ ہے۔ ہم جے گروپ کے چیف جیسورا کے خاص آدمی ہیں۔ مس مارگریٹ کو کمانڈر لاس کے پاس جھوٹے آرہے ہیں ہمیں چیف جیسورا نے ایک خاص پیغام دے کر بھیجا ہے اور۔۔۔
"تمہارا تعلق کس ونگ سے ہے اور۔۔۔ ایک لمحے بعد

پہنچا دیا گیا۔

اور جیپ تیزی سے جنوب کی طرف دوڑنے لگی۔ ان کے پیچھے مسلح فوجیوں سے بھری ہوئیں دو جیپیں بھی آرہی تھیں۔ اور پھر یہ جیپیں ایک برآمدے کے سامنے جا کر رک جئیں۔ اُسی لمحے برآمدے میں سے ایک فوجی باہر آ گیا۔ اس کے کاندھے پر میجر کے اشارے موجود تھے۔

”میرا نام میجر ٹوٹی ہے۔ آئیے میں آپ کو سیکنڈ کمانڈر کے پاس لے جاؤں۔ وہ آپ کے منتظر ہیں۔“ آنے والے سفید فام نے مسکراتے ہوئے کہا۔ صفدر اور تنویر نے سر ہلا دیئے۔ میجر ٹوٹی تیز نظروں سے جویا کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن وہ اس سے مخاطب نہ ہوا تھا۔

”ہم نے تو کمانڈر لائل سے ملنا ہے۔“ صفدر نے ساتھ چلتے ہوئے کہا۔

”کمانڈر لائل راؤ نڈپر گئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی آجائیں گے۔“ میجر ٹوٹی نے جواب دیا۔ اور پھر وہ ایک راہداری سے گزرا کر انہیں ایک دفتر نما کمرے میں لے آیا۔ جس میں ایک ادھیڑ عمر سفید فام کمرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

”ہیلو۔“ میرا نام کرنل موگل سے ہے۔ میں یہاں سیکنڈ کمانڈر ہوں۔“ اس ادھیڑ عمر نے اٹھ کر باقاعدہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے اپنا۔ تنویر اور جویا کا اس سے تعارف کرایا۔ کرنل موگل سے انہیں بیٹھنے کے لئے کہا۔

وہی آواز سنائی دی۔

”دنگ تھری۔“ میں دنگ تھری کا چیف ہوں۔ اور مائیکل میرا نائب ہے اور۔“ صفدر نے اُسی لمحے میں جواب دیا۔ ”دینگ کرو۔ اگر بغیر اجازت آگے آئے تو ہٹ کر دیئے جاؤ گے اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر پر خاموشی چھا گئی۔ پھر تقریباً پانچ منٹ بعد دوبارہ کال آئی۔

”ہیلو ہیلو۔“ مسٹر چاکشی اور۔“ بولنے والے کا اچھے اس بار نرم تھا۔

”یس۔“ چاکشی آن دی لائن اور۔“ صفدر نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم نے چیک کر لیا ہے۔ دنگ تھری کی فہرست میں ہتھارا اور مائیکل کا نام موجود ہے۔ ٹھیک ہے آگے بڑھ آؤ۔“ میں تمہیں گائیڈ کر تا جاؤں گا اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ٹھیک یو اور۔“ صفدر نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واقعی ایک وسیع و عریض جھاڑی کی صف میں داخل ہو گئے۔ اور پھر اس آدمی کی رہنمائی میں چند لمحوں بعد ہی وہ وسیع و عریض ایر پورٹ کے شمالی حصے میں اتر گئے۔ پھر وہ جیسے ہی ہیلی کاپٹر سے نیچے اترے انہیں ایک فوجی جیپ میں

مشرعہ سے فارغ ہونے کے بعد کرنل موگا سے انہیں اپنے ساتھ جیپ میں بٹھا کر چھاپاؤنی کے رہائشی حصے کی طرف لے آیا۔ یہاں ایک شاندار گیٹ ماؤس تھا۔

"یہ حمار دمی - آئی - بی گیٹ ماؤس ہے۔ یہاں آپ کو کسی بات کی تنگی نہ ہوگی۔ لیکن ایک بات بتا دوں کہ آپ جب تک کمانڈر لال سے مل لیں گیٹ ماؤس سے باہر چھاپاؤنی میں گھوم نہیں سکتے۔ یہ یہاں کا قانون ہے۔ کرنل موگا سے نے کہا "ٹھیک ہے ہم سمجھتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔ اور پھر کرنل موگا سے انہیں گیٹ ماؤس کے کاہن روم میں پھونک کر واپس چلا گیا۔ کرنل موگا سے کے باہر جاتے ہی صفدر نے ہونٹوں پر ہانگی دکھ کر اپنے ساتھیوں کو منحوص اشارہ کیا کہ وہ کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے ان کا راز کھل جائے۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ گیٹ ماؤس میں سیکورٹی کے تحت کوئی ایسا آلہ نصب ہو۔

"مس مارگریٹ۔ آپ اگر چاہیں تو دوسرے کمرے میں آرام کر سکتی ہیں۔ میں اور مائیکل تو ابھی بیڈ کمپ شپ کریں گے"۔ صفدر نے اونچی آواز میں کہا۔

"نہیں۔ میں آرام کرنے کی کوئی خاص ضرورت محسوس نہیں کرتی کمانڈر لال اگر مل جلتے تو زیادہ اچھا تھا۔" جولیا نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بات ہوئی۔ ساتھ والی میز پر رکھے ہوئے جیسی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ صفدر نے چونک کر پہلے فون کو دیکھ پھر ریپورٹ اٹھا لیا۔

"میجر ٹونی۔ مددز مہانوں کو مشروب پیش کر دو۔ جناب جیسورائے کے متعلق تو ہمیں حکم ہے کہ ان کی عزت جنرل بارڈر کی طرح کی جائے۔ اور یہ بہر حال ان کے ساتھی ہیں۔ کرنل موگا سے نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور میجر ٹونی سر ہلاتا ہوا واپس موڑ گیا۔

"اس عزت افزائی کا شکریہ کرنل۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب جیسورائے مس مارگریٹ کو یہاں کس مقصد کے لئے بھیجا ہے۔ ان کا مکمل تعارف آپ نے نہیں کر لیا۔ کرنل موگا سے نے جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"یہ بات صرف کمانڈر سے کی جاسکتی ہے۔ وہ جابیں تو آپ کو بتا دیں۔ ہمیں بہر حال منہ کر دیا گیا ہے۔ اس نے معذرت خواہ ہوں۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ لیکن کمانڈر تو جو جنرل گئے ہوئے ہیں۔ وہ تو ایک دور و زور بعد آئیں گے۔ اس وقت تک آپ کو انتظار کرنا ہوگا۔ میں آپ کی رہائشی کاجنہ و سبت کرا دیتا ہوں۔" کرنل موگا سے نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"ٹھیک ہے۔ ہمیں کوئی جلدی نہیں۔" صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اُسی لمحے ایک فوجی سپاہی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک ٹرے تھی۔ جس میں مشروبات کے گلاس تھے۔ اس فوجی نے بڑے ادب سے ایک ایک گلاس سب کے ہاتھ میں دے دیا۔

سب سے خطرناک ہوگا۔" صفدر نے یہ الفاظ لکھے تو تنویر اور جولیا دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ صفدر نے پیڈ کا ورق پھاڑا اور پھر اسے اچھی طرح پھاڑ کر اس نے ایک طرف موجود ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا۔

"میرا خیال ہے مائیکل، کمانڈر کے آنے تک ہم آرام کو لیں کیونکہ پھر ہم نے فوری طور پر واپس بھی جانا ہے۔" صفدر نے کہا۔

"یس۔ چاکشی بونی رہا ہوں۔" صفدر نے کہا۔

"سٹپ چاکشی۔ کمانڈر لارل کی طرف سے ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ فوری طور پر واپس آ رہے ہیں۔ وہ اب ایک گھنٹے بعد یہاں پہنچ جائیں گے۔" دوسری طرف سے کمرنل موگا سے کی آواز سنائی دی۔

"ادہ۔ ویری گڈ۔ یہ تو آپ نے اچھی خبر سنائی ہے۔

تھینک یو۔ جیسے ہی وہ آئیں انہیں چارے متعلق اطلاع دے دیں۔ تاکہ فوری طور پر ملاقات ہو سکے۔" صفدر نے منہ کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

"بالکل اطلاع ہو جائے گی۔ آپ بے فکر رہیں گڈ بائی۔"

دوسری طرف سے کمرنل موگا سے نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریسیور رکھ دیا۔

"تھینک ہے۔" تنویر نے جواب دیا۔

"میں بھی یہیں صوفے پر لیٹ جاتی ہوں۔ تاکہ کمانڈر سے فوری طور پر ملاقات ہو سکے۔" جولیا نے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی مس مارگریٹ۔" صفدر نے جواب دیا۔ اور اس کے بعد وہ تینوں ہی کا من روم کے صوفوں پر نیم دراز سے ہو گئے۔

ابھی انہیں لیٹے ہوئے چند لمحے ہی گزرے ہوں گے کہ باہر سے فوجی بوٹوں کی آوازیں سنائی دیں جو گیٹ روم کے اس کا من روم کی طرف آتی سنائی دے رہی تھیں۔ وہ تینوں چونک کر سیدھے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد کمرنل موگا کے میجر ٹوٹی اور ان کے پیچھے چار مسلح فوجی اندر داخل ہوئے۔

"ادہ۔ میں نے آپ کو ڈسٹرب کر دیا۔ کمانڈر لارل سے ٹرانسمیٹ پر بات ہوئی ہے۔ میں نے انہیں آپ کی آمد کے بارے میں اطلاع دی تو انہوں نے کہا ہے کہ وہ آپ سے فوری طور پر

"چلو۔ یہ تو اچھا ہوا کہ کمانڈر لارل سے جلد ملاقات ہو رہی ہے۔ صفدر نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے میز پر رکھا ہوا پیڈ اٹھا اور پھر اس کے ساتھ منسک بال پوائنٹ سے اس نے پیڈ لکھنا شروع کر دیا۔ تنویر اور جولیا بھی پیڈ پر جھک گئے۔

"ہم نے کمانڈر لارل کو فوری طور پر بے بس کر کے برغمال لینا ہے۔ اور پھر اس سے ڈوگ فائٹرز کے جیٹ کوآرڈر کا پتہ معلوم کر کے یہاں سے نکل جانا ہے۔ اس لئے آپ دو نو کہیں طور پر محتاط اور ہوشیار رہیں۔ کیونکہ چارے مشق کا یہ

سے کمزور کو ایک بڑے کمرے میں آگئے۔ جس کے دروازے کی ساخت بتا رہی تھی کہ یہ کمرہ ساؤنڈ پروف ہے۔ یہاں صوفے اور ان کے درمیان میزیں موجود تھیں۔ ایک طرف دروازہ تھا۔ جس پر کمانڈر لائل کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

”یہاں تشریف رکھیں۔ اگلی کمانڈر لائل پہنچنے والے ہیں ہم انہیں لے کر آرہے ہیں۔ آپ کے لئے مشروبات بھیجے جائیں گے۔“

کرنل موگاس نے انتہائی اخلاق بھرے لہجے میں کہا۔
 ”اوہ! نہیں۔“ تھینک یو۔“ صفدر نے کہا اور صوفے پر بیٹھنے کے لئے آگے بڑھ گیا۔ کرنل موگاس اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا گیا اور جاتے ہوئے اس نے بیردنی دروازہ بھی بند کر دیا۔

”بڑے ٹھٹھ میں کمانڈر کے۔“ تنزیہ نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ اور صفدر نے سر ہلادیا۔ اس کی پیشانی پر سلوٹیں پڑی ہوئی تھیں۔ جیسے وہ ذہنی طور پر کوئی خاص انجمن محسوس کر رہا ہو۔ اس کی اس کیفیت کو جولیا اور تنزیہ دونوں نے محسوس کر لیا۔

”کیا بات ہے مسٹر چاکشی۔ آپ کچھ الجھے ہوئے سے محسوس ہو رہے ہیں۔“ جولیا سے نہ رہا گیا تو اس نے پوچھ لیا۔
 ”میں سوچ رہا ہوں کہ کمانڈر لائل کا یہ حکم کچھ عجیب سا ہے۔ وہ ہم سے گیسٹ ہاؤس میں آکر بھی مل سکتے تھے۔“ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔

ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے آپ گیسٹ روم کی بجائے ان کے دفتر میں آجائیں۔ تاکہ ملاقات میں دیر نہ ہو سکے۔ اس لئے میں آپ کو لینے آیا تھا۔ انہوں نے یہ بھی حکم دیا ہے کہ آپ انتہائی معزز مہمان ہیں۔ اس لئے آپ کے ادب و احترام میں کسی قسم کی کمی نہ آنے دی جائے۔ آیتے تشریف لائیے۔“ کرنل موگاس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ آپ کا بھی اور کمانڈر لائل کا بھی بے حد شکریہ۔“ آیتے۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ اٹھ کر کرنل موگاس کے ساتھ چلتے ہوئے گیسٹ روم سے باہر آ گئے۔ یہاں دو ملٹری جیپیں موجود تھیں۔ ایک جیپ میں وہ کمزور موگاس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ جب کہ دوسری جیپ میں میجر ٹوڈ اور دوسرے فوجی سوار ہو گئے۔ اور جیپیں تیزی سے جنوب کی سمت بنی ہوئی ایک عمارت کی طرف بڑھ گئیں۔ اس عمارت کے اوپر ساؤنڈ اخریقہ کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اور باہر برآمدہ میں چاق و چونہ مسلح فوجوں کی قطاریں موجود تھیں۔

”یہ کمانڈر لائل کا آفس ہے۔“ کرنل موگاس نے عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ بیٹھ ہوئے صفدر نے سر ہلادیا۔ جیپیں عمارت کے برآمدہ کے سامنے جا کر رک گئیں تو دہاں موجود فوجیوں نے اسٹیشن ہو کر باقاعدہ انہیں سیلوٹ کیا کرنل موگاس اور میجر ٹوڈی ہر ہلاکر جواب دیتے ہوئے برآمدہ کے درمیان ایک راہ راہ

دیا۔ اور پھر تھپکے ہٹ کر اس نے کیپ دوبارہ سوئی پر لگائی۔
اور سرخ کو بیگ میں رکھ کر اس نے بیگ بند کر دیا۔

اُسی لمحے دروازہ ایک بار پھر کھلا اور دو فوجی ٹرائی پر رکھی
ہوئی ایک بڑی سی مشین کو دھکیلے ہوئے اندر لے آئے مشین
کے ساتھ ایک شفاف شے کا بنا ہوا کنٹوپ منسلک تھا۔
صفدر کی آنکھیں چونکہ حرکت کر سکتی تھیں اس لئے وہ اس مشین
کو دیکھتے ہی سمجھ گیا کہ یہ جدید ترین میک اپ دباؤ ہے چنانچہ
دبی ہوا۔ فوجیوں نے مشین کو صوفے کے قریب روک کر کنٹوپ
کو صفدر کے سر اور چہرے پر چڑھا کر مشین آن کر دی۔ صفدر
نے آنکھیں بند کر لی تھیں۔ کنٹوپ میں نیلے رنگ کا دھواں سا
بھر گیا تھا۔ لیکن صفدر کو کچھ بھی محسوس نہ ہو رہا تھا۔ سوائے
سوچنے اور دیکھنے کے۔ اس کے باقی تمام حواس منجمد ہو چکے
تھے۔ چند لمحوں بعد کنٹوپ ہٹا لیا گیا۔ اور صفدر نے آنکھیں
کھول دیں۔

”ہوں۔ تو یہ ہے تمہاری اصل شکل۔ پاکیشیا کی ایجنٹ“
کرنل موگا سے نے غراتے ہوئے کہا۔ لیکن صفدر غلطابہرے
بول نہ سکتا تھا اس لئے کوئی جواب نہ دے سکا۔ تو نوکر میک
اپ بھی داکش کر دیا گیا۔ اور تو نوکر بھی اصل شکل میں آ گیا۔ جب کہ
جولیا تو ویسے ہی اصل شکل میں تھی۔ اس لئے اس کا وہی چہرہ قائم
رہا۔ مشین واپس لے جانی گئی۔ کرنل موگا سے اب اپنی ٹھہری
کو دیکھ رہا تھا۔ وہ شاید اس انجکشن کی کارکردگی بخودارہونے

”ہاں۔ تمہاری با.....“ جولیا نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔ لیکن وہ لفظ بات پورا ادا نہ کر سکی اور ”با“ کہتے ہوئے جیسے
ہی اس کا منہ کھلا وہ کھلے کا کھلا رہ گیا۔ اُسی لمحے صفدر اور
تنویر نے بھی محسوس کیا کہ ان کے جسم بھی حرکت کرنے سے
معذور ہو چکے ہیں۔ صرف ان کی آنکھیں حرکت کر سکتی تھیں جن
میں شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔
اُسی لمحے بند دروازہ کھلا اور کرنل موگا سے دوبارہ اندر
داخل ہوا۔ اس کے پیچھے وہی میجر ٹونی اور اس کے پیچھے چار
مسلح فوجی تھے۔ میجر ٹونی کے ماتھے میں ایک باکس تھا۔ جیسے
میٹریکل باکس ہو۔

”میجر۔ ان کی گردنوں میں انٹی انجکشن لگا دو تاکہ گردن سے اوپر
کا حصہ حرکت کر سکے۔“ کرنل موگا سے نے تیز لہجے میں
میجر ٹونی سے کہا۔ اور میجر ٹونی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا۔ اس
نے بیگ ان کے صوفے کے ساتھ زمین پر رکھا اور پھر اُسے
کھول کر اس میں سے ایک لمبی سی سرخ نکالی جس کے اوپر لگی
ہوئی سوئی پر کیپ پڑھی ہوئی تھی۔ سرخ میں زرد رنگ کا محلول
بھرا ہوا تھا۔ میجر ٹونی نے سوئی کے اوپر لگی ہوئی کیپ ہٹائی۔
اور پھر اس نے سب سے پہلے صفدر کی گردن کی سائیڈ پر
سوئی اندر ڈالی۔ صفدر کو جھپٹنک محسوس نہ ہوئی۔ تھوڑا سا
محلول اس نے صفدر کی گردن میں انجکٹ کرنے کے بعد اس
طرح تھوڑا تھوڑا محلول تنویر اور جولیا کی گردنوں میں بھی انجکٹ کر

کا دقت دیکھ رہا تھا۔ اور پھر چند لمحوں بعد جو لیا کا کھلا ہوا منہ
 ایک لخت بند ہو گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی صف۔ را اور تنویر
 دونوں کے سر حرکت کرنے لگے۔ اب انہیں یوں محسوس ہو
 رہا تھا کہ گردن سے نیچے ان کے جسم پتھر کے بنے ہوئے ہوں۔
 "گڈ۔ اب تم بتاؤ گے پائیشانی سیکرٹ ایجنٹ کے
 ہتھار ایہاں چھاؤنی میں آنے کا اصل مقصد کیا تھا؟" کمرنل
 موگا سے نے صف را اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے سخت ہلچے
 میں کہا۔

"بتایا تو ہے کہ ہم کمانڈر لارل سے ملے آئے ہیں۔ اور یہ بھی
 سن لو کہ ہم سیکرٹ ایجنٹ وغیرہ نہیں ہیں بے گروپ کے آؤ
 ہیں۔" صف را نے خشک ہلچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
 "بے گروپ میں کوئی پائیشانی نہیں ہے۔ اور سنو۔ شاید تم
 یہ سمجھ رہے ہو کہ مجھے تم پر شک گزرا ہے اس لئے میں نے از
 خود یہ حرکت کی ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ تم لوگوں نے واقعہ
 انتہائی حیرت انگیز میک اپ کئے ہوئے تھے کہ مجھے ہتھار۔
 اتنے قریب رہنے کے باوجود تم پر ذرا بھی شک نہ پڑ سکا تا
 لیکن ہتھار ہی بدقسمتی کہ تم جیسو را کا مخصوص ہیلی کاپٹر لے کر یہاں
 چھاؤنی میں آ گئے۔ حالانکہ انگو لا کے جنگلوں میں تم جے گروپ
 کا ہیڈ کوارٹر تباہ کر کے اس ہیلی کاپٹر پر نکلے تھے۔ اور پھر
 جیسو را کمرنل جویم اور نائب ایک اور چار دیگر فوجی جن کے
 پہرے مسخ کر دیئے گئے تھے کی لاشیں دوسری طرف سرحد۔

کا فی اندر مل گئی تھیں۔ حالانکہ جیسو را۔ کمرنل جویم اور ایک تینوں
 ہتھار لے ساتھ ہی اس ہیلی کاپٹر میں ہیڈ کوارٹر سے باہر آئے
 تھے۔ ہیڈ کوارٹر میں کچھ لوگ مرنے سے بچ گئے۔ اور صرف
 زخمی ہوئے تھے۔ انہوں نے پوری رپورٹ دی۔ بے گروپ کے
 دوسرے جنگوں نے جیسو را۔ کمرنل جویم اور ایک کی لاشیں
 ڈھونڈ لیں۔ اس طرح ساری صورت حال سامنے آ گئی۔
 اس کی رپورٹ جنرل بارٹر کو دی گئی۔ جنرل بارٹر کے پاس اس
 وقت کمانڈر لارل بھی موجود تھے۔ جتنا سنجیدہ کمانڈر لارل تو بھی یہ
 ساری رپورٹ مل گئی۔ پھر تم نے چونکہ کمرنل جویم کو ہلاک کر دیا
 تھا۔ جو یہاں ہینیبیا کا انتظامی اچارج تھا۔ اس لئے جنرل بارٹر
 نے کمرنل جویم کا چارج بھی کمانڈر لارل کو دے دیا۔ اور کمانڈر لارل
 ہتھار اور ہیلی کاپٹر کو تلاش کرنے کی غرض سے ذری طور پر
 واپس آ رہے ہیں۔ لیکن جب میں نے ٹرانسمیٹر پر انہیں ہتھار ہی آنہ
 کے متعلق بتایا تو وہ بڑی طرح چونک پڑے۔ اور انہوں نے
 ساری تفصیل مجھے بتا کر حکم دیا کہ میں ہتھار بے حس کر کے ہتھار لے
 میک اپ صاف کر دوں تاکہ جب کمانڈر لارل واپس تو تم بے حس
 ہو چکے ہو۔ انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ تم انتہائی خطرناک ترین
 سیکرٹ ایجنٹ ہو۔ اس لئے ہتھار کسی طرح بھی شک نہیں
 پڑنا چاہیے۔ اس لئے میں ہتھار بہانہ کر کے یہاں لے آیا کیونکہ
 یہاں چھت پر ایسا نظام موجود ہے جس سے بے حس کر دینے
 والی ریزنگلٹی میں پھر تم پر یہ ریزڈالی گئیں۔ اور تم بے حس ہو گئے۔

صغدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔
 "سوری — یہ سب کچھ تم کمانڈر لائل سے کہنا۔ جیو میجر۔
 کمانڈر پینچنچے والے ہوں گے۔" کرنل موگا سے نے درشت
 بے ہیں کہا۔ اور پھر وہ پاس کھڑے میجر ٹوٹی سے مخاطب ہو گیا۔
 "یہ فوجی تو یہاں رہیں۔" میجر ٹوٹی نے کہا۔

"ارے نہیں۔ یہ لوگ مکمل طور پر بے بس ہیں۔ ویسے بھی اس
 کمرے میں عام فوجیوں کی موجودگی کمانڈر برداشت نہ کرے گا۔ تم
 جانتے تو ہذا اس کی طبیعت۔" کرنل موگا سے نے کہا اور تیزی
 سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ میجر ٹوٹی نے جیگ اٹھایا
 اور پھر کمرے میں موجود فوجیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے
 ہوئے کمرے سے باہر چلا گیا۔ فوجیوں کے چلنے کے بعد دروازہ
 بند کر دیا گیا۔

"اس بار بڑے پھنسے۔" جولی لائل نے ہونٹ چلاتے ہوئے
 کہا۔

"ہاں۔ اور اب ہمارے پاس دقت بے حکم ہے۔ اس کمانڈر
 نے فوری طور پر ہمیں گولیوں سے اڑا دینا ہے۔" صغدر نے کہا۔
 "ایک طریقہ ہو سکتا ہے صغدر کہ ہم کمانڈر کو یہ یقین دلادیں
 کہ ہم تو ڈمی ہیں اسل ایکٹ اور ہیں۔ اس طرح وہ ہم سے ان
 ایکٹوں کا پتہ پوچھنے کے لئے ظاہر ہے ہم پر تشدد کرے گا اور
 تشدد کرنے کے لئے اُسے لازماً ہمارے بلے جس جگہ کو صیغ کرنا
 پڑے گا۔" تنویر نے کہا۔

میں نے سوچا کہ شاید کمانڈر تم سے بات چیت کرنا چاہیں اس
 لئے میں نے گردن سے اوپر کا حصہ درست کر دیا۔" کرنل
 موگا سے نے پوری تفصیل سے سارے حالات بتاتے ہوئے
 کہا۔ اور صغدر نے ایک طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ
 راکش کی حماقت کی وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے اگر وہ جیو
 کرنل جو جم اور ایریک کی لاشوں کے چہرے بھی مسخ کر دیتا تو پھر
 انہیں اتنی جلدی شک نہ پڑتا۔ بہر حال اب تو جو ہونا تھا ہو گیا۔
 اُسے بھی اس دقت یہ خیال نہ آیا تھا کہ وہ ان کی لاشیں بگاڑ
 دیتا۔

"اور کے کرنل موگا سے۔ اب تو واقعی ہم بے بس ہو گئے
 ہیں اور اب ہماری موت تو بہر حال یقینی ہو چکی ہے۔ لیکن تم نے
 مس مارگریٹ کو کیوں بے بس کر رکھا ہے۔ یہ تو واقعی جیو
 کی ساتھی ہیں۔" صغدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور
 کرنل موگا سے اس طرح ہنس پڑا جیسے کسی بچے کی مضحکہ خیز بات
 پر بڑے ہنستے ہیں۔

"یہ مارگریٹ نہیں۔ مس جولیانا فطر اوٹریں۔ تمہاری ساتھی۔
 میں نے بتایا تو ہے۔ جنرل بارٹر کو تمہاری مکمل رپورٹ مل چکی ہے۔"
 کرنل موگا سے نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور صغدر کے ہونٹ
 پھنچ گئے۔

"کیا کوئی ایسی صورت بھی ہو سکتی ہے کہ تم ہماری بات جنرل
 بارٹر سے کرادو۔ چلے تم اسٹیمپر یہی یہ بات کیوں نہ ہو۔"

”میں نے بھی یہ بات سوچی تھی۔ تاکہ میں یہ بات جنرل بارٹرسے کہوں۔ بہر حال اب تو کمانڈر کے آنے پر ہی کوئی صورت نکل سکتی ہے۔“ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔
ابھی وہ یہ بات کر رہی تھی کہ دروازہ آہستہ سے کھلنے لگا۔ اور وہ سب چونک کر دروازے کی طرف دیکھنے لگے۔ کیونکہ دروازہ کھلنے کا انداز بے حد پراسرار تھا۔ پھر دروازہ کھلا اور ایک فوجی سپاہی نے اندر جھانکا۔ پھر وہ تیزی سے اندر آیا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔

”میرا تعلق کواہوتے ہے۔“ اس فوجی نے سر گوشیاں ہاتھ میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور دو عمرے لئے صفدر اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر مسرت کا اظہار سا بہتے لگا کیونکہ اس فوجی کے ہاتھ میں دہی سرخ تھی۔ جس میں سے پہلے میجر ٹونی نے محلول ان کی گردنوں میں انجکشن کیا تھا۔

”جلدی کرو۔ انجکشن لگا دو۔“ صفدر نے کہا۔ اور فوجی نے جلدی سے سوئی پر لگی ہوئی کیپ ہٹائی۔ اور پھر اس نے صفدر کے بازو پر انجکشن لگا دیا۔ اس کے بعد اس طرح اس نے تنویر اور جولیہ کے بازو پر انجکشن لگا دیا۔ پھر اس نے سرخے والے جیب میں ڈال لی۔

”کمانڈر لائل پیچھے والا ہے۔ اس لئے سب ایر پورٹ گئے ہیں۔“ میرا نام ماکو ہے۔ میں میک اپ میں ہوں۔ میں نے یہاں

کہے۔ اور سی کو ختم کر کے اس کا روپ دھار دیا ہوا ہے۔ اور میڈیکل یونٹ کا چارج میرے پاس ہے۔ میں گزشتہ دو ہفتوں سے یہاں ہوں۔ اور میں نے ٹریس کر لیا ہے کہ ڈوگو فاسٹر طرز کا ہیمٹ کو اڈا اس چھاؤنی سے شمال مشرق کی طرف سرخ صحرائے عین درمیان میں ایک زمین دوڑاڑے کی صورت میں بنایا گیا ہے۔ میں آج چیف کو اطلاع دینے والا تھا۔ کہ مجھے متہارے متعلق معلومات حاصل ہو گئیں۔ کیونکہ میجر ٹونی نے مجھ سے ہی یہ انجکشن طلب کیا تھا۔ تم فوری طور پر اس چھاؤنی سے نکلنے کی کوریو کرینو کہ یہاں متہارے لئے بے حد خطرہ موجود ہے۔ جگہ باقی۔“ راکو نے تیز تیز لہجے میں کہا اور پھر تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”بے حد شکریہ میٹر راکو۔ تم تو ہمارے لئے فرشتہ رحمت ثابت ہوئے ہو۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن راکو کوئی جواب دیتے بغیر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اور دروازہ ایک بار پھر بند ہو گیا۔

”جسم ٹھیک ہو جانے کے باوجود ہمیں بظاہر اس طرح بے حس و حرکت رہنا ہو گا تاکہ ہم انہیں مکمل طور پر ڈاج دے سکیں۔“ صفدر نے کہا۔

”میں درست ہوں تو اس موگا سے کی گمدن تو پہلے توڑوں گا۔ اور خصوصاً صفدر۔ اب یہ متہارہ ہی دانش مندی اور ہوشیاری مزاج والا کام مجھ سے مزید برداشت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے

نے غصے سے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر وہ تیزی سے قدم بڑھاتا جو لیا کی طرف بڑھ گیا۔

”ہونہہ۔۔۔ غامبی خوب صورت اور جوان لڑکی ہے یہ۔۔۔“
 کمانڈر لال نے بیہ کی نوک جو لیا کی گردن پر رکھتے ہوئے کہا۔
 ”یہیچے بیٹ جادو سوری اولاد۔ اور یہ اپنا سیدہ جٹا لو۔ ورنہ“
 ایک لحنت تنویر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ کمانڈر لال کی بیہ کی نوک اب جو لیا کی گردن سے نیچے کھسکنے لگ گئی تھی۔

تنویر کا فقرہ سنتے ہی کمانڈر لال بھیڑے ہوئے بھینے کی طرح مڑا اور دوسرے لمحے شائیں کی آواز سے بیہ تنویر کے چہرے کی طرف لپکا۔ لیکن پھر کمانڈر لال کے حلق سے خوفناک چیخ نکلی اور وہ کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا گھر کے کی عبی دیوار سے جا ٹکرایا۔ تنویر کا کمر پر موجود جسم بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے نیچے کی طرف پھسلتا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں اکڑ کر نیڑوں کی طرح پوری قوت سے کمانڈر لال کے پیٹ پر پڑی۔ بقیں۔ اور نتیجہ یہ کہ کمانڈر لال تو یہ خوفناک ضرب کھاکر کسی گیند کی طرح اچھلتا ہوا پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا جب کہ تنویر ایک دھمکے سے کولہوں کے بل نیچے پچھے ہوئے قابِلین پر جا گرا۔

اُسی لمحے ایک لحنت صفدر اور جو لیا بھی برق رفتاری سے کمرسیوں سے اچھل کر کرنل موگا سے اور بیجمر ٹوٹی پر پھینپٹ پڑے۔

اب تم مجھے نہ روکنا۔ میں اس پوری چھاؤنی کو تباہ کر کے ہی یہاں سے نکلوں گا۔“ تنویر نے انتہائی گڑھے ہوئے لہجے میں کہا۔
 اور صفدر و سکر دیا۔ اُسے معلوم تھا کہ یہ کیفیت اس بے بسی کا فطری رد عمل ہے۔

کافی دیر بعد دروازہ ایک دھمکے سے کھلا اور پھر ایک درمیانے قدر درمیانے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی جس کے جسم پر فوجی یونیفارم تھی باقیہ میں پیدا کھلتے اندر داخل ہوا۔ اس کے سر پر آفیسرانہ پی کیپ تھی۔ چہرے پر درشتی جیسے ثبت ہوئی نظر آتی تھی۔ چھوٹی چھوٹی آنکھوں میں ایسی چمک تھی جیسے کسی بھوکے جیتے کی آنکھوں میں ہوتی ہے جسے اچانک کوئی مرغوب شکار نظر آ گیا ہو۔ اس کے پیچھے کرنل موگا سے اور بیجمر ٹوٹی بڑے مؤدبانہ انداز میں چل رہے تھے۔ لیکن اس باران کے ساتھ فوجی سپاہی نہ تھے۔ بیجمر ٹوٹی نے اندر داخل ہوتے ہی مڑ کر دوازا بند کر دیا۔

”ہونہہ۔۔۔ تو یہ میں وہ پاکیشیائی ایجنٹ۔ جنہوں نے جیو یا کا ہیڈ کوارٹر تباہ کیا ہے۔“ بیہ دالے نے آگے بڑھ کر صفدر کی گردن میں بیہ کی نوک کو زور سے گھسیٹتے ہوئے کہا۔

لیکن صفدر کہ پچھلا جسم اُسی طرح ساکت رہا۔
 ”تمہارا نام کمانڈر لال ہے۔“ صفدر نے بڑے مطمئن سے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔ میں کمانڈر لال ہوں۔ تمہاری موت۔“ کمانڈر

چاہتا ہے۔
 ”اس نے حرکت ہی ایسی کی ہے۔ نانسس۔ بڑھا کھوسٹ“
 تنویر کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اور جو لیا کا چہرہ تنویر کی باتیں سن کر کسی استغاثی سی مسرت سے جگمگا اٹھا تھا۔ وہ بڑی عجیب سی نظروں سے تنویر کو دیکھ رہی تھی۔

”رک جاؤ تنویر۔ صفدر نے اس سے پوچھ گچھ کرنی ہوگی۔“
 جو لیا نے مسکراتے ہوئے تنویر سے کہا۔ اور تنویر نے بھی دانست نکال لئے۔ جو لیا کو مسکراتا دیکھ کر اس کے چہرے سے غصے کے آثار اتنی تیززی سے غائب ہوئے تھے کہ شاید اگر گڑبڑ بھی اس قدم تیزی سے اپنا رنگ نہ بدل سکتا ہوگا۔

صفدر نے قایلین پر بے ہوش پڑے ہوئے کمانڈر لال کو اٹھایا اور ایک صوفے پر چھینک دیا۔ پھر وہ تنویر اور جو لیا کی طرف متوجہ ہوا۔

”کرنل اور میجر دونوں کی تلاشی لے لو۔ ان کے پاس اسلحہ ہو گا۔“ صفدر نے کہا۔ اور تنویر اور جو لیا دونوں چونک کر قایلین پر پڑی ہوئی کرنل موگ سے اور میجر ٹونی کی لاشوں پر جھک گئے۔

صفدر نے کمانڈر کے منہ پر پٹیوں کی بارش کر دی۔ اور پھر کمانڈر نے ایک ہلکی سی چیخ مارتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”یہ لو مشین پشیل ہیں۔ کرنل کی جیب سے دو نکلے ہیں۔ ایک

کرنل موگ سے اور میجر ٹونی چونکہ سنبھل ہی نہ سکے تھے اور انہیں کیونکہ خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی۔ کہ بے حس و حرکت جسم اس قدم تیزی سے حرکت میں بھی آ سکتے ہیں۔ چنانچہ وہ دونوں بھی مار کھائے۔ دوسرے لمحے ان کے حلق سے زوردار چیخیں نکلیں۔ اور وہ قایلین پر پہلو کے بل گرے بڑی طرح پھر پھرنے لگے۔ چند لمحے پھر پھرنے کے بعد ساکت ہو گئے۔ صفدر اور جو لیا دونوں نے ان پر ایک ہی داؤ آرمایا تھا۔ مگر دن توڑنے والا۔ اور ان دونوں کی گردنیں ایک لمحے میں ٹوٹ گئی تھیں۔

اور تنویر نے کمانڈر کو اپنے دونوں ہاتھوں پر بلند کیا ہوا تھا اور پھر اس سے پہلے کہ صفدر اس کی طرف بڑھتا تنویر نے پوری قوت سے اُسے گھما کر قایلین پر دے مارا۔ کمانڈر کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ پھر پھرنے لگا۔ اس کی جی کیپ اڑ کر ایک طرف جا کر سی تھی۔ اور اب اس کا انڈے کی طرح شفاف سر صاف دکھائی دے رہا تھا۔

”مرا م زادہ۔ جو لیا کے جسم سے اپنا ناپاک بیہ لگا رہا تھا۔“ تنویر نے انتہائی گہرے ہوتے ہوئے جیس کہا۔ لیکن اُسی لمحے صفدر نے اُسے بازو سے پکڑ کر ایک طرف گھسیٹ لیا۔

”بس رک جاؤ تنویر۔ ورنہ یہ مر جائے گا۔“ صفدر نے کہا۔ کیونکہ تنویر کے جسم کا جو ایکشن بنا تھا اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اچھل کر دونوں پیر نیچے پڑے کمانڈر کے سینے پر مارنا

"ڈو — ڈوگو فاسٹرز — عم — عم — مگر میرا اس سے کیا تعلق؟
 کمانڈر نے مہکلاتے ہوئے کہا۔ مگر دوسرے لمحے وہ برسی طرح چپتا ہوا
 اچھل کر صوفے کے کنارے پر گرا۔ اور پھر سر کے بل لٹک کر، الٹا ہو کر
 دوبارہ قلیں پر جا کر۔ صفدر نے اٹنے کا ہتھکا بھر پور پتھر مارا تھا۔
 تو میرے جھک کر اسے گریبان سے پکڑا اور دوبارہ صوفے پر
 انتہائی بے دردی سے اچھال دیا۔
 "بولو۔ اس بار پتھر کی بجائے ٹریگر، دبا دوں گا۔" صفدر نے
 غراتے ہوئے کہا۔

"وہ — وہ میری خفیہ الماری میں خائل ہے۔ اس میں موجود
 ہیں۔" کمانڈر نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔
 "جادو اٹھو۔ اور ہکا لویہ خائل۔" صفدر نے اسے گردن سے
 پکڑ کر ایک جھٹکے سے کھڑا کرتے ہوئے کہا۔ اور اسے لے کر اس
 دوازے کی طرف بڑھ گیا۔ جس پر اس کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی۔
 فیر نے آگے بڑھ کر دروازہ دھکیل کر کھول دیا۔ یہ واقعی انتہائی
 ناماندار نمازیں سجا ہوا دفتر تھا۔ انتہائی قیمتی ساز و سامان سے اسے
 بایا گیا تھا۔

"کہاں ہے وہ الماری۔ یہاں تو کوئی الماری نظر نہیں آرہی۔"
 صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے چھوڑ دو تو میں اس دوا میں موجود خفیہ الماری باہر نکالوں"
 مانڈرنے کہا۔ وہ اب کافی حد تک سنبھل گیا تھا۔
 "تم صرف بتا دو۔ میرے ساتھی الماری کھول لیں گے۔ لیکن یہ

تم لے لو۔" تنویر نے ایک مشین پشٹل صفدر کی طرف بٹھلاتے
 ہوئے کہا۔ اور صفدر نے مشین پشٹل ہاتھ میں لے کر اس کی
 مال کمانڈر کی گردن پر رکھ کر دبا دی۔ چونکہ وہ پہلے ہی دیکھ چکا
 تھا کہ کمرہ ساؤنڈ پر و ف ہے اس لیے وہ مہذبانہ تھا کہ کوئی
 مداخلت نہ کرے گا۔

"تنت — نت — تم کیا چاہتے ہو؟" کمانڈر کی حالت
 اس وقت بھیگے ہوئے چوتھے جیسی ہو رہی تھی۔ اس کی وہ ساری
 کمر و فریکسیر غائب ہو گئی تھی۔ جو کمرے میں داخل ہوتے وقت
 نظر آ رہی تھی۔

"سنو کمانڈر۔ ہمیں تمہارے ساتھ کوئی مطلب نہیں۔ اس
 لئے اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو میرے سوالوں کا صحیح
 جواب دیتے جاؤ لیکن اگر تم نے ذرا بھی جیل و حجت کی یا جھوٹ
 بولنے کی کوشش کی تو میں پلک جھپکنے میں ٹریگر دبا دوں گا۔
 صفدر نے اس قدر سرد اور سفاک لہجے میں کہا کہ کمانڈر کا
 جسم نمایاں طور پر کانپ اٹھا۔

"نت — نت — تم کیا پوچھنا چاہتے ہو؟" اس نے
 برسی طرح مہکلاتے ہوئے کہا۔ اس کی پیشانی پسینے سے تر ہو
 چکی تھی اور خوف کی شدت سے چمکتی ہوئی آنکھیں اس طرح
 بجھ گئی تھیں جیسے ان میں کبھی جھپک ہی نہ رہی ہو۔

"نہیبیا میں ڈوگو فاسٹرز کے جتنے اڈے ہیں ان سب کی
 تفصیلات۔" صفدر نے اسی طرح سفاک لہجے میں کہا۔

ہے۔ لیکن اب ہم نے اس جھاد فی سے باہر جانے ہے۔ اس لئے تم ایسا کرو کہ فون پر پہلی کاپیٹر کی تیار کی حکم دو۔ اور ساتھ ہی انہیں بتا دو کہ کرنل موگا سے اور پیچر ٹوٹی غذا تھے۔ اس لئے مارے گئے۔ اور ہم مہمان ہیں۔ اور تم ہمیں باہر لے جا رہے ہو۔ پھر تم ہمارے آگے آگے چلو گے اور خود ہمارے ساتھ پہلی کاپیٹر پر پیچر جھاد فی سے باہر جاؤ گے۔ جھاد فی سے باہر جا کر ہم تمہیں اتار دیں گے اور پہلی کاپیٹر لے کر ہم اگلو لاپٹے جائیں گے۔ کیونکہ ہمارا تیش صرف یہی معلوم حاصل کرنا تھا۔ اور بس۔ ہم یہ فائل کو ابوالکے خوالے کر دیں گے۔ اس کے بعد ابوالجئے اور دو کو فائنڈرز۔ اس سے زیادہ ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اب سارے بنیسیا میں تو ہم اڈے تباہ کرنے سے رہے۔ بولو تعداد کے لئے تیار رہو یا تمہاری لاش بھی ان کے ساتھ شامل کریں۔ اور پھر ہم خود یہاں سے نکلنے کی کوشش کریں۔“ صغدر نے تیز اور سرد لہجے میں کہا۔ صغدر کی بات سن کر کمانڈر لارل کی آنکھوں میں ایک نکتہ پہلے عیسیٰ جیک ابھر آئی۔

”ٹھیک ہے ٹھیک ہے۔ میں بالکل تعداد کروں گا۔ تم فکر نہ کرو۔“ کمانڈر نے کہا۔ اور صغدر نے اس کی گدن چھوڑ دی۔

”اس کی تلاشی تو لے لیں۔“ تنویر نے کہا۔

”میں نے چیک کر لیا ہے۔ اس کے پاس سوائے اس بیہ کے اور کچھ نہیں ہے۔ چلو کمانڈر فون کرو۔“ صغدر نے کہا۔

”فون کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں میرا حکم چلتا ہے۔ آدیمیرے ساتھ۔“ کمانڈر نے اس بار بڑے خود اعتمادانہ لہجے میں کہا۔

سن لو کہ اگر تم نے کوئی شہادت کرنے کی کوشش کی تو پھر ہمارے ساتھ چوہا سو ہو گا۔ تم بہر حال نہ بچ سکو گے۔“ صغدر کا لہجہ اور سفاک ہو گیا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ دیوار پر ایک کیل کا سہرا باہر ہو گا۔ اس کو باؤ تو الماری ظاہر ہو جائے گی۔“ کمانڈر نے کہا۔

اور تنویر تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے دیوار پر ہاتھ پھیرا تو واقعی ایک جگہ کیل کا اعضاء ہوا اس سے محسوس ہو گیا۔ کیل کے سر اور دیوار کا پینٹ اس طرح ایک جیسا تھا کہ اسے نگاہوں سے چھپ نہ کیا جاسکتا تھا۔ اس نے کیل کو دبایا تو دیوار کا درمیان فی حصہ نہ کی تیز آواز سے ایک طرف جھٹ گیا۔ اس جگہ ایک الماری نظر آ گئی۔ تنویر نے الماری کھولی تو اس کے اندر بے شمار فائلیں پڑی تھیں۔

”سرخ رنگ کی فائل ہے۔ درمیان فی خانے میں۔ اس پر ڈی۔ ا کے الفاظ لکھے ہوں گے۔“ کمانڈر نے کہا۔ اور تنویر نے ایک لمحہ تلاش کرنے کے بعد فائل باہر نکال لی۔ اسے کھولا تو اس اندر دس بارہ ٹائپ شدہ کاغذ موجود تھے۔

”ٹھیک ہے۔ اس میں مقامات اور چند نام اور پتے دیئے گئے ہیں۔“ تنویر نے انہیں دیکھتے ہوئے کہا۔

”فائل داپس رکھ دو۔ کاغذ نکال لو۔“ صغدر نے کہا۔ اور پھر وہ کمانڈر سے مخاطب ہوا۔

”سہو کمانڈر۔ تم نے ہم سے تعاون کر کے اپنی جان بچا

دیکھی تھی۔ جب یہ بھیگے ہوئے چوہے کی طرح کانپ رہا تھا۔
 ماہارسی سے گزرا کہ جب وہ برآمدے میں پہنچے تو دباؤ موجود فوجیوں
 نے بھی ایڑیاں بجا کر سیلوٹ کئے۔ لیکن کمانڈر ان کی طرف متوجہ
 ہوئے بغیر سامنے کھڑی ایک نئی اور چمکتی ہوئی جیب کی طرف بڑھ گیا۔
 جس کے ساتھ ایک فوجی ڈمائیور بڑے مستعد انداز میں کھڑا تھا۔

پچھلے بیٹھ جاؤ۔“ کمانڈر نے ایک بار پھر مرکز کھنڈر اور
 اس کے ساتھیوں کو رعب دار لہجے میں کہا اور خود اچھل کر وہ ڈمائیور
 کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”ایئر پورٹ چلو۔“ کمانڈر نے بارعجب لہجے میں ڈمائیور سے
 مخاطب ہو کر کہا۔ اور ڈمائیور نے تیزی سے جیب آگے بڑھا دی۔
 ایک لمبا چکر کاٹ کر جیب دن دے دے علاقے میں داخل ہو گئی۔
 ”ہیلو کاپیٹر سیکرٹرز۔“ کمانڈر نے کہا اور ڈمائیور نے جیب
 کا رخ ایک سائیڈ پر بنے ہوئے بڑے بڑے ہینڈ گروں کی طرف
 موڑ دیا۔

”ہمارے والا ہیلی کاپٹر کہاں ہوگا۔“ صفدر نے مودبانہ
 لہجے میں پوچھا۔

”اُسے میں نے پہلے ہی جو ہنبرگ بھیجا دیا تھا۔ جنرل بارٹر کے
 پاس۔“ کمانڈر نے جواب دیا۔ اور صفدر سر ہلا کر خاموش
 ہو گیا۔ جیب بڑے بڑے ہینڈ گروں کے پاس جا کر رک گئی۔ اور
 کمانڈر اچھل کر نیچے اترا آیا۔ صفدر اور اس کے ساتھی بھی باہر آ
 گئے۔ اثنے میں دو فوجی انتہائی تیزی سے چلتے ہوئے جیب کے

اور اپنی پونہ فلام کو ٹھیک کرنے لگا۔ صفدر نے سر ہلا دیا۔
 ”بس یہ خیال رکھنا کہ ہماری جیبوں میں مشین پسٹل ہوں گے اور
 فیکٹر پر ہماری انگلیاں اور جیب کے اندر سے بھی ہتھیارے دل میں سوراخ
 کیا جاسکتا ہے۔“ صفدر نے کمانڈر کے پیچھے دروازے کی
 طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”تم فکر نہ کرو۔“ مجھے خواہ خواہ مرنے کا کوئی شوق نہیں ہے۔“
 کمانڈر نے مڑے بغیر کہا اور پھر وہ سب کمانڈر کے پیچھے چلتے ہوئے
 بڑے کمرے میں آ گئے۔ یہاں ایک طرف پڑی ہوئی اپنی ٹی کیپ اٹھا
 کر کمانڈر نے سر پر رکھی اور اسے ایڈجسٹ کیا۔ اور پھر ٹوٹی کی طرح
 اپنا بیہوش اٹھایا۔ اور اسے ہاتھ میں رکھ کر وہ ایک بار پھر بڑے
 فاخرانہ انداز میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر
 وہ باہر نکلا تو صفدر اور اس کے ساتھی بھی باہر آ گئے۔ باہر ماہارسی میں
 مسلح فوجی موجود تھے جو کمانڈر کو دیکھ کر اسٹیشن ہو گئے تھے۔

”دروازہ بند کرو مسٹر۔“ کمانڈر نے مرکز بڑے رعب دار
 لہجے میں تنویر سے کہا۔ اور تنویر نے دروازہ کھینچ کر بند کر دیا۔

”سنو میرے واپس آنے تک کوئی اس کمرے میں داخل نہ ہو۔“
 سمجھ۔“ کمانڈر نے ماہارسی میں موجود فوجی سپاہیوں سے
 مخاطب ہو کر انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

”کیس سر۔“ ایک فوجی نے جھٹکے سے ایڑیاں ملاتے ہوئے
 جواب دیا اور کمانڈر اسی طرح آکر کھڑا ہوا اُسے بڑھ گیا۔ جولیا اس
 کے اس انداز پر سکڑ رہی تھی۔ کیونکہ اس نے اس کی وہ حالت بھی

”تم جاؤ۔“ کمانڈر نے سر ملاتے ہوئے پائلٹ سے کہا۔
جواب کھوم کر کمانڈر والی سائیکل پر آ گیا تھا۔

”ییس سر۔“ پائلٹ نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔
اور تیزی سے پیچھے ہٹ گیا۔ صفدر نے جلد ہی سے ہیلی کا پٹر کا
انجن شمارٹ کر دیا۔ اُسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک تیز آواز نکلی۔
”ہیل۔“ فرام ٹاور سپیکنگ۔ ہیلی کا پٹر ٹمبر تھری فوری
تھری کیوں آپریٹ ہو رہا ہے اور۔“

”کمانڈر لارل انٹنگ۔ ہم ایک ایمرجنسی مشن پر جا رہے ہیں
اور۔“ کمانڈر نے ماتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا ڈیٹن پریس کرتے
ہوئے انتہائی رعب دار لہجے میں کہا۔

”اوہ لیس سر۔“ ٹھیک تھے سر۔ اور اینڈ آل۔“
دوسری طرف سے انتہائی سؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔ اور اس کے
ساتھ ہی صفدر نے ہیلی کا پٹر کو فضا میں بلند کر دیا تیز رفتار جنگی
ہیلی کا پٹر چند لمحوں بعد ہی فضا میں کافی اونچائی پر پہنچ گیا۔ اور پھر
اس نے اس کا رخ شمال مشرق کی طرف کیا اور تیزی سے اُسے
اگے بڑھانے لگا۔ کمانڈر بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد
ہی ہیلی کا پٹر جھاؤ فی کی حدود سے باہر نکل گیا۔

”مجھے یہیں اتار دو۔ اب ہیلی کا پٹر جھاؤ فی سے باہر آ گیا ہے،“
کمانڈر لارل نے کہا۔

”ابھی اتارتے ہیں۔ حکمرمت کر دو۔“ صفدر نے مسکراتے
ہوئے کہا۔ لیکن ابھی وہ بھوٹا ہی آگے بڑھا تھا کہ یک لحظ ٹرانسمیٹر

قرب آئے اور انہوں نے باقاعدہ فوجی سیلوٹ کیا۔
”ایک بڑا ہیلی کا پٹر باہر نکلا۔ لوہیں ان کے ساتھ جھاؤ فی سے باہر
جا رہا ہوں۔ اٹ اڈا ایمرجنسی۔“ کمانڈر نے تیز لہجے میں کہا۔
”ییس سر۔“ دونوں نے کہا۔ اور سیلوٹ کر کے واپس
مڑے اور اس بار وہ دوڑتے ہوئے ہیٹنگروں کے درمیان بنی ہوئی
ایک بیرک میں غائب ہو گئے۔

چند لمحوں بعد ایک ہیٹنگر کھیٹ کھلا اور ایک ہیلی کا پٹر کو
ایک چھوٹی سی گاڑی کھینچتی ہوئی باہر لے آئی۔ یہ بڑا جنگی ہیلی کا پٹر
تھا۔ لیکن اس کا ڈبل لینڈنگ سسٹم تھا۔ پہلے بھی تھے۔ اور
پیڈز بھی پیڈز اور پوکواٹھے ہوئے تھے۔ اور ہیلی کا پٹر پہلوں پر
دوڑتا ہوا باہر آ رہا تھا۔ جیپ کے قریب لاکھ اُسے روک دیا گیا۔
اُسی لمحے اس بیرک میں سے ایک فوجی نمودار ہوا اور تیزی سے
ہیلی کا پٹر کی طرف بڑھنے لگا۔

”آؤ بیٹھو۔“ کمانڈر نے صفدر اور اس کے ساتھیوں سے کہا۔
اور پھر خود بھی پائلٹ کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔
اُسی لمحے صفدر تیزی سے آگے بڑھا۔ اور وہ کھوم کر دوسری
طرف سے پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ بیرک سے آنے والا فوجی
قریب آ چکا تھا۔ ایک لحظ ٹھٹھک کر رک گیا۔ وہ شاید اس جنگی
ہیلی کا پٹر کا پائلٹ تھا۔

”میں خود پائلٹ کروں گا اسے۔“ صفدر نے تیز لہجے میں کہا
جولیا اور تنویر عقی سیٹوں پر بیٹھ چکے تھے۔

ہوئے کہا۔ اور اچھل کر اس سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جس پر چند لمحے پہلے کمانڈر لال بیٹھا ہوا تھا۔ اور صفدر مسکرایا۔
 "اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ اس بیڈ کو اور تین جاؤ گے" جولیہ نے پوچھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ صفدر جواب دیتا۔ اچانک اس کے آس پاس اوراد پر نیچے کان پھاڑا اور اس سنائی دینے لگیں۔ ان تینوں نے چوک کر سکرین سے دیکھا تو بے اختیار ان کے ہونٹ پھینک گئے۔ کیونکہ چار جدید ترین لڑاکا جنگی جہاز ان کے گرد اڑ رہے تھے۔

"ہیلو۔ کیپٹن مائیکل سپیکنگ۔ ہم نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ تم فوراً ہیلی کاپٹر کو واپس چھاؤنی کے ایئر پورٹ کی طرف موڑ دو۔ ورنہ ہم اسے ہٹ کر دیں گے اور"۔ اسی لمحے ٹرانسمیٹر سے جیتی ہوئی آواز سنائی دی۔ جنگی جہاز بڑے مابہر انداز میں ان کے اوپر اور دائیں بائیں سے گزر کر آگے جا کر لیٹ رہے تھے۔
 "یس۔ کمانڈر لال سپیکنگ۔ کیا بات ہے کیوں آئے ہو۔ جب میں ساتھ ہوں اور"۔ صفدر نے بٹن دبا کر کمانڈر لال کے ہلچے میں برقی طرح چیتے ہوئے کہا۔

"بکواس مت کرو۔ تم بھی غدار ہو۔ تم پاکیزہ سنائی ایکشنوں سے مل گئے ہو۔ جنرل باڈر نے حکم دے دیا ہے کہ تمہیں بھی گرفتار کر لیا جائے یا موٹے کے گھارٹ اتار دیا جائے۔ چلو ہیلی کاپٹر موڑو۔ میں صرف تین تک گنوں کا اور"۔ کیپٹن مائیکل کی پہلے

ایک بار پھر جاگ پڑا۔
 "ہیلو ہیلو۔ کمانڈر لال۔ میں ایر چیف رائٹکل بول رہا ہوں۔ مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ پاکیزہ سنائی تمہارے ساتھ جا رہے ہیں اور پاکٹ بھی دبی کر رہے ہیں۔ یہ کون لوگ ہیں۔ اور تم ان کے ساتھ کیوں اور کہاں جا رہے ہو۔ فوراً جواب دو اور"۔ ایک چھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ میرے جہان ہیں اور"۔ کمانڈر نے بٹن دبا کر بھینپے ہوئے ہلچے میں کہا۔
 "اور۔ کے۔ اور اینڈ آل"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔
 "اب مجھے اتار دو۔ پلزز"۔ اس بار کمانڈر لال نے بڑے منت بھرے ہلچے میں کہا۔
 "ٹھیک ہے۔ اتار دیتے ہیں۔ تنویر۔ کمانڈر لال کو اتار دو بھی یہ بے چین ہو رہے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"سگ۔ سگ۔ کیا مطلب"۔ کمانڈر لال نے چوک کر کہا۔ لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم سیٹ سے اونچا ہوا اور پھر ایک جھٹکے سے ہیلی کاپٹر کے کھلے دروازے سے باہر نکل گیا۔ کمانڈر لال کی چیخ دور نیچے تک لہراتی ہوئی سنائی دی۔ اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ ہیلی کاپٹر چونکے کافی بلندی پر تھا اس لئے زمین کے قریب جا کر کمانڈر لال کا گرتا ہوا جسم ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تھا۔
 "بڑی جلدی تھی اسے نیچے اتارنے کی"۔ تنویر نے جنتے

ہوئے کہا۔

”ہم نے پہن لئے ہیں پیراشوٹ۔ تم کنٹرول مجھے دو۔ اور خود بھی پہن لو۔“ تنویر نے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اور ہاتھ بڑھا کر کنٹرول اس نے سنبھال لیا۔ صفر سر ہلاتا ہوا تیزی سے اٹھا اور پھر اچھل کر کچلی سیٹ پر آ گیا۔ یہاں جو لیانے ایک پیراشوٹ اس کی طرف بڑھا دیا۔ تنویر اب کھٹک کر بانگٹ سیٹ پر آ گیا تھا۔ صفر نے سبکی کی سی تیزی سے پیراشوٹ باندھ لیا۔

”رفقار اور کم کم کے اسے آٹو کنٹرول کم دو۔ اور پھر ہم ایک ایک کر کے چھلانگ لگا دیں گے۔ جلدی کر دو۔“ صفر نے کہا۔ اور تنویر نے سر ہلاتے ہوئے آٹو بشن تلاش کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے اُسے تلاش کر کے آئی کیا اور ہیلی کا پیٹر نے ایک بلکا سا جھپکا لیا۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ تنویر اچھل کر پیچھے آ گیا۔

”چلو جو لیانے ہے تم۔“ احتیاط کرنا تنویر تم فوڈا بعد۔ اور آخر میں میں چھلانگ لگاؤں گا۔ جلدی کر دو۔“ صفر نے کہا۔

اور جو لیانے سر ہلاتی ہوئی آگے بڑھی اور دوسرے لمحے اس نے کھلی کھرکی سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اس کا جسم انتہائی تیز رفقاری سے نیچے گرنے لگا۔ اس کے فوڈا بعد تنویر نے بھی چھلانگ لگا دی۔

”ہیلو۔۔۔ یہ کون کو در رہا ہے ہیلی کا پیٹر سے اور۔“

سے کہیں زیادہ چپختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”پیراشوٹ باندھ لو تنویر اور جو لیانے۔ جلدی کر دو۔ اس میں موجود ہیں جلدی کر دو۔“ صفر نے چرچ کر کہا۔ پھر اس نے جلدی سے ہیلی کا پیٹر کا رخ موڑنا شروع کر دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم واپس آ رہے ہیں۔ میں خود جنرل بارٹر سے بات کرتا ہوں اور۔“ صفر نے ہیلی کا پیٹر موڑتے ہوئے کمناڈر لال کے لمحے میں کہا۔

”اور۔۔۔ ٹھیک ہے۔ لیکن خبردار بھل گئے کی کوشش نہ کرنا اور۔“ کیپٹن مائیکل کی آواز سنائی دی۔

اس دوران تنویر اور جو لیانے بھاگ کر کچلی ہیلی کا پیٹر کے آخری حصے میں موجود پیراشوٹ اٹھائے اور پھر انہیں تیزی سے پشت سے باندھنا شروع کر دیا۔ صفر نے ہیلی کا پیٹر کا رخ موڑ دیا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کا پیٹر کی رفقار آہستہ کر دی تھی۔

”تم نے ہیلی کا پیٹر کی رفقار کیوں کم کر دی ہے اسے تیز کر دو۔ اور۔“ کیپٹن مائیکل کی چپختی ہوئی آواز ایک بار پھر سنائی

دی۔ خود بخود ہو گئی ہے۔ کیپٹن مائیکل۔ میں پاکیشیائی بول رہا ہوں۔ تم نکرمت کر دو۔ ہم جنرل بارٹر کے ہی آدمی ہیں پاکیشیائی میک اپ میں۔ ہم واپس آ رہے ہیں۔ جنرل بارٹر کو کوئی بڑی غلط فہمی ہو گئی ہے اور۔“ اس بار صفر نے جواب دیتے

کیپٹن مائیکل کی چھٹی سوئی آواز سنائی دی۔ لیکن صغدر نے اُسی لمحے نیچے چھلانگ لگا دی۔ اور پہلی کا پٹر اس کے اوپر سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ کافی نیچے جا کر صغدر نے یہ اشوٹ کی رسی کھینچی تو پیراشوٹ کھل گیا۔ اور اس کا جسم ایک جھکے سے انتہائی رفتار سے نیچے گرنے کی بجائے آہستہ آہستہ نیچے گرنے لگا۔ کچھ دور۔ اُسے دوا اور چھتریاں بھی نظر آرہی تھیں۔ اُسی لمحے جھکی جہازوں نے اس کے اوپر سے غوطہ لگایا۔ اور پھر ترو تروا ہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی شایں شایں کی آوازیں صغدر کے اوپر اور دائیں بائیں سے گزریں اور اس کے ساتھ ہی صغدر کے جسم کو ایک زوردار جھجکا لگا۔ اور دوسرے لمحے وہ کسی وزنی چٹان کی طرح ایک بار پھر نیچے گرنے لگا۔ اس کا پیراشوٹ کھٹ گیا تھا۔ اور پھر اسی طرح نیچے گرتے ہوئے اس نے دور تو بڑا اور جو لیا کے پیراشوٹوں کو بھی سمجھتے ہوئے دیکھا۔ اور اس کے منہ سے بے اختیار طویل سانس نکل گیا۔ ظاہر ہے اتنی بلند سی سے گرنے کے بعد ان کے سرخ جلنے کا ایک فیصد بھی امکان باقی نہ رہا تھا۔ اور اس بار یقینی موت بہر حال ان کا مقدر بن گئی تھی۔

درد کی ایک تیز لہر عمران کے جسم میں دوڑی تو عمران کا سو یا ہوا ذہن یک لخت بیدار ہو گیا۔ اس نے ایک جھکے سے آنکھیں کھول دیں اور دوسرے لمحے سامنے کھڑے کرنل ونیڈن کو دیکھ کر لا شعوری طور پر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔

”تم مجھے دیکھ کر مسکرا رہے ہو علی عمران، حالانکہ مجھے دیکھ کر تمہیں خوفزدہ ہونا چاہیے۔ کہیں تمہارا دماغ تو نہیں خراب ہو گیا۔“ کرنل ونیڈن کے لہجے میں حیرت نمایاں تھی۔

”ارے اتنے بد صورت تو نہیں ہو۔ تم کرنل ونیڈن میرے خیال میں تو اب بھی ایک کمین لوکیاں نہ سہی بوڑھی بیوا میں تو نہیں دیکھ کر آہیں بھرتی ہی ہوں گی۔ ویسے بیواتیں اور آہیں ہم قافیہ ہیں اور شاید اس لئے ہم قافیہ ہیں کہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔“

”واہ۔ اسے کہتے ہیں زخموں پر نمک چھو رکنا۔ تم اس کا تحفظ کر دو گے جب کہ تم اپنا تحفظ کرنے کے قابل نہیں ہو۔ دیکھو ابھی تمہارے سامنے یہ موت کے گھاٹ کیسے اترتا ہے۔“ کمرنل دنیٹن نے بڑے طنز پر انداز میں ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس نے سونو کو تہہ غلنے کے مخالف کوٹنے میں دیوار کے ساتھ جاکر کھڑا کرنے کا حکم دیا۔ اور میجر فوشن نے سونو کو بازو سے پکڑا اور عمران اور اس کے ساتھیوں کے سامنے سے گزرتا ہوا مخالف کوٹنے کی طرف لے گیا اور پھر اس نے سونو کو دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑا کر دیا۔ عمران نے اس دوران گردن گھما کر اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور اس کے ساتھ بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے آہستہ سے اثبات کے انداز میں سر ہلا دیا۔ صرف وہی ہوش میں تھا جب کہ باقی ساتھیوں کی گردنیں دھٹکی ہوئی تھیں۔

”ٹا۔ ٹا۔ اب کمرنل تحفظ اس کا۔ میں دیکھتا ہوں کیسے تم اس کا تحفظ کرتے ہو۔“ کمرنل دنیٹن نے مشین گن اٹھا کر کاندھے سے لگاتے ہوئے بڑے طنز پر انداز میں سامنے کسی پر بندھے بیٹھے عمران کی طرف دیکھا اور پھر نشانہ باندھنے میں مصروف ہو گیا۔ سونو کا چہرہ یک لمحہ زبرد پڑ گیا اور آنکھوں میں موت کے سائے تیرنے لگے۔

”صرف ایک سیکنڈ رک جاؤ کمرنل دنیٹن۔“ عمران نے اُسی لمحے بڑے مطمئن سے لہجے میں کہا اور ٹیگر پرچی ہوئی

کیا خیال ہے۔“ عمران نے اس بار کھل کر مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں بے حد اطمینان تھا۔

”ہونہہ۔ تو تم اب بہادر بننے کی کوشش کر رہے ہو۔ ابھی جب میں مشین گن کا ٹیگر دباؤں گا تو تمہارا یہ سامان اطمینان اور بہادری ختم ہو جائے گی لیکن تمہارے جسم پر گولیوں کی بارش سے پہلے میں تمہارے اس ساتھی پر گولیاں برسائی زیادہ پسند کروں گا۔ جس نے تمہیں پناہ دی ہے۔“ کمرنل دنیٹن نے ایک طرف کھڑے سونو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”ایک بات تو بتاؤ کمرنل دنیٹن۔ تم یہاں تک پہنچ کیسے گئے۔“ سونو جس پوزیشن میں کھڑا ہے اور جس طرح تم اس کو قتل کر دینے پر آمادہ ہو۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ سونو نے دھوکہ نہیں دیا۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس کے ایک بوڑھے ملازم کو چکر دیا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں۔ بس اس نے فوراً ہی قبول دیا۔ ورنہ اس پر تو میجر فوشن نے بے پناہ تشدد کیا لیکن اس نے اقرار نہ کیا تھا کمرنل دنیٹن نے بڑے فاسحانہ لہجے میں کہا۔

”گڈ سولو۔ تم نے واقعی بہادری سے کام لیا ہے۔ اس لئے اب بے فکر رہو۔ اب کمرنل دنیٹن تمہیں انگلی بھی نہ لگا سکے گا۔ میں تم جیسے بہادروں کی نہ صرف عزت کرتا ہوں بلکہ تمہارا تحفظ بھی میری ذمہ داری ہے۔“ عمران نے سونو کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

سے چھینا ہوا ریوا اور حیرت سے بت بنے کھڑے کرنل ڈوجان کی گردن سے لگا دیا۔ جب عمران نے میجر فوش پر فائدہ کھولا تھا۔ اسی لمحے کرنل وینڈن حیب سے ریوا اور نکال چکا تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ گھوم کر عمران پر فائدہ کھولتا ٹائیگر نے نہ صرف اُسے ایک طرف اچھال دیا۔ بلکہ اس کے ہاتھ سے ریوا اور بھی چھین لینے میں کامیاب ہو گیا تھا۔

"اب ہاتھ اٹھا کر کھڑے ہو جا ڈکرنل وینڈن۔ میں نے کیا کہا تھا کہ سو نو کا تحفظ میری ذمہ داری ہے۔" عمران نے بڑے کھنڈے لہجے میں کہا۔ اور کرنل وینڈن ہونٹ چباتا ہوا اٹھا اور اس نے دونوں ہاتھ سر سے بلند کر لئے۔ ادھر ٹائیگر نے کرنل ڈوجان کی گردن سے ریوا اور کی نال لگاتے وقت اس کے سائیڈ پوسٹر سے ریوا اور بھی کھینچ لیا تھا۔ اور دوسرا ریوا اور اس نے ٹریپ یا کی طرف اٹھا دیا۔ اب ٹائیگر کی عجیب صورت حال تھی وہ کرنل ڈوجان اور ٹریپ یا کے درمیان کھڑا تھا اور اس نے دونوں ہاتھوں میں ریوا اور اٹھا رکھے تھے۔

"تم نے رسیاں کیسے کھول لیں۔" کرنل وینڈن نے قہر سے بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن اس کے چہرے پر بھی گہرا ہٹ کی بجائے اطمینان کے آثار تھے۔

"یہ استاد ہی نکتہ ہے کرنل وینڈن۔ اسے دیکھنے کے لئے ارکاؤٹ بٹھائی اور ایک تھان کی جگہ سی گئی۔" عمران نے نکلے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل

کرنل وینڈن کی انگلی لاشعوری طور پر ہٹ گئی۔ اور اس نے سہ گھما کر عمران کی طرف دیکھا ہی تھا کہ نیک لخت عمران کی دونوں لائیں سیدھی ہو کر نیم دائرے کی صورت میں گھومیں اور ان کی پوز در ضرب کرنل وینڈن کی نیٹیلوں پر اچانک پڑی۔ تو کرنل وینڈن ایک لخت چٹیا ہوا الٹ کر پشت کے بل نیچے گر گیا۔ اور مشین گن اس کے ہاتھ سے نکل کر پیچھے دیوار سے ٹکرا کر نیچے گری اُسی لمحے ایک لخت عمران اچھل کر کہہ کر سی تھمت نیچے گرے ہوئے کرنل وینڈن پر چا کر گیا۔ اور اس کے اس طرح جمپ لینے سے کہہ کر سی آدھے راستے تک تو رسیوں کے ساتھ بندھی اس کے ساتھ گئی۔ لیکن اس کے بعد کہہ کر بھی مشین گن کی طرح پھلتی ہوئی سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرائی۔ اور عمران اب کہہ کر کی گرفت سے آزاد ہو کر کرنل وینڈن پر چا کر گیا تھا۔ لیکن کرنل وینڈن نے بڑی طرح تڑپ کر اپنے گھٹنے موڑے اور اس کے ساتھ ہی عمران نفساں کسی گیند کی طرح اچھلا اور کرنل کے سر کے اوپر سے ہوتا ہوا اس دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا جس کے ساتھ ٹکرا کر مشین گن نیچے گری تھی۔ اور عمران کے اٹھتے ہی ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی میجر فوش کی چیخ سے تہ خانہ گونج اٹھا۔ وہ کہہ کر لٹو کی طرح گھومتا ہوا نیچے گر گیا تھا۔ گولیوں کی باڑ ختم ہی ہوئی تھی کہ ایک لخت ٹائیگر اپنی کہہ کر سے اچھلا اور کرنل وینڈن اور بار چٹیا ہوا نفساں اچھلا اور ٹائیگر کی کہہ کر کے اوپر سے ہوتا ہوا عذ طرف جا کر گیا۔ اور ٹائیگر نے پک بچھنے میں کرنل وینڈن کے با

اس نے سبکی کی سی تیزی سے ہتھیلی کی پشت میں گھسا ہوا خنجر کا پھل
کھینچا اور عین اس وقت اس نے اسے کمرل ڈوجان کی گردن
میں ماردیا جس لمحے کمرل ڈوجان نے گھوم کر ریو الوور کا رخ اس کی طرف
کیا تھا۔

ادھر ٹائیگر جیسے ہی کمرل دنیٹن کے قریب جا کر گرہا۔ اس کے
ہاتھ فرش پر گئے اور اس کا پورا جسم یک لخت اس کے ہاتھوں
پر اٹھاپوری قوت سے عمران کی طرف دوڑنے کے لئے آگے کو
بڑھتے ہوئے کمرل دنیٹن کے جسم سے پوری قوت سے ٹکرایا
اور کمرل دنیٹن اس کے جسم کی ضرب کھاکر منہ کے بل نیچے گرا
ہی تھا کہ ٹائیگر نے یکلخت ایک باہر فضا میں اٹھ کر قلابازی کھائی
اور اس بار اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری قوت سے
منہ کے بل نیچے گرے ہوئے کمرل دنیٹن کی پشت پر پڑے۔
اور کمرل دنیٹن کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی گئی۔

ادھر کمرل ڈوجان نے نیچے گرے ہی اپنے گلے میں گھسے ہوئے
خنجر کے پھل کو باہر کھینچنے کی کوشش کی ہی تھی کہ یک لخت دیوار
کے ساتھ ٹکرا ہوا سونو اچھلا اور دوسرے لمحے اس کے
جڑے ہوئے پیر ایک زوردار دھکے سے کمرل ڈوجان کے
سینے پر پڑے۔ اور سونو اسی طرح اچھل کر ایک طرف جا کر ٹکرا ہوا۔
جب کہ کمرل ڈوجان کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور اس
کے ساتھ ہی اس کی گردن سے توخون کا فوارہ بہنے لگا تھا
سونو کے اس کے سینے پر کودنے کے بعد اس کی ناک اور منہ

ہوتا اس کے حلق سے بے اختیار سسکا رہی سی نکلی اور مٹین گن
اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک سائیڈ پر جا گری۔ عمران کی ہتھیلی
کی پشت پر ایک باہر ایک انتہائی تیز ہار خنجر کا پھل گھسا
ہوا صاف نظر آ رہا تھا۔ اور اسی لمحے کمرل دنیٹن سبکی کی سی تیزی
سے بڑھپا۔ اور ٹائیگر یک لخت ہوا میں اچھل کر وسیع ہار کمرل دنیٹن
کی سائیڈ میں جا گرا۔ اس کے دونوں ہاتھوں سے ریو الوور نکل کر
دور جا کر لے گئے۔ کمرل دنیٹن نے واقعی انتہائی حیرت انگیز
انما زین ٹائیگر کو آگے کی طرف اچھال دیا تھا۔ اور اس نے
واقعی سمجھا رہی سے کام لیا تھا۔ کیونکہ ٹائیگر کے دونوں ہاتھوں
میں ریو الوور تھے۔ اگر وہ ایک ریو الوور پر ہاتھ ڈالتا تو ٹائیگر دوسرا
ریو الوور استعمال کر لیتا۔ اور ٹائیگر صرف اس لئے ماکھ گیا کہ عمرا
کے منہ سے سسکا رہی کی آواز نکلتی ہی اس کی توجہ عمران کی
طرف ہو گئی تھی۔ ٹائیگر کو اچھالنے ہی کمرل ڈوجان تیزی سے گھسوا
تو اس کے ہاتھ میں بھادی ریو الوور تھا۔ یہ ریو الوور اس نے
ٹائیگر کی مخالف سمت والی جیب سے نکالا تھا۔ اس کے گھومتے
ہی ریو الوور کا رخ عمران کی طرف ہوا ہی تھا کہ یک لخت کمرل
ڈوجان چپتا ہوا الٹ کر پشت کے بل زمین پر جا گرا اور اس کے
ہاتھ میں موجود ریو الوور ہوا میں اڑتا ہوا دیوار کے ساتھ ٹکڑے
سونو کے قدموں میں جا گرا۔ کمرل ڈوجان کے گلے میں وہی تیز
اور باہر یک پھل والا خنجر دستہ کیسا اندر گھسا ہوا تھا۔ یہ
کارنامہ عمران نے ابھی م دیا تھا۔ مٹین گن ہاتھ سے نکلتے ہوئے

گیا۔ عمران نے مشین گن کا رخ ٹریسیا کی طرف کر دیا۔

"لوکی۔۔۔ سو نو کی ہتھکڑی کا کلپ دبا کر اسے کھول دو ورنہ...."

عمران نے غراتے ہوئے اس بار ٹریسیا سے کہا۔ اور ٹریسیا نے اپنا نام اور عمران کا لہجہ سن کر اس طرح جھنجھری لی جیسے ابھی کسی قہقہے میں روح داخل ہوئی ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس کے حلق سے ہلکی سی چیخ نکلی۔

"مم۔۔۔ مم۔۔۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو۔" ٹریسیا نے ہڈیاں انداز میں پیچھے ہٹے ہوئے کہا۔

"جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔ ورنہ....." عمران ایک بار پھر غرایا تو ٹریسیا بجلی کی سی تیزی سے دوڑتی ہوئی سو نو کی طرف بڑھی۔ سو نو نے جلدی سے اپنی پشت ٹریسیا کی طرف کر دی۔ اور ٹریسیا نے کلپٹے اور لرزاتے ہوئے ہاتھوں سے بڑی مشکل سے کلپ دبا کر ہتھکڑی کھول دی۔ اس کا جسم ابھی تک نمایاں طور پر کانپ رہا تھا۔ کلپ ہتھکڑی سے ہاتھ آزاد ہونے ہی سو نو تیزی سے پٹا اور اس نے جھپٹ کر ٹریسیا کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی وہ ہتھکڑی جھپٹ لی۔

"اسے کرنل وینٹن کے ہاتھوں میں ڈال دو۔" عمران نے چیخ کر کہا۔ اور سو نو ہتھکڑی اٹھائے اُسی انداز میں دوڑتا ہوا کرنل وینٹن اور ٹائیگر کی طرف بڑھ گیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد ہی کرنل وینٹن کے ہاتھوں میں ہتھکڑی پڑ چکی تھی۔

"گڈ شو سو نو۔ اب تم یہ بتاؤ کہ مجھے اور ٹائیگر کو پوسٹ میں کیسے لایا گیا۔" عمران نے مشین گن اٹھا کر آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"اسن میجر فوشن کی جیب میں ایک نیلے رنگ کی شیشی ہے! سے

سے بھی خون کے فوارے ابل پڑے۔ اور وہ ایک لمحے ہی ٹوٹ سکا اور پھر ساکت ہو گیا۔ کرنل ڈوجان کے گلے میں خنجر کا پھل مارتے ہی عمران نے اس طرف کو جھلانگ لگا دی تھی۔ جس طرف اس کے ہاتھ سے مشین گن نکل کر جا رہی تھی۔ جب کہ ٹائیگر کرنل ڈوجان کی پشت پر ضرب لگانے کے بعد اس طرف دوڑ پڑا تھا۔ جدھر اس کے ہاتھ سے دیوالوں نکل کر گمراہ تھا۔ یہ سب کھیل صرف چند لمحوں میں ہی مکمل ہو گیا۔ ایک بار پھر عمران کے ہاتھوں میں مشین گن تھی۔ اور ٹائیگر کے ہاتھوں میں دیوالور۔ جب کہ کرنل ڈوجان ہلاک ہو چکا تھا۔ اور کرنل وینٹن ہونٹ بھینچتا ہوا اور کمر اٹھاتا ہوا آہستہ آہستہ زمین سے اٹھ رہا تھا۔

"اس کا منہ دیوالور کی طرف کمر اور ٹائیگر۔ ہو سکتا ہے اس کے دوسرے بوٹ کی ٹوپی بھی ایسا ہی کوئی خنجر موجود ہو۔" عمران نے چیخ کر ٹائیگر سے کہا۔ اور ٹائیگر نے دیوالور اٹھتے ہوئے کرنل وینٹن کی سائیڈ سے لگا دیا۔

ٹریسیا اس ساری کارروائی کے دوران اُسی طرح بے حس و حرکت کھڑی رہی تھی۔ اس کا چہرہ کسی پتھر کے مجسمے کی طرح بے جان سا لگ رہا تھا۔

"دیوالور کی طرف مڑ جاؤ کرنل۔ ورنہ ایک لمحے میں جسم میں سوراخ کمر دوں گا۔" ٹائیگر نے غراتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم جیت گئے میں مار گیا۔"

کرنل وینٹن نے منہ بلتے ہوئے کہا اور دیوالور کی طرف مڑ

اس نے آپ کی اور آپ کے ساتھی کی ناک سے لگایا تھا۔ سو نو نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اس کی جیب سے شیشی نکالو اور پہلے میرے ساتھیوں کو ہوش میں لاؤ۔“ عمران نے ٹریسیا کے قریب آکر رکھتے ہوئے کہا۔ اب کمرے کے کونے میں ٹریسیا دیوار سے پشت لگا کر کھڑی تھی۔ اس کے چہرے پر ابھی تک شدید خون و ہراس بنایا تھا۔

”لوکی۔ ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر تم نے کوئی غلط حرکت نہ کی تو تمہاری زندگی کی سلامت رہے گی۔“ عمران نے ٹریسیا کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم۔ میں کوئی غلط حرکت نہ کروں گی بلکہ حرکت ہی نہ کروں گی۔“ ٹریسیا نے بوکھلائے ہوئے انداز میں کہا۔ اور

عمران مسکرا دیا۔ کرنل ونیڈن ہونٹ بھینچے اب دیوار کی طرف پشت کئے خاموش کھڑا تھا۔ لیکن ٹائیگر ریوالور کا رخ اس کی طرف کئے ابھی تک چوکنا اور مستحکم کھڑا ہوا تھا۔

سونو نے فرش پر مردہ پڑے میجر فوش کی جیب سے شیشی نکالی۔ اور کچھ منٹ لمحوں بعد ہی جوزف، جو انا اور کورونینوں ہی بھر چھری لیتے ہوئے ہوش میں آ گئے۔ وہ ہوش میں آکر بڑی حیرت سے کمرے کا منظر دیکھ رہے تھے۔

”ادہ ماسٹر۔ آپ کے ہاتھ سے خون نکل رہا ہے۔“

جوانانے ایک تخت تیز بلے میں کہا۔

”ہاں۔ اب یہ مشین گن سنبھالو۔ میں اس کی ڈریسنگ کمروں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور مشین گن جوانا کی طرف اچھال دی۔

”میں کرتا ہوں ڈریسنگ باس۔“ جوزف نے جلدی سے کہا۔ اور پھر تیزی سے عمران کی طرف بڑھ آیا۔ اس نے جیب سے ایک رومال نکالا اور پھر اسے بینٹ پیچ کے سے انداز میں اس نے عمران کی ہتھیلی پر کسی کمر باندھ دیا۔

”اب اس کرنل ونیڈن صاحب کو یہاں کرسی پر بٹھا دو اور اس کے جسم کو رسیوں سے باندھ دو تاکہ میں اب اس سے مذاکرات کا آغاز کر سکوں۔“ عمران نے ٹائیگر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے خاموش کھڑے کرنل ونیڈن کو کرسی کی طرف چلنے کا اشارہ کیا۔

”تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو۔ سنو۔ میں نے تمہاری بے حد تعریف سنی تھی۔ لیکن آج سے پہلے مجھے واقعی تمہاری اس قدر تعریف کی کبھی یقین نہ آیا تھا۔ لیکن آج جس طرح تم لوگوں نے انتہائی حیرت انگیز طور پر پرجوشن بدلی ہے اس سے مجھے یقین ہو گیا ہے کہ تمہاری جو تعریفیں کی جاتی تھیں وہ درست تھیں۔“ کرنل ونیڈن نے کمرے کی طرف قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اس قدر افزائی کا بے حد شکریہ کرنل ونیڈن۔ میں نے صرف تم سے یہ پوچھنا ہے کہ جنرل بارڈر کہاں مل سکتا ہے۔ صرف

مٹھرد تو میں اس راستے سے باہر جا کر یہاں موجود تمام فوجیوں کا
خاتمہ کر سکتا ہوں۔" سونو نے کہا۔

"تم میرے ہاتھ کھول دو عمران اور بے فکر رہو۔ میں تمہیں یہاں
سے باہر لے جاؤں گا۔" کرنل دنیٹن نے کہا۔

"تمہارے ساتھ ضرور چلیں گے کرنل دنیٹن، لیکن ابھی نہیں"
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ ٹریپ کی ایک طرف مڑ
گیا۔

"تمہارا نام کیا ہے۔" عمران نے ٹریپ سے مخاطب ہو
کر پوچھا۔

"میرا نام ٹریپ ہے اور میں کرنل دنیٹن کی پی۔ اے ہوں"
ٹریپ نے جلدی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم باہر جاؤ اور جا کر یہاں موجود سارے فوجیوں کو
کرنل دنیٹن کی طرف سے حکم دو کہ وہ سب قصبے کے سامنے والے
بڑے میدان میں اکٹھے ہو جائیں۔" کوہر تمہارے ساتھ جائے گا
اور اگر تم نے کوئی غلط حرکت کی یا کسی قسم کا اشارہ کرنے کی کوشش
کی تو کوہر و عورتوں کو گولی سے اڑانے کا لوٹو ان میں سب سے
ماہر سمجھا جاتا ہے۔" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ ہیلی کاپٹر میں آئے ہیں۔ میں نے احاطے سے یہاں آتے
ہوئے بڑے میدان میں کھڑا ہیلی کاپٹر دیکھ لیا ہے۔" اُسی
لحے سونو نے کرنل دنیٹن کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ادھ۔ دیر ہی گڈ۔ پھر تو آسانی سے ہیلی کاپٹر کے ذریعے

ایک سوال۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ بڑے پراسرار انداز میں رہتا ہے۔ اس کا کسی کو پتہ نہیں کہ
کس وقت وہ کہاں ہوگا۔" کرنل دنیٹن نے کرسی پر بیٹھتے
ہوئے کہا۔

"اس سے رابطہ کس فریکوئنسی پر کرتے ہو۔" عمران نے پوچھا۔
اور کرنل دنیٹن نے بڑے اطمینان سے ایک فریکوئنسی بتادی عمران
اس دوران اس کے چہرے اور نھوڑا آنکھوں کو غور سے دیکھ
رہا تھا۔ اور اُسے اندازہ ہو گیا کہ کرنل دنیٹن نے واقعی سچ
بتایا تھا۔

"گڈ شو کرنل۔ تم واقعی سمجھ دار آدمی ہو۔" عمران نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ سولہ کی طرف مڑ گیا۔

"تمہاری جہلی اس وقت یقیناً فوجیوں کے نرغے میں ہوگی۔ اور
اس صورت حال میں ہم باہر نکلے تو یقیناً وہ لوگ ہم پر لوٹ پڑیں
گے۔ اس لئے کوئی ایسا راستہ ہے جہاں سے ہم مخفی طور پر نکل
سکیں۔ فوجیوں کی نظروں میں آئے بغیر۔" عمران نے سونو سے
منی طلب ہو کر کہا۔

"تم کہاں جانا چاہتے ہو۔" کرنل دنیٹن نے چونک کر پوچھا۔
"بس وہی جہز بارٹر کا انٹر دیو لینا ہے۔" عمران نے کہا۔
اور کرنل دنیٹن بے اختیار مسکرا دیا۔

"جس۔ ایک راستہ ہے تو سہی۔ لیکن وہ بے حد تنگ ہے۔
اس میں لیٹ کر اور گھسٹ کر نہ ہی جایا جاسکتا ہے۔ اگر تم یہیں

کمرل دنیڈن ایک بار پھر ہونٹ بیٹھ کر خاموش ہو گیا۔
تھوڑی دیر بعد کورو اور ٹریب یا سیڑھیاں اترتے ہوئے واپس
تہ خانے میں آ گئے۔

”تعمیل ہو گئی ہے۔ فوجی یہاں سے جا چکے ہیں۔ اور ہیلی کاپٹر بھی
مکان کے سامنے موجود ہے۔“ کورو نے اندر آتے ہوئے
کہا۔

”اور کسے آؤ اب چلیں۔ سونو۔ تمہاری مہمان نوازی کا
بے حد شکریہ۔ مجھے یقین ہے میجر فوشن اور کمرل کی لاشیں تم
غائب کر ہی لو گے۔“ عمران نے ایک طرف کھڑے سونو سے
مخاطب ہو کر مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ ان لاشوں کی فکر نہ کریں۔ یہ اس طرح غائب ہو جائیں
گی کہ کسی کو ان کا پتہ بھی نہ چلے گا۔ لیکن آپ اب کہاں جا رہے
ہیں۔ آپ نے میری زندگی بچائی ہے۔ اس لئے مجھے حکم کریں میں
اب ہمیشہ کے لئے آپ کا غلام بن کر رہوں گا۔“ سونو نے
بڑے جذباتی لہجے میں کہا۔

”میں نے جنرل بارڈر کا انٹرویو لینا ہے۔ اور ابھی اس میں کئی
مراحل آئیں گے۔ اس لئے تمہارا شکریہ۔ یہ کورو بھی تمہارے
پاس رہے گا۔ تم اسے واپس بوٹوانا پہنچا دینا۔ اور کورو اپنے
والد کو میری طرف سے سلام عرض کر دینا۔ اور مل وہ مشین پشمل
مجھے دے دو۔ تمہیں سونو اسلحہ دے دے گا۔“ عمران
نے کہا۔

یہاں سے نکلا جاسکتا ہے۔ ٹانگیں اب تم بھی کورو اور ٹریب یا کے
ساتھ جاؤ گے اور ہیلی کاپٹر کو یہاں اس مکان کے سامنے لے
آؤ گے۔ اگر اس کا پائلٹ ہو تو آئے بھی فوجیوں کے ساتھ بھیج دینا۔
عمران نے کہا۔

”ہیلی کاپٹر تو میں بھی چلا سکتا ہوں۔“ کورو نے جلدی
سے کہا۔

”پھر ٹھیک ہے جاؤ۔ جلدی کرو۔ ایسا نہ ہو کہ دیر ہو جانے کی
وجہ سے کوئی فوجی صورت حال معلوم کرنے اندر آجائے۔“
عمران نے کہا۔ اور کورو ٹریب یا کا بازو پکڑے تیزی سے سیڑھیوں
کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اپنی اندرونی جیب سے مشین
پشمل نکال کر بیرونی جیب میں ڈال لیا تھا۔

”کیا تم جنرل بارڈر کو ہلاک کرنا چاہتے ہو۔“ کمرل دنیڈن
نے چند لمحے خاموشی کے بعد پوچھا۔
”کیا میں تمہیں ہلاک کیا ہے۔ حالانکہ تم نے اپنے طور پر
پوری کوشش کی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب
دیا۔

”سونو عمران۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم ساؤتھ افریقہ
سے چلے جاؤ۔ جنرل بارڈر تک تم کسی صورت بھی نہ پہنچ سکو گے۔
چاہے تم کچھ ہی کیوں نہ کرو۔“ کمرل دنیڈن نے کہا۔
”میں جنرل بارڈر تک نہ پہنچ سکوں گا تو جنرل بارڈر مجھ تک پہنچ
جانے گا۔ ایک ہی بات ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔ اور

لوگوں بعد ہی وہ قصبے کی حدود سے نکلی کہ جو ہنبرگ کی طرف لے جانے والی سڑک کے اوپر پرواڈا کر نے لگا۔

”کیا سڑک کے اوپر اڑنا ہے یا سہٹ کر؟“ ٹائیگر نے عمران سے مخاطب ہو کر پوچھا جو آگے کی طرف جھکا ہوا بڑے غور سے ہیلی کا پٹر کے ڈیش بورڈ پر نگے ہوئے بے شمار ڈانٹوں کو چیک کر رہا تھا۔

”سڑک کے اوپر ہو کر چلتے جاؤ۔ لیکن جو ہنبرگ کی حدود میں داخل ہونے سے پہلے ہیلی کا پٹر کو کسی زرعی فارم کے قریب اتار دینا جہاں سے ہمیں کوئی جیب وغیرہ مل سکے۔ جو ہنبرگ کے ارد گرد کھیتوں کا طویل سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ اس لئے لازماً کوئی نہ کوئی فارم بھی موجود ہوگا۔“ عمران نے کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ عمران نے ماتھ بڑھا کر ہیلی کا پٹر کے اندر موجود ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”کیا تم جنرل بارڈر کو کال کرنا چاہتے ہو؟“ پیچھے بٹھکے ہوئے کمرنل وینیٹن نے اسے فریکوئنسی ایڈجسٹ کرتے دیکھ کر کہا۔ ”ارے نہیں۔ میں ٹرانسمیٹر انٹر ویکو کا قائل نہیں ہوں۔ اس سے تو میں بالمشافہی انٹر ویکو لوں گا۔ یہ تو میں ایک صحافی دوست کو کال کر رہا ہوں تاکہ کمرنل وینیٹن اور اس کی پی۔ اے کے گرفتاری کی خبر اخبارات میں نمایاں طور پر شائع ہو سکے۔“ لرن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کمرنل وینیٹن نے ایک ریپر ہونٹ بھیج لے۔ عمران نے فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور ریپر

”تو کیا آپ مجھے ساتھ نہیں لے جائیں گے؟“ کورونے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی جیب میں موجود شیٹیں پٹل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”نہیں۔ جنرل بارڈر زیادہ بھیڑ بھڑا پسند نہیں کرتا۔“ عمران نے کہا اور شیٹیں اپنی جیب میں ڈال لیا۔ کمرنل وینیٹن خود ہی کمری سے اٹھ کر سر جھکاتے عمران کے پیچھے چل پڑا تھا۔ جب کہ عمران کے باقی ساتھی ٹریپ یا کو ساتھ لئے اس کے پیچھے چل رہے تھے۔

مقتوڑی دیر بعد وہ مکان سے باہر نکلی کہ ہیلی کا پٹر کے سامنے پہنچ گئے۔ فوجی واقعی دماں سے جا چکے تھے۔

”ٹریپ اور کمرنل وینیٹن کو ہیلی کا پٹر میں سوا کر دو۔“ عمران نے کہا۔ اور عمران کے ساتھیوں نے کمرنل وینیٹن اور ٹریپ کو بازو سے پکڑ کر ہیلی کا پٹر پر سوار کیا اور انہیں پائلٹ سیٹ کے پیچھے موجود ایک ڈبل سیٹ پر بٹھا دیا۔ جوڑت اور جو انا عقبی سیٹوں پر بیٹھے۔ جب کہ عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے پائلٹ سیٹ سنبھالی اور۔۔۔ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”جو ہنبرگ کس سمت میں ہے یہ تو تمہیں معلوم ہوگا۔ اس لئے اطمینان سے ادھر چل پڑو۔“ عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ جو ہیلی کا پٹر کا انجن سٹارٹ کر چکا تھا۔ ٹائیگر نے سر ہلایا۔ اور دوسرے لمحے ہیلی کا پٹر فضا میں بلند ہوا اور پھر کافی بلندی پر جا کر وہ تیزی سے مٹا اور جو ہنبرگ کی طرف بڑھنے لگا۔ چند

جو ہنبرگ سے بیس کلومیٹر پہلے ایک مانی ریج ٹرانسمیٹر ٹاور آتا ہے۔ آپ اس ٹاور سے شمال کی طرف مڑ جائیں۔ تقریباً دس کلومیٹر آگے کھیتوں کے سلسلے کے درمیان آپ کو ایک پیسے رنگ کی عمارت نظر آئے گی۔ یہ ایک پراانا سارعی فارم ہے۔ آپ وہاں اتار جائیں۔ وہاں آپ کے لئے اور آپ کے مہمانوں کے لئے کھانے کا مکمل انتظام موجود ہوگا۔ کوڈ یہی رہے گا۔ بے فکر ہو کر وہاں چلے جائیں اور۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

اور۔۔۔ تھینک یو۔ اور اینڈ آف۔۔۔ عمران نے کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”لو بھئی ٹائیگر۔ تم خواہ مخواہ زرعی فارم تلاش کرتے پھرتے۔ میں نے تمہاری مشکل آسان کرادی ہے۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

”کے۔ دن یقیناً یہاں کو ابو کا ایکسٹ ہوگا۔“ کرنل وینٹن نے تیز لہجے میں کہا۔

”ارے تم تو واقعی سمجھ دار آدمی ہو۔ میرے پیر و مرشد کرنل فریدی کی طرح۔ فوراً ساری بات سمجھ جاتے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور کرنل وینٹن نے ایک بار پھر ہونٹ پینچ لئے۔ اس وقت اس کے چہرے پر انتہائی گہری تجیدگی طاری تھی۔

مبلی کا پٹر انتہائی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اور پھر تقریباً ایک گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد دور

ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔
”ہیلو مہیلو۔۔۔ جی۔ دن کالنگ۔ کے۔ دن اور۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں بابراریہ فقرہ دوبارنا شروع کر دیا۔
”یس۔ کے۔ دن اسٹنک۔ مگپی۔ دن کون ہے شناخت کراؤ اور۔۔۔ دوسری طرف سے ایک اجنبی سی آواز سنائی دی۔

”کے۔ ایف زیمو دن اور۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔
”اوہ یس۔ یس پی۔ دن۔ آپ کہاں سے بول رہے ہیں۔ میں کے۔ دن بول رہا ہوں۔ ہم تو بڑے دنوں سے آپ کی کال کے منتظر تھے اور۔۔۔ اس بار دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ متوہمانہ ہو گیا تھا۔

”ہم ایک فوجی ہیلی کاپٹر میں جو ہنبرگ آرہے ہیں۔ ہمارے ساتھ کچھ جوان بھی ہیں۔ کوئی ایسا اڈہ بتاؤ جہاں ہم اطمینان سے بیٹھ کر کم از کم اپنے مہمانوں کو کھانا وغیرہ تو کھلا سکیں بے چارے سچلے کب سے ہمارے ساتھ بھوکے پیٹ پھر رہے ہیں اور۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔
”اوہ۔ آپ کس طرف سے جو ہنبرگ آرہے ہیں سمت بتائیں اور۔۔۔ دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

”بوٹسوانا ہمارے عقب میں ہے اور۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔
”ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا۔ آپ ایسا کہیں کہ

ضرور پکڑی ہوئی تھی۔

"کے۔ دن کو جانتے ہو مسٹر"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ ایس۔ تم کون ہو؟" اس سیاہ فام نے چونک کر غور سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔ اس سے پہلے اس کی توجہ عمران سے زیادہ ہیلی کاپٹر سے اترنے والے افراد کی طرف تھی۔ "بی۔ دن۔" عمران نے جواب دیا۔

"بی۔ دن کون شناخت کراد؟" نوجوان نے منہ ہلے ہوئے کہا۔ اور عمران نے کے ایف۔ زیرِ دون دالاکو ڈو دہر دیا۔ "اوہ ایس۔ ہمیں مکمل ہدایات مل چکی ہیں۔ میرا نام جو کو ہے۔ آپ سب اندر آجائیں۔" سیاہ فام نے اس بات کو کہتے ہوئے کہا۔ اور تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا۔

"لیکن یہ ہیلی کاپٹر۔" عمران نے کہا۔

"اس کی فکر مت کریں۔ یہ غائب ہو جائے گا۔ آپ اندر آئیں۔" جو کو نے کہا۔ اور عمران نے مٹر کو اپنے ساتھیوں کو مدد آنے کے لئے کہا۔ اور پھر بھاگ کی اس چھوٹی کھڑکی سے مرد داخل ہو گیا۔ عمارت کے وسیع برآمدے میں جو کو کی طرح سیاہ فام کھڑے تھے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ عمران اندر داخل ہو کر بھاگ کی سیٹھ میں کھڑا ہو گیا۔ پھر جب کمرل وئیٹن ٹریسیا کے ساتھ اس کے ساتھ بھی آگئے تو وہ ان سب کے ساتھ چلتا ہوا عمارت کی طرف

سے انہیں مائی ریج ٹرائسٹر کا انتہائی بلند و بالا ٹاور نظر آ گیا۔ ٹرائسٹر ٹرائسٹر ٹاور کے قریب جانے سے پہلے ہی ہیلی کاپٹر کا رخ شمال کی طرف بڑھا دیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی کاپٹر کی بلند ہی بھی کافی کم دی۔ تاکہ ہیلی کاپٹر کسی فوجی اڈے کے راڈ آرہے نظر نہ آجائے۔ اور عمران نے اسے بلند ہی تم کمرے دیکھ کر مسکرا کر اس طرح سر ہلادیا جیسے اسے ٹرائسٹر کی دور اندیشی پسند آتی ہو۔ چند لمحوں بعد ہی انہیں دور تک پھلے ہوئے کھیتوں کے درمیان پیلے رنگ کا زرعی فارم نظر آ گیا۔ ٹرائسٹر نے ہیلی کاپٹر فارم سے ذرا پہلے کھیتوں کے ایک سرے پر اتار دیا۔

"چلو بھی نیچے آجاؤ۔ تاکہ واقعی کھانا وغیرہ کھایا جاسکے۔" عمران نے مٹر کو کمرل وئیٹن سے کہا۔ اور پھر اچھل کر ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا۔ ٹرائسٹر بھی دوسری طرف سے نیچے اتر آیا۔

"تم انہیں اتار دو میں زرعی فارم والوں سے کھانے کا مینو معلوم کر لوں۔ ایسا نہ ہو کہ مینٹھ کوں کے سرری پائے پکائے بیٹھے ہوں۔" عمران نے ٹرائسٹر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور پھر تیزی سے فارم کے بڑے سے گیت کی طرف بڑھ گیا جو بند تھا۔ ایک سیٹھ پر کال بیل کا بٹن موجود تھا۔ عمران ابھی ہاتھ اٹھا کہ کال بیل کا بٹن پریس کرنا ہی چاہتا تھا کہ بھاگ کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک لمبا توںکا سیاہ فام باہر نکل آیا۔ اس کے جبہ پر عام سا لباس تھا۔ البتہ اس کے ہاتھوں میں ایک مشین گن

مجھے تیز کرکڑا ہٹ کی آواز سنائی دی۔ اور جس حصے میں عمران
 اور اس کے ساتھی کمریوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اس حصے کے
 چاروں طرف شفاف اور موٹے شیشوں کی دیواریں پکک جھپکنے
 میں فرش سے نکل کر چھت کے اندر غائب ہو گئیں۔
 ”ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ تو تم سمجھ رہے تھے کہ ہم کو ابو کے
 آدمی ہیں۔“ اُسی لمحے دروازے کے ساتھ کھڑے جو کو
 نے بڑے فاستحانہ انداز میں تہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

عمران اور اس کے ساتھی دیواریں خود دار ہوئے ہی بے اختیارانہ
 انداز میں ایک جھٹکنے سے اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔ عمران کے ہونٹ
 بھنج گئے تھے۔ اس کا ذہن زلزلے کی زد میں آ گیا تھا۔ اس
 کے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس فریکوئنسی پر بات چیت ایک آؤٹ
 بھی ہو سکتی ہے کیونکہ یہ فریکوئنسی کو کو ابو کے چیف سام کو ما
 نے خود اسے ٹرانسمیٹر پر اتوارم متحدہ کے سیکورٹری جنرل کے
 ذریعے ہونے والی بات چیت میں بطور ایک ٹو بتائی تھی سارہ
 یہ فریکوئنسی جو منبرگ میں کو ابو کے بیٹے کو اڈر کی مخصوص فریکوئنسی
 تھی۔ لیکن اس کے باوجود ان کے ساتھ دھوکہ ہو گیا تھا۔
 ”تم۔۔۔ تم کون ہو۔“ کرنل وینیٹن نے انتہائی حیرت
 سے چیخے ہوئے کہا۔

”ہم ڈوگ فائر ٹرک کے آدمی ہیں کرنل وینیٹن۔“ جو کو نے
 مگر گھٹاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ اور پھر اس نے ایک سیاہ فام
 کو اشارہ کیا تو سیاہ فام تیزی سے چلتا ہوا کرنل وینیٹن کی

بڑھنے لگا۔ جو کو بھی تیز قدم اٹھاتا عقب سے ان کے ساتھ آ ملا۔
 برآمدے میں پہنچ کر وہ انہیں ایک راہداری سے گزرا کر ایک
 بڑے سے کمرے میں لے آیا۔ وہ مسلح سیاہ فام بھی اس کے
 ساتھ ہی اندر آ گئے تھے یہاں لکڑی کی کرسیاں بڑی چوٹی تھیں۔
 ”تشریف رکھیں۔“ جو کو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
 اور عمران سر ہلاتا ہوا بیٹھ گیا۔ اس کے بیٹھے ہی ٹائیکر جوزف
 اور جو انابھی بیٹھ گئے۔ جب کہ کرنل وینیٹن اور ٹریس ابھی بیٹھے
 کے لئے آئے تھے بڑھے تو ایک سیاہ فام نے انہیں روک دیا۔
 ”آپ ساتھ نہیں بیٹھ سکتے۔ ادھر دیوار کے ساتھ کھڑے
 جائیں۔ آپ دونوں قید سی ہیں۔“ سیاہ فام نے انتہائی
 سخت لہجے میں کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ عمران منہ کھولتا۔
 وہ سیاہ فام کرنل وینیٹن کو بازو سے پکڑ کر دیوار کے قریب
 گیا۔ ٹریس ان خود ساتھ چلی گئی تھی۔

”سنو۔ ہم یہاں بیٹھے نہیں آتے۔ پہلے اس فوجی جیپ کا پ
 کا کہیں بندہ ولایت کر دے تاکہ اس کے ذریعے ہمیں ٹریس نہ کیا ج
 سکے۔ اور پھر میک اپ باکس وغیرہ مہیا کر دو۔“ عمران نے
 جو کو سے مخاطب ہو کر کہا جو کرنل وینیٹن کو دیوار کے ساتھ کھ
 کر کے اب بیرونی دروازے کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔

”یس۔۔۔ ابھی سب بندہ ولایت ہو جاتا ہے۔“
 نے بڑے مؤدبانہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر دروا
 کے ساتھ گئے ہوئے سوچے ہوئے ڈپر ایک بیٹن پریس کر دیا۔

سب کی گفتگو بھی سن لی۔ اس طرح ساری بات سامنے آگئی۔ پھر ہم فوری طور پر حرکت میں آگئے۔ اور آپ کے آنے سے آدھا گھنٹہ پہلے ہم نے یہاں ریڈ کیا۔ یہاں آٹھ سیاہ فام موجود تھے۔ انہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ ان کے انچارج نے بے پناہ تشدد کے سامنے سب کچھ اگل دیا۔ یہاں کا مکمل نظام۔ لقمے۔ کو ابوکا ہیڈ کو آرٹھر سب کچھ۔ چنانچہ انہیں ملاک کر دیا گیا ہے اور ان کی لاشیں تہہ خانے میں پڑی ہیں۔ ہم کو گریٹ چیف نے چونکہ اسی میک اپ میں بھیجا تھا تاکہ یہ آدمی شبہ نہ کر سکے۔ اس لئے ہم سیاہ فام بنے ہوئے ہیں۔ اس کال سے ہمیں دو فائدے ہوئے ہیں۔ ادھر یہ آدھ ٹرلس ہو گیا۔ اور یہ ایجنٹ تھے چڑھ گئے ہیں اور ادھر گریٹ چیف نے کو ابوکا ہیڈ کو آرٹھر پر حملہ کر کے اُسے تہس نہس کر دیاتے اور یقیناً دباؤں سے پورے ساؤتھ افریقہ اور بنیسیا میں موجود ان کے اڈوں کی تفصیلات بھی مل جائیں گی۔ اس طرح کو ابونظیم کا ان دونوں علاقوں میں مکمل طور پر غاص ہو جائے گا۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو سمجھ لو کہ اب بنیسیا کو دنیا کی کوئی طاقت ساؤتھ افریقہ کے پنجے سے آزادی نہ دلا سکے گی۔

جب کو ابوکا کے اڈے ہی ختم ہو جائیں گے تو اکیلا ان کا چیف سام نکوٹا کیا کرے گا۔۔۔ دیر ڈھڑرت سے کچھ زیادہ ہی باتونی مگتا تھا۔ اس لئے کرنل ونیڈن کے پوچھنے پر اس نے پوری تفصیلات بتانی تھو۔۔۔ دیر کر دی تھیں۔

”گڈ شو۔۔۔ مجھے تصور تک نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے بہر حال اب ان کا کیا کرنا ہے۔ یہ دیواریں ہٹاؤ تاکہ انہیں گولیوں سے اڑایا

یشت پر آیا اور اس نے کلپ ہتھکڑی کا بیٹن پولیس کر کے ہتھکڑی کھول دی۔ کرنل ونیڈن اور ٹرلس یا دونوں کے چہروں پر شدید حیرت کے آثار ابھی تک موجود تھے۔ یہاں جو کچھ ہوا تھا اس کی توقع تو ان کے ذہن کے کسی بعید ترین گوشے میں بھی موجود نہ تھی۔

”کیا تم سیاہ فام ہو۔“ کرنل ونیڈن نے ہتھکڑی ہٹتے ہی دونوں کھاتیاں ملستے ہوئے کہا۔

”نہیں۔۔۔ ہم سیاہ فام نہیں ہیں۔ اور میرا نام جو کو نہیں بلکہ پیرٹ ہے۔“ جو کو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے گردن کے اندر چمکی بھری اور دوسرے لمحے اس کی گردن سے لے کر سر کے اوپر تک ایک جھلکی سی اترتی گئی۔ اس کے ساتھیوں نے بھی ایسی ہی جھلیاں اتار دیں۔ اور اس کے بعد انہوں نے بازو اور ٹانگوں پر چڑھی ہوئی جھلیاں بھی اتار کر ایک طرف پھینک دیں اب وہ واقعی سفید فام تھے۔

”کیکن یہ تو شاید کو ابوکا کا ڈھ تھا۔“ کرنل ونیڈن نے ہونٹ چبالتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔۔۔ ہمیں بھی اس اڈے کے بارے میں معلوم نہ تھا۔ لیکن ڈوگو فائٹرز کے ہیڈ کوارٹرس میں موجود انتہائی طاقتور ٹرانسمیٹر نے نہ صرف جہلی کا بیڑ سے ہونے والی کال کیج کر لی بلکہ اس محل وقوع بھی چمک کر لیا۔ اس کے بعد اے۔وی پیشین مشا کے ذریعے ہیڈ کوارٹرنے ٹرانسمیٹر آف ہونے کے باوجود اب

کہ رچرڈ کا ہاتھ دیوار سے نکلے ہوئے لوہے کے حلقے تک پہنچا عمران نے ٹرگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے پے درپے دھماکے ہوئے اور چھت سے نکلا ہوا مشین گن کا دھانہ گولیاں گھٹنے سے بری طرح ٹوڑ کر مڑ کر بند ہو گیا۔

"اوہ۔ یہ کیا ہوا" — رچرڈ نے دھماکوں کی آواز سنتے ہی ٹہری طرح چونک کر عمران کی طرف مڑ کر دیکھا۔ اور پھر عمران کے ہاتھ میں تین پٹیل اور چھت پر موجود دھلے کو مڑا اڑا دیکھ کر اس کی آنکھیں حیرت سے پھلتی گئیں۔

"تم نے خواہ مخواہ کنٹری شہر دے کر دی تھی۔ جب تمہیں معلوم تھا کہ تمہاری آواز ان کے کانوں تک پہنچ رہی ہے تو بغیر بتائے تم نے مشین گن ان کر دینی تھی۔ میں تو یہی سمجھا تھا کہ آواز شیشے کی ان دیواروں کو کراس نہیں کر رہی" — کرنل ونڈن نے غصیلے ہاتھ میں کہا۔

"اوہ۔ میں بھی یہی سمجھا تھا کہ آواز نہیں جاسکتی۔ مجھے بھی اس بارے میں معلوم نہ تھا۔ بہر حال اب بھی یہ بیچ کر نہیں جاسکتے" رچرڈ نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اور اس نے ایک جھٹکے سے سوچے بورد کو داپس اس جگہ کیا اور پھر پٹیل کے یکے بعد دیگرے دو بٹن دبا دیئے۔ دوسرے لمحے شیشے کی دیواروں کے اندر دھواں سے بھرے رنگ کا دھواں چھت سے نکل کر پھیلا گیا۔ اور چند لمحوں میں عمران اور اس کے ساتھی اس دھواں میں مکمل طور پر غائب ہو گئے۔

جاکے۔ یہ انتہائی خطرناک ترین لوگ ہیں اور شک کر دو کہ انہیں تم پر شک نہیں پڑا۔ اگر ذرا سا بھی شک پڑ جاتا تو پھر یہ لوگ یہاں قیامت برپا کر دیتے — کرنل ونڈن نے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جو اب دوبارہ کسی پر بیٹھ چکا تھا۔

"نہیں کرنل۔ دیواریں مٹانے بغیر بھی ان ریگولیوں کی بارش کی جاسکتی ہے۔ کو ابونے یہ سارا نظام اپنے دشمنوں سے مٹنے کے لئے بنایا تھا آج یہ ہمارے کام آ رہا ہے۔ دیکھو اب یہ لوگ کس طرح ان شیشے کی دیواروں کے اندر مارتے ہیں" — رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا اور اس نے سوچے بورد کی سائیڈ پر موجود ایک بٹن دبایا تو سوچے بورد پورے کا پورا ایک طرف مڑ گیا اور اندر دیوار سے ایک ٹرگر نکلنے لگا۔

"اس سوچے بورد کے بتائے ہی چھت پر سے دیواروں تک مشین گن کا منہ باہر کونکل آیا تھا۔ اور اب میں جیسے ہی اس ٹرگر کو کھینچوں گا مشین گن نے گھومتے ہوئے اس پورے حصے میں گولیوں کی بارش کر دینی ہے۔ دیکھو —" رچرڈ نے کہا۔

چونکہ ان کی آوازیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے کانوں میں باقاعدہ پہنچ رہی تھیں۔ اس لئے جیسے ہی رچرڈ نے سوچے بورد دبایا عمران نے دیکھا کہ واقعی چھت کے درمیان سے مشین گن کی نال کا دھانہ ذرا سا باہر کونکل آیا تھا۔ چونکہ کرنل ونڈن اور ٹریسا کے ساتھ ساتھ باقی لوگوں کی توجہ بھی رچرڈ کی طرف تھی۔ اس لئے عمران نے بجلی کی سی تیزی سے جبیب سے مشین گن نکالا اور پھر اس سے پہلے

”اور کسے۔ جیسا کہ نل و نیڈن کہہ رہے ہیں ویسے ہی کہہ دو کہ نل و نیڈن اب لاشوں سے بھی ڈرنے لگے ہیں۔“ رچرڈ نے بڑے طنز یہ لہجے میں کہا۔ اور کمرے میں موجود ایک سائیڈ پر کھڑے چھ سیاہ خاموں نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گنوں کا رخ فرش پر مردہ پڑے ہوئے عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف کر دیا۔

”اب اجازت ہے۔ اب ہٹا دوں دیواریں۔ ویسے آپ کو اگر اب بھی ڈرناگ رہا ہو تو پھر آپ کو اجازت ہے کہ آپ کمرے سے باہر بھی جاسکتے ہیں۔“ رچرڈ نے ایک بار پھر بڑے طنز یہ لہجے میں کہا۔

”سٹ اپ۔ جو کچھ میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اور سنو۔ مجھ پر طنز کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میرا نام کہ نل و نیڈن ہے۔ میں تمہارے چیف سے تمہاری ضرورت شکایت کر دوں گا۔“ کہ نل و نیڈن نے غصے سے چیخے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ چڑھ گیا تھا۔

”اوہ۔ آئی۔ ایم سوری کہ نل۔“ رچرڈ نے معذرت بھر لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دیواریں اٹھانے والا ہٹن دبا دیا۔ تیز گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی دیواریں چھت سے داپس فرش کے اندر غائب ہو گئیں۔ اور اُسی لمحے تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں سے پورا کمرہ گونج اٹھا۔

”یہ انتہائی تیز اثر دالی زہر ملی کیس ہے۔ یہ چند منٹوں میں ہلاک ہو جائیں گے۔“ رچرڈ نے چیخے ہوئے کہا۔ اور ایک بار پھر وہی دو ہٹن یکے بعد دیگرے پریس کر دیتے۔ بھورے رنگ کا دھواں تیزی سے غائب ہوتا گیا۔ اور پھر یہ دیکھ کر رچرڈ کے چہرے پر مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ کہ عمران اور اس کے ساتھی اس طرح ٹیڑھے میشر سے انداز میں فرش پر پڑے تھے جیسے زہریلی دوا چھڑکنے سے ضرر رساں کیڑے مردہ ہو کر زمین پر پڑے ہوتے

ہیں۔ ”ہا۔۔۔ ہا۔۔۔ دیکھا یہ کیسے موت سے بچ سکتے تھے۔ رچرڈ نے فاسحانہ انداز میں کہا۔ اور دیواریں ہٹانے والے ہٹن کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

”کھڑور۔ رک جاؤ۔“ کہ نل و نیڈن نے ایک سخت چیخ کر کہا۔ اور تیز تیز قدم بڑھاتا رچرڈ کے قریب جا کھڑا ہوا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اُسے روکنے کا اشارہ کیا۔

”کیوں۔ یہ تو مرچکے ہیں۔“ رچرڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ اتنی آسانی سے مرنے والے لوگ نہیں ہیں۔ خاص طور پر یہ علی عمران۔ اپنے ساتھیوں سے کہو کہ وہ مشین گنوں کا مدخ اس طرف کر لیں پھر جیسے ہی دیواریں ہٹیں وہ ان پر فائر کھول دیں۔ تاکہ ان کی موت مکمل طور پر یقینی ہو سکے۔“ کہ نل و نیڈن نے تیز لہجے میں کہا۔

اپنی آنکھوں کو کسی حد تک کھولا۔ اس وقت چونکہ اس کا سر نیچے اور جسم اوپر دلی پوزیشن میں تھا۔ کیونکہ نیچے گرتے وقت وہ مسلسل قلابازیاں کھا رہا تھا اور پیراشوٹ کی رستیاں قلابازیاں کھانے کی وجہ سے اس کے جسم سے لپٹ جاتیں اور پھر کھل جاتیں تھیں۔ آنکھیں کھولتے ہی اس کے ذہن میں دھماکہ سا ہوا کیونکہ نیچے اسے درخت دھبوں کی صورت میں نظر آگئے تھے۔ پھر دھبے انتہائی تیزی سے بڑے ہوتے جا رہے تھے۔ اور صفدر کی رہی سہی امید بھی ختم ہو گئی۔ پہلے اسے امید تھی کہ شاید وہ کسی پانی کے ٹھہرے جو بڑوغیرہ میں گر جائے۔ اس طرح شاید اس کی زندگی بچ جائے گا کوئی امکان پیدا ہو جائے۔ لیکن اب ظاہر ہے نیچے گھٹنا جھکل دیکھ کر اس کی یہ رہی سہی امید بھی ختم ہو گئی تھی۔ اس رفتار سے جب اس کا جسم کسی درخت سے ٹکرائے گا تو اس کی ایک بڑی بھی سلامت نہ رہے گی۔ لیکن اب وہ کیا کر سکتا تھا۔ اس عکس ہوا کا دباؤ اور رفتار ایسی تھی کہ باوجود کوشش کے وہ اپنے آپ کو سنبھالنے میں کامیاب نہ ہو رہا تھا اور پھر اس نے خود ہی آنکھیں بند کر لیں اور اس کی زبان پر بے اختیار اگلے کا درد شروع ہو گیا۔ کیونکہ اس کا جسم درخت کے عین اوپر اور بالکل نزدیک پہنچ چکا تھا اور کسی بھی لمحے اس کے جسم کے پرچے اڑ سکتے تھے اور پھر اس کے جسم پر شدید گڑکے احساسات ایک لمحے کے برابر اس سے کٹے پھیرا ہوتے۔ لیکن اس کے بعد اس نے جسم کو ایک خوفناک جھٹکا لگا اور اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم کی تمام ہڈیاں

پیراشوٹ کی پھرتی فائرنگ سے پھٹنے کے بعد صفدر کا جسم گولی کی سی رفتار سے نیچے گرنا چلا جا رہا تھا۔ اور اسے اپنی موت اب یقینی نظر آنے لگ گئی تھی۔ ہوا کا دباؤ اس قدر تیز تھا کہ اس کے جواں لہجہ بہ لہجہ اس کا ساتھ چھوڑتے جا رہے تھے لیکن صفدر کو یہی سبق سکھایا گیا تھا کہ زندگی کے آخری لمحے تک جدوجہد کی جائے۔ جتنا سمجھ اس نے شعوری طور پر اپنے آپ کو سنبھالنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کا جسم اس قدر تیز رفتار سی سے نیچے گر رہا تھا کہ باوجود اپنی انتہائی کوشش کے وہ اپنے آپ کو سنبھالنے میں کامیاب نہ ہو رہا تھا۔ ہوا کے بے پناہ دباؤ کی وجہ سے اس کی آنکھیں خود بخود بند ہو گئی تھیں۔ اور اس دباؤ کی وجہ سے وہ کوشش کے باوجود آنکھیں نہ کھول پاتا تھا لیکن اس نے اپنی پوری قوت ارادی کو استعمال کرتے ہوئے

اس خوف ناک جھٹکے کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔
 لیکن یہ لمحہ بھی گزر گیا اور اُسے ایک لمخت احساس ہوا کہ اس خوف ناک
 جھٹکے کے بعد اس کا جسم ایک جگہ پر تیزی سے لہرا رہا ہے لیکن اب
 وہ نیچے نہ گر رہا تھا البتہ اس کے کانڈھوں کے نیچے اور پیٹ والی جگہ
 پر درد کی خوف ناک لہریں مسلسل دوڑ رہی تھیں لیکن وہ مرانہ تھا۔
 اس کے احساسات زندہ تھے۔ اس نے جلدی سے آنکھیں کھولیں
 اور دوسرے لمحے اس کا دل اللہ تعالیٰ کے لیے پائیاں رحمت پر
 تکرانہ جذبات سے لبریز ہو گیا۔ اس نے ایک لمحے کے سزاویں
 حصے میں دیکھ لیا تھا کہ پیراشوٹ کی چھتری درخت کی مضبوط شاخ
 میں الجھی ہوئی تھی اور وہ اس کی رسیوں کے ساتھ لٹکا ہوا درخت
 کے درمیان ہوا میں جھول رہا تھا۔ اس نے جلدی سے اُٹھ بڑھایا
 اور ساتھ موجود شاخ کو پکڑ کر وہ ایک جھٹکے سے اس پر چڑھ گیا۔
 اور پھر اس نے دماں اپنے پیر جہاز کو پیراشوٹ کو تیزی سے
 کھولنا شروع کر دیا۔ زندگی بچ جانے کی خوشی میں جسم میں موجود
 درد کی شدید لہریں بھی اب اسے کوئی تکلیف نہ دے رہی تھیں۔
 چند لمحوں بعد وہ پیراشوٹ سے اپنے آپ کو آزاد کرانچکا تھا۔
 اور پھر وہ درخت کی شاخوں کو پکڑ کر تیزی سے نیچے گھاس پر اتر
 آیا۔ چند لمحوں تک لمبے لمبے سانس لے کر اس نے اپنے آپ
 کو پوری طرح سنبھالا اور پھر اُسے جولیا اور تیوریک کا خیال آیا۔ تو
 وہ تڑپ کر اُٹھے بڑھنے لگا۔ اس نے جن سمت میں ان دونوں
 کو گرتے ہوئے دیکھا تھا وہ سمت شمال کی طرف تھی۔ اور چونکہ

اس وقت اس کا منہ اُسی طرف تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے اُٹھے
 بڑھنے لگا۔ یہ جنگلی خاصا گھنا تھا۔ لیکن صغیر نے دیکھا کہ سارا جنگلی
 عامری کڑھی کا تھا اور اسے باقاعدہ منصوبہ بندی سے اگایا گیا تھا۔
 اس لئے باوجود گھنا ہونے کے درختوں کے درمیان کافی فاصلہ موجود
 تھا۔ البتہ درخت خاصے مضبوط اور بلند و بالا تھے۔ صغیر تیزی
 سے جھاڑیوں کے درمیان دوڑتا ہوا اُٹھے بڑھتا گیا اور پھر اچانک
 انسانی آوازیں سن کر وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ یہ آوازیں ایسی تھیں
 جیسے بہت سے افراد نہ صرف جھانک رہے ہوں بلکہ ایک
 دوسرے سے تیز تیز باتیں بھی کر رہے ہوں۔ آوازیں کچھ فاصلے
 سے آ رہی تھیں۔ اس لئے صغیر اب محتاط ہو کر اُٹھے بڑھنے لگا۔
 اور چند لمحوں بعد اس نے جنگلی کے اندر بہنے ہوئے کڑھی کے
 بہت سے کینبرا ایک قطار میں کھڑے دیکھے۔ ان میں سے ایک
 کیبن کے باہر دس بارہ سیاہ فام کھڑے ہوتے تھے۔ جبکہ
 فوجی وردی میں ملبوس دو سفید فام کیبن کے اندر سے نکل رہے
 تھے۔ ابھی صغیر انہیں دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک لمخت دور سے
 دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں۔ اور پھر صغیر کے
 ساتھ ساتھ کیبن کے سامنے کھڑے سیاہ فام اور دروازے
 میں موجود سفید فام بھی چونک کر ادھر ہی دیکھنے لگے اور صغیر
 یہ دیکھ کر کبھی طرح چونک پڑا کہ ایک سیاہ فام اپنے کانڈھے
 پر تیوریک کو لادے تیزی سے اس کیبن کی طرف دوڑا رہا تھا۔
 اس کے ساتھ چار اور سیاہ فام بھی موجود تھے۔

کیبن باقی تمام کینز سے نسبتاً دو گنا بڑا تھا۔ باقی کینزوں کے دروازے بند تھے۔ صفہ در ایک کین کے درمیان راستے سے گزر کر کینزوں کی عقبی سمت میں آ گیا۔ کیونکہ اُسے خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے کوئی آدمی کین کے کھلے دروازے سے باہر آ سکتا ہے اور وہ چونکہ کھلی جگہ پر تھا۔ اس لئے وہ فوری طور پر چیک ہو سکتا تھا۔ اس لئے وہ کینز کے عقبی حصے کی طرف آ گیا۔ اور پھر اس کے بوں پر بلی سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ کیونکہ اس بڑے کین کے عقبی طرف ایک بڑی کھڑکی موجود تھی جو کھلی ہوئی تھی۔ صفہ تیزی سے اس کھڑکی کی طرف بڑھ گیا۔ کھڑکی میں لوہے کی جالی لگی ہوئی تھی۔ لیکن اندر بیٹ کھلے ہوئے تھے اور کین میں جلنے والی روشنی کھڑکی سے نکل کر سامنے والے حصے کو منور کرتے ہوئے تھی۔ اس کھڑکی کے قریب جا کر کین کے ساتھ لگ کر کھڑکی دیکھا۔ اب اندر سے آنے والی آوازیں اُسے صاف طور پر سنائی دے رہی تھیں۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں پیٹر" ایک بھادسی آواز سنائی دی۔

"معلوم نہیں۔ اب انہیں ہوش آئے تو پتہ چلے کہ یہ پیراشوٹ سے کہاں سے کودے ہیں ویسے مجھے پیراشوٹ ملی ہے کہ چھانوٹی سے جنگی جہازوں کا سکوارڈن جنگل سے کافی دور گھومتا رہا ہے۔" ایک اور آواز سنائی دی۔

"ہوش تو انہیں آدھے گھنٹے میں آجملے گا۔ یہ سوئس عورت تو فیئیں گوئے کی وجہ سے مکمل طور پر بچ گئی ہے۔ صرف بے ہوش

"یہ ایک درخت کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔ اس کے سر میں چوٹ لگی ہے بے ہوش ہے۔" تنویر کو لے آنے والے سیاہ فاموں نے قریب آ کر سفید فاموں سے کہا۔

"اوہ۔ یہ تو ایشیائی ہے۔ جب کہ وہ لڑکی سوئس تھی۔ ٹھیک ہے اندر لے جاؤ اسے۔" ایک سفید فام نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

اور صفہ کے ہونٹ پھینک گئے۔ اس کا مطلب تھا کہ جولیا پہلے ہی ان کے ہاتھ لگ چکی ہے۔ اب یہ اُسے معلوم نہ تھا کہ جولیا کس پوزیشن میں ہے۔ زندہ ہے یا مردہ۔ سیاہ فام جس نے تنویر کو اکٹھا ہوا تھا اس کین کے اندر داخل ہو گیا۔ جس کے دروازے سے دو سفید فام باہر نکلے تھے۔ ایک سفید فام نے باقی سیاہ فاموں کو دایں جہانے کا حکم دیا۔ اور سارے سیاہ فام تیزی سے دوڑتے ہوئے ادھر ادھر کھڑے ہو گئے۔ چونکہ ان میں سے کوئی اس طرف نہ آیا تھا جہاں درخت کے پیچھے صفہ کھڑا تھا۔ اس لئے صفہ رفا موشی سے اس درخت کے موٹے تنے کی اوٹ میں کھڑا رہا۔ دونوں سفید فام بھی اُسی کین کے اندر چلے گئے۔ جب سارے سیاہ فام جنگل کے اندر غائب ہو گئے تو صفہ احتیاط سے آگے بڑھا اور پھر اُس کین کی طرف بڑھنے لگا۔ کین کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ لیکن فاصلہ زیادہ ہونے کی وجہ سے آوازیں سنائی نہ دے رہی تھیں۔ لیکن بہر حال یہ

سے جا لگا اور پھر اس نے سر باہر نکال کر پیٹے باہر جھانکا۔ تو اُسے ایک سفید فام فوجی تیز تیز قدم اٹھاتا تھا۔ اُس کے آخری کین کی طرف بڑھتا دکھائی دیا۔

مصفد نے احتیاط سے اس کا جائزہ لینا شروع کر دیا وہ بار بار دوسری سائیڈ پر بھی دیکھ لیتا لیکن ادھر کوئی موجود نہ تھا۔ اور پھر اس نے اس سفید فام فوجی کو آخری کین کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوتے دیکھا۔ دروازہ بند نہ کیا گیا تھا شاید انہیں یہاں کسی خطرے کا ایک فیصد بھی تصور نہ تھا۔ جب یہ فوجی اندر داخل ہو گیا تو مصفد تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس کین کے دروازے سے پہلے کین کے درمیانی رخنے میں جا کر چھپ گیا۔ اُسی لمحے اُسے کین کے اندر سے ٹرانسمیٹر کی مخصوص آواز سنائی دی۔ میکین سے روشنی بھی نکلنے لگی تھی۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ پیٹر کالنگ فرام ایف پوائنٹ ٹو اور۔“ کین کے اندر سے پیٹر کی آواز سنائی دی اور مصفد سمجھ گیا لیہی سفید فام ہی پیٹر ہے اور شاید یہاں کا اسپتال بھی یہی ہے۔

”نیس۔ ایر چیف راشکل اسٹنگ یو اور۔“ چند لمحوں میں ایک چھتی ہوئی آواز سنائی دی اور مصفد کے ہونٹ بج گئے۔ کیونکہ وہ یہ آواز سبھی پہنا تھا۔

سر۔۔۔ میں ایف پوائنٹ ٹو کا اسپتال چھ پیٹر پول رہا ہوں۔ سوکس عورت اور ایک پاکیشیائی مرد پیراشوٹوں کی مدد سے

ہے۔ جب کہ اس پاکیشیائی مرد کے سر پر چوٹ لگی ہے۔ لیکن میں نے چیک کر لیا ہے یہ خطرناک نہیں ہے۔ اور اسے ہوش آجائے گا۔ وہی بھاری آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے ڈاکٹر ٹام۔ آپ ان کا خیال رکھیں میں جا کر چھاؤنی کا لکڑتا ہوں۔ مجھے شک ہے کہ یہ لوگ چھاؤنی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ بہر حال کسفر میٹن ضروری ہے۔“ پیٹر نے کہا اور پھر کین میں خاموشی طاری ہو گئی۔ چند لمحوں بعد مکالمے کے ختم ہونے کی آواز ابھری۔ جو بھی لف سمیت میں جا رہی تھی۔ مصفد تیزی سے واپس کین کے کنارے کی طرف کھسک گیا۔ اُسے معلوم تھا کہ پیٹر نے اگر چھاؤنی سے بات کر لی تو انہیں فوری طور پر ہلاک کر دینے کا حکم دے دیا جائے گا۔ کیونکہ اب تک لازماً انہیں کمانڈر لائل کی لاش بھی مل چکی ہوگی۔ اگر یہ جنگی جہاز نہ آجائے تو مصفد کا پر دمگرم ام ہی تھا کہ وہ بجلی کا پٹر کو براہ راست ڈوگو فائرنگ کے ہیڈ کوارٹر والے صحرائے قریب آتا اور پھر اس ہیڈ کوارٹر کو تباہ کرنے کا مشن مکمل کرتا۔ کیونکہ ان کا اصل مشن ہی تھا۔ وہ چھاؤنی میں گئے بھی اسی ہیڈ کوارٹر کی تلاش میں تھے۔ اور دیاں کو اب اس کے ایجنٹ واکو نے انہیں اس ہیڈ کوارٹر کی تفصیلات بتائی تھیں۔ کین کے کنارے پر پہنچ کر مصفد کین سے پشت لگا کر کھڑا ہو گیا اور پھر اُسے فوجی بوٹوں کی بھاری آواز درمیانی حصے کو کہ اس کبھی ہوتی سنائی دی جب یہ آواز آگے بڑھ گئی تو مصفد تیزی سے درمیانی حصے کو کہ اس کرتا ہوا کین کے دوسرے کنارے

اور۔۔۔ دوسری طرف سے ایئر چیف راشکل نے انتہائی تیزی سے
میں کہا۔

”یس سر۔ حکم کی تعمیل ہوگی سر اور۔۔۔ پیٹر نے انتہائی
مؤدبانہ لہجے میں کہا اور صفدر اس لے لہجے سے ہی سمجھ گیا کہ پیٹر
بہت چھوٹے درجے کا افسر ہے۔

”فوراََ تعمیل کرو۔ بغیر کوئی دقت ضائع کئے۔ اور سنو وہاں
پوائنٹ پر تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں اور۔۔۔ ایئر چیف نے
پوچھا۔

”سر ہم چار سفید فام ہیں باقی سیاہ فام ہیں کام کے
لئے۔ ہم میں سے ددڈ اکثر ہیں۔ میں انچارج ہوں اور انتظامی طور
پر میرا نائب تھا من ہے اور۔۔۔ پیٹر نے جواب دیا۔

”اور کے۔ ٹھیک ہے۔ کافی آدمی ہیں۔ ان دونوں کو ہلاک
کریں فوراً تیسرے کو تلاش کریں اور ہلاک کر دو۔ اور ایئر آل۔

دوسری طرف سے کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش
ہو گیا۔ صفدر تیزی سے آگے بڑھا اور دوسرے لمحے وہ اچھل
اگر کہیں میں داخل ہو گیا۔ پیٹر شاید ٹرانسمیٹر آف کر دیا تھا اس
لئے اس کی دروازے کی طرف سائیڈ ہتھی۔ صفدر کے اندر

اخل ہونے کی آواز سن کر وہ تیزی سے مڑا ہی تھا کہ صفدر ٹوکا
نوجوان کی سی تیزی سے حرکت میں آیا اور پیٹر چیخا ہوا اچھل کر
لبن کی دیوار سے ٹکرایا اور نیچے فرش پر جا گر۔ صفدر نے

ٹکی کی سی تیزی سے بڑھ کر اس کی گردن پر اپنا بوٹ رکھ دیا۔

پوائنٹ میں اترے ہیں۔ عورت تو مصنوعی جوہر میں گری ہے۔
جب کہ مرد ایک درخت سے اٹک گیا تھا۔ لیکن اس کے سر پر
چوٹ لگی تھی۔ اب دونوں یہاں پوائنٹ کے ایمر جنسی ہسپتال
میں ہیں اس لئے کال کیا ہے کہ یہ لوگ کہیں چھانڈنی ت
تو نہیں آئے اور۔۔۔ پیٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ تو یہ لوگ پوائنٹ ٹوپر جا کر گئے ہیں۔ ہم انہیں وسطی
صحرا میں تلاش کرتے رہتے ہیں۔ سنو۔ یہ تین افراد تھے دو

پاکستان کی مرد اور ایک سولس عورت۔ انہوں نے کمانڈر لالہ
سواؤا کیا اور یہ جہلی کا پیٹر ہو کر چھانڈنی سے باہر نکل رہے
تھے کہ ہمیں جنرل بارٹو کی طرف سے اطلاع ملی ہم نے انہیں گید

لیا لیکن کمانڈر لالہ کو شاید انہوں نے چلتے ہوئے جہلی کا پیٹر
سے نیچے پھینک دیا تھا کیونکہ ان کی منہ شدہ لاش وسطی صحرا

کے ایک حصے سے مل گئی ہے۔ یہ تینوں پیراشوٹوں کی مدد سے
جہلی کا پیٹر سے اتر گئے۔ لیکن فائرنگ سے ان کے پیراشوٹ پھیر

چکے۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ وسطی صحرا میں کہیں گرے ہوں گے
بہر حال تم ایسا کہو کہ فوراً ان دونوں کو گولیاں مار کر ہلاک کر دو

اور تیسرے کو بھی تلاش کر کے ہلاک کر دو یہ انتہائی خطرناک
سیکڑ ایکسٹ ہیں اگر انہیں ذرا بھی موقع مل گیا تو یہ پورا

پر قابض ہو جائیں گے۔ اس لئے کوئی وقفہ دیتے بغیر انہیں
کر دو۔ میں ڈی بیڈ کو آرڈر سے بات کرنا ہوں وہ تمہارے
کے قریب ہیں وہ ان کی لاشیں لے جائیں گے اٹا آزمائی

”مم۔ مم۔ مم۔ مم۔ موجود ہے۔ یہاں اس کیبن میں“
 پیٹر کے حلق سے خرخراتی ہوئی آواز سنائی دی اور اُسی لمحے صفر
 کو بھی سامنے کیبن کی دیوار کے ساتھ موجود الماری میں موجود ایک
 بڑا میک اپ باکس نظر آگیا۔ باکس نظر آتے ہی صفر نے اپنی ٹانگ
 پر یک لمٹ جھپٹے سے دباؤ ڈالا اور ساتھ ہی ٹانگ کو پوری قوت سے
 ٹکھار دیا۔ پیٹر کا جسم ایک لمحے بہت تیزی سے بھڑکا اور پھر
 ساکت ہو گیا۔ اس کی باہر کواہلی ہوئی آنکھیں بے نور ہو چکی تھیں۔
 صفر نے جلدی سے پیر جٹایا اور پھر دوڑ کر اس نے سب سے پہلے
 کیبن کا دروازہ اندر سے بند کیا۔ اس کیبن کی عقبی کھڑکی پہلے ہی
 بند تھی۔ دروازہ بند کر کے صفر اس الماری کی طرف بڑھا۔ اور
 اس نے وہ بڑا سا میک اپ باکس اٹھالیا۔ میک اپ باکس خاصا
 جدید تھا۔ سچے یہاں اُسے کس مقصد کے لئے رکھا گیا تھا، بہر حال
 صفر کے لئے نعمت غیر مترقبہ سے کم حیثیت نہ رکھتا تھا۔
 اس نے جلدی سے باکس کھولا اور پھر اس کے باقہ انتہائی تیز رفتاری
 سے اپنے چہرے پر چلنے لگ گئے۔ وہ جلد از جلد یہ میک اپ مکمل
 کرنا چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کبھی لمحے پیٹر کا کوئی ساتھی یہاں
 آسکتا تھا۔ میک اپ مکمل کر لینے کے بعد اس نے میک اپ باکس
 کے ڈھکن کے اندرونی حصے میں لگے ہوئے چھوٹے سے آئینے میں اپنا
 چہرہ دیکھا اور پھر مطمئن ہو کر اس نے باکس بند کیا اور تیزی سے
 واپس پلٹا۔ اس نے جلدی سے اپنا لباس اتار دیا۔ اس کے
 بعد پیٹر کے جسم پر موجود یونیفارم اتارنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی وہ

عمران سے صفر نے راز اگلوانے کا یہ مخصوص طریقہ سیکھ لیا تھا۔
 کیونکہ اس طرح زیادہ جلد وہ نہ کمزور ہوتا تھا۔ گردن کی رگ
 اور اس کی سائیکل پر موجود اعصاب کی مین رگ پر بیک وقت دباؤ
 ڈالنے سے آدمی کا جسم اعصابی طور پر یک لمٹ مفلوج ہو جاتا تھا۔
 صرف اس کا ذہن اور زبان چل سکتی تھی۔ اور نہ رگ پر دباؤ کی وجہ
 سے اس کی حالت انتہائی تیزی سے خراب ہوتی چلی جاتی تھی۔
 وہ ایک لحاظ سے جانکنی کے انیت ناک دور میں داخل ہو جاتا تھا
 صفر نے مخصوص انداز میں اس کی گردن پر پیر رکھ کر اُسے ذہن
 سا گھمایا تو پیٹر کا پھر نہ کتا ہوا جسم ایک لمٹ ساکت ہو گیا۔ اور
 صفر کی ٹانگ پر ضرب لگانے کے لئے اس نے دونوں بازو
 اٹھائے ہوئے تھے۔ وہ بھی ٹانگ تک پہنچنے سے پہلے ہی
 دھڑام سے نیچے گر گئے۔ اس کے حلق سے خرخراہٹ سی نکلتی
 لگی۔ آنکھیں یک لمٹ باہر کواہلی آئیں اور چہرہ اس طرح مسخ
 ہو گیا کہ اس کی شکل بھی نہ پہچانی جا رہی تھی۔
 صفر نے لات کو ذرا اٹھنے کی طرف کیا تو پیٹر کا تیزی سے
 مسخ ہوتا چہرہ نارمل ہونے لگا گیا لیکن صفر کے بوٹ کی ٹو
 بہر حال اعصابی رگ پر ہی تھی اس لئے پیٹر کا صرف سانس بجا
 ہوا تھا۔ اعصابی طور پر وہ ویسے ہی مفلوج تھا۔
 ”سنو۔ مجھے میک اپ باکس چاہیئے۔ مکمل کٹ یہاں موجود
 ہے تو بتاؤ ورنہ“ صفر نے غراتے ہوئے ٹانگ کو ذہن
 آگے کیا۔

یونینغام پرچن چکا تھا۔ پیٹر کو قد و قامت کے لحاظ سے اس کے برابر تھا لیکن
جسائی لحاظ سے وہ ذرا سا لمبا تھا اس لئے یونینغام ذرا سی ڈھیلی تھی لیکن
اس وقت پوزیشن ایسی تھی کہ صفدر کو یہ خامی نظر انداز کرنی پڑی یونینغام پرچن
کر وہ اب مکمل طور پر پیٹر کے روپ میں آچکا تھا اس کے بعد اس نے اپنا
لباس پیٹر کو پہنایا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھولا اور پھر اس نے پیٹر کو گھسیٹ
کر کندھے پر ڈالا اور باہر چھانکا باہر کوئی موجود نہ تھا صفدر اُسے نے کہ باہر نکلا
اور پھر تیزی سے درختوں کے درمیان سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا ذرا فاصلے پر
جا کر اُسے ایک گڑھا سا نظر آیا۔ اس نے پیٹر کو دین جھاری میں پھینک
اور پھر مشین گن کے بٹ سے اس نے اس کے چہرے کو برسی طرح
جگاڑنا شروع کر دیا۔ جب پیٹر کا چہرہ گوشت کے ٹوٹھروں میں بدل
گیا تو وہ مڑا اور پھر مشین گن کو کا نہ سے لٹکائے وہ واپس
کیبن کی طرف آیا۔ اس نے کیبن کا دروازہ بند کیا اور اس باہر
فوجی انداز میں چلتا ہوا وہ اس بڑے کیبن کی طرف بڑھ گیا جہاں
تنویر اور جولیا موجود تھے۔ ابھی وہ اُس بڑے کیبن سے کچھ فاصلے
پر تھا کہ اُسے درختوں کے درمیان سے دوسرا سفید فام آنا دکھائی
دیا وہ شاید کہیں ذیل میں گیا تھا۔

"ہیلو پیٹر کچھ بہتہ چلا کہ یہ کون لوگ ہیں۔" آنے والے
نے دور سے ہی صفدر کو پکار کر کہا۔
"ماں مگر تم کہاں چلے گئے تھے۔" صفدر نے پیٹر کے لیے
میں کہا۔
"میں نے خود ہی تو مجھے زبیری میں بھیجا تھا۔ اتنی جلدی

بھولی گئے یکسا ہو گیا ہے تمہیں۔" آنے والے نے جو قہقہہ اٹھا
تھا انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"اوہ ماں۔ دراصل ابھی میں نے کال کی ہے چھاؤنی میں۔ انتہائی
حیرت انگیز اطلاع ملی ہے۔ میرا تو ذہن ہی گھوم گیا ہے ادھر آؤ جلدی"
صفدر نے بات بتاتے ہوئے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔
"کیسی اطلاع۔" تھا من نے تیز تیز قدم اٹھاتے اس کے
قریب پہنچ کر حیرت بھرے انداز میں کہا۔

"آؤ تو سہی۔" صفدر نے مڑے بغیر کہا اور پھر وہ اسے
لئے تیزی سے اُسی کیبن کی طرف بڑھ گیا جس میں ٹرانسمیٹر اور میک
اپ باکس موجود تھا۔
"کچھ بتاؤ تو سہی پیٹر۔ کیا بات ہے۔ آخر اس قدر پراسرار بننے
کی کیا ضرورت ہے۔" تھا من نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
"تم آؤ تو سہی۔" صفدر نے مختصر سا جواب دیا اور کیبن کا دروازہ
کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ اس نے روشنی کا بٹن آن کر دیا۔ اس
جگہ میں شاید کہیں بجلی پیدا کرنے والا چیز بیٹھ گیا تھا جس کی
آواز تو یہاں تک نہ آ رہی تھی لیکن روشنی کا نظام بہر حال بہر کیبن
میں موجود تھا۔

"ادھر دیکھو فرزش پر غور سے دیکھو۔" صفدر نے ایک
کوئی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بڑے پراسرار سے لہجے میں
کہا اور ساتھ ہی گن کو نال سے پکڑ لیا۔
"کیسا ہے یہاں۔" تھا من نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور

اکٹھے ہی ہوش میں آ رہے ہیں۔“ ڈاکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ان دونوں کے درمیان کوئی دل کا معاملہ لگتا ہے جو اکتھے ہوش میں آتے ہیں۔“ صغدر نے کہا اور دونوں ڈاکٹر بھی سر ہلا کر ہنس پڑے۔

”ہم کہاں ہیں۔“ اُسی لمحے تنویر نے حیرت سے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔ دونوں ڈاکٹر اب اٹھ کھڑے ہوئے تھے۔

”تم کیسا محسوس کر رہے ہو۔“ صغدر نے تنویر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مم۔ مم۔ میں ٹھیک ہوں۔ صحت سرور میں شدید درد ہے۔“ تنویر نے ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اُسی لمحے جو لیا بھی کراہتی ہوئی ہوش میں آ گئی تھی۔

”تو ٹھیک ہے۔ اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ۔ اور تم بھی۔“ صغدر نے مسکراتے ہوئے تنویر اور جو لیا سے کہا۔ مشین گن اس کے کندھے سے لٹک رہی تھی۔ جب کہ ایک ماتہ دائیں جیب میں تھا۔ جس میں ایک ریوا لور موجود تھا۔ یہ مشین پشلی پیٹر کی اسی یونیفارم کی جیب سے نکلا تھا۔

”ڈاکٹر کیا اب یہ دونوں اور کے ہیں۔“ صغدر نے ڈاکٹر کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں نے طاقت کا انجکشن دے دیا ہے۔ اب یہ بالکل ٹھیک ہیں۔ لیکن یہ ہیں کون۔“ ایک قدرے معمر ڈاکٹر نے

غور سے دیکھنے کے لئے فرش کی طرف جھکا ہی تھا کہ صغدر کا مشین گن والا بازو گھوما اور مشین گن کا بٹ پوری قوت سے تھا من کی کھوپڑی کے عقبی حصے پر پڑا۔ اور وہ چیخ کر نیچے گرا۔ صغدر نے دوسرا وار کیا اور تھا من کے منہ سے ایک بار پھر چیخ نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کا فرش پر اوندھے منہ گرا پھر کتا ہوا جسم یک لخت ساکت ہو گیا۔ صغدر نے اُسے سیدھا کیا۔ تھا من بے ہوش ہو چکا تھا۔ صغدر نے اُسے غور سے دیکھتے ہی نیا منصوبہ بنالیا تھا وہ بالکل تنویر کے قد قامت کا تھا۔ اس لئے صغدر نے اس کے سر پر ضرب لگائی تھی تاکہ اُسے تنویر کا روپ دیا جاسکے۔ تھا من چونکہ بے ہوش ہو چکا تھا صغدر نے اس کی نبض دیکھی تو اُسے احساس ہو گیا کہ ابھی دو تین گھنٹوں سے پہلے وہ ہوش میں نہیں آ سکتا۔ وہ تیزی سے گھوما۔ اس نے کیبن کی روشنی جھکا دی اور پھر بالکل کمرہ دار بند کیا اور تیزی سے دوڑنا ہوا بڑے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ جب وہ اس کیبن میں داخل ہوا تو اس نے اس بڑے سے کیبن کے فرش پر تنویر اور جو لیا دونوں کو پڑے ہوئے دیکھا۔ دو سفید نام جن کے جسموں پر سفید کوٹ تھے۔ ان پر جھٹکے ہوئے تھے۔ دونوں کی بند آنکھوں میں معمولی حرکت موجود تھی۔ ڈاکٹر انہیں انجانہ لگا رہے تھے۔

”کیا یہ ہوش میں آ گئے ہیں۔“ صغدر نے پیٹر کے

پہرے میں پوچھا۔

”ہاں آ رہے ہیں ہوش میں۔ اور حیرت کی بات ہے کہ دونوں

قدے لڑکھڑاتے ہوئے انداز میں کہیں سے باہر نکلے۔ صفدر نے لائٹ بند کی اور پھر باہر نکل کر اس نے کہیں کا دروازہ بھی بند کر دیا۔

”آؤ جلدی“۔ صفدر نے کہا اور انہیں لئے ہوئے تیزی سے آخری کہیں کی طرف دوڑنے لگا۔

”ارے کچھ بتاؤ تو سہی۔ ہو کیا۔ ہم تو اپنے آپ پر فائقہ پڑھ ہی چکے تھے۔“۔ تنویر نے اس کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے کہا۔

”فائقہ خوانی ابھی ملتوی ہو چکی ہے۔ ابھی قدرت کو جاری زندگی مقصود تھی۔“۔ صفدر نے کہا اور پھر آخری کہیں کے سامنے پہنچ کر اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو کر اس نے لائٹ جلا دی۔

”ارے یہ کون پڑا ہے۔“۔ تنویر نے اندر داخل ہوتے ہی فرش پر پڑے ہوئے تھا من کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”اس کی یونیفارم اتار کر خود پہن لو۔ اور اپنا لباس اسے پہنا دو۔ میں نے اسے ابھی تک زندہ رکھا ہوا ہے۔ کہ تمہارے لباس میں اس پر گولیاں بوسانی ہیں۔ جلدی کرو۔ آؤ جولیا تم باہر آ جاؤ۔ میرے ساتھ۔ تاکہ تنویر لباس بدل لے۔“۔ صفدر نے جولیا سے کہا۔ اور جولیا سر ہلاتی ہوئی اس کے ساتھ باہر آ گئی۔

اور پھر جب تک تنویر نے لباس بدل کر انہیں آواز دی۔ اس وقت تک صفدر نے جولیا کو اب تک گزرتے والے سارے

صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”مجھے معلوم ہے۔“۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تنویر اور جولیا دونوں اٹھ کھڑے ہوئے میں مصروف تھے۔ اس لئے صفدر نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ جیب سے نکالا۔ اور دوسرے لمحے دو دھماکوں کے ساتھ ہی دونوں ڈاکٹر جی طرح چیختے ہوئے نیچے گر پڑے۔

”تنویر۔ میں صفدر جوں۔“۔ صفدر نے جلدی سے کہا اور تنویر اور جولیا دونوں جھٹکا کھا کر رہ گئے۔

”تم۔ تم اس جیلے میں۔“۔ ان دونوں نے بیک آواز بنا کر کہا۔

”ہاں۔ جلدی کرو۔ ابھی یہاں فوجی پہنچ جائیں گے۔ اس سے پہلے میں تمہارا میک اپ کرنا چاہتا ہوں۔“۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔

دونوں ڈاکٹر چند لمحے تڑپ کر ساکت ہو چکے تھے۔ صفدر کے دیوا اور سے نکلنے والی گولیاں ٹھیک ان کے دلوں میں سورا کر گئی تھیں۔ صفدر نے جلدی سے کھلے دروازے سے باہر جھٹکا اُسے خطرہ تھا کہ دھماکوں کی آوازیں سن کر کوئی آنے جائے۔ لیکن باہر ماحول سناں تھا۔ کوئی سفید فام تو ایک طرف۔ سیاہ فام بھی نظر نہ آ رہا تھا۔

”آؤ باہر آ جاؤ۔ اور جلدی سے قطار کے آخری کہیں میں چلو۔ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور تنویر اور جولیا سر ہلاتے اور

ساتھ لے جانے کا حکم چلایا جائے۔ ویسے اس ایمر چیف نے تو یہی حکم دیا تھا کہ ہم تینوں کو ہلاک کر دیا جائے اور لاشیں باد ٹی کے حوالے کی جائیں۔ بہر حال وہ پارٹی آجائے پھر کچھ سوچیں گے۔ صفدر نے کہا اور جولیلنے سر ہلا دیا۔

تو یہ اب اپنے چہرے پر میک اپ کرنے میں مصروف تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ میک اپ سے فارغ ہو گیا۔

”ٹھیک ہے۔ اچھا میک اپ ہے۔ اب اس تھامس پر کمرہ دو۔ مگر جلدی کرو“۔ صفدر نے کہا اور تنویر نے باکس اٹھایا اور تھامس کی طرف بڑھ گیا۔

”تنویر تم یہیں ٹھہرو۔ میں اور جولیا ادھر جاتے ہیں۔ کہیں کوئی آنے جائے۔ ہم انہیں اس دوران کو روک کر لیں گے۔ اور سنو۔ میک اپ کے بعد تھامس کو اٹھا کر عقبی طرف لے جانا دماغ ایک گڑبھڑ کے ساتھ میں نے پیٹر کی لاش رکھی ہوئی ہے۔ میں اسی پیٹر کے میک اپ میں ہوں۔ میں نے اس کا چہرہ مسخ کر دیا ہے۔ لیکن تم اس تھامس پر گولیوں کا برسٹ چلا دینا۔ اس کے بعد تم وہیں جاؤ۔ پاس آ جانا“۔ صفدر نے کہا۔ اور تنویر کے سر پر ہاتھ پڑا۔ وہ جولیا کو لے کر کیبن سے باہر گیا۔ صفدر نے باہر نکلتے ہوئے المادی میں پڑھی ہوئی ایک رسی اٹھا لی تھی۔

”میں تمہارے ہاتھ عقب پر باندھ دیتا ہوں۔ ٹرنر کانٹھ دول گارہ تم ضرورت پڑنے پر آسانی سے اسے کھول سکتی ہو۔“

صفدر نے باہر آتے ہوئے کہا۔ اور جولیلنے اثبات میں سر ہلا

حالات مختصر طور پر بتا دیتے۔

”اوہ۔ تو اب تم اور تنویر ان دونوں کے میک اپ میں جولیلنے تیز لے جاتے ہو۔“

”ہاں۔ اس ایمر چیف نے کال کے دوران کہا تھا کہ وہ ڈی بیٹھ کوارٹر سے بات کرتا ہے وہ اس پوائنٹ کے قریب ہے۔ اور دماغ کی ٹیم آرہی ہے۔ ہماری لاشیں لینے۔ ڈی بیٹھ کوارٹر سے میں یہی سمجھا ہوں کہ یہ وہی ڈوگو بیٹھ کوارٹر ہے جہاں ہم جانا چاہتے تھے۔ یہاں وہی یہاں سے کافی دور ہوگی اس لئے ایمر چیف نے دماغ سے ٹیم بچوانے کے لئے کہا ہے۔ اور یہاں اتفاق سے میک اپ باکس بھی ہے۔ اس لئے میں نے یہ پلاننگ کی ہے۔ اس طرح ہم آسانی سے ان کے بیٹھ کوارٹر میں داخل ہو سکتے ہیں۔“

صفدر نے کہا۔ اور جولیلنے سر ہلا دیا۔

”اب میں نے کیا کرتا ہے۔“ تنویر نے کہا۔

”جلدی سے اپنے پر اس تھامس کا اور تھامس پر اپنا میک اپ کر لو۔ جلدی کرو۔ سچانے کس لئے وہ پارٹی یہاں پہنچ جائے“۔ صفدر نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے المادی میں پڑھی ہوئی میک اپ باکس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور تنویر سر ہلاتا ہوا المادی کی طرف مڑ گیا۔

”لیکن میرے متعلق کیا سوچا ہے تم نے۔“ جولیلنے کہا۔

”یہاں کوئی نرس بھی نہیں ہے۔ جس کے میک اپ میں تمہیں لے جاتے۔ اس لئے یہی ہو سکتا ہے کہ تمہیں قید کر کے

موجود شخصیت مرد نہ تھا بلکہ ایک عورت تھی۔ جس کے جسم پر باقاعدہ
نوجی و نیفاد م تھی۔ سر پر پی کیپ تھی۔ اور اس کی نعل میں ایک
بید تھا۔ اور صفدر کے ہونٹ اُسے دیکھ کر پہنچ گئے تھے۔ صفدر
قدم بڑھاتا آگے بڑھ آیا۔ سیاہ فام بڑے مؤدبانہ انداز میں
ایک طرف کھڑا تھا۔

”تم جاؤ۔ کام کرو۔“ صفدر نے پھاڑ کھانے والے لہجے
میں اس سیاہ فام سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور وہ سر جھکا کر فرار
اور پھر دوڑتا ہوا واپس چلنے میں غائب ہو گیا۔ جب میں موجود
تینوں فوجی نیچے اتر آئے تھے۔

”مجھے پیٹریشیا کہتے ہیں۔ اور میں ڈی ہیڈ کوارٹر سے آئی
ہوں۔“ اس عورت نے بڑے باوقار لہجے میں کہا۔

”مجھے پیٹر کہتے ہیں۔ اور میں پوائنٹ ٹو کا انچارج ہوں۔
جناب ایئر چیف ناشنکل نے تو فرمایا تھا کہ وہ ڈی ہیڈ کوارٹر
سے ٹیم بھیج رہے ہیں۔ اجنبیوں کی لاشوں کے لئے۔ لیکن مجھے
یہ اندازہ نہ تھا کہ آپ تشریف لائیں گی۔“ صفدر نے
مسکراتے ہوئے کہا۔ اور باقاعدہ پیٹریشیا سے مصافحہ کیا۔

ویسے جن وقت سے وہ تینوں جیپ سے اترے تھے۔ صفدر
کے ذہن میں لہانیت کے سے آثار پیدا ہو گئے تھے۔ کیونکہ
جب تک وہ جیپ میں بیٹھے تھے۔ صفدر کوئی اندازہ نہ لگا
سکتا تھا۔ لیکن ان کے نیچے اترتے ہی اس نے ایک لمحے میں
اندازہ لگا لیا تھا۔ کہ جولیا پر پیٹریشیا کا میک اپ کیا جاسکتا

دیا۔ پھر ڈاکٹروا لے کین میں پہنچ کر صفدر نے جولیا کے دونوں بازو پشت
پر کر کے اس کی کلاسیاں رسی سے باندھ کر مخصوص انداز کی کانٹھ لگا دی۔
اور پھر مشین گن پانچہ میں پڑے وہ کین کے دروازے پر آ گیا۔
جب کہ جولیا اندر ہی رہی۔ پھر تقریباً دس منٹ بعد اُسے دور
سے مشین گن کی فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ اور صفدر نے
ہونٹ پہنچ لئے۔ اُسے پس اس بات سے خطرہ تھا کہ کوئی اس
فائرنگ کو چیک نہ کرے۔ لیکن تھوڑی دیر بعد جب تنویر تھا سن
کے میک اپ میں وہاں پہنچ گیا اور کوئی اور آدمی نمودار نہ ہوا۔
تو صفدر نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

ابھی تنویر کو آتے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ان دونوں
کو دور سے جیپ کے انجن کی آواز سنائی دی اور وہ دونوں
چوٹک پڑے۔

”وہ پارٹی آگئی۔ تم خاموش رہنا تنویر۔“ صفدر نے
کہا اور تنویر نے سر ہلادیا۔ اور پھر چند لمحوں بعد درختوں میں
سے ایک بڑی سرخ رنگ کی جیپ نمودار ہوئی۔ جس کے آگے
ایک سیاہ فام آہستہ آہستہ دوڑ رہا تھا۔ یہ کھلی جیپ تھی۔
اور اس میں بیٹھے ہوئے تین افراد صاف نظر آرہے تھے۔ ان
میں سے ایک ڈرائیور تک سیٹ پر بیٹھا تھا۔ جب کہ دوسرا
ساتھ دالی سیٹ پر اور تیسرا عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔ باقی
جیپ خالی تھی۔ پھر جیپ ان کے قریب آکر رک گئی۔ اور پہلی
صفدر اور تنویر دونوں یہ دیکھ کر چوٹک پڑے کہ ڈرائیور کے سا

اطمینان بھرے انداز میں سر ہلادیا۔ صغدر پٹریشیا کو لے کر
کیبنوں کے عقبی طرف اس گروہ کے کی طرف لے گیا۔ جدھر بیٹر
اور تھا مسن کی لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

”اوہ۔ لیکن یہ تو دونوں مرد ہیں جب کہ مجھے کہا گیا تھا کہ
ایک عورت بھی ہے۔“ پٹریشیا نے دونوں لاشوں کو
دیکھتے ہوئے کہا۔

”ایس میڈم۔ وہ عورت زندہ ہے لیکن قید کر لی گئی ہے۔
کیونکہ ایر چیف صاحب کی کال دوبارہ آئی تھی کہ اس
عورت کو زندہ بھیجا جائے اس سے معلومات حاصل کر فی ہیں“
صغدر نے بات بتاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ تو وہ زندہ ہے گڈ۔ کہاں ہے وہ۔“
پٹریشیا نے واپس مڑتے ہوئے کہا۔

”وہ ادھر کیبن میں ہے میڈم۔“ صغدر نے انتہائی خود بانہ
پہچے میں کہا۔

”آؤ۔ مجھے اس سے ملواؤ۔“ پٹریشیا نے کہا۔ اور
واپس مڑ گئی۔ عورت کے زندہ ہونے کا سن کر اس کی آنکھوں
اوپر ہرے پر انتہائی دلچسپی کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔ اور صغدر
سر ہلاتا ہوا اسے ساتھ لے کر واپس ڈاکٹر والے کیبن کی طرف
چل پڑا۔

”اے مائیکل اور سوہیز۔ تم دونوں جیپ لے کر کینز کے عقبی
طرف جاؤ۔ دٹن دلا شیں پڑی ہیں۔ انہیں اٹھا کر جیپ پر لو

ہے۔ کیونکہ وہ۔۔۔ جب مانی طور پر جولیا سے ملتی جلتی تھی۔ اس
طرح جولیا کو اب قیدی بن کر ساتھ لے جانے والا پہلا جلم بھی حل
ہو گیا تھا۔

”تم شاید میرے عورت ہونے کی وجہ سے یہ بات کر رہے
ہو۔ میں سر چیف سیکشن کی انچارج ہوں مسٹر بیٹر۔ ڈی ہیڈ
کو ارڈر کی سیکنڈ چیف اور ڈی ہیڈ کو ارڈر کا چیف راجر سب
سے زیادہ مجھ پر ہی اعتماد کرتا ہے۔“ پٹریشیا نے بڑے
فخریہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ پھر تو آپ بہت بڑی آفیسر ہوئیں۔ بہر حال لاشیں تیار
ہیں لے جائیں۔“ صغدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کہاں ہیں لاشیں۔“ پٹریشیا نے چونک کر پوچھا۔
”ادھر آخری کیبن کے پیچھے جھگ میں پڑی ہیں۔“ صغدر نے
کہا۔ اور پھر وہ ساتھ کھڑے نوکر سے مخاطب ہو گیا۔

”تھامسن۔ میڈم پٹریشیا کے ساتھیوں کو مشروبات
پیش کر دو۔“ صغدر نے کہا۔

”اوہ۔ نو کوئی ضرورت نہیں۔ ہم نے واپس جانا ہے۔“
پٹریشیا نے حکمانہ لہجے میں کہا۔

”جیسے آپ کی مرضی میڈم۔ آئیے۔“ صغدر نے کہا۔
اور پٹریشیا کو لے کر آخری کیبن کی طرف چل پڑا۔

”وہ تیسرا آدمی مل گیا تھا۔“ پٹریشیا نے کہا۔
”ایس میڈم۔“ صغدر نے کہا۔ اور پٹریشیا نے

جاؤ۔ اس جیب کے واپس آنے سے پہلے پہلے جلدی کر دو۔“
 صفر نے تیز لہجے میں کہا، اور تو میرے ٹھیکٹے کو پٹریشیا کو اکٹھا
 کر کا نہ ہے پروڈالا۔ جب کہ جولیا ایک جھگڑے سے اپنی کھاتوں کی
 دسیاں کھول چکی تھی، اور پھر وہ دونوں دوڑتے ہوئے کیبن سے
 باہر نکلے اور پھر آخری کیبن کی طرف انتہائی رفتار سے دوڑتے
 ہوئے بڑھنے لگے۔ صفر باہر نکل آیا تھا۔ لیکن اس کے انداز

سے شدید بے چینی سی نمایاں تھی۔ اس کے ہونٹ بھنے ہوئے
 تھے۔ اسی لمحے اُسے عقبی طرف سے جیب کے ابھرنے کی آواز سنائی
 دی۔ جب کہ ابھی وہ دونوں آخری کیبن کے دروازے سے کھڑے
 دور تھے۔ اور صفر کے پیچھے ہوتے ہوئے اور زیادہ پیچھے گئے۔
 لیکن پھر وہ دونوں بجلی کی سی رفتار سے اچھل کر کیبن میں داخل ہوئے
 اُسی لمحے جیب بھی نمودار ہوئی اور ڈاکٹر ڈالے کیبن کے سامنے
 آکر رک گئی۔ صفر نے اطمینان کا طویل سانس لیا۔

”لے آئے ہو لاشیں“ صفر نے آگے بڑھ کر اس
 آدمی سے مخاطب ہو کر کہا جسے پٹریشیا نے مائیکل کے نام سے
 پکارا تھا۔

”ماں۔۔۔ ماں ک کہاں ہیں“ مائیکل نے ادھر ادھر دیکھتے
 ہوئے کہا۔

”وہ تھامس کے ساتھ آخری کیبن میں گئی ہیں وہاں اس ایکسپٹ
 عودت کی لاشیں پڑی ہوئی ہے۔ مجھے انہوں نے یہاں اس
 لئے کھڑا کیا ہے کہ میں تمہیں ان کا پیغام دے دوں کہ تم

کر لے آؤ۔“ پٹریشیا نے کوخت لہجے میں جیب کے ساتھ
 کھڑے دونوں مردوں سے کہا۔ اور ان دونوں نے سر ہلا دیئے۔
 پھر وہ تیزی سے جیب پر چڑھے اور جیب تیزی سے آگے
 بڑھ گئی۔

صفر تصویر کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے پٹریشیا

کو لے کر کیبن کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔
 ”تشریف لے چلے میڈم“ صفر نے دروازے کے
 قریب جا کر بڑے متوجہانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔
 جیسے وہ پٹریشیا کا انتہائی ادب کر رہا ہو۔ اور پٹریشیا سر ہلاتی
 ہوئی اچھل کر کیبن کے اندر داخل ہوئی۔ صفر اس کے پیچھے تھا۔
 اس کا جیب میں بڑا ماتھ باہر آ گیا تھا۔ جس میں ریوا اور موجود تھا۔
 ”اے۔۔۔ یہ لاشیں“ پٹریشیا نے اندر داخل ہوتے

چوہاک کر کہا جسے صفر کا ماتھ سجلی کی سی تیزی سے حرکت
 میں آیا۔ اور بھاری ریوا اور کا دستہ پوری قوت سے پٹریشیا
 کی ٹوپی کے اوپر پڑا اور پٹریشیا بے اختیار چیتی ہوئی اچھل کر
 منہ کے بل نیچے فرش پر گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی صفر
 کی لات جھوٹی اور توجی بوٹ کی بھاری ٹوپی کے گرد مسید
 ہوئے کی کوشش کرتی ہوئی پٹریشیا کی کینٹی پر پوری قوت سے
 پڑی اور پٹریشیا کا پھر کلتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو
 گیا۔ ”رسیاں کھولو جاؤ۔ اب تم نے اس کا میک اپ کرنا ہے
 تنویر اسے اکٹھا اور جو لیا سیمت دوڑ کر آخری کیبن میں چلے

”ہاں۔ اس کے سوا اور کیا چارہ ہے۔“ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن جب یہاں سیاہ فاموں کو لاشیں ملیں گی تب وہ کہیں نہ کہیں اطلاع تو دے دیں گے۔ اس طرح ہم آسانی سے پکڑے جائیں گے۔“ تنویر نے کہا۔

”متمہاری بات درست ہے۔ لیکن اس کا بظاہر کوئی حل نہیں ہے۔ بجائے یہاں کتنے سیاہ فام ہیں اور کہاں کہاں کیا کر رہے ہیں۔ میں نے تو اس کا یہی حل سوچا ہے کہ ٹرانسپیر کو تباہ کر دیا جائے۔ اس طرح اگر کوئی اطلاع ہی دے گا تو اسے کافی دیر لگ جائے گی۔ اور ایک بار ہم اس مبیڑے کو اتر میں داخل ہو جائیں پھر جو ہو گا دیکھا جائے گا۔“ صفدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے ان ڈاکٹروں کی لاشوں کو ہم کہیں چھپا دیں۔ اور واپس جاتے ہوئے کسی سیاہ فام کو خاص طور پر یہ حکم دے دیں کہ ہم کام جا رہے ہیں کل واپس آئیں گے۔ اس طرح وہ مطمئن ہو جائیں گے۔“ تنویر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں ان ڈاکٹروں کی لاشیں چھپاتا ہوں۔ تم جولیا سے مل کر اس پیڑیشیا سے ضروری باتیں انکوارا تو تاکہ وہاں جولیا بخوبی اس کا کردار ادا کر سکے۔“ صفدر نے کہا اور تنویر نے سر ہلادیا۔

”آج آؤ۔ میں نے لباس تبدیل کر لیا ہے۔“ اُسی لمحے جولیا نے اندر سے آواز دی۔

جیب میں اس سائے جنگل کا ایک راؤنڈ لگاکہ چیک کر دیکھیں کوئی اور پاکیشیائی گرجنٹ تو چھپا ہوا نہیں۔ اگر ہو تو اسے گولی سے اڑا کر اس کی لاش بھی جیب میں رکھ دو۔“ صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔“ مائیکل نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر اس نے ڈرائیور کو اشارہ کیا اور جیب تیزی سے مڑ کر واپس جنگل کے اندر بڑھ گئی۔ جب وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی تب بھی صفدر چند لمحے وہیں کھڑا رہا۔ لیکن جب کچھ دیر اور گزر گئی تو صفدر تیزی سے دوڑتا ہوا آخری کیبن میں پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ تنویر بے ہوش پیڑیشیا پر جولیا کا میک اپ کرنے میں مصروف تھا۔ جب کہ جولیا اپنے چہرے پر پیڑیشیا کا میک اپ کر رہی تھی۔ صفدر کے اندر پہنچتے ہی ان دونوں نے فاسٹی برج لٹکائے اور میک اپ مکمل ہو گیا۔

”آؤ تنویر باہر۔ جولیا تم اپنا اور اس کا لباس تبدیل کر لو۔“ صفدر نے کہا۔ اور جولیا نے اثبات میں سر ہلادیا۔

صفدر تنویر کو ساتھ لے کر کیبن سے باہر آ گیا۔ اور اس نے تنویر کو بتایا کہ اس نے کس طرح جیب والوں کو راؤنڈ پر جمع دیا ہے تاکہ انہیں کسی قسم کا شک نہ پڑ سکے۔

”لیکن اب تمہارا اپرہو کر کام کیا ہے۔ کہ جولیا پیڑیشیا کے روپ میں ہم دونوں کو ساتھ لے جائے گی۔“ تنویر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

خاص طور پر جھانکے بغیر نظر نہ آسکتی تھیں۔ فرشتے پر جہاں لاشیں پڑی تھیں چونکہ گھاس بچھا ہوا تھا۔ اس لئے ڈاکٹروں کے جسموں سے نکلنے والا خون ان میں جذب ہو چکا تھا۔ وہ نظر نہ آ رہا تھا۔ چنانچہ اس طرف سے مطمئن ہونے کے بعد صفدر روشنی بند کر کے باہر آ گیا۔ اور ابھی اس نے دروازہ بند ہی کیا تھا کہ دو سیاہ فام تیزی سے چلتے ہوئے اُسے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ صفدر روک گیا۔

”باس۔ چھوٹے پودوں کا کام مکمل ہو گیا ہے اب مزید کیا حکم ہے۔“ ان میں سے ایک نے صفدر کے سامنے رکوع کے بل ٹھکے ہوئے کہا۔ جب کہ دوسرا بھی سر جھکا کر کھڑا تھا۔ کیسے اتنی جلد ہی ختم ہو گیا۔“ صفدر نے پھاڑ کھانے والے بچے میں کہا۔

”تب۔“ باس۔ میں سمجھ رہا ہوں۔ آپ بے شک چل کر دیکھ لیں۔ آپ نے کہا تو تھا کہ یہ کام ختم ہونے کے بعد سیرے کا کام شروع کیا جائے۔ لیکن آپ کی اجازت ضروری تھی جناب۔“ سیاہ فام نے جبری طرح سہجے ہوئے بچے میں کہا۔

”کیوں کیا یہ ٹھیک کہہ رہا ہے۔“ صفدر نے پیچھے کھڑے ہوئے دوسرے سیاہ فام سے کہا۔

”جج۔“ بالکل راسخوڑا ٹھیک کہہ رہا ہے جناب۔“

دوسرے نے جبری طرح خوف زدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ جاؤ اور سیرے شروع کر دو لیکن سنو۔“

”سنو۔ پٹریشیا کو گولی نہ مارنا ویسے ہلاک کر دینا ضرب لگا کر۔ ورنہ وہ جیپ والے گولی کی آواز سن کر چونک پڑیں گے۔ اب جاؤ۔ اور جلد از جلد کام مکمل کرنے کی کوشش کرنا تاکہ ہم جلد از جلد یہاں سے نکل سکیں۔“ صفدر نے کہا۔ اور پھر دوڑتا ہوا بڑے کیبن کی طرف بڑھ گیا۔ کیبن میں داخل ہو کر اس نے غور سے اس کیبن کو دیکھا اور پھر اُسے لاشیں چھپانے کی ایک مناسبت جگہ کیبن کے اندر ہی نظر آ گئی۔ یہ ایک بڑی سی الماری تھی جس کے اندر آپریشن کا سامان رکھا گیا تھا۔ الماری خاصی بڑی تھی اور دیوار سے ذرا ہٹ کر آگے کھڑی کی گئی تھی۔ اس طرح الماری اور کمرے کی دیوار کے درمیان اتنی جگہ بہر حال موجود تھی جہاں ان دونوں ڈاکٹروں کی لاشیں فوری طور پر چھپائی جاسکتی تھیں۔ پہلے صفدر کا ارادہ تھا کہ وہ ان لاشوں کو جنگل میں لے جا کر چھپائے مگر لیکن یہ جگہ دیکھنے کے بعد اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اس نے سیاہ فاموں کی جو پوزیشن دیکھی تھی اس کے مطابق انہیں انتہائی حقیرانہ انداز میں رکھا گیا تھا۔ جنگل میں تو وہ لاش دیکھ لیتے لیکن بغیر اجازت وہ اس کیبن میں داخل ہونے کی جرات نہ کر سکتے تھے۔ اور یہاں کی اب وجہ اچانک خاصی سہجے تھی اس لئے صفدر کو یقین تھا کہ دو تین دن تک لاشیں خراب نہ ہوں گی کہ بڑی وجہ سے انہیں تلاش کیا جاسکے۔ اور اتنا وقت ان کے لئے کافی تھا۔ چنانچہ اس نے دونوں لاشیں کھینچ کر الماری کے عقب میں ایک دوسرے کے اوپر ڈال دیں۔ اب وہ

”وہاں جا کر کہہ کرنا گیا ہے۔“ جولیانے کہا۔
 ”ہم نے اس ہمیشہ کو اڑھارے کو تباہ کرنا ہے مکمل طور پر۔ بس اس کے بعد ہم واپس اٹھ کر چلے جائیں گے اور جھادنی سے ملنے والی فائل بسم کو ابو کے چیف کو دے دیں گے پھوٹے اڈے دے خود ہی ختم کر لیں گے۔“ صفر نے کہا۔ اور ان دونوں نے سر اودیتے۔

تھوڑی دیر بعد دایں طرف سے جیپ کی آواز سنائی دی۔
 رورہ تینوں چونک پڑے۔ جولیا ایک قدم آگے بڑھ آئی۔ جیپ ان کے قریب آ کر رک گئی۔

”میڈم۔ ہم نے سارے جنگی کارڈنگ لگایا ہے۔ ہمیں تو کوئی یجنٹ نہیں ملا صرف سیاہ فام ہیں جو کام کرتے پھر رہے ہیں“
 نیگل نے جلدی سے جیپ سے اترتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مسٹر تھا من جا کر اس ایکٹ عورت کی اسٹیشن اٹھالاد۔ اور جیپ میں رکھ دو اب ہم فوراً روانہ ہونا۔ باتیں ہیں اور تم دونوں بھی ہمارے ساتھ چلو گے۔ ہو سکتا ہے یف تم سے کچھ پوچھنا چاہے۔“ جولیانے پیٹریشیا کے پیچھے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”جو حکم میڈم۔“ صفر اور تنویر نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔
 اور تنویر تیزی سے واپس آخری کین کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کین سے باہر آیا تو اس کے کان پر پیٹریشیا کی آواز موجود تھی۔ اس نے جیپ کے قریب آ کر پیٹریشیا کی لاش

ڈاکٹر صاحبان ایک ضروری کام کے لئے گئے ہیں۔ اور میں انہیں تنہا من بھی ان جیپ والوں کے ساتھ جا رہے ہیں۔ بڑے صاحبان نے ہمیں بلایا ہے۔ ہماری دایسی دو تین دنوں بعد ہوگی۔ اس دوران تم نے پوائنٹ کا خیال رکھنا ہے۔ کوئی کوتاہی نہ ہو۔ اور سنو۔ ڈاکٹر والے کین میں کوئی داخل نہ ہو۔ سمجھ گئے۔“

صفر نے اسی طرح غصے اور سخت لہجے میں کہا۔
 ”ٹھیک ہے باس۔ آپ بے فکر رہیں باس۔ رامنشور اپنی ذمہ داری سمجھتا ہے۔ ویسے بھی ہمیں یہ جرأت نہیں ہو سکتی۔“ رامنشور نے کہا۔

”جاؤ کام کرو۔“ صفر نے کہا اور وہ دونوں سلام کے تیزی سے مڑے اور پھر دوڑتے ہوئے واپس چلے گئے۔
 اب صفر مطمئن ہو گیا تھا۔ وہ تیزی سے آخری کین کی طرف بڑھ رہا تھا کہ اسی لمحے تنویر اور جولیا دونوں کین سے باہر آ گئے۔

”کیا ہوا۔“ صفر نے چونک کر پوچھا۔
 ”میں نے سب معلومات لے لی ہیں۔ تم فکر نہ کرو۔ پیٹریشیا ہلاک کر دی گئی ہے۔ تنویر نے اس کی گم دن توڑ دی ہے اور ٹرانسپیر بھی خراب کر دیا گیا ہے۔“ جولیانے کہا۔ اور صف نے سر ہل دیا۔ اور اس نے ان دونوں کو بتایا کہ اس سیاہ فاموں کو مطمئن کر دیا ہے۔ اب دو تین دنوں تک محفوظ رہیں گے۔“

جیب کے عقبی حصے میں ٹہری ہوئی پیٹرا اور تھامسن کی لاشوں کے ساتھ ملکہ
 "چلو تم دونوں پیچھے بیٹھ جاؤ"۔ جو لیا نے صفدر اور تنویر سے
 کہا اور وہ دونوں جیب کی سب سے عقبی سیٹ پر بیٹھ گئے۔ جس کے
 پیچھے لاشیں ٹہری تھیں۔ ان سے آگے والی سیٹ پر مائیکل بیٹھ گیا
 جب کہ جو لیا ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی اور پھر اس کے
 پر ڈرائیور نے جیب کو موڑا اور پھر جیب تیزی سے جنگل کے اندر
 دوڑتی ہوئی آگے بڑھتی چلی گئی۔

شیخستہ کی دیواریں بٹتے ہی گولیوں کی توڑ توڑ اڑنے کے ساتھ کمرہ انسانی
 جیخوں سے گونج اٹھا اور بلیک بھینکنے میں رچرڈ اس کے سیاہ نام چھساتی
 اور کرنل ونیڈن اور ٹریسیا سب کے سب گولیوں کا شکار ہو گئے۔ اودان
 کے گم تے ہی عمران اچھل کر کھڑا ہوا اور تیزی سے دوڑتا ہوا ان کی طرف
 بڑھ آیا اس کے ہاتھ میں مشین پستل تھا۔ وہ سب ابھی تک تڑپ
 رہے تھے۔ عمران نے ایک بار پھر ٹریگر دبا یا۔ اوداس
 بار سب کے سب ٹھنڈے ہو گئے۔ عمران دوڑتا ہوا کمرے سے
 باہر نکلا اور پھر سائیڈ کے کمرے میں اُسے کو نے میں بنے ہوئے
 ہاتھ روم کا کھلا دروازہ نظر آ گیا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ روم
 کی طرف بڑھا اور اس نے وہاں موجود ایک بڑا سا جگ اٹھایا
 پانی کا نل پوری حد تک کھول دیا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین
 اضطراب کے آثار نمایاں تھے۔ پانی کا نل چونکہ پوری حد تک

باہر نکل آیا۔ عمران تیزی سے واپس مڑا اور کمرے سے باہر آ گیا۔ جگ اس نے وہیں پھینک دیا تھا۔ پھر اس نے پوری عمارت کا رادہ لگایا۔ پھانک سے باہر وہ فوجی ہیلی کاپٹر ابھی تک ویسے ہی کھڑا ہوا تھا۔

خاموشی اور کوئی آدمی نہ تھا۔ عمران تیزی سے واپس پہلے والے کمرے میں پہنچا تو ٹانگیں جھڑپا کر اڑ جانا کھڑے تو تھے لیکن ان کے چہروں پر شدید نقابہت کے آثار نظر آ رہے تھے۔ اور فرش پر سیاہی مائل مائع کا جیسے تالاب سا بنا ہوا تھا۔

"شکر کہ دریغ گئے ہو۔ ورنہ اگر یہ چند لمحے اور تیشے کی دیواریں نہ بناتے تو مجھے یقین ہو گیا تھا کہ تمہارے تابوت تیشے کے ہی بنیں گے۔ جب میں نے کہہ دیا تھا کہ سانس روک لو تو پھر۔۔۔" عمران نے اس بارہ قدرے فیصلے پہنچے میں کہا۔

"ماسٹر۔ میں نے سانس روکا تو تھا لیکن پھر میرا دماغ بند ہو گیا۔" جوانا نے کہا۔

"اچھا تو تمہارا خیال ہے کہ پہلے تمہارا دماغ کھلا ہوا تھا۔ بہت خوب۔ اور جوزف تم۔" عمران نے بڑے طنز یہ پہنچے میں کہا۔ "باس۔ میں نے سانس روکا تھا لیکن پھر میرے ذہن پر شوکانی دیوتا اتر آیا۔ اور باس اب شراب تو میرے دماغ میں موجود نہ تھی۔ کہ شوکانی دیوتا کا پیر پھیل جاتا اس لئے وہ کھڑا رہا۔" جوزف نے سر جھپکاتے ہوئے کہا۔

"تو شراب تمہارے معدے کی بجائے دماغ میں جا کر

کھلا گیا تھا۔ اس لئے جلد ہی وہ جگ بھر گیا۔ عمران نے نلی بند کرنے کی بھی تکلیف گوارا نہ کی اور جگ اٹھائے وہ بھاگتا ہوا واپس پہلے والے کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ساتھی اسی طرح تیسرے میٹھے انداز میں پڑے تھے۔ عمران نے کبھی کسی تیزی سے ان سب کے حلق کھول کر ان کے اندر باری باری پانی کی دھار ڈالنی شروع کر دی۔ وہ سب گوزندہ تو تھے لیکن ان کی حالت مردوں سے بھی بدتر تھی۔ ایسے لگتا تھا جیسے وہ زندگی کے آخری سچ پر پہنچے ہوں۔ لیکن پانی حلق کے اندر پڑتے ہی ان کے چہروں پر کسی حد تک زندگی کے آثار پیدا ہونے لگے۔ عمران نے آدھا جگ ان کے سروں پر اٹھایا اور ایک بار پھر ان کے منہ کھول کر حلق میں پانی ڈالنے لگا۔ اس بار سب نے جیسے جیسے گھونٹ لے کر پانی پی لیا۔ جب کہ پہلے پانی ان کی باجھوں سے باہر نکل گیا تھا۔ عمران ایک بار پھر خالی جگ لئے دوڑتا ہوا واپس باکھڑم میں آیا پانی ابھی تک اسی رفتار سے چل رہا تھا۔ اس نے دوبارہ جگ بھرا۔ اور ایک بار پھر اس نے ٹانگیں جھڑپا کر اڑ جانا کو پانی پلانا شروع کیا۔ دیا۔ اس بار وہ تینوں ہی کا پانی پی گئے اور اس کے ساتھ ہی ان تینوں کے جسم بھی سیدھے ہو گئے۔ ان کی آنکھیں کھلنے لگیں۔ عمران نے ایک بار پھر باقی پانی ان کے سروں پر ڈالنا شروع کر دیا اور پھر وہ تینوں ہی ایک جھٹکے سے اٹھے اور اٹھتے ہی وہ تینوں بے اختیار آگے کی طرف بھٹک گئے۔ انہیں تے آنی شروع ہو گئی تھی۔ اور اس کے ساتھ ان کے حلق سے سیاہی مائل پاؤ

”کتب کو چھوڑ دو۔ جو میں نے کہا تھا تم نے اس پر عمل کیوں نہیں کیا۔“ عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا تھا۔
 ”بس۔ سو رہی باس۔“ ٹائیگر نے بڑے شرمندہ لہجے میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

”دیکھو۔ یہ میں تمہیں لاسٹ وارننگ دے رہا ہوں سمجھو۔“ عمران نے جو کچھ بھانا چاہتا ہوں اس کے لئے تمہیں میرے تمام احکامات پر حرف بحرف عمل کرنا ہوگا۔ اب اگر تم نے لفظ سواری استعمال کیا تو دوسرا سانس نہ لے سکو گے۔ میں اس تصویر کو ضائع کر دینا زیادہ بہتر سمجھتا ہوں جو میری مرضی کے مطابق نہ بن سکے۔“ عمران کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا۔ اور ٹائیگر سر جھکائے خاموش کھڑا رہا۔ اس کے چہرے پر شدید ترین شرمندگی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

”آؤ اب یہاں سے نکلی چلیں۔ اب تم ٹھیک ہو گئے ہو۔ شکم ہے انہوں نے ایسٹ تو رس گیس استعمال کی تھی۔ اس کا خفصہ رنگ آسانی سے پہچانا جاسکتا ہے۔ اور اس گیس کا تریاق سادہ پانی جو تھکے۔ اس لئے تم بچ بھی گئے ہو۔ ورنہ تو تمہاری لاشیں بھی ان میں شامل ہو چکی ہوتیں۔“ عمران نے باہر کا رخ کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے سینوں ساتھی سر ملاتے ہوئے اس کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے۔

”پچھلی طرف ایک جیب موجود ہے۔ اب تم جیب پر جائیں گے۔“ عمران نے کہا اور انہیں لے کر غار کے عقبی حصے

شور ہوئی تھی۔ دیے ایک بات بتا دوں اگر تم نے شراب نہ چھوڑ دی ہوتی تو تمہارا تو خاتمہ بالآخر ہو چکا تھا کیونکہ ایسٹ تو رس گیس شراب پینے والوں پر دس گنا زیادہ تیزی سے اثر کرتی ہے۔ بہر حال ٹائیگر ہم بتاؤ۔ میں نے تمہیں تو سانس روکنے کی کافی پریکٹس بھی کرائی تھی۔“ عمران نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس۔ میں نے سانس روکنے کی کوشش ضرور کی تھی۔ لیکن فوراً ہی مجھے احساس ہوا جیسے میرے گلے میں پھنسا سا بڑا گینا ہو۔ اور پھر لاشوری طور پر میں نے سانس لیا اور اس کے بعد مجھے ہوش نہ رہا۔“ ٹائیگر نے بڑے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

”ہو نہ ہو۔ اس کا مطلب ہے تم نے آج کل یوگا کی مشقیں ترک کر دی ہیں۔“ عمران نے چونک کر کہا۔
 ”یوگا۔ ادھیس باس۔ اس مشن پر آنے سے ایک ہفتہ پہلے میں نے چھوڑ دی تھی کیونکہ میری کمر میں تکلیف رہنے لگی تھی۔“ ٹائیگر نے چونک کر کہا۔

”یہ گلے میں پھنسا اس وجہ سے پڑا ہے۔ کمر میں تکلیف اس لئے ہوتی ہوگی کہ تم نے تیسری مشق میں دایاں پیر بائیں ران پر رکھ دیا جو کہ میں نے تمہیں کہا تھا کہ بائیں پیر دایاں ران پر رکھنا۔“ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
 ”مگر وہ کتاب میں تو ایسے ہی تھا باس۔“ ٹائیگر نے جھجکتے ہوئے کہا۔

”سنو۔ میں نے تمہیں دیکھ لیا ہے۔ اس لئے اگر زندگی چاہتے ہو تو باہر آ جاؤ۔“ عمران نے زور سے چیخ کر کہا۔ تو دوسرے لمحے وہ سیاہ فام کھیت میں کھڑا ہو گیا۔ اس کا سیاہ چہرہ موت کے خوف سے جڑی طرح زرد پڑ گیا تھا اور آنکھیں ایک لحاظ سے بے نور سی نظر آنے لگی تھیں۔

”بھراؤ۔“ عمران نے کمرخت ہاتھ میں کہا۔ اور نوجوان اس طرح کھیت کے اندر چلتے ہوئے آگے بڑھنے لگا جیسے کوئی پھانسی چڑھنے کے لئے پھانسی گھاٹ کی طرف جا رہا ہو۔

”سنو۔ ڈرو نہیں۔ ہم سفید فام نہیں ہیں۔ تمہارے دوست ہیں۔“ عمران نے نرم ہاتھ میں کہا تو اس نوجوان کا ہر وہ تیزی سے ناپا مل ہوئے لگا۔ شاید اس نے جیب میں بیٹھے ہوئے جوزف اور جونا کو بھی دیکھ لیا تھا جو اس کی طرح سیاہ فام تھے۔ لیکن خوف دور ہوتے ہی اب اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

”تمہارا نام کیا ہے۔“ عمران نے جیب سے نیچے اتر کر بڑے شفقت بھرے انداز میں اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

”گوئی۔“ میرا نام گوئی ہے۔“ ج۔ ج۔ ج۔ جناب۔“ نوجوان نے بھکاتے ہوئے کہا۔ گوئی اس کے چہرے پر موجود شدید ترین خوف کے تاثرات تو دور ہو گئے تھے لیکن آنکھوں میں اب ہی خوف کے ہلکے سے تاثرات نمایاں تھے۔

کی طرف آ گیا وہاں ایک عام سی لینڈ روڈر جیب موجود تھی۔ وہ جیب میں بیٹھے اور چند لمحوں بعد جیب فارم کے بیرونی پھاٹک کے قریب پہنچ گئی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر چونکہ عمران خود تھا۔ ڈرائیونگ ساٹھ بیٹھا ہوا تھا۔ اس لئے ڈرائیونگ سے پیچے اترتا اور اس نے پھاٹک کھول دیا۔ عمران جیب کو فارم سے باہر لے آیا۔ اور پھر وہ اُسے کھیتوں کے درمیان دوڑاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک اُسے کھیتوں میں دوڑانے کے بعد وہ سختہ سڑک پر پہنچ گئے۔ لیکن عمران نے جو ہنس کی طرف جانے کی بجائے مخالف سمت جیب کا رخ کر لیا۔ اور پھر کچھ دیر تک سختہ سڑک پر چلنے کے بعد عمران نے جیب دائیں ہاتھ پر جاتے ہوئے ایک کپے راتے پر اتار دی۔ یہ راستہ بھی کھیتوں کے درمیان سے ہوتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ ابھی وہ مقصود ہی ہی دور گئے ہوں گے کہ انہوں نے دور سے سڑک پر جاتے ہوئے ایک نوجوان سیاہ فام کو دیکھا۔ جو تیز تیز قدم اٹھاتا اُسی طرف کوجار مارتا تھا۔ جس طرف عمران کی جیب کا رخ تھا۔ لیکن جیسے ہی جیب ڈلا آگے بڑھی اس سیاہ فام نوجوان نے سڑک جیب کی طرف دیکھا دوسرے لمحے وہ اس طرح سبکی کی سی تیزی سے سڑک سے دوڑ کر ایک کھیت میں چھپ گیا۔ جیسے جیب کی بجائے اس نے موت۔ فرشتے کو دیکھ لیا ہو۔ عمران نے ہونٹ بیٹھنے لئے۔ لیکن اس کو نفیس اس کھیت پر بھی ہوئی تھیں جس میں وہ سیاہ فام نوجوان داخل ہوا تھا۔ عمران نے جیب اس جگہ جا کر روک دی۔

"ٹھیک ہے۔ میں ابھی اُسے لے آتا ہوں۔" گوہی نے کہا اور پھر وہ اتنی تیزی سے کچے راستے پر دوڑنے لگا جیسے لکے پیروں میں کوئی مشین فٹ ہو گئی ہو۔

یہاں سے کتنی دور ہے کسی۔۔۔ مگر جناب دلمان سستی میں بھی فوجیوں
 "جی۔ جی۔ دو میل ہے۔ مگر جناب دلمان سستی میں بھی فوجیوں
 کے غلام رہتے ہیں۔ وہ ہیں تو ہم میں سے۔ لیکن ان کا کھلتے ہیں
 غدار ہیں۔" گوئی نے بڑے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "ادھ واقعی تم نے درست کہا ہے۔ اچھا سنو۔ ہم یہیں کبھی
 میں چھپ جاتے ہیں۔ جیب ہم واپس بھیج دیں گے۔ تم جا کر بیٹائی

بات میں شریک کا حوالہ ضرور دیتا تھا۔

"لوں خواہ وہ بات لوالہ جار ہے ہو سیدھی بات نہ کرو کہ جب مجھے شراب ملتی تھی تو زندہ تھا۔ اب تو لاش ہوں" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"دیے پاس سچی بات یہی ہے کہ مجھے بالکل ایسے ہی محسوس ہوتا ہے جیسے اب جوزف دنیا پر زندہ ہی نہ ہو۔" جوزف نے بولے بے چارگی بھرے لہجے میں کہا۔

"پاس۔ دراصل شراب جوزف کی انسانی عادت بن چکی تھی۔ شراب یہاں نہ ملنے کے باوجود جوزف اپنی عادت سے مجبور ہے۔ میں نے کئی بار دیکھا ہے کہ لاشخوری طور پر جوزف جیب میں یا کٹھالتا ہے جیسے شراب کی بوتل نکالنے لگا ہو۔ لیکن پھر اس کے چہرے پر مایوسی سی دوڑنے لگتی ہے۔" ٹائیگر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں۔ میں نے بھی اسے محسوس کیا ہے۔ لیکن یہاں ہمارے پاس بالکل وقت نہیں ہے کہ ہم مشن چھوڑ کر شراب تلاش کرتے پھریں۔ اس لئے اب مجھے جوزف کی اس شراب نوشی والی عادت کا کوئی علاج کرنا پڑے گا۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"علاج۔ کون سا علاج پاس۔ شراب کا علاج شراب ہی ہو سکتی ہے۔ مگر پاس مشن پہلے اس لئے تو ہیں کہ کوئی احتجاج نہیں کیا۔" جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جس قوم میں ایسا جذبہ ہو ٹائیگر۔ وہ زیادہ دیر تک محکوم نہیں رہ سکتی۔" عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے

سر ہلا دیا۔
"جوانا۔ ایسا کہ وہ اس جیب کو واپس لے جاؤ اور میں روڈ پر کچھ دور جا کر درختوں کے جھنڈ میں کہیں کھڑکی کر کے والیں آجاؤ۔ ہم اس دوران ادھر سامنے درختوں کے جھنڈ میں کھڑے ہیں۔" عمران نے جوانا سے کہا۔ اور جوانا نے سر ہلا دیا۔ پھر ٹائیگر اور جوزف نیچے اتر آئے جب کہ جوانا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کار کو تیزی سے آن کر کے واپس موڑا اور اسے جھکا کر ہوا جلہ ہی ان کی نظروں سے اوجھل ہو گیا اور عمران ٹائیگر اور جوزف کو ساتھ لئے کھیت کے اندر سے گزرتا ہوا درختوں کے چھوٹے سے جھنڈ کی طرف بڑھ گیا۔

پھر تقریباً پندرہ منٹ بعد دور سے جوانا آتا دکھائی دیا۔
"ٹائیگر۔ مجھ سے کچھ بات کرنے کے باوجود وہ اس طرح دوڑتا ہوا آ رہا ہے کہ اس پر حیرت ہوتی تھی۔"

"یہ تو شاید ورلڈ ریس میں حصہ لے رہا ہے۔ چلو سونے، تمخل کیا تو چار دن اچھے گزار جائیں گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر بے اختیار ہنس پڑا۔

"پاس۔ جب میں شراب پیتا تھا تو اس سے زیادہ دوڑ سکتا تھا۔" جوزف نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ جوزف کا اب تکیہ کلام بن چکا تھا کہ وہ

"باس وہ نشہ والی بات آپ کو رہے تھے"۔ جوزف نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"ابھی نہیں۔ ابھی تو میرے پاس سوچنے کا بھی وقت نہیں ہے۔" واپس جا کر سوچوں گا۔ فکر مت کرو۔ ایسی چیز ضرور سامنے آئے گی۔ چاہے مجھے تمہاری خاطر دریا کے اندر ایک ٹائٹل پر کھڑا ہو کر افریقہ کے سب سے بڑے دیوتا کا چلنے کیوں نہ کاٹنا پڑا۔ جوزف کے لئے میں سب کچھ کر سکتا ہوں۔"۔ عمران نے کہا۔ اور جوزف کا چہرہ مسرت سے جگمگا اٹھا۔

"اوہ۔ تم عظیم ہو باس۔ کمٹائی پہاڑ کے بڑے دیوتا سے بھی عظیم۔ جوزف تمہیں سلام کر رہا ہے۔" جوزف نے انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی وہ عمران کے سامنے رکوع کے بل جھکا گیا۔

"باس۔ وہ گوبی آر ہے۔ اس کے ساتھ ایک ادب آدمی بھی ہے۔" اُسی لمحے ٹائیگر نے کہا اور عمران چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ واقعی دور سے دو سیاہ فام تیز تیز قدم اٹھاتے ادھر آرہے تھے۔ اور گوبی اتنی دور سے بھی صاف پہچانا جاسکتا تھا۔

"جوزف جاؤ اور انہیں یہیں جھنڈ میں لے آؤ۔" عمران نے جوزف سے کہا۔ اور جوزف سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور پھر درختوں کے جھنڈ سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کھیت کے

"اس مش سے اگر زندہ بچ کر واپس گئے تو پھر مجھے سوچنا پڑے گا کہ کوئی ایسی چیز جوزف کے لئے تجویز کی جائے کہ اگر کہیں شراب نہ دستیاب ہو سکے تب بھی جوزف کا نشہ پورا ہوتا رہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایسی کیا چیز ہو سکتی ہے باس۔" جوزف نے بڑی طرح چونکے ہوئے کہا۔ کیونکہ یہ بات تو اس کے تصور میں بھی نہ آ سکتی تھی کہ شراب کے علاوہ بھی کوئی چیز نشہ کر سکتی ہے دیے ٹائیگر بھی حیرت پھرے انداز میں عمران کو دیکھنے لگا تھا۔ اُسی لمحے جوانا اُسی طرح دوڑتا ہوا ان کے پاس پہنچ گیا۔ لیکن اس قدر تیز دوڑنے کے باوجود اس کا سانس کچھ زیادہ نہ پھولا تھا۔

"گنگو جوانا۔ اگر تمہارا سانس پھول جاتا تو میں تمہیں گوبھی کے ایک سو پھول بیک وقت کھانے کی سزا دیتا۔"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماسٹر۔ مجھے تے کی وجہ سے کچھ کمزوری سی محسوس ہو رہی تھی اس لئے میں نے سوچا کہ دوڑنے سے یہ کمزوری دور ہو جائے گی۔"۔ جوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "دوڑنا تو بذات خود کمزوری کی علامت ہے بلکہ بزدلی بھی۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اوہ نہیں ماسٹر۔ میں وہ بزدلی والی دوڑ تو نہیں لگا رہا کہ جوانا نے احتجاج کرتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

”جی جناب۔ مگر.....“ ٹاشو نے حیران ہوتے ہوئے کہہ۔

”میں نے صرف زرد پہاڑ پر موجود سرخ گرجے کا پتہ پوچھنا ہے۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوه۔ یس۔ یس۔ یس۔ میں سمجھ گیا سر۔ آپ عمران صاحب ہیں۔ مجھے چیف نے خاص طور پر تاکید کی تھی کہ اگر عمران صاحب یا ان کا کوئی ساتھی مجھ سے رابطہ کرے تو میں اپنی جان دے کر بھی ان کی مدد کروں۔ یہ میری خوش قسمتی ہے سر کہ آپ جیسے عظیم آدمی نے مجھے بلایا ہے۔“ ٹاشو نے انتہائی گنجائش بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہارے پاس کے دن کے بارے میں کیا اطلاعات ہیں؟“ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوه سر۔۔۔۔۔ کے دن اور اس کے ساتھی سب مارے گئے ہیں سر۔ ان کا اڈہ مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے سر۔ اب کے دن کی بجائے کے ٹوسٹ مین آگیا ہے سر۔“ ٹاشو نے دکھ بھرے لہجے میں جواب دیا۔

”کیا ان فوجیوں نے یہ کے دن والا اڈہ تباہ کیا ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”جناب! اچانک فوجیوں نے اڈے پر چھاپہ مارا۔ بڑے زور کی جنگ ہوئی سر۔ پھر کے۔ دن نے اصول کے مطابق اپنا

درمیان سے ہوتا ہوا اس راستے کی طرف بڑھنے لگا جدھر سے وہ دونوں آ رہے تھے۔

”یہ ٹاشو کون ہے باس۔“ ٹاشو نے پوچھا۔

”یہ کوا ابو کا خاص آدمی ہے۔ خفیہ سرکل کا انچارج ہے۔ کوا ابو تنظیم نے یہاں دوسرے سرکل قائم کر رکھے ہیں۔ ایک تو باقاعدہ اڈے بنا کر کوریل کا ردائی کرتے ہیں۔ انہیں یہ لوگ وائٹ سرکل کہتے ہیں دوسرا ایک سرکل ایلسے جو کوا ابو کے لئے مخبری کا کام کرتے ہیں یہ بلیک سرکل کہلاتا ہے۔ اور ٹاشو بلیک سرکل کا انچارج ہے۔ سام نکولمنے اس کا نام بھی بتایا تھا اور اس کے لئے کوڈزنس رکھا گیا تھا جب کہ وائٹ سرکل کے انچارج کے لئے دوسرا کوڈ تھا۔ وائٹ سرکل نے تو ہمیں موت کے دھانے میں پہنچا دیا تھا اور سب نے ان کا اپنا کیا دشتہ ہوا ہوگا۔ اس لئے اب سوائے اس ٹاشو کی مدد لینے کے اور کوئی چارہ کار نہیں رہا۔“ عمران نے مختصر طور پر بات کرتے ہوئے کہا۔ اور ٹاشو نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد جوزف گوئی اور اس کے ساتھ آنے والے پختہ عمر کے ایک سیاہ فام سمیت جھنڈ میں آگیا۔ گوئی اور دوسرے سیاہ فام نے بڑے مؤدبانہ انداز میں عمران کو سلام کیا۔

”تمہارا نام ٹاشو ہے۔“ عمران نے اس پختہ عمر والے سے پوچھا۔

ایڑھی زور سے زمین پر ماری۔ دوسرے لمحے ایڑھی سے ٹون ٹون کی آوازیں نکلے گئیں۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ بی۔ سی۔ دن کا لنگ۔ بی۔ سی۔ جینڈر ڈھکری اور۔۔۔“ ٹاشو کا اہجہ یک لمخت بے حکم کھٹ ہو گیا۔ انداز ایسا تھا جیسے کوئی بھٹیڑ یا غرار ہو۔

”یس۔۔۔ بی۔ سی۔ جینڈر ڈھکری اسٹنڈنگ اور۔۔۔“ چند لمحوں بعد بوٹ میں سے ایک منمناتی سی آواز سنی دی۔ ”سنو۔ فوراً پیلا اڈہ اڑا دو۔ وہ واٹ جب کی نظروں میں آچکا ہے۔ اور وہاں موجود بھٹیڑ جیسے مر چکے ہیں اور۔۔۔“ ٹاشو نے اُسی طرح غرائے دالے بلجے میں کہا۔

”یس باکس اور۔۔۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی ٹاشو نے اور اینڈ آف کہا اور بوٹ کو ایک بار پھر زمین پر مخصوص انداز میں مار کر اُس نے اسے پہن لیا۔ ”وہ اب تباہ ہو جائے گا۔۔۔ اب آپ حکم کریں سر۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں سر۔“ ٹاشو نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا اس کے بلجے میں پہلی سی لمحات آگئی تھی۔ اور اگر عمران اُسے خود بات کرتے نہ دیکھ لیتا تو شاید کبھی یقین نہ کرنا کہ وہ کدخت اور بھٹیڑیے کے غرائے جیسا اہجہ ٹاشو کا ہو سکتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں پسندیدگی کے آثار ابھرتے۔ ”گڈ شو ٹاشو۔۔۔ تم میں واقعی بلیک سمرکل کے چیف بننے کی صلاحیتیں موجود ہیں۔“ عمران نے تحسین آمیز بلجے

اڈہ خود تباہ کر دیا۔ کیونکہ واٹ سمرکل کا اصول یہی ہے کہ دشمن کے ہاتھ نہ کوئی آدمی زندہ آئے اور نہ اڈے کا کوئی ردی کاغذ۔ ہر اڈے میں ایسے انتظامات موجود ہوتے ہیں سر کہ اُسے آسانی سے اس طرح تباہ کیا جاسکتا ہے کہ وہاں داکھ بھی باقی نہیں بچتی۔“ ٹاشو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔ ”مگر۔ اس کا مطلب ہے کہ فوجیوں کو اس اڈے سے کوئی تفصیلات نہیں دیں۔ مجھے یہی خطرہ تھا کہ انہیں سارے سیٹ اپ کا علم نہ ہو جائے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا ٹاشو کی بات سن کر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھرتے تھے۔

”اوہ۔ نو۔ کوئی چیز ہاتھ آہی نہیں سکتی تھی۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا۔ حالانکہ اڈے تو کھڑے جاتے رہتے ہیں ویسے تو ہم سب حیران ہیں سر کہ انہیں کے۔ دن کے اس خفیہ ترین اڈے کا علم کیسے ہو گیا۔“ ٹاشو نے انتہائی سنجیدگی سے بات کرتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے اُسے ہیلی کاپٹر سے کال کرنے سے لے کر فارم میں ہونے والے واقعات مختصر طور پر بتا دیئے۔

”اوہ۔ پیلا اڈہ بھی ختم ہو گیا۔ لیکن سر وہ تباہ نہیں ہوا جو گا۔ اب مجھے فوراً آدمی بھیج کر اُسے تباہ کرنا ہو گا۔ ایک منٹ سر“ ٹاشو نے گھبراتے ہوئے بلجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے اپنے دائیں پیر میں پہنا ہوا عام سا جو تار اور اس کی

میں کہا۔ ”نہ میرے ساتھ آئیں۔ میرے پاس ایک ایسی جگہ موجود ہے جس کا ان سفید کتوں کو علم نہیں ہے۔“ ٹاشو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے دراصل اسلحہ فوجی پونیفارم اور ایک میک اپ باکس وغیرہ چاہئیں۔ اگر تم یہ مہیا کر سکتے ہو تو ٹھیک۔ ورنہ کسے ٹوکے اڈے کا پتہ بتا دو۔ ہم وہاں سے حاصل کریں گے۔“ عمران نے کہا۔

”سب کچھ آپ کو مل جائے گا۔ آپ بے فکر رہیں۔ آئیے۔“ ٹاشو نے کہا اور عمران نے اطمینان کے انداز میں سر ہلایا اور پھر اپنے ساتھیوں کو ساتھ آنے کا اشارہ کر کے ٹاشو کے پیچھے چل پڑا۔

ہنگلے سے نکل کر جیب عام میدانوں میں سے گزرتی ہوئی تقریباً ایک گھنٹے بعد دور دور تک پہلے ہوئے ایک صحرائیں داخل ہو گئی۔ یہ صحرا واقعی سرخ صحرا کہلانے کا حصہ دکھائی دیا کیونکہ اس کی ریت زرد ہونے کی بجائے سرخ رنگ کی جھلک لے ہوئے تھی۔ اور اس وقت جب کہ سورج اس صحرا کے اندر دور غروب ہو رہا تھا ریت کا رنگ اور بھی زیادہ گہرا سرخ ہو گیا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے یہ صحرا نہ ہو غول کا لہریں لیتا ہوا سمندر ہو۔ جیب خاصی نیرفتاری سے صحرائیں بڑھی جا رہی تھی۔ کہ اچانک ٹیلے سے پیچھے سے چار مسلح فوجی اچھل کر سامنے آئے اور انہوں نے اپنی مشین گنوں کا رخ جیب کی طرف کر دیا۔ ڈرائیو نے جیب روک دی۔

”شناخت بتاؤ۔“ ایک فوجی نے انتہائی کمزور ہجے میں کہا۔

لوگوں بعد وہ داپس آئی اور بغیر کچھ کہے وہ جیب پر سوار ہو گئی۔ اُسی لمحے سامنے موجود ایک بڑا سا ٹیلہ ——— سائیدٹیں کھسک گیا اور پھر شیلے نے جو جگہ خالی کی وہاں ایک سرنگ سی نیچے جاتی ہوئی دکھائی دی۔ سرنگ خاصی چوڑی تھی جس کے اندر باقاعدہ پختہ سرنگ بنی ہوئی تھی۔ اور ڈرائیور نے جیب آگے بڑھا دی۔ اب صفدر سمجھ گیا کہ تنویر کیوں اطمینان سے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی عدم موجودگی میں ظاہر ہے ان دونوں نے پیٹریشیل سے یہ ساری معلومات حاصل کر لی ہوں گی۔ ویسے صفدر کو ان کا یہ طریقہ کار خاصا پسند آیا تھا۔ کیونکہ اس طرح تینوں افراد نے اپنے اپنے طور پر شناخت میں حصہ لیا تھا۔ ڈرائیور نے پاس در ڈبیا یا سائیکل نے شیلے کے پیچھے جا کر کچھ کہا اور آخر میں پیٹریشیل نے فاصلہ سچ دیا۔ اس طرح اگر ان تینوں میں سے ایک بھی غلط آدمی ہوتا تو وہ آسانی سے پکڑا جاسکتا تھا۔ جیب اب سرنگ کے اندر تیزی سے دوڑتی جا رہی تھی۔ پھر سرنگ کے سامنے ایک دیوار آگئی۔ ڈرائیور نے مخصوص انداز میں وقفہ وقفے سے پانچ بار بڑان دیا تو دیوار سر کی تیز آواز کے ساتھ ایک طرف ہٹ گئی۔ اور صفدر تو یہاں اور جولیا تینوں سامنے کا منظر دیکھ کر حیران رہ گئے۔ سامنے ایک وسیع میدان تھا۔ جس پر مصنوعی چھت بنائی گئی تھی۔ میدان کی چاروں سائیدٹوں میں بڑی بڑی بارکیں بنائی گئی تھیں۔ جن کے سامنے برآمدے تھے۔ درمیان میں بے شمار افراد مختلف درخشوں اور کمرتبوں میں مصروف تھے۔ وہاں انہیں

"مشن ایف پوائنٹ ٹو"۔ ڈرائیور نے تیزی سے کہا۔
 "کیا لے آئے ہو ساتھ"۔ اُسی فوجی نے تیز لہجے میں پوچھا۔
 "دو آدمی اور تین لاشیں"۔ ڈرائیور نے جواب دیا۔
 "اور کسے"۔ اس فوجی نے کہا۔ اور پھر اپنے ساتھیوں کو اشارہ کر کے تیزی سے دوبارہ شیلے کے پیچھے غائب ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی حیرت انگیز پھرتی سے شیلے کے پیچھے چلے گئے اور ڈرائیور نے جیب آگے بڑھا دی۔ لیکن اب اس کی رفتار آہستہ تھی۔ پتھر آگے جانے کے بعد اس نے ایک شیلے کے ساتھ جیب روکی اور جیب رکتے ہی سائیکل بجکی کی سی تیزی سے پھٹک لگا نیچے اترا۔ اور شیلے کے پیچھے غائب ہو گیا۔ تقریباً دو تین منٹ بعد وہ دوبارہ نمودار ہوا اور اسی طرح اچھل کر جیب پر سوار ہو گیا۔ جولیا لاطعلقی کے انداز میں خاموش بیٹھی ہوئی تھی۔ اور صفدر دل ہی دل میں شکریا ادا کرتا تھا کہ یہ سارا کام یہ لوگ خود ہی کر رہے ہیں۔ ورنہ جولیا لازماً پھنس جاتی۔ کیونکہ اسے تو شناخت وغیرہ کو علم ہی نہ تھا۔ البتہ تو یہ جولیا کی طرح مہذب بیٹھا ہوا تھا۔ سائیکل کے جیب پر داپس بیٹھ ہی جیب تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اور تقریباً سو گز دور جا کر ایک بار پھر ڈرائیور نے بریک لگائی۔ تو اس بار جولیا بغیر کسی سے کچھ کہے اچھل کر جیب سے نیچے اتری اور دائیں طرف موجود شیلے کی طرف تیزی سے بڑھنے لگی۔ صفدر کے ہونٹ بھیچ گئے۔ اس نے تنویر کی طرف دیکھا لیکن تنویر کے چہرے پر اطمینان تھا۔ جولیا شیلے کے پیچھے چلی گئی۔ اور چند

نراب کی بڑی سی بوتل کپڑے ہوئے تھا۔ اس کی آنکھیں تیز شراب کے نشے کی وجہ سے سرخ ہو رہی تھیں۔
 ”آگئیں تم پیٹریشیا۔ بڑا وقت لگا دیا یہ لاشیں حاصل کرنے میں۔ اسے یہ دو اجنبی کون ہیں۔“ اس نوجوان نے جولیبا سے بات کہتے کہتے چوٹک کر صفر اور تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہونہر۔ تو شیفرڈ آپ نے میری عدم موجودگی کو غنیمت سمجھتے ہوئے پھر بڑی بوتل اٹھائی۔“ جولیبا نے مصنوعی طور پر غصے نما ز میں جواب دیا۔

”اوہ ہاں۔ ارے میں تو بھول گیا تھا کہ پیٹریشیا کو یہ شراب بھی نہیں ملتی۔ یہ لو۔“ چیف شیفرڈ نے سنتے ہوئے کہا۔
 دو بوتل ایک طرف پڑی ہوئی ہوئے کی بڑی سی باسکٹ میں اچھال ی۔

”یہ لاشیں یہاں رکھو اور مائیکل تم جاؤ۔“ جولیبا نے مڑ کر خدرا تنویر اور مائیکل سے کہا۔ اور ان تینوں نے جلدی سے نہیں فرس پر رکھیں اور پھر مائیکل واپس مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ کمرہ ساؤنڈ پر دھوکا تھا۔ اور اندر اس کی ہانڈل کے ساتھ جہیز تین اسلحہ باقاعدہ زیبائش کے طور لگایا گیا تھا۔

پیٹر۔ دروازہ لاک کر دو۔ تاکہ میں شیفرڈ کو وہ خفیہ رپورٹ لے سکوں جس کے لئے میں تمہیں ساتھ لائی ہوں۔“ جولیبا

باقاعدہ گوریل ٹریننگ دی جا رہی تھی۔ جیب میدان میں داخل ہو کر دائیں طرف کو مڑ گئی اور پھر کنارے پر دوڑتی ہوئی ایک بیرک کے سامنے جا کر رک گئی۔ اس بیرک کے سامنے برآمدے میں چار مسلح افراد موجود تھے۔

”یہ لاشیں اٹھاؤ۔“ جولیبا نے جیب سے اترتے ہوئے مائیکل، صفر اور تنویر تینوں سے کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ صفر نے جلدی سے پیٹریشیا کی لاش اٹھا کر کاندھے پر ڈال لی۔ جب کہ پیٹر اور کھامسن کی لاشیں تنویر اور مائیکل نے اٹھائیں اور پھر وہ تینوں جولیبا کے پیچھے چلتے ہوئے ایک راہداری میں سے گزر کر ایک دروازے پر پہنچ گئے۔ دروازے پر ایک مسلح فوجی موجود تھا۔ جو جولیبا کو اتار دیکھ کر پیٹھ ہی اندر چلا گیا تھا۔ جولیبا دروازے کے سامنے جا کر رک گئی تھی۔ جب صفر، تنویر اور مائیکل واپس پہنچے تو وہ فوجی باہر نکلا۔

”چیف آپ کے منتظر ہیں۔“ فوجی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی وہ خود ایک طرف ہٹ گیا۔ جولیبا نے ہلائی ہوئی اندر داخل ہوئی تو یہ ایک بڑا مال بنا کمرہ تھا۔ جس میں ایک کوناد فتر کے انداز میں سجا ہوا تھا جب کہ باقی جگہوں پر بہت سی صوفے رکھے گئے تھے۔ ایک صوفے پر ایک قدرے بے جین قد لیکن بھاری جسم والا نوجوان نیم دراز تھا۔ اس کے جسم پر گہری سبز کپڑے والی فوجی یونیفارم تھی۔ اس کی ٹی کیپ ساتھ میز پر رکھی ہوئی تھی اور وہ دونوں ٹانگیں میز پر رکھے ہاتھ میں

ادودہ لہرا تا ہوا دوبارہ صوفے پر گرے اور پھر صوفے پر گر کر گھومتا ہوا
 اوندھے منہ فرش پر جا کر اس کا جسم ساکت ہو چکا تھا۔
 "یہ گوریلا فائننگ کا ماہر تھا۔ اس لئے میں نے فوری ایشن لیا
 ہے۔ اگر اسے ذرا بھی ٹسک پڑ جاتا تو شاید ہمارے لئے مسئلہ
 کھڑا کر دیتا۔" جولیانے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "تم نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ میں بھی ایسی ہی کارکردگی چاہتا
 ہوں۔" تنویر نے مسرت بھرے انداز میں کہا۔ اور صفدر نے
 بھی مسکرا کر ہر ملا دیا۔

"واقعی یہ اچھا فیصلہ ہے۔" صفدر نے کہا اور تیزی
 سے ایک سائیڈ پر رکھی ہوئی میز کی طرف دوڑ پڑا۔ چند لمحوں
 بعد اس نے میز کی نیچلی دراز سے ایک میک اپ باکس نکال
 لیا۔

"تنویر یہاں دراز میں جبت سے فائلیں موجود ہیں۔ ان میں
 دیکھو۔ یہاں کا کوئی تفصیلی نقشہ بھی موجود ہو گا۔ جس میں اسٹے کا
 سٹور دکھایا گیا ہو گا۔ ہم اس سٹور کے اندر ٹیم ہم لگا کر باہر
 نکل جائیں گے۔ اس طرح یہ اڈہ آسانی سے تباہ ہو جائے گا۔"
 صفدر نے میک اپ باکس اٹھا کر ایک طرف بنے ہوئے باہت

روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ اور تنویر ہر ملا تا ہوا میز کی
 طرف بڑھ گیا جب کہ جولیانے فرش پر پڑے ہوئے شیفر ڈی
 ٹانگ پکڑ کر اُسے ایک طرف گھسیٹا اور پھر اس کی جیبوں کی تلاشی
 میں شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ اس کی جیبوں سے ایک چھوٹا

نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور صفدر تیزی سے مڑا اور اس
 نے دروازہ اندر سے لاک کر دیا۔

"کیا بات ہے پیئریشیا۔ تم ضرورت سے کچھ زیادہ ہی سنجیدہ
 ہو رہی ہو۔" شیفر ڈی نے اپنی ٹانگیں سمیٹ کر بیچے رکھیں اور
 ساتھ ہی وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر بھی
 گہری سنجیدگی عود کر آئی تھی۔

"بات بہت اہم ہے شیفر ڈی۔ پہلے یہ بتاؤ کہ یہاں میک اپ
 کا سامان ہوتا تھا۔ اب بھی ہے۔" جولیانے حد سنجیدہ تھی۔
 "میک اپ کا سامان۔ کیوں۔" ہے تو سہی اور صفدر میری
 میز کی دراز میں ہے۔ لیکن کیوں۔" شیفر ڈی نے انتہائی تیز
 اور تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"اس لئے مسٹر شیفر ڈی۔ کہ میں نے تمہیں دیکھ کر فیصلہ کر لیا
 ہے کہ تمہاری جگہ یہ بیٹھ لے گا۔ اس کا قد و قامت اور جسم
 بالکل تم سے ملتا ہے۔" جولیانے منہ بناتے ہوئے
 لیکن لہجہ اور انداز پیئریشیا والا ہی تھا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہی ہو تم پیئریشیا۔" شیفر ڈی حیرت
 کی زیادتی سے قہری طرح چونک پڑا۔ لیکن اس سے پہلے
 اس کا حیرت سے کھلا ہوا منہ بند ہوتا جولیا کا ماتھ جیب سے
 باہر آیا اور اس کے ساتھ ہی گویوں کی ٹوڑا ٹراٹراٹ اور شیفر ڈی
 کی جیبوں سے کمرہ گونج اٹھا۔ مشین پشیل سے بھکنے والی گونج
 نے ایک لمحے میں شیفر ڈی کے سینے میں بے شمار سوراخ کر دیے۔

”یہ دیکھو۔ یہ ہے اسلحہ خانہ“۔ تنویر نے کہا اور صفدر سر ہلاتا ہوا نقشے پر جھک گیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب آؤ۔ سب سے پہلے وہیں چلتے ہیں۔ اور پھر وہاں سے باہر نکل جائیں گے۔“ صفدر نے کہا۔
 ”لیکن ایک بات پر تو تم نے غور نہیں کیا۔ اب اگر شیفر ڈکے ساتھ میں اور تنویر باہر گئے تو تیسرے آدمی کے بارے میں کیا کہیں گے۔ میرا مطلب ہے تمہارے بارے میں کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ اندرمیر نے علاوہ دو آدمی موجود ہیں۔“ جولیا نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو جولیا۔ ہاں اس کی لاش کو چھپانا پڑے گا۔ تنویر تم اسے گھسیٹ کر ہاتھ روم کی الماری کے پیچھے ڈال دو۔ اور جولیا تم یہاں موجود خون کے نشانات صاف کر دو۔ باقی میں سنبھال لوں گا۔“ صفدر نے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے دوبارہ اپنے اپنے کاموں میں لگ گئے۔ جب کہ صفدر غور سے اس نقشے کو دیکھتا رہا۔

”ٹھیک ہے۔ دونوں کام ہو گئے۔“ جولیا اور تنویر نے قریب آکر کہا۔

”او۔ کے۔ آؤ چلیں۔“ صفدر نے اس بار شیفر ڈکے لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”سو پیٹریشیا نے مجھے بتایا تھا کہ شیفر ڈکے نے ماسٹون کے سامنے انتہائی سخت گیر رویہ رکھتا ہے۔ وہ صرف پیٹریشیا

لیکن جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر۔ ایک مشین پٹل اور چابیوں سے بھرا ہوا ایک رنگ برآمد کچل تھی۔ اس نے ان چیزوں کو میز پر رکھا اور پھر اس کی دوبارہ اچھی طرح تلاشی یعنی شہ درع کر دی چند لمحوں بعد جولیا نے اس کی یونیفارم کے اندر جتنی ہوئی ایک پتلی سی خفیہ جیب میں سے ایک چھوٹی سی ڈائری نکال لی۔
 اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگی۔ دوسرے لمحے اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔ ڈائری کے اندر جہت سے نام۔ پتے اور ان کے فون نمبر درج تھے۔ اور سب سے اوپر ڈی۔ ایف چیفس کے الفاظ لکھے ہوئے تھے۔ جولیا سمجھ گئی کہ ڈائری میں ایسے ہی اڈوں کے چیفس کے نام درج ہیں۔ چونکہ ان کے پتے اور فون نمبر بھی درج تھے۔ اس لئے انہیں آسانی سے ٹریس کیا جا سکتا تھا۔

”جولیا۔ یہ دیکھو۔ یہ ہے اس اڈے کا نقشہ۔“ اُسی لمحے تنویر نے کہا۔ اور جولیا نے ڈائری بند کر کے اُسے جیب میں ڈال لیا۔ تنویر کے ہاتھ میں ایک نقشہ تھا۔ اس نے میز پر رکھ کر وہ نقشہ کھول دیا۔ یہ واقعی اس اڈے کا نقشہ تھا۔ اور پھر چند ہی لمحوں میں انہوں نے داتیں ہاتھ پر آخری بیرک میں موجود اسلحہ خانے کو چیک کر لیا۔

اُسی لمحے صفدر ہاتھ روم سے باہر نکلا تو وہ مکمل طور پر شیفر کے میک اپ میں تھا۔ اور اس نے ہاتھ روم کی الماری پر موجود اس کی نئی یونیفارم بھی پہن لی تھی۔

"دین سٹور چیک کرنا ہے۔" صفدر نے سخت لہجے میں کہا۔ صفدر نے وہی الفاظ کہے جو نقشے میں درج تھے۔

"اوہ۔ ایس سر۔" اس نوجوان نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ ملایا تو ایک سائیڈ سے ایک جیب تیزی سے نکل کر ان کے سامنے آکر رک گئی۔ صفدر اچھل کر ڈرائیور کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ جب کہ خولیا اور تنویر عقی سیٹوں پر پہنچ گئے۔ وہ نوجوان عقی ٹائمر پر بیر رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

"دین سٹور۔" پیٹھ سے اس نوجوان نے چیخ کر ڈرائیور سے کہا تو ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے جیب آگے بڑھا دی۔ میدان میں بے شمار فوجی ابھی تک ٹریننگ میں مصروف تھے۔ یہ ساری ٹریننگ ڈوگو فائٹرز کے سلسلے میں دی جا رہی تھی۔ تاکہ ان کی مدد سے ساؤتھ افریقہ اور بنییا میں سیاہ فاموں پر ایسی موت وارد کی جائے کہ اس کے بعد بنییا کے سیاہ فام جو اکثریت میں تھے نہ صرف اقلیت میں تبدیل ہو جائیں بلکہ آئندہ بھی سفید فاموں سے آزادی حاصل کرنے کا اتنا دھمک نہ کریں۔ ڈوگو فائٹرز کا مقصد ایک لحاظ سے بنییا کے لاکھوں بے گناہ اور محصوم شہریوں کا قتل عام تھا۔ ایسا قتل عام کہ شاید چیکیز خان اور ہلاکو کی رو میں بھی شرمندہ ہو جائیں۔

جیب دوڑتی ہوئی میدان کے کنارے سے آگے بڑھتی گئی اور پھر ایک بیرک کے سامنے جا کر رک گئی۔ وہ نوجوان تیزی سے پیچھے اترا اور ایک سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔

کے سامنے بھیگی ملی بنا رہتا تھا کیونکہ وہ پیٹیریشیا سے جنون کی حد تک محبت کرتا تھا۔ البتہ پیٹیریشیا اس سے محبت نہ کرتی تھی۔ بلکہ اس کا مقصد صرف دل پہلانا تھا۔

"ٹھیک ہے۔" صفدر نے سنجیدگی سے سر ہلایا اور پھر دروازے کا لاک کھول کر اس نے بھاری دروازہ کھول دیا۔ اور پی کیپ ٹھیک کر تا ہوا باہر آ گیا۔ دروازے پر کھڑا ہوا فوجی اس کی شناخت ہو گیا تھا۔ صفدر کے بعد خولیا اور آخر میں تنویر باہر نکلے۔

"دروازہ بند کر دو تھا من۔" صفدر نے مڑ کر سخت لہجے میں کہا اور تنویر نے دروازہ بند کر دیا۔

"سنو۔" میں ایمر جنسی راکنڈ پیر جا رہا ہوں۔ مسٹر پیٹر اندا ایک ضرورتی کام میں مصروف ہیں۔ جب تک وہ خود کال نہ کریں کوئی اندر نہ جائے۔" صفدر نے انتہائی گریخت لہجے میں فوجی سے مخفی طلب ہو کر کہا۔

"ایس چیف۔" فوجی نے باقاعدہ سیلوٹ مارتے ہوئے کہا اور صفدر آگے بڑھ گیا۔ جہاں جہاں سے وہ گھوم رہا تھا۔ وہاں موجود فوجی ساتھ ساتھ سیلوٹ مارتے جا رہے تھے۔ ابھی وہ برآمدے میں پہنچے تھے کہ ایک نوجوان فوجی دوڑتا ہوا قریب آیا۔

"سر۔ حکم سر۔" فوجی نے قریب آکر بڑے مستعدانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

اسٹے سے بھرا ہوا تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے پوری دنیا سے اسلحہ منگوا کر یہاں باقاعدہ سٹور کیا گیا ہو۔ اسلحہ خانہ ایک سرنگ کی صورت میں دور اندر تک چلا گیا تھا۔ لیکن یہاں ہوا اور روشنی کا بڑا شاندار انتظام کیا گیا تھا۔ یہ سرنگ آگے جا کر گھوم گئی۔ وہ نوجوان بڑے مستعدانہ انداز میں آگے آگے چل رہا تھا۔ اسلحہ کی بڑی بڑی بیٹیاں زمین سے چھت تک بکھری ہوئی تھیں۔ البتہ ہر اسٹے کے سامنے اس اسٹے کی باقاعدہ نمائش کی گئی تھی۔ لیکن اس کے سامنے لوہے کی مضبوط جالی زمین سے چھت تک چلی گئی تھی۔ انتہائی طاقتور بموں چھوٹے بڑے میزائلوں، ڈائنامیٹ کے پشیل طاقتور سیٹ مشین گنیں سٹین گنیں۔ اور اس قسم کا اسلحہ کثیر تعداد میں اس سٹور میں موجود تھا۔ جس سے گوریلا کارروائی آسانی سے کی جاسکتی تھی۔ صفحہ ۲ جب ٹائم بموں کے شیعے کے سامنے پہنچا تو وہ رک گیا۔ یہاں تقریباً ہر ساخت کے انتہائی جدید ترین ٹائم بم موجود تھے۔

"اسے کھولو"۔ صفحہ ۲ نے اس نوجوان سے کہا۔ جو صفحہ ۲ کو رستے دیکھ کر غور سے دیکھ کر گیا تھا۔

"ییس سر"۔ نوجوان نے کہا۔ اور تیزی سے اس شیعے کی جالی کے آخری حصے پر پہنچ گیا جہاں باقاعدہ لوہے کا دروازہ لگا ہوا تھا۔ جس پر تالا تھا۔ البتہ تالا نمبروں والا تھا نوجوان نے جلدی سے تالے کے نمبر ملائے اور پھر تالا کھول کر اس نے دروازہ کھول دیا۔ اور صفحہ ۲ سر ملاتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"تم یہیں روکے"۔ صفحہ ۲ نے نیچے اتار کر اس نوجوان سے کہا اور نوجوان نے سیلوٹ مار کر اثبات میں جواب دیا۔ صفحہ ۲ جیپ سے اتر کر بڑے فاسخ انداز میں آگے بڑھا۔ جویلا اور تنویر اس کے پیچھے چل رہے تھے۔ بیرک میں موجود فوجی انہیں سیلوٹ مار رہے تھے۔ اسی لمحے ایک کمرے سے ایک نوجوان فوجی باہر آیا۔

"ییس سر"۔ آئے والے نے سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔

"دوین سٹور کو چیک کرنا ہے۔ ایرجنسی چیکنگ"۔ صفحہ ۲ نے انتہائی کمرخت لہجے میں کہا۔

"ییس سر"۔ آئے والے نے کہا۔ اور تیزی سے مڑ کر وہ واپس کمرے میں آ گیا۔ جب صفحہ ۲ تنویر اور جویلا اندر پہنچے تو کمرے میں موجود چار اور فوجی جوان بھی کھڑے ہو چکے تھے۔ انہوں نے بیک قدم ہوا کر سیلوٹ مارے۔ پہلے والا نوجوان ایک آہنی دروازے کو کھول رہا تھا۔ چند لمحوں میں ہی دروازہ کھل گیا۔

"تم یہیں روکے"۔ صفحہ ۲ نے مڑ کر جویلا اور تنویر سے تیز لہجے میں کہا اور پھر مڑ کر وہ اس آہنی دروازے کو کراس کر رہا تھا اور اسے کراس کرتے ہی صفحہ ۲ کی آنکھ حیرت سے پھٹنے کے قریب ہو گئیں۔ کیونکہ یہ وسیع و عریض تہہ خانہ واقعی دنیا کے جدید ترین خوف ناک اور انتہائی طاقتور

رہ گیا۔ کہ یہاں چھ سام بم موجود تھے وہ حجم میں عام بموں سے ذرا بڑے تھے۔ جنہیں آسانی سے اٹھا کر لے جایا جا سکتا تھا۔ یہ واقعی انتہائی جدید ساخت کے تھے

”اسے کھولو“ — صفدر نے کہا اور نوجوان نے جلدی سے آگے بڑھ کر نمبروں والا تالا کھولا اور پھر اس کا دروازہ کھول کر ایک طرف بہت کم کھڑا ہو گیا۔

”تم باہر دو گئے“۔ صفدر نے کہا اور نوجوان نے سر ہلا دیا۔ صفدر اندر داخل ہوا اور اس طرح ٹپٹنے لگا جیسے وہ یہاں کا بغور جائزہ لے رہا ہو۔ یہاں ان بھول کی بیٹیاں دیوار کے ساتھ نہ لٹائی گئی تھیں بلکہ کمرے کے درمیان میں رکھی گئی تھیں۔ دوسری طرف خلا تھا۔ ویسے تمام بھول کے فیوز آف کئے ہوئے تھے۔ لیکن شاید اس کے باوجود انہیں اس لئے دیوار سے جھٹاکہ رکھا گیا تھا کہ ہوا کی آمد و رفت ہر طرف سے جاری رہے۔ یا کسی امکانی خطرے سے بچنے کے لئے کیا گیا ہو گا۔ صفدر ان بیٹیوں کی عقبی طرف آیا اور پھر اس نے بجلی کی سی تیزی سے جیب میں رکھا ہوا وہ ٹائم بم نکالا۔ اور تیزی سے اس پر ایک گھنٹے کا وقت نکس کیا اور پھر اس نے اسے دو بیٹیوں کے درمیان موجود ایک رخسے کے اندر رکھ دیا۔ اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھ گیا۔ ٹائم بم سے بجلی ملتی تھی۔ ہلک کی آواز نہ نکلتی تھی۔ لیکن یہ اس قدر نفیس تھا کہ یہ آواز بے حد ملتی تھی۔ اس لئے صفدر مطمئن ہو کر آگے بڑھ گیا۔ چند

”تم باہر کو جے“۔ صفدر نے دروازے میں داخل ہوتے ہوئے مگر نوجوان سے تیز لہجے میں کہا۔ اور نوجوان سر ہلاتے ہوئے باہر نک گیا۔ صفدر اندر گھومنے لگا۔

”سنو۔ میڈم کو بلا لاؤ فوراً“۔ صفدر نے اچانک تیز لہجے میں کہا۔

”یہ سب — نوجوان نے چونک کر کہا۔ اور پھر تیزی سے واپس موٹ گیا۔ صغیر نے سبکی کسی سی تیزی سے ایک ٹائم کمر اٹھایا اور اسے جیب میں ڈال لیا۔“

"اگر کھڑوہ رک جاؤ"۔ صفدر نے دروازے کے پاس
 آتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور دوڑ کر جاتا ہوا نوجوان ایک لمحے
 کے لئے ٹھٹھک کر رکا اور پھر فوجی انداز میں اباؤٹ ٹرن ہو گیا۔
 "مت بلاؤ"۔ صفدر نے کہا۔ اور آگے بڑھ گیا۔ نوجوان
 تیزی سے واپس آیا اس نے دروازہ بند کیا اور تالا لگا کر اس
 کے منہ پر گھما دیتے۔ اور پھر تیزی سے صفدر سے پیچھے آنے لگا۔
 صفدر اس منہ پر گھما داتے میں گھومتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔
 یہ راستہ گھوم کر دوبارہ اسی کمرے میں جاتا تھا۔ اور پھر صفدر
 کسی نظر ایک ایسے حصے پر پڑ گیا کہ وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ یہاں
 دنیا کے انتہائی طاقتور ترین مبوں کا ذخیرہ موجود تھا۔ یہم بڑے
 بڑے ڈیموں اور دیوں اور کثیر المنزلہ عمارتوں کو تباہ کرنے کے
 کام آتے تھے۔ کو ڈیٹیں ان کا نام سامہم تھا۔ عام طور پر ایسے
 بم حجم میں کافی بڑے ہوتے تھے۔ لیکن صفدر یہ دیکھ کر حیران

کہا۔ اور نوجوان جلدی سے رجسٹر پر جھک گیا۔ اس نے تیزی سے تاریخ ڈال کر آگے اور کے کھٹا اور پھر قلم صفر کی طرف بڑھا دیا۔ صفر اس دوران شیفر ڈ کے دستخطوں کو پورے غور سے دیکھ کر چیک کر چکا تھا۔ اس نے قلم لیا اور پھر بڑے اطمینان سے دستخط کر دیئے۔

”یقیناً یوکر۔۔۔ نوجوان نے اس کے ہاتھ سے قلم لیتے ہوئے انتہائی مطمئن ہلچے میں کہا۔ اور صفر سر ہلاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

لیکن ابھی وہ دروازے سے نکلا ہی تھا کہ وہ آدمی جوان کے ساتھ جیب میں آیا تھا دوڑتا ہوا اس کے قریب آیا۔

”چیف جنرل بارٹر ایمر جنسی دورے پر آئے ہیں۔ ان کا میلی کا پیٹر ابھی پہنچے ہی والا ہے۔“ نوجوان نے گھمرائے ہوئے ہلچے میں کہا تو صفر بھی چونک پڑا کیونکہ اس وقت کسی جنرل کی آمد کا مطلب تھا کہ اسے لامحالہ رکن بڑے گا جب کہ وہ ٹائم بم لگا چکا تھا۔ اور دس منٹ بھی گزر چکے تھے۔ اب باقی اس آڈے کو تباہ ہونے میں صرف پچاس منٹ رہ گئے تھے۔

”کمٹیک ہے۔ ہم باہر جا کر ان کا استقبال کریں گے آڈے پٹریشیا۔“ صفر نے تیز ہلچے میں کہا اور باہر کھڑی جیب کی طرف بڑھ گیا۔

”حکمر۔۔۔ یہ تو اصول کے خلاف ہے سر۔“ نوجوان نے انتہائی حیرت زدہ ہلچے میں کہا۔

لمحوں بعد وہ باہر آگیا۔

”سند کردو۔ سب اد۔ کے ہے۔“ صفر نے کہا اور نوجوان کے متے ہوتے چہرے پر اطمینان کے آثار نمودار ہو گئے۔ صفر آگے بڑھنے لگا لیکن اس بار اس کے قدم پہلے سے تیز تھے۔ چند لمحوں بعد نوجوان تیز تیز قدم اٹھاتا اس کے قریب آگیا۔ اور پھر ٹھوٹی دیر بعد وہ ایک اور دروازے کے راستے دوبارہ اس کمرے میں آگئے۔ جہاں سے وہ دوسرے دروازے کے راستے اندر داخل ہوئے تھے۔ شاید ان کے اندر جانے کے بعد کمرے میں موجود دوسرا آہنی دروازہ بھی کھول دیا گیا تھا جیسے ہی صفر واردہ نوجوان کمرے میں داخل ہوئے کمرے میں بیٹھے ہوئے سارے فوجی اٹھ کھڑے ہوئے۔ تنویر اور جولیا بھی کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے وہ دونوں بھی مستعدی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

”لیجے باس۔“ نوجوان نے جلدی سے میز پر رکھا ہوا ایک رجسٹر کھول کر صفر کے سامنے کرتے ہوئے کہا۔ ساتھ ہی اس نے ایک پین بھی اٹھا کر کھٹا تھا۔ صفر نے دیکھا کہ اس پر مختلف تاریخوں کے بعد اد۔ کے کے الفاظ اور آخر میں دستخط کئے گئے تھے۔ صفر دیکھ گیا کہ جنگی جیکٹ کے بعد شیفر ڈ اس پر دستخط کرتا ہو گا۔ لیکن صفر نے ایک نظر میں چیک کر لیا کہ دستخط کرنے اور کھنے والے دو مختلف افراد ہیں۔ دونوں کے کھنے کا انداز مختلف تھا۔

”ٹھیک ہے۔ اد۔ کے کھو۔“ صفر نے سر ہلاتے ہوئے

”نہیں۔ تم یہیں رکو گے۔“ صغدر نے مڑے بغیر کہا۔
 اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے جو لیا اور تنویر
 بھی داخل ہوئے۔ دوسری طرف ایک سرنگ نما راستہ تھا۔
 جس کی دونوں سائیڈوں پر شیشے کی دیواریں چلی گئی تھیں۔ پیچھے کھڑے
 نوجوان نے دروازہ ان کے عقب میں بند کیا۔ انہوں نے دروازہ
 بند ہونے کی آواز سنی ہی تھی کہ اچانک سرنگ کی تیز آواز کے ساتھ
 ان سے چند قدم آگے شیشے کی دیوار زین سے نکل کر اوپر تھمت
 میں غائب ہو گئی۔ صغدر تنویر اور جو لیا تیزی سے واپس پلٹے
 تو عقبی طرف وجود دروازہ بھی غائب ہو چکا تھا۔ اب دیاں بھی
 شیشے کی مکمل دیوار تھی۔ جب کہ دوسری طرف وہ نوجوان کھڑا تھا۔
 ”سورہی چیف۔ آپ نے بہت سے اصولوں کی خلاف ورزی
 کی ہے۔ اس لئے اب آپ کا فیصلہ جنرل بارٹر خود کریں گے۔“
 اس نوجوان کی آواز اس کیس میں سنائی دی۔
 ”کیا مطلب۔۔۔ یہ تم نے کیا کیا ہے۔“ صغدر نے
 انتہائی غصیلے انداز میں کہا۔

”آپ تو خود اچھی طرح جانتے ہیں چیف کہ یہاں اصولوں کو کس
 قدر اہمیت دی جاتی ہے۔ اب جنرل بارٹر کے یہاں آنے تک
 تو آپ کو یہاں رہنا ہی ہو گا۔“ اس نوجوان نے کہا۔ اور
 تیزی سے چند قدم پیچھے کھڑی جیب کی طرف بڑھ گیا۔ دوسرے
 لمحے جیب نے موٹا کاٹا اور تیزی سے ان کی نظروں سے دور ہو
 گئی۔ تنویر نے سبکی کی سی تیزی سے کاندھے سے مشین گئی آمادی

”یہ میرا حکم ہے۔“ صغدر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”ٹھیک ہے سر۔“ نوجوان نے ہونٹ چباتے ہوئے
 کہا۔ اور پھر صغدر اور اس کے ساتھیوں کے جیب پر پیچھے کے
 بعد وہ نوجوان تیزی سے پہلے کی طرح پھلٹا تاثر پر چڑھ گیا۔
 ”پیشل آؤٹ دے جلو۔“ نوجوان نے چیختے ہوئے کہا۔
 ڈرائیور نے ایک لمحے مگر کھیرت سے اس نوجوان کو دیکھا۔ پھر
 اس نے جیب آگے بڑھا دی۔ اس باجیب کی رفتار بے حد
 تیز تھی۔ وہ سبائے میدان کے کنارے کے ساتھ ساتھ چلنے
 کے اب درمیان سے ہو کر گزر رہی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ میدان
 کے پاس کر کے دو بیرکوں کے درمیان موجود ایک رستے میں
 داخل ہوئی اور پھر شیشے کے منہ ہوتے دروازے کے سامنے
 جا کر رک گئی۔ وہ نوجوان اچھل کر نیچے اترا۔ صغدر بھی نیچے اترا
 آیا۔ اور اس کے بعد جو لیا اور تنویر بھی۔
 ”سر۔ جنرل صاحب پیشل آؤٹ دے سے آئیں گے۔“
 اس لئے میں یہاں آیا ہوں۔“ نوجوان نے کہا۔

”یس۔“ صغدر نے کہا۔ اور تیز تیز قدم اٹھاتا شیشے
 کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے سوچا تھا کہ یقیناً اس
 سے آگے خصوصی پہلی پیڈ بنایا گیا ہو گا۔ اس لئے اب اس نے
 یہی فیصلہ کیا تھا کہ جنرل بارٹر کو انکوائر کے وہ اس پہلی کا بیڑ
 کے ذریعے ہی باہر میں چلے جائیں گے۔
 ”میں سر ساتھ آؤں سر۔“ نوجوان نے قریب آ کر پوچھا

اور دوسرے لمحے اس نے شیشے کی دیوار پر فائر کھول دیا۔ لیکن گولیاں اس شیشے سے ٹکرائیں۔ اس طرح چوٹی ہو کر نیچے گر رہی تھیں جیسے یہ شیشے کی سبائے فولاد کی دیوار ہو۔

”ختم کرو۔ یہ نصف دس قسم کا شیشہ ہے۔“ صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور تنویر نے ٹریگر سے اٹھکی اٹھالی۔

”میں نے ٹائم بم پر ایک گھنٹے کا وقت فکس کیا تھا۔ اور میرا خیال تھا کہ ایک گھنٹے میں ہم آسانی سے یہاں سے نکل جائے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ لیکن بیس منٹ گزر چکے ہیں اور ابانی چالیس منٹ رہ گئے ہیں۔ اور چالیس منٹ بعد یہاں موجود انتہائی کثیر مقدار اور انتہائی طاقتور اسلحہ کھٹ جائے گا۔ اور اس کے بعد تو شاید اس پورے صحرے کا ایک ایک ذرہ آسمان پر اڑ جائے۔“ صفدر نے انتہائی گھمبیر لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ صرف چالیس منٹ۔ ویسے ہی سید۔ یہ جبریل بنائے کس وقت پہنچے۔ اس کم نبت کو بھی اس وقت آنا تھا۔“ جولیانے انتہائی ٹوٹکے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ تو بہت مسئلہ بن گیا صفدر۔ ہمیں ہر صورت میں یہاں سے نکلنا ہو گا۔“ تنویر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ دوڑتا ہوا عقبی دیوار کی طرف گیا اور اس نے دیوار کی جڑ میں ہاتھ پھیر کر کوئی تار تلاش کرنے شروع کر دی۔ اس کا خیال تھا کہ اس میکنزم کو کنٹرول کرنے والی کوئی نہ کوئی تار یہاں ضرور چھپی ہوئی ہوگی۔ صفدر اور جولیانے بھی اس کے ساتھ شامل ہو گئے۔ کیونکہ

بہر حال کچھ نہ ہونے سے تنویر کے اس آئیڈیے میں کچھ ہونے کا سکوپ موجود تھا۔ لیکن باوجود انتہائی کوشش کے وہاں ایسی کوئی تار نظر نہ آئی۔

”اب باقی تیس منٹ رہ گئے ہیں۔“ صفدر نے گھڑی پر نظر ڈالتے ہوئے کہا۔ یہاں سے سامنے میدان میں موجود افراد بھی نظر نہ آ رہے تھے۔ کیونکہ راستہ آگے جا کر ذرا سا خم کھا جاتا تھا۔ وہاں سے صرف ایک بیرک کا ادبورا والا حصہ یا اس میدان کے اوپر موجود چھت ہی نظر آ رہی تھی۔

”وہ اسلحے کا سٹور تو میدان کی دوسری سمت میں ہے۔ یہاں تو اس کی طاقت بہر حال کم ہو ہی جائے گی۔“ جولیانے امید بھرے لہجے میں کہا۔

”جس قدر طاقتور اسلحہ وہاں موجود ہے۔ یہاں تو کیا یہ پورا صحرے افضا میں اڑ کر غائب ہو جائے گا۔“ صفدر نے ہونٹ بیچتے ہوئے کہا۔

اور جولیانے چہرے پر پیدا ہونے والی امید کی بجائے سی جھٹک ایک بار پھر مایوسی کے اندھیرے میں ڈوب گئی۔

”کاش مجھے ذرا بھی شک پڑ جاتا تو میں اس کی راستے میں ہی گر دن توڑ دیتا۔“ صفدر نے کہا۔ وہ اس وقت اس ساری صورت حال کا اپنے آپ کو ہی مجرم سمجھ رہا تھا۔ لیکن اس کی اس سوچ کے باوجود وقت انتہائی تیز رفتاری سے گزرنا جاری تھا۔

اس کا ذہن اس لئے مآؤن ہو رہا تھا کہ وہ اس ماتھر سے کیا بات کرے۔ اس نوجوان کا تو نام تک اسے معلوم نہ تھا جس نے انہیں یہاں بند کیا تھا دیے اس نے جس طرح کام لیا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ سیکنڈ چیف تھا۔

”میں سر۔۔۔ میں آپریشن روم میں ہوں سر اور ٹرانسمیٹر انڈکٹر کر رہا ہوں سر اور۔۔۔ ماتھر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جنرل بارڈر آگئے ہیں اور۔۔۔ صفدر نے یو جھا۔

”ان کا ہیلی کاپٹر صحرائیں اتر چکا ہے سر۔ اور سیکنڈ چیف آتھر میں گیٹ کے اندر ان کے استقبال کے لئے پہنچ گئے ہیں۔ مگر آپ کہاں ہیں سر۔ یہاں ہر آدمی ہی سوچ رہا ہے۔ لیکن سر اصول کی وجہ سے کوئی آتھر سے پوچھ نہیں سکتا سر۔ اب آپ نے بات کی ہے تو میں نے پوچھ لیا ہے سر اور۔۔۔ ماتھر نے جھگڑتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ماتھر سنو۔ سیکنڈ چیف آرتھر غدار ہے۔ جنرل بارڈر اس وقت شدید خطرے میں ہیں۔ اس نے غداری کرتے ہوئے مجھے اور پٹریشیا کو راہبازی والے شیشے کے کین میں بند کر دیا ہے۔ تم فوراً حرکت میں آ جاؤ اور جنرل بارڈر کے آنے سے پہلے اس کیبن کو کھول دو۔ جلدی کرو۔ اسٹازمانی آرڈر رادر۔۔۔ صفدر نے پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔

”ادہ۔ آپ کا مطلب گلاس کیبن سے ہے۔ مگر اس کا کنٹرول

”اے یہ نامراد جنرل ہی آجائے کم از کم یہ رکاوٹ تو ہے۔“
تنویر نے دانت پیستے ہوئے کہا۔ لیکن ہر چیز جیسے اپنی جگہ ساکت تھی۔ صفدر کا تو بس اب اتنا ہی کام رہ گیا تھا کہ وہ صرف گھڑی دیکھتا رہے۔ اور اب صرف تیس منٹ باقی رہ گئے تھے۔ اسی لمحے اچانک غفدر کو ایک خیال آیا اور وہ فوری طرح چونک پڑا۔
”کیا ہوا۔۔۔ تنویر اور جولیالے صفدر کو اچانک اس فوری طرح چونکتے ہوئے دیکھ کر پوچھا۔ لیکن صفدر نے جواب دینے کی بجائے جلدی سے صبیوں میں ہانک ڈالے۔ اسے اچانک خیال آ گیا تھا کہ اس نے شیفرڈ کے دفتر سے آتے ہوئے میز پر رکھا ہوا وہ سامان اٹھا کر صبیوں میں ڈال لیا تھا۔ جو جولیالے مردہ شیفرڈ کی یونیفارم سے نکال کر میز پر رکھا تھا۔ اور اس میں ایک چھوٹا سا گر جلدیہ ٹرانسمیٹر بھی تھا۔ دوسرے لمحے صفدر نے ٹرانسمیٹر جیب سے باہر نکالا۔ ٹرانسمیٹر ٹکڑو ٹکڑو کی کاتھا۔ صفدر نے جلدی سے اس کا بیٹن دبا دیا۔ بیٹن دبتے ہی اس پر سرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

”شیفرڈ کا رنگ اور۔۔۔ صفدر نے شیفرڈ کے لہجے میں کہا۔

”ادہ ایس۔ ماتھر انڈیکس چیف اور۔۔۔ ایک اجنبی سی

مگر مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
”ماتھر۔ تم اس وقت کہاں موجود ہو۔ اور کیا کر رہے ہو اور۔۔۔ صفدر نے چیخنے سے انداز میں کہا کیونکہ اب

"سوری جولیا۔ ادا تو اب اتنا دقت نہیں رہا کہ سارے دروازے کھولے جائیں۔ اور پھر وہاں سے ٹائم بم آف کیا جائے۔ اور اگر یہ ممکن بھی ہوتا تب بھی میں ایسا نہ کرتا اس اڈے کی تباہی ہمارا مشن ہے۔ اور اس اڈے کی تباہی سے نیبیلیا میں ڈوگو فاسٹرز کی کھر ہمیشہ کے لئے ٹوٹ جائے گی۔ اور اگر مشن کی وجہ سے ہماری جانیں چلی جاتی ہیں تو مشن کے مقاصد میں یہ کوئی مہنگا سودا نہیں ہے۔" صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے جواب دیا۔ "دوسری صفدر۔ بس ایسے ہی ذہن میں یہ بات آگئی تھی۔" جولیا نے صفدر کے جذبے کے ساتھ شرمندہ ہوتے ہوئے کہہ

تو یہ اب خاموش کھڑا تھا۔ اس کی پیشانی پر پیشکنوں کا جال سا پھیلا ہوا تھا۔ وہ شاید کوئی ایسی تجویز سوچنے میں مصروف تھا جس سے یہاں سے نکلا جاسکے۔ لیکن اس آرکٹر نے انہیں ایسی جگہ لاکر کھانا تھا کہ اب یہاں سے نکلنے کی کوئی صورت ہی نظر نہ آ رہی تھی۔ اور دقت تھا کہ مسلسل اور تیزی سے گزرتا جا رہا تھا۔ یہی لمحے صفدر کے ماتھے میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے ٹوٹوں کی آوازیں سنائی دیں اور صفدر نے چونک کر ماتھے میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو چیف۔" میں ماتھر بول رہا ہوں اور۔" ماتھر کی انتہائی گہرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ "یس اور۔" صفدر نے اس بار انتہائی سنبھلے ہوئے

تو یہاں آپریشن روم میں نہیں ہے اور اصول کے مطابق مجھے باہر جانے کی اجازت نہیں ہے۔ اب کیا ہوگا۔" اور۔" ماتھر نے جبری طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ "فورا کسی کو بھیجیجئے اسے کھولنے کے لئے۔ ورنہ جنرل بارٹر اور اڈہ سب کچھ ختم ہو جائے گا اور۔" صفدر نے چیخے ہوئے کہا۔ "اڈہ۔" ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ اصول کے مطابق کوئی بھی اپنی ڈلوٹی سے نہ بچے گا۔ ٹھہریں۔ میں جنرل بارٹر کو کال کرتا ہوں۔ ان کے پاس پیشل ایئر جنسی ٹرانسمیٹر ہر وقت رہتا ہے اور اینڈ آف۔" دوسری طرف سے ماتھر نے تیز لہجے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ صفدر نے ہونٹ چباتے ہوئے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ صورت حال اور زیادہ گھمبیر ہو چکی تھی۔ کیونکہ اب صرف بیس منٹ باقی رہ گئے تھے۔ اور ان بیس منٹوں کے دوران اگر وہ یہاں سے آزاد بھی ہو جاتے تب بھی یہاں سے زندہ سلامت نکل جانا محال تھا۔ اور ظاہر ہے جنرل بارٹر کو صورت حال سمجھنے اور کچھ فیصلہ کرنے میں کافی دقت لگ جانا تھا۔ اب اُسے تو معلوم نہ تھا کہ اڈے میں ٹائم بم لگا دیا گیا ہے۔

"صفدر۔ تم ایسا کرو انہیں بتا دو کہ تم نے ٹائم بم لگا دیا ہے۔ کم از کم وہ خوری طور پر اُسے تو آف کر دیں گے۔ اس طرح ہمارے جانیں تو بچ جائیں گی بعد میں جو ہوگا دیکھا جائے گا۔" جولیا نے چونک کر تیز لہجے میں کہا۔

ہے میں کہا۔ کیونکہ اب وہ ذہنی طور پر موجودہ صورت حال سے بھڑکتا رہ چکا تھا۔

"چیف۔ میں نے بے حد کوشش کی ہے۔ لیکن جنرل بارٹر سے رابطہ قائم نہیں ہو سکا انکے پاس سیشل ٹرانسمیٹر نہیں ہے شاید میں نے باسٹرڈ نوٹی والے کو آپ کی بات سمجھائی جا ہی لیکن اس نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اب کیا کرنا ہے اوروں؟"

ماہر نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔
"بھیکس ہے۔ اب جنرل بارٹر کی قیمت۔ میں کیا کر سکتا ہوں اور وائٹل آل۔" صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کمر کے اس نے لاشعوری انداز میں اسے جیب میں ڈال لیا۔

"اب صرف دس منٹ باقی رہ گئے ہیں۔" صفدر نے ہونٹ بھیجنے ہوئے کہا۔ اور جو لیا اور تنویر دونوں نے سہمہ دیتے۔ اب دونوں کے چہروں پر صفدر کی طرح انتہائی گھمبیر سنجیدگی کی چادر چڑھ چکی تھی۔ آدمی اس وقت تک ضرور گھبراہٹ ہے جب تک اس سے زندگی کی امید نظر آتی رہتی ہے۔ لیکن جب یہ امید ختم ہو جاتی ہے تو پھر اس کی گھبراہٹ ایک جامد سی سنجیدگی میں بدل جاتی ہے۔ اور اس وقت ان تینوں کی یہ کیفیت تھی۔ ان کے ہونٹ بھیجنے ہوئے تھے۔ چہرہ پتھر یا ساہو رہا تھا اور آنکھیں اس طرح پھیلی ہوئی تھیں جیسے وہ شیشے کے پار راستے کی بجائے خلا میں کہیں دور جھانک رہے ہوں۔

شاید وہ اس دنیا کی سرحد سے پرے اس دنیا میں جھانک رہے تھے۔ جہاں دس منٹ بعد انہوں نے جانا تھا اور کیم ہمیشہ وہیں رہنا تھا۔ کراچانک وہ تینوں بیک وقت چونک پڑے کیونکہ راستے پر سے دس فوجی تیز قدم اٹھاتے اپنی طرف آتے دکھائی دیئے۔ ان میں سے سب سے آگے ایک بے قد کا فوجی تھا۔ جس کا منہ بھگی گھوڑے کی طرح کا تھا۔ آنکھوں پر نظر کا نفیس چشمہ تھا۔ سر پر فی کیپ تھا لیکن اس کی سائیڈوں سے برف کی طرح سفید بالوں کی جھار صاف نظر آرہی تھی۔ اس کے چہرے پر اتنی درد سے بھی انتہائی سفاکی صاف نظر آرہی تھی۔ اس کے پیچھے وہ سیکینڈ چیف اور تھرڈ تھا اور اس کے پیچھے آٹھ مشین گنوں سے مسلح فوجی تھے۔ وہ پیدل ہی اس طرف آرہے تھے۔ وہ تینوں ہی سمجھ گئے کہ سب سے آگے آنے والا وہی جنرل بارٹر ہے۔ جس کی اچانک آمد کی وجہ سے وہ یہاں پھنس گئے ہیں۔ صفدر نے لاشعوری طور پر گھڑی دیکھی۔ اب ٹائم بم پھنسنے میں صرف چار منٹ باقی رہ گئے تھے۔

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ سام کم سیکشن میں موجود ٹائم بم کو آف کیا جا چکا ہے۔" جنرل بارٹر نے بھوکے بیٹھنے کی طرح دانت نکوستے ہوئے انتہائی کراخت لہجے میں کہا۔ اس نے شاید صفدر کو کلائی کی گھڑی میں وقت دیکھتے چیک کر لیا تھا۔ لیکن اس کے اس نعرے کی وجہ سے ان تینوں کے حلق سے ایک وقت طویل سانس نکل گئے۔

فٹے ہی جیسے آرٹھر نے اطلاع دی میں اس کی اس عقلمندی اور اصول پسندی پر بے حد خوش ہوا ہوں اور میں نے اسے شیفرڈ کی بجائے سن میں اڈے کا فلی جیف بنا دیا ہے۔ اور اُسے یہ احکامات دے دیئے ہیں کہ وہ تمہیں یقینی طور پر ہلاک کر دے۔ جزل بارٹر نے کڑخت لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ آپ اس لئے کہہ رہے ہیں کہ اس آرٹھر نے آپ کو یہ سب کچھ بتایا ہے جزل بارٹر۔ یہ آرٹھر غدار ہے۔ یہ یقیناً قاتلوں کا آدمی ہے۔ یہ لمبی سائز کی کر رہا ہے۔ میں نے دین سٹور کا ہنگامی رہ ضرور کیا لیکن وہ میرا معمول ہے۔ وہاں میں نے ٹائم کم ہرگز نہیں رکھا۔ یہ سب کچھ اس کی اپنی کارستانی ہے۔ آپ بے شک حقیقتات کو کم دیکھ لیں۔ اور آپ کہہ رہے ہیں کہ بیڈیشیا نقلی ہے۔ یہ بیڈیشیا کھڑی ہے۔ آپ اس کا میک اپ چیک کریں۔ اس سے دل و جان سے محبت کرتا ہوں۔ میں ایک نظر میں پہچان نہا ہوں کہ کیا یہ اصلی ہے یا نقلی۔ یہ دنیا کا سب سے کامیاب بل آپ کہہ سکتے بھی سامنے آ جاتی تب بھی میں ایک نظر میں اسے ان لیتا آپ سب سے بڑے آفیسر ہیں۔ آپ باقاعدہ نوڈ حقیقتا میں آپ کو اصل سائز کا یقیناً علم ہو جائے گا۔ ویسے آپ سب بے شک ہمیں گولیوں سے اڑا دیں۔ ہم آپ کے علم و سخت مزنا اپنے لئے فخر سمجھیں گے۔ صفدر نے شیفرڈ پر لہجے میں انتہائی جذباتی انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔ یہ جھوٹ کہہ رہا ہے سر۔ بھلا اسی کو رہا ہے سر۔ آرٹھر

"سنو تم یقیناً وہی پاکیشیا کی ایکٹ ہو جو جیسو را کوئل جو ہم کو قتل کرنے کے بعد چھادنی پنچے اور پھر کمانڈر لارل کو اغوا کر کے ہائی کاپٹر سے باہر نکلے۔ لیکن بزدلت اطلاع مل جانے پر تمہارے ہائی کاپٹر کو گھیر لیا گیا۔ کمانڈر لارل کی لاش بھی مل گئی ہے۔ یہ تم لوگ جنگل میں جا تارے۔ ایرجیف راشنل سے حماقت سیر دینا اور اس نے تمہاری لاشیں یہاں بھجوا دیں۔ لیکن تمہاری بد قسمتی کہ جنگل میں سے ڈاکٹر نکی لاشوں کے ساتھ ساتھ بیڈیشیا کی لاش بھی دستیاب ہو گئی۔ اس طرح ہمیں معلوم ہو گیا کہ تم لوگ یہاں میک اپ میں آتے ہو۔ کیونکہ دماغ کھلا میک اپ بالکس بھی مل گیا تھا۔ مجھے چونکہ تمہاری چھادنی پنچنے کی اطلاع کمانڈر لارل نے دے دی تھی۔ اس لئے میں فوراً چھادنی پنچا لیکن دماغ سے جب حالات معلوم ہوئے تو میں جنگل پہنچا۔ اور دماغ سے سیدھ یہاں آ رہا ہوں۔ راشنل کو اس کی حماقت کی مزاموت کی صورت میں ملی ہے۔ یہاں اڈے میں آتے ہی مجھے اطلاع مل گئی کہ تم۔ شیفرڈ کے روپ میں دین سٹور میں ٹائم کم فٹ کیا لیکن مخصوص مشینری کی وجہ سے فوراً چیک ہو گیا۔ اور اُسے آف بھی کر دیا گیا۔ آرٹھر کو اصلی حالات کا اس وقت تک علم نہ تھا یہاں چونکہ تربیت انتہائی سختی سے اصولوں پر قائم رہنے کی دی جاتی ہے اور تم سے کسی بے اصولیاں ہوئی تھیں اس لئے آرتھ نے اپنے طور پر تمہیں یہاں قید کر دیا تھا۔ لیکن اُسے یہ معلوم تھا کہ تم شیفرڈ کی بجائے پاکیشیا کی ایکٹ ہو۔ چنانچہ

ملنے کے بعد تو سب کچھ بہر حال ظاہر ہو ہی جائے گا۔ جو لیانے
ہوٹ چبائے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ملادیا۔

”ارے۔ میں بھی واقعی دنیا کا سب سے بڑا احمق ہوں۔“
تو زیر خاموش کھڑا کھڑا ایک لحنت جھنجھٹا۔ تو وہ دونوں حیران ہو کر
اُسے دیکھنے لگے۔ لیکن تو زیر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا دوبارہ
شیشے کی عبّی دیوار کی طرف بڑھا۔ لیکن ابھی وہ دیوار کچھ دور تھی
کہ تو زیر نے ایک لحنت مائی جھپ کیا اور جیسے کوئی بھلا سی برندہ
دوڑ کر فضا میں پرواز کر جاتا ہے۔ اس طرح وہ ہوا میں اڑتا ہوا
دیوار کے اس حصے تک گیا جو پھٹ میں جا کر غائب ہو چکا تھا۔
یعنی اس کے ماتھے دیان تک پہنچنے کی بجائے نیچے ہی رہ گئے۔
وہ تو زیر کے جسم نے ہوا میں تلا بازی کھائی اور وہ واپس زمین
پر کھڑا ہوا۔

”اوہ۔ واقعی میں احمق ہوں۔“ نئے کھڑے ہوتے ہوئے
میں نے پہلے سے زیادہ زور سے جھنجھٹے ہوئے کہا اور پھر اس
نے جیب میں ماتھے ڈال کر ریلا اور نکالا اور دوسرے لمحے شیشے
کا یہ کمرہ ریلا اور کے پے دیے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ دوسرے
لمحے صفدر اور جو لیانے انتہائی حیرت بھرے انداز میں کھڑے
لیکھ رہے تھے۔ بے اختیار اچھل پڑے کیونکہ دوسرے دھماکے
کے ساتھ ہی شیشے کی عبّی دیوار سر کی تیز آواز کے ساتھ ہی
میں میں غائب ہو گئی۔

”ارے یہ کیا۔“ صفدر اور جو لیانے بے اختیار بول کھائے

صفدر کی اس تقریر پر بول کھلا سا گیا تھا۔
”اسے بھی گرفتار کر لو۔ واقعی مجھے تحقیقات کرنے کے بعد فیصلہ
دینا چاہیے تھا۔“ جنرل بارٹر نے پہنچ کر تھپے کھڑے فوجیوں
سے کہا۔ اور فوجی بھوکے عقابوں کی طرح آرٹھر پر تھپٹ پڑے۔
چند لمحوں بعد ہی اس کے ہاتھوں کو عقب میں لکر کے اس میں جھکڑ
ڈالی جا چکی تھی۔ آرٹھر کا چہرہ دھواں دھواں سا ہو رہا تھا۔
”سنو آرٹھر۔ یہ لوگ ابھی نہیں رہیں گے۔ تم میرے ساتھ
اس کے دفتر چلو۔ مہتابا رہی رپورٹ کے مطابق یہ لوگ وہیں سے
نکل کر سیدھے دیپن سٹور میں گئے۔ اور پھر وہاں سے تم نے
انہیں یہاں قید کر دیا۔ اس لیے لازماً وہ لاشیں جو جنگل سے لائی
گئی تھیں اُسی دفتر میں موجود ہوں گی اور اگر یہ اصل شیفر ڈبیر
ہے تو پھر اصل شیفر ڈبیر کی لاش بھی وہیں موجود ہوگی۔ آؤ ابھی
فیصلہ ہو جائے۔“ جنرل بارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔ ادھر
پھر تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”آپ مجھے ساتھ لے چلیں سر۔ میں ثابت کر دوں گا کہ اس
آرٹھر نے غداری کی ہے۔“ صفدر نے تیز لہجے میں کہا۔
لیکن جنرل بارٹر نے اس کی بات سنی ان سنی کی اور اسی طرح وہاں
بڑھ گیا۔ فوجی بندھے ہوئے آرٹھر کو دونوں طرف سے بازوؤں
سے پکڑنے اس کے پیچھے لے جا رہے تھے۔ اور چند لمحوں
بعد ہی وہ سب ان کی نظروں سے اوجھل ہو گئے۔
”یہ جنرل بارٹر تو بے حد ہوشیار ہے۔ اب شیفر ڈبیر کی لاش

مشین گینتیں تھیں۔ لیکن ان کو دیکھتے ہی وہ ایک لمحے کے لئے ٹھٹھکے اور پھر بکھلائے ہوئے انداز میں انہوں نے سیلوٹ مار دیئے۔
 ”اودہ۔ آپ تھے چیف۔ ہم سمجھے کہ بنجانے پیشل دے سے کون آیا ہے۔ کیونکہ ابھی جنرل بارڈر اندر گئے ہیں اور انہوں نے ہمیں حکم دیا تھا کہ ہم انتہائی چوکنا رہیں۔“ ایک فوجی نے تیز ہلچے میں کہا۔

”جنرل بارڈر کا ہیلی کاپٹر۔“ صفدر نے سخت ہلچے میں کہا۔ لیکن اس نے جان بوجھ کر فقہ ادھورا اچھوڑ دیا تھا۔ تاکہ اگر ہیلی کاپٹر اڑے کے اندر لے جایا گیا ہے تو یہ فوجی مشکوک نہ ہوں اور اگر باہر ہو تو یہ بتا دیں۔

”موجود ہے چیف مین دے پرس۔“ فوجی نے صفدر کی توقع کے عین مطابق جواب دیا۔

”اودہ۔ آؤ۔ ہم نے اُسے چیک کرنا ہے۔ اٹ اڈا میر جنی۔“ صفدر نے کہا۔

”یس سر۔ آتے سر۔“ فوجی نے کہا اور تیزی سے مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی بھی ساتھ ہی مڑ گئے۔

”ڈبل اپ اٹ انایمر جنی“ صفدر نے مخصوص فوجی انداز میں کہا۔

”یس سر۔“ فوجی نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ نیوں اڑنے لگے۔ صفدر، تنویر اور جولیا بھی ان کے پیچھے دوڑ پڑے۔

اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں دور ریت کے ٹیلوں کے درمیان بک چھوٹا لیکن انتہائی تیز رفتار جنگی ہیلی کاپٹر نظر آ گیا جس

ہوئے انداز میں چپتے ہوئے کہا۔
 ”ہا۔۔۔ میں دافنی اچن بن گیا تھا۔ لیکن شکر ہے مجھے جلد ہی عقل آگئی۔ آؤ اب نکل چلیں۔“ تنویر نے مسرت سے ہنسنے لگا۔
 ”بھائی میں کہا۔ اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ صفدر اور جولیا بھی اس کے پیچھے دوڑ پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے ساتھ ساتھ مسرت کے آثار نمایاں تھے۔

یہ سہجہ سہوار راستہ دور آگے جا کر اوپر کو چڑھتا گیا۔ اور پھر آگے جا کر وہ چھت سے تقریباً مل گیا۔ لیکن سائیڈ میں موجود سرخ رنگ کا ایک ہب انہیں دور سے ہی نظر آ گیا تھا۔ تنویر ان سے آگے تھا۔ اس لئے اس نے یک لخت ہب کی طرف بڑھ کر نہ سے کھینچا تو راستے کے اوپر موجود چھت کسی ڈھکن کی طرح اٹھتی گئی۔ اب باہر آسمان صاف نظر آ رہا تھا اور وہ تینوں اچھل کر باہر ریت پر چڑھ گئے۔ جولیا بھاگ کر ایک ٹیلے کے پیچھے گئی اور اس نے ریت کے ٹیلے کے عین درمیان میں موجود انارکسک سی جھاڑی کو بیکٹر زور سے کھینچا تو ہلکی سی گڑبگڑا ہٹ گئی۔ ساتھ وہ ڈھکن دوبارہ برابر ہو گیا اب وہاں ہر طرف ریت ہی ریت نظر آ رہی تھی۔ لیکن جولیا ریت کے ٹیلے کی اوٹ سے واپس اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھی۔ تو کبھی کہ ایک لخت دوڑتا ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ سب ٹھٹھک کر ادھر دیکھنے لگے جدھر سے یہ آوازیں آتی تھیں۔ چند لمحوں بعد تین مسلح فوجی ایک ٹیلے کی اوٹ سے نکلے۔ ان کے ہاتھوں پر

"اب کہاں جا رہے ہو؟" ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہوئی جولیا نے کہا۔

"میں اس صبح کا رازنڈ لگا رہی ہوں تاکہ اگر کوئی اور فوجی موجود ہو تو اس کا بھی خاتمہ کر دوں۔ اس کے بعد ہم نے یہیں چھینٹا ہے۔ کیونکہ بہر حال اڈہ تو تباہ کرنا ہی ہے۔" صفدر نے گھیرے ہوئے میں کہا اور جولیا نے سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد اچانک صفدر کو ایک خیال آیا تو اس نے جیب سے وہی سپیشل ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ جس سے اس نے گلاس کیبن میں مائکرفون سے بات کی تھی۔ اس نے اس کا بٹن آن کیا تو ٹرانسمیٹر سے ملکی سیٹی کی آواز نکلی۔

"ہیلو ہیلو شیفرڈ کالنگ اور۔" صفدر نے شیفرڈ کے لیے میں کہا۔ "ایس مائکرو اسٹنڈنگ۔ چیف میں آپ کوئی۔ دن سیٹ پر دیکھ رہا ہوں۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ آپ گلاس کیبن میں ہیں۔ پھر ہیلی کا پٹر پر کیسے پہنچ گئے اور۔" دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"وہ اس آواز پر نے سائنل کی تھی اس نے وہیں سٹور میں سامیوں کے سیکشن میں از خود ٹائم بم فکس کر دیا اور پھر اسے آف بھی کر دیا۔ اس طرح اس نے جنرل بارڈ کو قائل کر لیا کہ میں غدار ہوں۔ حالانکہ غدار وہ خود ہے۔ اس لئے مجبوراً مجھے باہر آنا پڑا۔ تم ایسا کہو کہ جنرل بارڈ سے ٹرانسمیٹر پر میری بات کہو اور۔"

پھر رخ دائرے کا بڑا سا مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ اس کے گرد مسلح فوجی باقاعدہ گھیرا ڈالے کھڑے تھے۔ انہیں دوڑ کر اپنی طرف آتے دیکھ کر وہ چونک پڑے لیکن پھر ایک لمحت متحہ ہو کر کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد وہ ہیلی کا پٹر کے پاس پہنچ گئے۔

"یہیں رکو۔ ہم نے اسے چیک کرنا ہے۔ چلو بیٹھو۔ تمنا من اور ٹیڑھیا۔ سہری اپ۔" صفدر نے ہیلی کا پٹر کے قریب پہنچ کر چیخے ہوئے پہلے دو لمحوں موجود فوجیوں سے کہا اور پھر وہ تنویر اور جولیا سے مخاطب ہوا تھا۔ تنویر اور جولیا اچھل کر ہیلی کا پٹر میں بیٹھے تو صفدر بھی اچھل کر پائلٹ سیٹ پر بیٹھا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کا انجن سٹارٹ کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہیلی کا پٹر تیر کی طرح فضا میں بلند ہوتا گیا۔ صفدر نے کچھ بلندی پر لے جا کر ہیلی کا پٹر کو معطل کر دیا۔ اور اب وہ غور سے ہیلی کا پٹر کی مشینری کو دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہیلی کا پٹر کو آگے بڑھایا اور دوسرے لمحے اس نے یکجہت اسے غور دیا اور پھر ان فوجیوں کے اوپر سے ہوتا ہوا ہیلی کا پٹر دوبارہ اوپر کو اٹھا ہی تھا کہ ہیلی کا پٹر کے نیچے لگی ہوئی مشین گول نے بے ستار شا گولیاں اگنی شہوع کر دیں۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے دو لمحوں بعد سارے فوجی مری ہوئی کھینچوں کی طرح ڈھیر ہوتے گئے۔ صفدر ہیلی کا پٹر کو اسی طرح اونچائی پر لے جاتا گیا۔ اور پھر اس نے جنوب کی طرف اس کا رخ موڑا اور اسے انتہائی تیز رفتار سے اڑاتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔

نے حیرت بھرے انداز میں اس ٹرانسمیٹر کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہہ

”مجھے دکھاؤ اسے۔“ پیچھے بیٹھے تنویر نے کہا اور اپنا ہاتھ بڑھا دیا۔ صفدر نے ٹرانسمیٹر اس کے ہاتھ میں دے دیا کہ چونکہ تنویر ٹرانسمیٹروں کا ماہر سمجھا جاتا تھا۔ اُسے ان پر دیرسرچ کرنے کا ذاتی شوق تھا۔

”اے صفدر۔ یہ تو ناپ سائیکل زبردن ٹرانسمیٹر ہے۔ اودہ اودہ۔ یہ تو انتہائی قیمتی ٹرانسمیٹر ہے۔“ تنویر نے ٹرانسمیٹر لیتے ہوئے خوشی سے بے اختیار چھلٹے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔“ صفدر نے چونک کر کہا اور بولیا بھی حیرت سے تنویر کو دیکھنے لگی۔

”صفدر۔ یہ آل پرینز ٹرانسمیٹر ہے جسے اس وقت جدید دنیا کا سب سے قیمتی ٹرانسمیٹر کہا جاتا ہے۔ یہ تو مکمل آپریننگ مشین ہے۔ ایک منٹ۔“ تنویر نے کہا اور پھر اس نے چونک کر ٹرانسمیٹر کے سچلے حصے پر دو انگلیاں زور سے دھرتے ہوئے ایک لمبی سی پلیٹ اندر غائب ہو گئی۔ اب ٹرانسمیٹر کی وہ پوری جیٹ خالی ہو گئی تھی۔ اندر چھوٹے چھوٹے بے شمار بلب لگے ہوئے تھے جب کہ اب سائیکل پر ایک ناب تھی جس کے اوپر ایک سفید رنگ کی چھوٹی سی سکین بھی موجود تھی اور ساتھ ایک ڈائل تھا۔

”اودہ۔ اس سے تو یہاں بیٹھے پورا دین سٹور اڈا جاسکتا ہے۔“ زید نے مسرت سے قہقارہی مارتے ہوئے کہا۔ ٹرانسمیٹر دیکھ

وہ لازماً میرے دفتر میں ہوں گے اور۔“ صفدر نے کہا۔
”آپ کے دفتر میں کیسے بات ہو سکتی ہے۔ باس۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے خود ہی تو دواں جنرل ٹرانسمیٹر نہیں گواہ کیا۔ اور پیش ٹرانسمیٹر اپنے پاس رکھا۔ جس سے آپ کی میری بات ہوئی تھی۔ اس کے بغیر تو دفتر سے کال بھی نہیں ہو سکتی۔ ویسے باس آپ اس پیش ٹرانسمیٹر سے دین سٹور کو با آسانی چیک کر سکتے ہیں کہ دواں کیا سازش ہوئی۔ آپ کا ٹرانسمیٹر تو سب سے خاص ہے۔ اگر اس نے کوئی ٹائم بم لگایا ہوگا اور اُسے آف کیا ہوگا تو آپ اپنے ٹرانسمیٹر سے چیک کر کے جنرل بارڈر کو مطمئن کر سکتے ہیں اور۔“ مانتھر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔ وہ واقعی کوئی سادہ لوح ٹیکنیشن ثابت آدمی تھا۔ جو سادہ لوحی میں سب کچھ ان خود بتائے جا رہا تھا۔

”اودہ ہاں ٹھیک ہے۔ میں چیک کرتا ہوں اور ریڈ آل۔“ صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اور پھر اس نے ہیلی کا بیڑہ کچھ اور بلند کر دیا کہ اسے فضا میں ہی معلق کیا۔ اور اس کے بعد اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور وہ چھوٹا لیکن جدید قسم کا ٹرانسمیٹر باہر نکال لیا جو اس نے پیٹے لا شعوری طور پر جیب میں ڈال لیا تھا۔ لیکن پھر اُسے اس کا خیال بھی نہ آیا تھا۔

”یہ مانتھر کیا کہہ رہا ہے۔ یہ تو صرف فلک زخرو کی کاٹرانسمیٹر ہے۔ اس سے دین سٹور کیسے چیک ہو سکتا ہے۔“ صفدر

کہ اس کے چہرے پر ایسی مسرت نظر آ رہی تھی جیسے کسی کو محبت اقلیم کی دولت میسر آ گئی ہو۔
"اسلحہ خانہ اڑایا جاسکتا ہے یہاں سے۔ وہ کیسے" صفر

نے یقین نہ آنے والے لہجے میں کہا۔
"ابھی دیکھو۔ میں ابھی یہ اسلحہ خانہ اڑا دیتا ہوں اس ٹرانسمیٹر سے وہاں موجود ایسے تمام اسلحے کو چارج کیا جاسکتا ہے جس میں فیوز لگے ہوئے ہوں۔ اور ٹائم بم میں تو فیوز لازمی لگا ہوا ہوتا ہے۔ وہ فوری طور پر پھٹ جائیں گے اور اگر کسی اور میں بھی فیوز لگا ہوا تو وہ اٹھ جائے گا۔ اس کی چارجنگ ریج ایک سو کلومیٹر ہے۔ یہ انتہائی طاقتور ٹرانسمیٹر ہے۔" تنویر نے انتہائی مسرت بھر کے لہجے میں کہا۔
اور پھر تیزی سے اس نے ناب گھنائی شروع کر دی۔ ناب گھومتے ہی ایک چھوٹا سا بلب جل اٹھا اور ساتھ ہی ڈائل پر سرخ رنگ کے ہندسے بدلنے لگے۔ لیکن ابھی تنویر نے ڈیاسی اور ناب گھنائی تھی کہ ایک لمخت ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی تیز آواز نکلی۔ اور تنویر کے ساتھ ساتھ صفر اور جو لیا بھی چونک پڑے۔

"ہیلو ہیلو۔ پاکسٹانی اینٹیٹس۔" میں جنرل بارٹربول رہا ہوں۔ تم آج کمر نہیں جاسکتے۔ یہ بات سن لو۔ میں بڑی سے بڑا قربانی دے کر بھی تمہارا اختتامہ کمرہ دل کا ہر صورت میں ہر قیمت پر اور۔" جنرل بارٹربول کی انتہائی غصیلی اور پختی ہوئی آواز سنائی دی۔ آواز سے ہی صاف محسوس ہو رہا تھا کہ وہ غصے میں پاگل تک پہنچ چکا ہے۔

"تم احمقوں کے جنرل ہو باور۔ تمہاری پہچان گلیوں پر لگائی ہوئی تھی ابھی بند ہو جائے گی ابھی چند منٹ کے اندر آؤر۔ اس بار تنویر نے اپنے اصل لہجے میں کہا۔

"یوشٹاپ۔" ٹرانسمیٹر ٹپٹاپ ٹپٹاپ۔ جنرل بارٹربول نے حلق کے بل چیخے ہوئے کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ تنویر کے ماتھے میں موجود ٹرانسمیٹر بھی طرح طرح لگا کر آیا۔ اس کے ساتھ ہی ایک دل ہلا دینے والا خوف ناک دھماکہ ہوا اس خوف ناک دھماکے میں تنویر، صفر اور جو لیا تینوں کی چیخیں بھی شامل ہو گئی تھیں۔ ان چیخوں کا انداز بتا رہا تھا کہ یہ ان کی زندگی کی آخری چیخیں ہیں۔

سات پشتوں پر احسان کر دیا سو۔ فوجی نے جیب سے ٹاویج نکال کر اس کی روشنی کا رٹو پیم ڈالی۔ اور چند لمحوں تک اسے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس نے ٹاویج بند کی اور اسے جیب میں رکھ کر اس نے کارڈ واپس فوجی آفیسر کی طرف بڑھادیا۔

”یسی سر۔ اور کسے ہے۔ لیکن میرا آپ بتاؤ ایونیو پر کہاں جانا چاہتے ہیں۔“ آفیسر نے کارڈ واپس کرتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں پوچھا۔

”ملکی ماؤس۔ اٹا از سیکرٹ مشن۔“ آفیسر نے سیٹ پر بیٹھے فوجی آفیسر سے سخت لہجے میں کہا۔

”سوری سر۔ آپ وہاں نہیں جاسکتے۔ اٹا از آرڈرز سر۔ اور ہم یہاں اس لئے کھڑے ہیں۔ ویسے ملکی ماؤس کے باہر باقاعدہ چیکنگ پوسٹ بنادی گئی ہے۔ اور ملکی ماؤس کو فوجیوں سمیت ہر آدمی کے لئے ریڈ ایمریا قرار دیا جا چکا ہے۔ اندر صرف وہی لوگ جاسکتے ہیں جن کے پاس پیش پاس ہوتا ہے۔ اس لئے آپ واپس چلے جائیں۔“ فوجی کا لہجہ تو مؤدبانہ تھا لیکن اس میں ملکی سختی کا عنف بھی موجود تھا۔

”کس کے آرڈرز کی بات کر رہے ہو۔ میں۔ چیفٹ او سلوکی اجازت سے جا رہا ہوں۔“ فوجی آفیسر نے انتہائی کمزور لہجے میں کہا۔

”سوری سر۔ یہ جنرل بارٹر کے احکامات ہیں۔“ آفیسر نے کہا۔

”بڑی سی فوجی جیب انتہائی تیز رفتاری سے چلتی ہوئی ایک چوک پر دائیں طرف جانے والی سڑک پر مڑی سی تھی کہ سڑک کے دونوں اطراف میں کھڑے فوجیوں نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا۔ اس وقت آدھی رات کا وقت تھا۔ اور سڑکیں بالکل سناں نظر آرہی تھیں ہر دم کی وجہ سے ہر طرف دھند سی چھائی ہوئی تھی لیکن یہ دھند دبیز نہ تھی۔ اس لئے مناظر صاف نظر آرہے تھے البتہ سردی میں خاصا اضافہ ہو گیا تھا۔ فوجیوں کے اشارہ دینے ہی ڈرائیور نے جیب روک دی۔“

”شناخت۔“ ایک آفیسر نے ڈرائیور کے ساتھ بیٹھ ہوئے فوجی آفیسر سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ فوجی آفیسر نے جیب سے ایک کارڈ نکالا اور شناخت طلب کرنے والے آفیسر کے ہاتھ پر دیا۔ اس کا انداز سخوت آمیز تھا جیسے کارڈ دکھا کر وہ اس فوجی

ٹوٹی ہوئی دیوار کے قریب جا کر رک گئی۔ کیونکہ اس سے آگے راستہ محدود تھا۔ جیب رکستے ہی عمران نیچے اترا یا۔ اس کے پیچھے عقبی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے جوزف اور جوآنا بھی نیچے آ گئے۔ اس وقت وہ سیاہ فام کی جگہ سفید فام بنے ہوئے تھے۔ عمران نے نہ صرف ان کے رنگ بلکہ ان کے چہرے کے خد وخال میں بھی ایسی تبدیلی کو دیکھی تھی کہ اس میک آپ میں وہ کسی طرح بھی دی جوزف اور جوآنا نہ لگ رہے تھے جو دراصل تھے۔ عرفان ان کے جسم اور قدم و قامت وہی تھے۔ ان کے جسموں پر بھی فوجی یونیفارم سر بھینیں۔

”جوزف۔ جیب کے عقب میں موجود بڑا بیگ باہر نکالو۔ اور یہ یونیفارمز اتار دو۔“ عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اپنے جسم پر موجود یونیفارم بھی اتارنی شروع کر دی۔ ٹائیگر اور جوآنا نے بھی اس کی پیروی کی۔ یونیفارمز کے اندر انہوں نے سیاہ رنگ کی حلیت جیکٹیں اور سیاہ پتلونیں پہنی ہوئی تھیں۔ جوزف نے بیگ جیب سے باہر نکال کر رکھا اور پھر اس نے بھی اپنی یونیفارم اتارنی شروع کر دی۔ عمران نے اپنی گردن پر چکی بھری اور چند لمحوں بعد اس نے چہرے۔ سر اور گردن پر موجود ماسک اتار کر جیب کے اندر اچھال دیا۔ اب وہ اپنی اصل شکل میں تھا۔

”تمہیں بھی اس فوجی نے دیکھ لیا ہے۔ اس لئے تم بھی ماسک اتار دو۔ صرف جوزف اور جوآنا اسی میک آپ میں رہیں گے کیونکہ یہ پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس لئے یہ اسے اچھی طرح نظر نہ آئے

”ادھر اچھا۔ ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ چلو ڈرائیور دایں چلو۔ میں ٹرانسپورٹ پر بات کروں گا۔“ فوجی آفیسر نے کہا۔ اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے جیب کو ٹرن دیا اور دایں چوک کی طرف بڑھ گیا۔ چوک سے وہ اسی سرنگ پر گر گیا جہاں سے آیا تھا۔

”ادھر دایں طرف کچے راستے پر موڑ لو ٹائیگر۔ اب ہمیں دوسرا راستہ استعمال کرنا پڑے گا۔“ اس بار سائید سیٹ پر بیٹھے ہوئے فوجی آفیسر نے کہا۔ وہ دراصل عمران تھا۔ ”دوسرا راستہ کیا مطلب باس۔ کوئی اور راستہ بھی آپ جانتے ہیں۔“ ڈرائیور نے جو ٹائیگر تھا کچے راستے پر جیب کو موڑتے ہوئے چونک کر کہا۔

”دوسرا راستے سے مطلب ہے کہ کسی اور روپ میں۔“ عمران نے منہ نہاتے ہوئے کہا۔ اور ٹائیگر نے سر ہلا کر جیب تیزی سے اس کچے راستے پر آ گئے بڑھتی جا رہی تھی۔ کافی آگے جا کر ایک ویران سی عمارت آگئی۔ اس کے راستے کا اختتام اس عمارت پر ہی ہوا تھا۔ یہ کوئی قدیم مکان تھا۔ جو اب کھنڈرات کی صورت اختیار کر گیا تھا۔ جیب اس کھنڈرات کے سامنے جا کر رک گئی۔

”اندر لے چلو۔ یہ کھنڈر ویران ہے۔“ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے جیب کو آگے بڑھا دیا۔ کھنڈر کے اندر ہچکولے کھاتی ہوئی جیب آگے بڑھتی گئی۔ اور پھر ایک

اس کے ذریعے ڈائریکٹ اندر جا اتریں۔ ورنہ باہر سے تو اندر پہنچنا ہی ایک مسئلہ بن جائے گا۔" ٹائیگر نے کہا۔
 "ہیلی کاپٹر کو تو وہ آسانی سے ہٹ کر دیں گے۔ انہوں نے اس کا انتظام کر رکھا جو کہ۔" عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے جیک کو زمین پر الٹ دیا۔

"سب اپنی اپنی جیبیں بھر لیں۔" عمران نے کہا اور خود بھی اس نے ڈھیر میں سے مختلف قسم کا اسلحہ اٹھا اٹھا کر جیکٹ اور پتلون کی جیبوں میں ڈالنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں میں ہی وہ ڈھیر صاف ہو گیا۔ مشین گنیں انہوں نے کانہ حوں سے لٹھائیں۔ اور اس کے ساتھ میگزین، بلیٹ سے بانہ لے۔

"آؤ اب چلیں۔ یہاں کھنڈریں جاری واپسی تک یہ سب چیزیں محفوظ رہیں گی۔" عمران نے کہا۔ اور پھر وہ کھنڈر کے باہر جانے ہوئے راستے کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ اور ٹائیگر دو ذول اصل چروں میں تھے۔ جب کہ جو زف اور جوانا سفید فام بنے ہوئے تھے۔

کچے ماسے پر چلتے ہوئے وہ تھوڑی دیر بعد سڑک پر پہنچ گئے۔ یہاں ساؤتھ افریقہ میں چونکہ لو ابو کے گوریل جملوں کا خطرہ ہر وقت منڈلاتا رہتا تھا اس لئے رات بڑے ہی بہر شخص اپنے اپنے گھروں میں گھس جاتا تھا۔ اور سڑکیں سنان ہو جاتی تھیں۔ صرف فوجی گاڑیاں ہی گشت کرتی رہتی تھیں۔

عمران نے سڑک پر پہنچ کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر دوڑ کر اس

ہوں گے۔" عمران نے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلاتے ہوئے اپنے چہرے اور سر پر موجود ماسک اتار دیا۔
 "نیکاب ہمیں دوسرا میک اپ کرنا ہو گا۔" ٹائیگر نے کہا۔

"نہیں۔ جیک میں میک اپ کا سامان ہی نہیں۔ مجھے یہ خیال بھی نہ تھا کہ جزل بارٹر اس طرح کے احکامات بھی دے سکتا ہے۔" عمران نے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے آگے بڑھ کر جیک کھولا۔ اس بڑے سے جیک کے اندر موجود چھوٹے لیکن طاقتور بم موجود تھے۔ ڈائنامیٹ سنگس بھی تھیں۔ اور اسی طرح کا دوسرا تباہ کن اسلحہ بھی۔ یہ سارا اسلحہ۔ فوجی یونیفارم اور جیب وغیرہ کا بندہ ولست ٹاشو نے کیا تھا۔

"ماسٹر آپ زیادہ چکر بازی میں ممت پڑیں اور سیدھا سیدھا اس بلی ماؤس پر ریٹ کر دیں جو نظر آئے اڑا دیں۔" جوائل نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

"اور ہم خود سیما ٹو ڈیاں پہن لیں کسی کو ہم کبھی تو نظر آئیں گے۔ اور پھر یہ بلی ماؤس کسی ٹرمینا کا مکان نہیں ہے جہاں وہ اپنے ایک مرل سے کتے کے ساتھ رہ رہی ہو گی۔ یہ ڈوگو فائٹر ڈسکا میں میٹکوارٹر ہے۔ اور ڈوگو فائٹر تنظیم کے ذریعے وہ پورے ساؤتھ افریقہ اور بمبیا پر قیامت توڑنا چاہتے ہیں اس لئے ہر کام انتہائی احتیاط سے کرنا ہو گا۔" عمران نے کہا۔
 "باس۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ ہم کوئی ہیلی کاپٹر اغوا کر کے

کی روشنی اس دیوار پر نہ پڑے۔ جب چند لمحوں بعد ہی گلی کے سامنے سے گزر گئی۔ جب اس کی آواز دور ہوتے ہوئے بند ہو گئی تو عمران آگے بڑھا۔ اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر دوڑ کر سڑک پار کر کے دائیں طرف کو بڑھتا گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کی پیروی کر رہے تھے۔ ورنہ انہیں خود بہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں۔ کچھ آگے جانے کے بعد عمران اُسی ماٹھ پر موجود ایک اور چوڑی گلی میں داخل ہو گیا۔ اور ایک باہر پر گلیوں کا سفر شروع ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور سڑک پر پہنچ گئے۔

”یہ سامنے جو عمارت ہے۔ اس کے عقب میں وہ مکی ماؤس ہے۔ آؤ۔“ عمران نے سامنے موجود ایک تین منزلہ عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ سب تیزی سے سڑک پار کرتے ہوئے اس عمارت کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گئے۔ مین گیٹ بند تھا اور اوپر ایک ہلکی طاقت کا غلبہ جل رہا تھا۔ عمارت کے کوئی بورڈ وغیرہ نہ لگا ہوا تھا۔ اور اندر مکمل سکوت طاری تھا۔

ان محسوس ہوتا تھا جیسے یہ عمارت دیران پڑی ہو۔ لیکن جیسے ہی وہ پھاٹک کے پاس پہنچے پھاٹک کی دوسری طرف سے انہیں کسی کے ہلکے سے کھانسنے کی آواز سنائی دی اور وہ سب چونک کر سائیڈ میں ہو گئے۔ عمران نے آگے بڑھ کر پھاٹک پر آہستہ سے دستک دی اور خود سائیڈ میں ہو گیا۔

”کون ہے باہر؟“ اندر سے ایک حیرت بھری آواز سنائی

نے سڑک پر اس کی اور دوسری طرف موجود عمارتوں کے طویل سلسلے کے درمیان ایک چوڑی گلی میں گھس گیا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ گلی آگے جا کر مڑ گئی تھی۔ عمران اپنی گلیوں میں سے گزرتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ وہ اس طرح چل رہا تھا جیسے وہ پیٹا ہی اپنی گلیوں میں ہوا ہو۔ حالانکہ وہ زندگی میں پہلی بار ساؤتھ افریقہ آیا تھا۔ لیکن اس نے ٹاشو کے ذریعے جو ہنر سیکھا تھا انتہائی تفصیلی نقشہ منگوایا تھا اور پھر وہ اتنی دیر تک اس نقشے کی ایک ایک ٹیکہ کو دیکھتا رہا تھا۔ جیسے اُسے حفظ کر رہا ہو اور اس وقت وہ جس انداز میں گلیوں میں مڑتا ہوا آگے بڑھا جا رہا تھا۔ اس سے واقعی یہی محسوس ہوتا تھا کہ نقشہ اس نے حفظ کر لیا ہے۔ گلیاں بالکل سی سنان پڑی ہوئی تھیں۔ حتیٰ کہ یہاں کسی کتے کے بھونکنے کی آواز بھی سنائی نہ دی تھی۔ شاید کتے بھی شہر کی وجہ سے دبکے ہوئے تھے۔

کافی دیر تک ان گلیوں میں سے گزرنے کے بعد وہ ایک پختہ سڑک پر پہنچ گئے۔ لیکن ابھی وہ سڑک پر پہنچے ہی تھے کہ دور سے کسی جبب کے بیٹ لائیٹس چمکے اور عمران اور اس کے ساتھی واپس مڑ کر گلی کی دیواروں کے ساتھ چپک کر کھڑے ہو گئے۔ کیونکہ گلی کافی طویل اور کھلی تھی۔ اگر وہ اس کے دوسرے کنارے تک بھاگتے تو پھر لازماً جبب سے چپک ہو جاتے اس لئے وہ دیوار سے چپٹ کر کھڑے ہو گئے۔ لیکن وہ اس دیوار سے چپٹ کر کھڑے ہوئے تھے جس طرف سے وہ جبب آ رہی تھی تاکہ اس

پاک بھینے میں جوزف کے قوی مہیکل جسم سے چپٹا کھڑا تھا۔ اور جوزف کا ایک بازو اس کی گردن پر اور دوسرا اس کے جسم کے گرد لپیٹا ہوا تھا۔ گردن پر بے پناہ دباؤ کی وجہ سے نوجوان کا چہرہ خاصا مسخ ہو گیا تھا۔ اس کا منہ کھلا ہوا تھا۔ اور وہ مشکل سے سانس لے رہا تھا۔ اس کی آنکھیں باہر کواہل آئی تھیں۔ "ذرا دباؤ کم کر دو جوزف۔ اور سنو اگر یہ چھینا جائے تو ایک جھکے میں گردن توڑ ڈالنا"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے گردن پر دباؤ قدرے کم کر دیا۔ نوجوان کا چہرہ دباؤ بیٹھے ہی تیزی سے نارمل ہونے لگا۔ "اس کی تلاشی لو ٹائیگر"۔ عمران نے ٹائیگر سے کہا۔ اور ٹائیگر نے سجلی کی سی تیزی سے اس کی تلاشی لے کر ایک دیوالور باہر نکال لیا۔

"سنو مسٹر ہمارے تم سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔ اس لئے اگر تم نے ہم سے تعاون کیا تو پھر تم زندہ رہ جاؤ گے۔ ورنہ تمہاری روح ایک لمحے سے بھی تم عرصے میں تمہارے جسم کو چھوڑ کر جاسکتی ہے"۔ عمران نے غراتے ہوئے ہلچے میں کہا۔

"تت۔ تت۔ تت۔ تم کیا جانتے ہو۔ کون ہو تم"۔ نوجوان نے انتہائی گھبرائے ہوئے ہلچے میں کہا۔

"ہم میک اپ میں ہیں اور جنرل بارٹر کے خصوصی دستے کے آدمی ہیں۔ اس بلڈ ٹاک کے عقب میں لمبی پاؤں بے دیاں

دی جیسے یہ دستک سر اس پر خلاف معمول ہو۔ "پلیز ہیلپ می"۔ عمران کے حلق سے ایک سہمی ہوئی خوفزدہ سی نوازی آواز نکلی۔ دوسرے لمحے پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی تیزی سے کھلی اور ایک بیٹے بڑے نوجوان نے تیزی سے باہر کی طرف جھانکا۔ اسی لمحے عمران اس پر چھپٹا اور اسے دھکیلتا ہوا اندر لے گیا۔ نوجوان پہلے تو حیرت کے مارے پیچھے ہٹا گیا۔ لیکن پھر سنبھل کر اس نے عمران پر ہاتھ اٹھانا ہی چاہا تھا کہ عمران نے ایک لمختہ اسے دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر گھمایا اور پوری قوت سے سائیڈ کی دیوار کی طرف اس طرح دھکیل کر پریس کر دیا کہ اس نوجوان کا چہرہ دیوار کی طرف تھا۔ عمران کا ایک ہاتھ اس کے سر پر جبا ہوا تھا جب کہ دوسرے سے اس نے اس کی پشت پر دباؤ ڈال رکھا تھا۔

"خبردار اگر آواز نکلی"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے نوجوان کے چہرے کو زیادہ قوت سے دیوار کے ساتھ پریس کر دیا۔ چند لمحوں میں اس کے ساتھ ہی اندر پہنچ گئے۔ اور جوزف نے کھڑکی بند کر دی۔ اب وہ سرکل کی طرف سے دیکھنے جانے سے محفوظ ہو گئے تھے۔

اور اس کے ساتھ ہی عمران نے اس نوجوان کو واپس اپنی طرف کھٹک دیا۔

"آواز نہ نکالنا"۔ عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے اسے جوزف کی طرف دھکیل دیا۔ نوجوان

کا جیف اوسلو غدا ہو گیا ہے۔ وہ کو ابو سے مل گیا ہے۔ لیکن جنرل بارٹر اس بات کو عام نہیں کرنا چاہتے۔ اس لئے ہمیں فقیہ طور پر حکم ملا ہے کہ ہم ملکی مآذ میں داخل ہو کر اوسلو کو زندہ گرفتار کر لائیں۔ اس طرح کہ دباں موجود کسی آدمی کو اس کا علم نہ ہو سکے۔

عمران نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔ اور اس کا مقصد بھی یہی تھا کہ نوجوان جو سفید فام تھا جنرل بارٹر کا نام سن کر یقیناً اس سے تعاون پر آمادہ ہو جائے گا۔ ورنہ وہ انہیں کو ابو تنظیم کے آدمی بھی سمجھ سکتا ہے۔ اور یہ سفید فام سیاہ فاموں سے لازماً اور کو ابو تنظیم سے خصوصاً اس قدر نفرت رکھتے تھے کہ وہ مر جاتا تو قبول کر سکتے تھے۔ لیکن ان کے ساتھ تعاون نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ یہ نفرت ان سفید فاموں کی گھٹی میں شامل کر دی گئی تھی۔

”جج۔ جنرل بارٹر۔ ادہ تو تم اس کے آئینہ ہو۔ مگر مجھے تو کچھ نہیں معلوم۔ یہ تو لیڈر ہو سکتا ہے۔ یہاں تو ملازمت کرنے والی عورتیں رہتی ہیں۔“ نوجوان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔ اور

عمران اس کی بات سن کر کمر بڑی طرح چونک پڑا۔ اس نے نوجوان کی آنکھوں میں ابھرنے والا ایک مخصوص تاثر بھی چیک کر لیا تھا۔

”تو تمہارا خیال ہے کہ ہم خواہ مخواہ ہی یہاں آگئے ہیں جالے پاس مکمل رپورٹ ہے کہ یہاں عیاشی ہوتی ہے۔ خفیہ عیاشی۔ میرا مطلب ہے تم مطلب ابھی طرح سمجھ گئے ہو گے۔ اور سنو اب بھی اگر تم نے تعاون نہ کیا تو پھر ہم خود یہ راستہ تلاش کر لیں گے لیکن تم اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے۔“ عمران نے

سرد لہجے میں کہا۔

”ادہ ادہ۔ لیکن اس میں میرا کوئی قصور نہیں جناب۔ میں تو بس یہاں نام کا نگران ہوں۔ یہاں کی اصل انچارج تو مادام بروشیا ہیں۔ اور سر مادام بروشیا اپنی سارا کھیل کھیلتی رہتی ہیں مجھے نہیں معلوم کہ ساتھ فالی بلڈنگ سے فوجی کیسے یہاں اچلتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں۔ بہر حال وہ آتے ضرور رہتے ہیں۔ بس جب کوئی مہنگا مہر ہو جاتے تب مادام مجھے بلاتی ہے۔ ورنہ میری ڈیوٹی تو بس یہیں تک ہے۔“ اس بار نوجوان نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا نام۔“ عمران نے ہونٹ چبالتے ہوئے پوچھا۔

”مم۔“ میرا نام جیکسن ہے جناب۔“ نوجوان نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہاری پوزیشن سمجھ گیا ہوں۔ فکر مت کرو۔ اگر تم نے تعاون کیا تو نہ صرف تمہاری زندگی بچ جائے گی بلکہ مشن مکمل ہونے کے بعد ہو سکتا ہے تمہیں فوج میں کوئی اعلیٰ عہدہ بھی مل جائے۔ لیکن شرط یہی ہے کہ تعاون مکمل ہونا چاہیے۔“ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

”جج۔ جج۔ بالکل ٹھیک ہے جناب۔ میں تعاون کروں اجنب۔ میں تو خود یہاں کے ماحول سے تنگ آ گیا ہوں جب سے ساتھ دالی عمارت میں فوجی آئے ہیں۔ یہاں کا سارا ماحول خراب ہو گیا ہے۔“ جیکسن نے کہا۔

”اس وقت بھی وہ لازمہ کمروں میں موجود رہوں گے۔“ عمران

تھے۔

نوجوان درمیانی جگہ سے آگے بڑھ کر دائیں طرف جانے والے ایک طویل برآمدے میں داخل ہو گیا۔ برآمدے میں حمزدے دروازے ایک قطار کی صورت میں تھے۔ لیکن تمام دروازے بند تھے۔ نوجوان بڑے محتاط انداز میں چل رہا تھا۔ سب سے آخر میں ایک دروازہ تھا۔ نوجوان اس دروازے سے پہلے ہی رک گیا اور اس نے ہاتھ سے اس دروازے کی طرف اشارہ کیا۔

"ٹھیک ہے۔ تم واپس جاؤ۔ یہ ایک ساتھی تمہارے ساتھ رہے گا۔ تاکہ تم واقعی ہماری طرف سے فارغ ہو۔" عمران نے آہستہ سے کہا۔ اور ساتھی اس نے ٹائیگر کو اشارہ کیا۔ ٹائیگر اس نوجوان کا بازو پکڑے واپس چل گیا۔ جب وہ دونوں برآمدے سے نکل کر ان کی نظروں سے غائب ہو گئے تو عمران آہستہ آہستہ دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ جوانا اور جوزف بھی اس کے پیچھے تھے۔

عمران نے آہستگی سے دروازے پر دستک دی۔ ایک بلوردار دستک دینے کے بعد اندر سے ایک نیندیں ڈوبی ہوئی نسوانی آواز سنائی دی۔

"کون ہے؟" بولنے والی بڑے محتاط انداز میں دروازے کے پیچھے سے بات کر رہی تھی۔

"مادام۔ میں جکیں ہوں۔ ایک بڑا ٹیڑھا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔"

نے کہا۔

"جج۔ جج۔" نوجوان کچھ کہنا کہتا رہ گیا۔

"ہلو۔ اور سنو۔ آخری باریہ بات دوہرا رہا ہوں کہ سچ بات کرو۔" عمران کا لہجہ ایک لمحت بے حد مدہو گیا۔

"جناب سب سے اوپر دالی منزل میں کمرے اسی مقصد کے لئے مادام نے ریزرو کر رکھے ہیں۔ یہ لوگ اوپر آجاتے ہیں اور پھر نیچے سے عورتیں منگوا لیتے ہیں۔ بھاری معاوضہ دیتے ہیں۔ اس لئے عورتیں خوشی سے چلی جاتی ہیں۔ ویسے جناب اس وقت تو مادام پرورشیا بھی مصروف ہے۔ اس کا خاص دوست میکے آیا ہوا ہے۔ اور سنا ہے کہ میکے سے کیلنڈر چھینے۔ نوجوان نے کھل کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں۔" مادام پرورشیا کا کمرہ کہاں ہے۔" عمران نے کہا۔

"جی پہلی منزل میں ہے۔ اس نے یہاں کا سب سے بڑا کمرہ لے رکھا ہے۔" نوجوان نے جواب دیا۔

"خاموشی سے ہمارے ساتھ چلو اور صرف دور سے وہ کمرہ دکھاؤ۔ اس کے بعد تم ہماری طرف سے فارغ ہو جاؤ گے۔"

عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے جناب آئیے۔" نوجوان نے کہا اور عمران کے اشارے پر جوزف نے جھٹکا دے کر نوجوان کو آگے دھکی دیا۔ لیکن اب عمران سمیت سب نے ریوالتور ہاتھ میں پکڑ لیا۔

ایک جہازی سائیکے بیڈ پر ایک لمبا ترنگا اور خاص ٹھوس جسم کا آدھی واقعی
 بدھتی کے عالم میں مدھوش پڑا ہوا تھا۔ اس کے جسم سے کبل لپٹا ہوا تھا۔
 ”دوہ اس طرح میڑھے میڑھے انداز میں پڑا تھا جیسے لاش پڑی ہو کمرے
 میں نیلے رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ سائیکہ میڑھے ابڑی دو بیڑی
 خالی بوتلیں پڑی تھیں۔ اور دو گلاس بھی پڑے تھے۔ سائیکہ میں ایک
 اور دروازہ تھا۔ عمران اس دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے بیٹھ کر
 دبا کر لے دھکیلا تو پھر وہی دروازہ بے آواز کھل گیا۔ دوسری طرف ایک
 چھوٹا کمرہ تھا جس میں ایک بیڈ اور ساتھ ہی دو کرسیاں ایک میز
 موجود تھی۔ البتہ ایک سائیکہ پر ایک سیف بھی رکھا ہوا تھا۔ کمرہ
 خالی تھا۔ عمران نے سر ہلادیا اور پھر وہ والیس مڑا۔

”اس مادام کو اٹھا کر اس سائیکہ والے کمرے میں لٹا دو۔“
 عمران نے جوائے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور جوائے سرگوشی کرتے ہوئے
 باہر چلا گیا۔ عمران نے جیکٹ کی اندر دنی جب سے ایک چھوٹی سی شیشی
 نکالی اور بیڈ پر مدھوش پڑے ہوئے اس میکا سے کی طرف بڑھ گیا۔
 اس نے شیشی کا ڈھکن کھولا اور پھر شیشی کا دمانہ نیکاسے کی ناک سے
 نکا دیا۔ میکا کے جسم میں ہلکی سی تھر تھر اٹھتی ہوئی اور پھر وہ ساکت
 ہو گیا۔ عمران نے شیشی اس کی ناک سے علیحدہ کر کے اس پر ڈھکن لگایا۔
 اور پھر شیشی کو جیب میں رکھ کر اس نے ہاتھ بڑھا کر میکا کی نبض
 تھا م لی۔

”جوزف۔ اسے بھی اٹھاؤ اور ساتھ دالے کمرے میں لے جاؤ۔“
 سبار عمران نے قدرے اپنی آواز میں کہا۔ اور جوزف تیزی سے

آپ خود باہر آئیں۔“ عمران کے حلق سے جکین جیسی آواز نکلی۔
 اس کے ہاتھ میں ہلکی سی گھراہٹ اور اضطراب نمایاں تھا۔
 ”اوہ۔ کیا بات ہے۔“ اندر سے اس بار قدرے مطمئن
 ہاتھ میں کہا گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی آہستگی سے دروازہ کھلا۔
 اور ایک نوجوان لیکن بھرپور جسم والی عورت باہر آگئی۔ اس کے
 جسم پر سیلینگ گون موجود تھا۔ جیسے ہی وہ باہر آئی۔ عمران
 ایک تخت اس پر پھینکا۔ ایک لمحے کے لئے اس عورت کی پشت
 عمران کی طرف ہوئی۔ دوسرے لمحے وہ بغیر کوئی آواز نکلے عمران
 کے ہاتھوں میں جھول گئی۔ عمران کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر ہب
 ہوا تھا جب کہ دوسرا ہاتھ اس کی کمر کے گمہ دھا اور منہ پر
 موجود ہاتھ کو مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اسے بے ہوش
 دیا تھا۔ یروشیا کے بے ہوش ہوتے ہی اس نے احتیاط سے
 ایک طرف دیوار کے ساتھ لگا کر لٹا دیا۔ اسی لمحے ٹانگیں کھینچی
 کے پاس پہنچ گیا۔ عمران نے اس کی طرف دیکھا تو ٹانگیں کھینچنے سے
 ہلا کر مخصوص اشارہ کر دیا۔ کہ وہ جکین کو ختم کر آیا ہے۔ عمران
 نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کمرے کے کھلے دروازہ
 کی طرف بڑھ گیا تھا۔ اندر آگے میکا سے واقعی موجود تھا تو اس
 کی طرف سے کسی رد عمل کے ظاہر نہ ہونے کا یہی مطلب ہوتا
 تھا کہ وہ شراب کے نشے میں بہ مست پڑا ہوا ہو گا۔ کیونکہ عمران
 اس قسم کے عیاش لوگوں کی نفسیات کو ابھی طرح سمجھتا تھا۔
 نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا تو سامنے

طرح دکھل کر بند کر دیا تاکہ آواز باہر نہ جاسکے۔ اور پھر وہ میکا سے لی طرف بڑھا۔ اس نے اس کی ناک اور منہ ایک ہی ہاتھ سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد ہی میکا کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ لیکن عمران نے اس وقت تک اس کا سانس بند کئے رکھا۔ جب تک اس کی آنکھیں نہ کھل گئیں۔ اور پھر وہ پیچھے ہٹ گیا۔

”گگ۔ گگ۔ کیا مطلب۔ کیا۔ کیا۔“ میکا نے ہوش میں آتے ہی ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کوشش میں ناکام ہونے کے بعد اس نے سرگھبرا دھر دھر دیکھا۔ اس کے چہرے اور آنکھوں سے شدید ترین حیرت کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ اب گھور کر سامنے کھڑے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھ رہا تھا۔

”اس بڑکی کو بھی ہوش میں لے آؤ۔ تاکہ یہ ایک دوسرے کے تماشے سے ابھی طرح محفوظ ہو سکیں۔“ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر سرد لہجے میں کہا۔ اور ٹائیگر بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔

”کون ہو تم۔ اور یہ مجھے کیوں باندھ رکھا ہے۔ کون ہو۔“ میکا سے نے قدرے چیخ کر کہا۔ وہ اس حیرت کے فوری جھٹکے سے غاصا سنبھل گیا تھا۔ ادھر میروشیہ بھی ایک چیخ مار کر ہوش میں آگئی اور وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گئی۔ لیکن دوسرے لمحے پھر بیڈ پر گر گئی۔ کیونکہ اس کے ہاتھ اور پیر بندھے ہوئے تھے۔ اس کے حلق سے مسلسل چیخیں نکلی رہی تھیں لیکن دو تین چیخوں کے بعد وہ بھی سنبھل جانے میں کامیاب ہو گئی۔ لیکن اس کے چہرے پر اب شدید خوف کے

آگے بڑھا۔ اور اس نے گھسیٹ کر میکا سے کو اپنی طرف کھینچا۔ اور پھر ایک جھٹکے سے اُسے اٹھا کر کاندھے پر لاد لیا۔ چونکہ وہ عمران کو اس کی ناک سے شیشی لگاتے دیکھ چکا تھا۔ اس لئے ظاہر ہے وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران نے اُسے بے ہوش کر دیا ہے۔ گو وہ مدہوش تھا۔ لیکن شاید عمران کو خوف تھا کہ اس کی چیخ و بکار سے بلڈ گگ میں موجود افراد نہ جاگ جائیں۔ جو انا دام پروشیا کو پہلے ہی اندر بیڈ پر لٹا چکا تھا۔

”اسے کرسی پر بٹھا دو۔ اور پھر اسے اچھی طرح باندھ دو۔“ عمران نے جوزف کے پیچھے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور جوزف نے سر ہلاتے ہوئے بے ہوش میکا سے کو ایک کرسی پر بٹھا دیا۔ اور پھر بیڈ کے ساتھ لٹکے ہوئے باریک نالوں کی رسی کا ٹھچھا نکال کر اس نے بڑی مضبوطی سے اسے کرسی کے ساتھ باندھ دیا۔

”اس بڑکی کے ہاتھ پیر باندھ دو۔“ عمران نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔ اور ٹائیگر بیڈ پر پڑھی مادام پروشیا کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے بھی اپنی بیڈ سے بندھا ہوئی رسی کا ٹھچھا اتار دیا اور چند لمحوں کے بعد جب وہ پیچھے ہٹا تو مادام پروشیا کے ہاتھ اس کی پشت پر بندھے ہوئے تھے۔ اور اُسی رسی سے اس کی دونوں پنڈلیاں اکٹھی کر کے باندھ دی گئی تھیں۔

”او۔ کے جوزف۔ اب تم باہر کے کمرے میں ٹھہرو۔ گو اس کمرے کے ساتھ میں ہونے کی وجہ سے یہاں سے آوازیں باہر بھی جاتی گی۔ لیکن پھر بھی کوئی اچانک آسکتا ہے۔“ عمران نے کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر چلا گیا۔ عمران نے کمرے کا دروازہ اچھی

بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیا۔ عمران چند لمحے اُسے غور سے دیکھتا رہا۔
 "ٹھیک ہے۔ اگر تمہارا ارادہ اپنی توڑ پھوڑ کرنا ہے تو ایسے ہی سہی۔
 عمران نے سرد لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ جوانانے سے مخاطب ہوا۔

"جوانا۔ اس مادام بروشیا کو بھی اس خفیہ راستے کا علم ہوگا۔ اور
 تمہیں خوب صورت عورتوں پر تشدد کرنے کا جہز ہے۔ اس لئے میں
 تمہیں صرف دو منٹ دیتا ہوں۔ مادام بروشیا کی زبان کھل جانی ہے۔"
 عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"نہیں نہیں۔۔۔ خارگ ڈسٹیک۔ مجھ پر رحم کر۔ مجھے واقعی علم
 نہیں ہے۔ بس یہ لوگ آجاتے ہیں۔ میں آج تک دیا نہیں سمجھی۔
 تم بے شک پوچھ لو میکا سے۔" مادام بروشیا نے ہنسی
 انداز میں جھپٹے ہوئے کہا۔

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ اسے ان معاملات کی کوئی خبر نہیں ہے۔
 تمہارا تشدد بیکار جانے لگا۔" میکا سے نے ہونٹ پیچھتے ہوئے
 کہا۔

"میں نے تمہیں دو منٹ دیئے تھے جوانا۔ اور اس میں سے میں
 سیکند گز رہ چکے ہیں۔" عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جوانا بجلی
 کی سی تیزی سے بیڈ پر بیٹھی ہوئی مادام بروشیا پر چھٹیٹ پڑا۔ مادام
 بروشیا کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلتی لگیں۔ جوانا نے ایک
 ہاتھ سے اُسے گردن سے پکڑ کر ایک جھٹکے سے فضا میں اٹھایا اور
 دوسرے ہاتھ سے اس نے پوری قوت سے اس کے منہ پر پتھر پڑھڑ
 دیا۔ ایک ہی پتھر بروشیا کے لئے کافی ثابت ہوا۔ اس کے منہ سے

بہا ر نمایاں ہو گئے تھے۔
 "تم کون ہو۔ ایٹیا فی لگتے ہو۔ ارادہ۔ میں سمجھ گیا تو تم ہی پاکیشہ

ایجنٹ ہو جسے کرنل وینڈن تلاش کرنا رہا اور پھر تم نے اُسے مار
 ڈالا۔" میکا سے نے اس بار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"خاصہ تیز اور عقلمند آدمی لگتے ہو۔ میں ہم دہی ہیں۔" عمران
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے دوسری کسی گھسیٹ کر ذرا ایک طو
 کی اور پھر اس پر اطمینان سے بیٹھ گیا جب کہ جوانا اور ٹائیگر خاموش
 کھڑے تھے۔

"تم یہاں تک کیسے پہنچ گئے۔" میکا سے نے کہا۔
 "تمہارا نام میکا سے ہے اور تم رابرٹ اسلو کے نائب ہو۔ اور
 یہاں خفیہ طور پر عیاشی کے لئے آتے رہتے ہو۔" عمران نے بڑے
 مطمئن سے لہجے میں کہا۔

"تم نے جیکسن کے ساتھ کیا کیا ہے۔" اچانک مادام بروشیا
 نے ہنسی سے لہجے میں کہا۔

"میں نے اس کی گردن توڑ دی ہے۔" عمران نے سرد لہجے
 میں کہا تو مادام بروشیا کا جسم نمایاں طور پر کانپ سا گیا۔

"دیکھو میکا سے۔ مجھے یہاں سے بجلی ماراؤس جانے والا وہ خفیہ راستہ
 بتاؤ جس کے ذریعے تم اور تمہارے ساتھی یہاں عیاشی کرنے آتے
 رہتے ہیں۔" عمران نے ایک لحظہ انتہائی سنجیدہ ہوئے ہوئے
 میکا سے سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کوئی خفیہ راستہ موجود نہیں ہے۔" میکا سے نے اس بار

”تمہارے پاس وہ تیز دھار خنجر موجود ہے۔ مجھے میکا سے کی پیشانی کی کھال پر سلوٹیں نظر آرہی ہیں انہیں براہِ کر دو۔ خواہ مخواہ اچھی خاصی شکل خراب کر رہا ہے۔“ عمران نے انتہائی سر دلچے میں کہا۔

”یس باس۔“ ٹائیگر نے جواب دیا۔ اور پھر اس نے ایک لمحے میں حبیب سے ایک بار ایک مگر انتہائی تیز دھار خنجر نکالا۔ اور میکا سے کی طرف بڑھ گیا۔

”رک جاؤ۔ میں نے دیکھ لیا ہے کہ تم انتہائی سفاک آدمی ہو۔ اگر تم بندھی ہوئی عورت کے ساتھ ایسا سلوک کر سکتے ہو۔ تو میرا واس سے بڑا حشر کرو گے۔ اور ویسے بھی تمہیں راستہ تو معلوم ہو ہی گیا ہے۔ باقی تفصیل میں بتا دیتا ہوں۔“ میکا سے نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اور عمران نے ہاتھ اٹھا کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے ٹائیگر کو روک دیا۔

”اب بولنا شروع کرو۔ ورنہ تمہارے تو سارے جسم پر شکنیں بن اور یہ ساری شکنیں ٹائیگر کو چھیلنی پڑیں گی۔“ عمران نے اسی لڑجھڑجے میں کہا۔

”ہاتھ روم میں ایک وارڈ روپ ہے۔ اس کو دائیں طرف ہٹاؤ وایک سرنگ نما راستہ بن جاتا ہے۔ جو سیدھا ملکی ماؤس کے ہانسی حصے میں اس کمرے میں جا نکلتا ہے جو میرا کمرہ ہے۔“ میکا سے نے کہا۔

”کیا رابرٹ اوسلو کو بھی اس کی خبر ہے۔“ عمران نے اچھا۔

”صرف دانت باہر آکر سے بلکہ اس کی ناک اور منہ سے بھی خون جاری ہو گیا۔ اس کا جڑی طرح پھوٹنا ہوا جسم ڈھیلا پڑ گیا تھا۔“

”تمہیں ایک عورت پر تشدد کرتے ہوئے شرم آنی چاہیے۔“ میکا سے نے غصے سے چیخے ہوئے کہا۔

”آرہی ہے۔ تم ٹکرنے کر دو۔“ عمران نے زہر خند لہجے میں کہا۔

جوانا نے ایک کے بعد دوسرا زوردار ہتھیار اُسی گال پر جڑ دیا اور بدیشہ چیختی ہوئی پوشش میں آگئی۔ اس کے حلق سے انتہائی جولو ناک خنجر نکلتے لگی بھین۔

”مجھے نہیں معلوم۔ خدا کے لئے مجھے چھوڑ دو۔“ یرو شیل نے ہیک ماگنے کے سے انداز میں کہا۔

”بتاؤ۔ ورنہ ابھی گردن میں سوراخ کر دوں گا۔“ جوانا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے گردن پر موجود انگلیوں کو ذرا سا ٹیٹھا کر دیا۔ اور مادام یروشیا کے حلق سے انتہائی خوف ناک خنجر اسٹ کی آوازیں نکلتے لگیں۔

”بب۔ بب۔ ہاتھ روم سے۔“ اس خنجر اسٹ میں ملی ہوئی مادام یروشیا کی آواز نکلی اور جوانا نے اُسے دوبارہ بیڈ پر اچھال دیا اور مادام یروشیا ایک بار پھر بے پوش ہو گئی۔

”ٹائیگر۔“ عمران نے اس بار ٹائیگر سے مخاطب ہو کر

کہا۔

”نیں باس۔“ ٹائیگر نے تیزی سے آگے بڑھتے ہوئے

کہا۔

”اس لڑکی کے منہ میں رومال ٹھونس دو۔“ عمران نے اٹھ کھڑے ہوتے ہوئے ٹائیگر سے کہا۔ اور ٹائیگر نے خنجر جیب میں رکھا اور جلدی سے بیڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جیب سے ایک رومال نکالا اور مادام بروشیا کے جبڑے ایک ہاتھ سے پھینچ کر اس نے رومال کا گولا بنا کر اس کے حلق میں ٹھونس دیا۔

عمران اس دوران دروازہ کھول کر بڑے کمرے میں پہنچ چکا تھا۔

”ادپر والوں کو ٹھکانے لگانا ہے۔“ جوانانے پوچھا۔

”نہیں۔ ان کی تعداد زیادہ ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ بڑا بڑھ جلتے اور بلی ماؤس دلے چونکا جو جائیں۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ ایک سائڈ پر بنے ہوئے بائٹھ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اندر ایک سائڈ پر واقعی الماری موجود تھی۔ عمران نے اُسے بائیں طرف سے دھکیلا تو وہ تیزی سے دائیں طرف کو اس طرح پھسل کر آگے بڑھ گئی۔ جیسے اس کے پینڈے میں پھنسے ہوئے ہوں۔ الماری جس جگہ سے مٹی تھی وہاں واقعی ایک سرنگ نما راستہ ڈھلوانی انداز میں جا رہا تھا۔ عمران سر ہلاتا ہوا اس ڈھلوان پر اتر کر آگے بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچھے تھے۔ سرنگ زیادہ چوڑی نہ تھی۔ اس لئے وہ ایک ایک کر کے آگے بڑھ رہے تھے۔ سرنگ میں گہرا اندھیرا بھی تھا۔ اور پھسل رہی تھی۔ اس کا واضح مطلب تھا کہ دُعاں ہوا کی آمد و رفت کا کوئی انتظام نہ رکھا گیا تھا۔ لیکن چونکہ سرنگ زیادہ طویل نہ تھی اس

”نہیں۔ یہ بلی ماؤس میں نے بنوایا تھا۔ اور میں نے یہ راستہ انتہائی خفیہ طور پر اس لئے بنوایا تھا تاکہ میں اور میرے ساتھی یہاں آسکیں۔ جیف ان محاملات میں انتہائی سخت ہے وہ بلی ماؤس میں عورت کے سایہ پڑنے کا بھی مخالف ہے۔ اور میں اور میرے ساتھی عورتوں کے بغیر نہیں رہ سکتے تھے۔ اس لئے میں نے یہ خفیہ راستہ بنوایا ہے۔“ میکا سے نے جواب دیا۔

”ادپر والی منزل میں تمہارے کتنے ساتھی موجود ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”آٹھ۔“ میرے یہ خاص ساتھی ہیں اور صرف ہم ہی یہاں آتے ہیں اور کسی کو خبر نہیں ہے۔“ میکا سے نے جواب دیا۔

”ادلو کی رہائش گاہ کہاں ہے۔“ عمران نے پوچھا۔

”اس کی رہائش گاہ عینہ سرخ بیرک میں ہے۔ وہاں انتہائی سخت پہرہ ہوتا ہے۔ ادلو کا خاص گرد پ یہ پہرہ دیتا ہے۔“ میکا سے نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ بشکریہ۔“ عمران نے کہا۔ اور پھر اس نے بڑے سرمد مہاراجہ انداز میں جیب سے مشین پشلی نکالا اور دوسرے لمحے دودھاکوں کے ساتھ ہی میکا سے کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ اسی طرح بندھے بندھے تڑپنے لگا۔ لیکن زیادہ سے زیادہ چند لمحوں کے بعد وہ ساکت ہو گیا۔

”مہربانہ۔“ عیاشی آدمی کا یہی انجام ہونا چاہیے۔“ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور کسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

جس کی دوسری طرف بھی سیرکیں سی بنی ہوئی تھیں۔ اس راہداری میں کمروں کے دروازے ایک قطار میں بنے ہوئے تھے۔ عمران راہداری میں آیا اور پھر وہ احتیاط سے چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔ برآمدے کے قریب پہنچ کر عمران رکا اور اس نے سر باہر نکال کر جھانکا تو اُسے برآمدے کی ایک سائیڈ میں ایک فوجی نظر آیا جس نے مشین گن دیوار کے ساتھ لگا کر رکھی ہوئی تھی اور خود دیوار کے ساتھ پشت لگا کر بیٹھا اور نگہ رہا تھا۔

”سنو جونا اور ٹائیگر۔ تم دونوں جاؤ۔ ٹائیگر اس کی مشین گن اٹھائے گا اور جونا اس کا منہ بند کر کے اسے اٹھا کر لے جائے گا۔ اسی طرح اسے اٹھائے ہوئے بردشیا کے کمرے میں جاؤ۔ اور پھر اس سے معلوم کر کے آؤ کہ یہاں اسلحہ خانہ کس طرف ہے۔ یوری تفصیل معلوم کر کے آؤ۔ مگر زیادہ دیر نہ لگانا۔ عمران نے سر گوشی کے انداز میں جونا اور ٹائیگر سے کہا اور ٹائیگر اور جونا اسمر ملاتے ہوئے بڑے محتاط انداز میں آگے بڑھنے لگے۔ وہ دیوار کے ساتھ لگ کر چل رہے تھے۔ جونا آگے تھا۔ اور ٹائیگر پیچھے۔ وہ شخص بیٹھا اور نگہ رہا تھا۔ لیکن شاید یوری طرح احتیاط کے باوجود اُسے آہٹ محسوس ہو گئی تھی۔ اس نے چونک کر سمجھیں کھولی ہی تھیں کہ جونا کسی بھوکے درندے کی طرح اس پر چھپٹ پڑا۔ اور اس کا ایک ہاتھ اس کے منہ پر اور دوسرا اس کی گردن پر جم گیا۔ دوسرے لمحے وہ آدمی ہوا میں اٹھ گیا۔ اس نے ڈپ کر جونا کے سینے اور پیٹ پر لائیں ماریں شروع کیں۔ اور

لئے اُسے آسانی سے کمر اس کیا جاسکتا تھا۔ ڈھلوان اب مابندہ کی طرف جانے لگی۔ اور پھر جہاں سے سرنگ ختم ہوئی وہاں چھت پر ایک ٹکڑہ لوہے کا بنا ہوا تھا اور اس ٹکڑے کو دیکھتے ہی عمران سمجھ گیا کہ یہاں کوئی لوہے کی الماری رکھی ہوئی ہے۔ اور یہ نظر آنے والی چھت دراصل لوہے کی الماری کا سنبلا حصہ ہے۔ عمران نے درمیان میں ہاتھ رکھ کر اُسے ایک جھپٹے سے دائیں طرف دھکیلنے کی کوشش کی لیکن وہ ذرا سا بھی نہ ہلی۔ لیکن جب عمران نے اُسے بائیں طرف دھکیلا تو وہ تیزی سے کھسکتی ہوئی آگے عام چھت میں غائب ہو گئی۔ اب ایک کمرے کی چھت دکھائی دے رہی تھی۔ عمران تیزی سے اوپر چڑھ گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے اندر ایک بیٹا اور مینہ کرشیاں موجود تھیں۔ کمرے میں نیلے رنگ کا ملب جل رہا تھا جب کہ بستر پر نیلے چوڑ کران پر جمیل اس طرح ڈال گیا تھا۔ کہ جیسے کوئی سور ہا ہو۔ لیکن جمیل ایک سائیڈ سے ذرا سا ہٹا ہوا تھا۔ اس پر ہوتے چھت سے ایک ٹیکے کا ٹونا دکھائی دے رہا تھا۔ اور اس کو نے کو دیکھ کر ہی عمران سمجھا تھا کہ کمرے کے نیچے ٹیکے موجود ہیں ورنہ عام نظر سے دیکھنے پر ہی محسوس ہوتا تھا کہ واقعی سائیڈ پر کوئی آدمی سو رہا ہے۔ کمرے کا اٹھوتا دروازہ اندر سے بند تھا۔

جب سب ساتھی سرنگ سے کمرے میں آگئے تو عمران تیزی سے بند دروازے کی طرف بڑھا اور اس نے دروازہ کھول کر باہر نکلا تو یہ ایک طویل راہداری تھی۔ جس کا اختتام ایک برآمدے پر ہوا تھا۔ اور برآمدے کے باہر خاصا بڑا میدان نظر آ رہا تھا۔

تھی اور سردی اپنے عروج پر تھی۔ اس لئے کمرے میں سوتے ہوئے لوگ پوری طرح مدہوش تھے۔ لیکن بہر حال عمران جانتا تھا کہ اس قسم کے لوگ بے حد بیدار نیند سوتے ہیں۔
تھوڑی دیر بعد سرنگ میں سے جوانا اور ٹائیگر واپس آئے تو وہ آدمی ان کے ساتھ نہ تھا۔

”میں نے اسے ختم کر دیا ہے۔ وہ ضرورت سے زیادہ چیخنے لگا تھا اور وہ لڑکی بھی ہوش میں آگئی تھی۔ میں نے اس کی بھی گردن توڑ ڈالی ہے۔“ جوانا نے آتے ہی کہا۔
”میں نے تمہیں جس کام کے لئے بھیجا تھا اس کی رپورٹ دو“ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

”کیس ماسٹر۔ اس آدمی نے بتایا ہے کہ سرنگ کے ساتھ ایک زرد رنگ کی عمارت ہے اس کے اندر تھوڑے عرصے میں اسے کا بہت بڑا سٹور ہے۔“ جوانا نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلادیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب تھوک میں گردنیں توڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ آدمی کے ساتھ۔“ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے روانہ کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دوبارہ برآمدہ ہو پہنچ گئے۔ حالانکہ میدان پر دھند چھائی ہوئی تھی۔ لیکن اس کے باوجود ساری عمارتیں اپنے اپنے رنگ و روغن سمیت صاف نظر آ رہی تھیں۔ اور پھر انہیں بائیں ہاتھ پر سرخ رنگ کی عمارت اور اس سے ملحقہ زرد رنگ کی ایک عمارت نظر آگئی۔ سرخ رنگ

دونوں ہاتھوں سے اس کی پیلوں پر مکے برسائے لگا۔ لیکن جوانا نے گردن پر دباؤ بڑھا دیا۔ اور چند لمحوں بعد ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑ گیا۔
جوانا اسے اسی طرح اٹھائے تیزی سے راہداری میں لایا اور پھر احتیاط سے چلتا ہوا ایس پہلے والے کمرے میں آ گیا۔ ٹائیگر نے اس کی مشین گن اٹھالی تھی۔ اد اب وہ بھی اس کے پیچھے جا رہا تھا۔ عمران نے جوتوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ اور پھر وہ سب اس پہلے والے کمرے میں پہنچ گئے۔ جوانا اور ٹائیگر اس آدمی کو اٹھائے سرنگ میں داخل ہو چکے تھے کیونکہ سرنگ کا دبانہ اسی طرح کھلا ہوا تھا۔ عمران اور جوزف اس کمرے میں پہنچ کر رک گئے۔ عمران کے چہرے پر گہری سنجیدگی نظر آ رہی تھی۔ اسے معلوم تھا کہ وہ اس وقت ایسی خطرناک جگہ پر موجود ہیں جہاں کسی بھی لمحے یقینی موت ان پر چھٹ سکتی ہے۔ اب ان کے سامنے وہ بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جسے ایک معمولی سا زلزلہ بھی ملبسٹ کر سکتی تھی۔ اس لئے وہ حد سے زیادہ احتیاط کر رہا تھا۔ وہ اگر چاہتا تو اسی کمرے میں ہی اس آدمی سے پوچھ گچھ کر سکتا تھا۔ لیکن اسے معلوم تھا کہ پوری سیرک میں بے شمار کمرے ہیں اور وہ اسی آواز سے نکلنے پر کوئی جاگ سکتا ہے۔ اور ظاہر ہے پھر تو ایک لحاظ سے پوری جگہ ان کے مقابلے پر اتار آئے گی اور جھنڈ بھی اٹھے۔
جسے باقاعدہ ایسے کاموں کی تربیت دی گئی ہے۔ اس لئے اس نے اس آدمی سے پوچھ گچھ کے لئے جوانا اور ٹائیگر کو واپس پر دیشیا کے کمرے میں بھیجا دیا تھا۔ چونکہ اس وقت پچھلی رات

لئے وہ ان کو چیک نہ کر سکے تھے ورنہ وہ یقیناً برآمدے میں نمودار ہوتے ہی ان کی نظروں میں آ جلتے اور پھر ان کا اس خوف ناک اڑنے سے بچ نہ سکتا ناممکن ہو جاتا۔ دلیہ بھی اس اڑے کو سائنسی لحاظ سے بھی اور باہر بہرہ داری کے لحاظ سے اس قدر محفوظ بنا دیا گیا تھا کہ ان دونوں کو یہ تصور بھی نہ ہو سکتا تھا کہ یہاں بھی کوئی آسکتا ہے۔ اس لئے بھی وہ بے فکر ہو گئے۔ عمران جانتا تھا کہ ان عمارتوں کی چھتوں پر بھی حفاظتی چوکیاں بنی ہوئی ہوں گی۔ جہاں سے فضا اور اندر دینی حصے کی عمل نگرانی کی جا رہی ہوگی۔ لیکن چونکہ وہ میدان میں نکلے ہی نہ تھے اس لئے وہ انہیں چیک نہ کر ہی نہ سکتے تھے۔ عمران نے جانا اور جوزف کو اشارہ کیا۔ اور وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھے۔ چند لمحوں بعد ہی وہ ان دونوں پر بھیٹ پڑے۔ دونوں نے واقعی انتہائی پھرئی دکھائی تھی اس لئے وہ دونوں کرسیوں سے ہل ہی سکے۔ اور ان کی گردنیں ٹوٹ چکی تھیں۔ عمران نے ان کی پھرئی پر مستعدی پر بڑے تحسین آمیز انداز میں سر ہلادیا اور پھر وہ اب بڑے دردانے کی طرف بڑھ گیا۔ یہ دروازہ مضبوط لکڑی بنا ہوا تھا۔ دروازے کا ڈیزائن بتا دیا تھا کہ یہ کسی خاص شخصیت کے کمرے کا دروازہ ہے۔ اور وہ دونوں ہی اس دروازے کی فول سائیڈوں پر بیٹھ گئے تھے۔ اس سے عمران نے یہی اذگیا تھا کہ یہ یقیناً چیف رابرٹ اسلو کے کمرے کا دروازہ ہے۔ اس نے دروازے کو آہستہ سے دبا یا تو دوسرے لمحے

کی عمارت کے سامنے برآمدہ تھا جب کہ زرد رنگ کی عمارت میں فولاد کا ایک مضبوط دروازہ نظر آ رہا تھا۔
 "اس سرخ عمارت کے برآمدے میں یقیناً اسلو کے ساتھی موجود ہوں گے۔ ہمیں پہلے ان پر قابو پانا پڑے گا باقی تو تمام جگہیں صاف ہیں۔ ادھر میرے ساتھ آؤ۔ دیوار کے ساتھ ساتھ آگے بڑھنا اور کسی بھی ایمر جی کے لئے تیار رہنا۔ عمران نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر ہاتھ میں مشین گن کپڑے وہ دائیں طرف برآمدے کے اندر ہی دیوار کے ساتھ ساتھ تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔ میدان کے چاروں طرف عمارتیں موجود تھیں۔ اور سوائے اس زرد رنگ کی عمارت کے باقی ہر عمارت کے سامنے برآمدہ موجود تھا۔ وہ آگے بڑھتے گئے۔ راستے میں ایک جگہ اسے برآمدے میں موجود کمروں کے دروازوں پر نیم پلیٹیں بھی لگی ہوئی تھیں۔ وہ سمجھ گئے کہ یہ دفتر کے کمرے ہوں گے۔ وہ اسی طرح آگے بڑھتے گئے۔ اور پھر وہ سرخ عمارت والے برآمدے کی سائیڈ میں پہنچ گئے۔ دوسرے لمحے عمران کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ برآمدے میں اس وقت دو مسلح فوجی کرسیوں پر بیٹھ ہوئے تھے۔ لیکن ان دونوں کی گردنیں ایک طرف ڈھکی ہوئی تھیں اور کرسیوں کے نیچے شراب کی خالی بوتلیں پڑی ہوئی تھیں اس کا مطلب تھا کہ وہ سادھی رات شراب پی بی بی کر جا گئے رہے ہیں لیکن اب کچھ پی رات شراب کے نشے اور نیند دونوں نے انہیں سوئے پر مجبور کر دیا ہے اس

اس طرح سارا اڈھ جاگ پڑتا۔ اور پھر ان کا دیاں سے زندہ بچ نکلنا تقریباً ناممکن ہو جاتا۔ ظاہر ہے وہ کتنے اذرا کو مار سکتے تھے۔ اس لئے عمران نے اس پر حملہ کر کے اس کے ہاتھ میں موجود ریوا اور گرا دیا تھا۔ لیکن ادسلو نے اُسے جس طرح واپس اچھالا تھا۔ اس سے اس کی طاقت اور لڑائی بھڑائی کے فن میں مہارت کا پتہ چلتا تھا۔ وہ نہ ظاہر ہے عام آدمی عمران جیسے شخص کو اس طرح واپس نہ اچھال سکتا تھا۔ لیکن عمران کے پیچھے گرتے ہی اندر پہنچ جانے والا جوانا بجلی کی سی تیزی سے ادسلو پر جھپٹ پڑا۔ ادسلو بھی تقریباً جوانا کی قدرقاقت اور اُسی کے جسم میں تھا۔ اور ان دونوں کے ٹکرانے سے ایسے ہی محسوس ہوا جیسے دو دیو آپس میں ٹکرائے گئے ہوں۔

”خبردار جوانا، آواز نہ نکلے۔“ عمران نے چھپے گھومتے ہی فلا بازی کھاکر اٹھتے ہوئے کہا۔ اور عین اُسی لمحے ادسلو کے ملق سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور وہ ہوا میں ہاتھ پیر مارتا ہوا ایک جھاکے سے فرش پر آگرا۔ جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے جھاک لڑا اُسے دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر سر کے بل نیچے گرا دیا تھا۔ ادسلو نے نیچے گرتے ہی تڑپ کر اٹھنے کی کوشش کی ہی تھی کہ یک لحظہ اپنا اپنی جگہ سے اچھلا اور اس کے دونوں جڑے ہوئے پیر پوری ت سے ادسلو کے سینے پر پڑے جب کہ اُسی لمحے عمران نے س لخت ایک پیر اس کے منہ پر رکھ دیا تھا۔ اس طرح ادسلو نے ملق سے نکلنے والی چیخ سیٹی کی آوازیں بدل کر باہر نکلی ادسلو

اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار پھیل گئے۔ کیونکہ دروازہ اندر سے بند نہ تھا۔ چونکہ ادسلو کو کسی قسم کا کوئی خوف نہ تھا۔ اس لئے اس نے دروازہ اندر سے بند کرنے کا تکلف ہی نہ کیا تھا۔ عمران نے آہستہ آہستہ دروازہ کھولا۔ اندر نیلے رنگ کی روشنی حل رہی تھی۔ عمران دروازہ کھول کر اندر داخل ہی ہوا تھا کہ ایک لخت اچھل کر ایک طرف کو ہوا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے جسم نے بجلی کی سی تیزی سے الٹی قلابا بازی کھائی۔ اور دوسرے لمحے وہ ایک بلے طرح کے دیو قاقت آدمی کو گھسٹتا ہوا گہرے کی سائید ریوا سے جا کھلایا۔ لیکن اُسی لمحے عمران اس طرف اچھل کر پیچھے جا کھرا جیسے کوئی آدمی فرش پر گیند مارتا ہے۔ اس دیو قاقت آدمی کے جسم میں واقعی بے پناہ طاقت تھی۔ لیکن اس دوران عمران کے ساتھی اندر آچکے تھے۔ عمران نے اپنی بے پناہ استعداد اور حیرت انگیز بھڑائی سے اس دیو قاقت کو چوتھے چیف ادسلو تھا حملہ کرنے سے رک دیا تھا۔ ادسلو نے شاید آہٹ سن لی تھی۔ اس لئے جیسے ہی عمران اندر داخل ہوا تھا۔ اس نے پوری قوت سے اس کی پنڈلی پر لٹ مارنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن عمران کے اچانک اچھلنے کی وجہ سے اس کا پیٹ خالی چلا گیا تھا۔ لیکن اس کے ہاتھ میں ریوا اور موجود تھا۔ اور عمران اچھلنے کے ساتھ ہی الٹی قلابا بازی کھاکر اس پر حملہ نہ کر دیا تو یقیناً وہ جلی چلا دیتا۔ اور عمران کو گولی کی اس قدر فکر نہ تھی۔ اُسے فکر گولی چلنے سے پیدا ہونے والے دھماکے سے بھی کیا

غور سے اسے دیکھتا رہا پھر وہ فلش ٹینکی کو دیکھ کر چونک پڑا۔ کیونکہ فلش ٹینکی کا حجم کچھ ضرورت سے زیادہ ہی لگتا تھا۔ عمران نے فلش ٹینکی کا ڈھکن ہٹایا۔ اندر بانی بھرا ہوا تھا عمران نے اس کا سینٹل پریس کیا تو بانی ہلکی سی گڑگڑاہٹ کے ساتھ نمودیں بہہ گیا۔ لیکن ٹینکی کے اندر کچھ نہ تھا۔ بانی دوبارہ بھرنا شروع ہو گیا تھا۔ عمران نے ڈھکن واپس رکھ دیا۔ اور وہ واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ اس کی نظریں اس کے پائپ پریپرٹیکس۔ جو دائرہ اوپنٹھ سے نکل کر ٹینکی کی سائیڈ سے اندر جا رہا تھا۔ عمران چند لمحوں سے غور سے دیکھتا رہا۔ پھر اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ کے آثار ابھرتے۔ جس سو راخ سے یہ پائپ ٹینکی کے اندر جا رہا تھا وہ آگے والی سائیڈ سے لمبائی میں فاصلہ کٹا ہوا تھا۔ اور اس کٹی ہوئی جگہ کو دیکھ کر ساری صورت حال عمران پر واضح ہو گئی۔ عمران نے ٹینکی کی دوسری سائیڈ پر ہاتھ رکھ کر اُسے زور سے باہر کی طرف دھکیلا تو ٹینکی درمیان سے گھوم کر دائرہ اوپنٹھ والی دیوار سے جا لگی۔ اس کا ایک حصہ بہتور ٹینکی کی سائیڈ سے جڑا ہوا تھا جب کہ باقی ٹینکی دوسری طرف گھوم گئی تھی نیچے ٹینکی کا آدھا حصہ جو رہ گیا تھا۔ اس کے اندر ایک ایسے کی جھرائی میں ایک آقاعہ سوچ پیل لگا ہوا تھا۔ جس پر مختلف رنگوں کے تقریباً بھٹ سوچ تھے۔ عمران نے جھک کر غور سے ایک ایک سوچ کے نیچے مکھ ہوئے الفاظ پڑھنے شروع کر دیئے اور پھر ایک سرخ رنگ کے سوچ کے نیچے موجود الفاظ ڈبلیو پی دیکھ کر اس

کا جسم ایک لمحے کیلئے سٹپا اور دوسرے لمحے وہ یکجہت پارے کی طرح توڑ پکڑا ہوا ہی تھا کہ گھومتا ہوا جونا کے جسم سے جا لگا اور پھر جونا کا ایک بازو اس کی گردن کے گرد اور دوسرا اس کی کمرے کے گرد جم گیا اور سونے پوری قوت سے کہنیاں جونا کی پیلیوں میں مایں اور جونا کے منہ سے ہلکی سی غراہٹ نکل لیکن دوسرے لمحے ادلو کا جسم ایک جھکے سے ڈھیل پڑ گیا جونا نے اپنے اس بازو کو جو اس کی گردن کے گرد جم گیا تھا پوری قوت سے جھٹکا دیا تھا اس جھکے میں جونا نے کس غضب کی قوت تھی کہ ادلو جیسا دیوتا مت بھی ایک ہی جھکے میں بے ہوش ہو چکا تھا۔

"گڈ جونا"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ادلو جیے آدمی کی کہنیوں کی پھر پور ضرب کھانے کے باوجود ایک ہی جھکے سے بے ہوش کر دینا واقعی قابل تحسین بات تھی۔

اب کیا کر رہے اس کا۔۔۔ جونا نے مسرت بھرے ہجے میں کہا۔

"اے یہیں فرش پر لٹا دو جوزف کی بلیڈ میں سی موجود ہے۔ وہ اسے اچھی طرح باندھ دے گا۔ میں ذرا اس کمرے کی تلاشی لے لوں"۔ عمران نے کہا۔ اور اس کے ساتھ اس نے اس دیوار کا بغور جائزہ لینا شروع کر دیا جو اس خانے کے ساتھ ملتی تھی۔ اس دیوار کے آخر میں ہاتھ دوم کا دروازہ۔ عمران اس طرف کو بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ عام ہاتھ دوم تھا۔ عمران چند لمحوں

کہ بغیر اچھی طرح تلاش کئے وہ نظر نہ آسکتا تھا۔ اور پھر عمران تیزی سے واپس مڑا اور چند لمحوں بعد وہ ہاتھ روم میں پہنچ گیا۔ اس نے دہی بٹن دوبارہ پریس کر کے وہ دیوار برابر کی ٹینکی کو بھی پریس اس جگہ پر کیا۔ اور پھر تیزی سے وہ ہاتھ روم سے نکل کر بڑے کمرے میں آگیا۔ اوسلو ابھی تک بے ہوش بڑھا ہوا تھا۔ بن جوزف نے اس کے ماتھے اور پیر یا نہ ہدو سے ہتھے۔ اسے ختم کر دیا۔ لیکن اُسی طرح گھر دن توڑ کر۔ عمران نے جوانا سے کہا اور جوانا سر ہلاتا ہوا اس پر جھک گیا۔ جبکہ ران خود دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا۔ باہر اب دھندلچھ زیادہ دیر لگی تھی۔ لیکن آثار تباہی سے تھے کہ اب صبح قریب ہے اُسی آہستے اپنے عقب میں کھٹاک کی آواز سنائی دی اور وہ مڑتا ہوا باہر آگیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ جوانا نے اوسلو کی گردن ڈالی ہے۔

اب یہاں سے جلدی نکل چلو کیونکہ وہ لوگ جو ہوسٹل کی ہری منزل میں موجود ہیں وہ اب واپس آنے والے ہوں گے۔ عمران نے کہا اور باہر آگیا۔ اس کے ساتھ بھی پیچھے عمران نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا اور پھر اُسی طرح چلتے گئے وہ واپس اُسی راہ راہی کے قریب پہنچ گئے۔ جہاں چلتے تھے۔ اُسی لمحے اس راہ راہی کے ایک دروازے کے روشنی کا دھواں باہر نکلا۔ اور عمران سمجھ گیا کہ کمرے میں موجود

کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ رہی تھی۔ عمران نے وہ سوچا پریس کر دیا۔ دوسرے لمحے غسل خانے کی سائیدہ کی دیوار ہلکی سی جھوٹکا جھٹ کے ساتھ ایک سائیدہ پر کھسک کر غائب ہو گئی۔ اور اندر ایک چوٹا سا راستہ جاتا دکھائی دیا جس کے دونوں اطراف میں اسٹل کی پیٹیوں کے ڈھیر لگے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ یہ درمیانی راستہ کافی دور تک چلا گیا تھا۔ اور دیوار کے بیٹے ہی اس سارے راستے پر جگہ جگہ تیز روشنی کے لمب بھی چل آئے تھے۔ عمران اطمینان سے اس راستے میں داخل ہو گیا۔ یہ اسلحہ خانہ واقعی بہت بڑا تھا۔ اور یہاں اس قدر اسلحہ تھا۔ کہ شاید کسی بڑی سے بڑی فوجی چھاونی کے کسٹور میں اتنا اسلحہ ہو سکتا تھا۔ ہول لگتا تھا جیسے ایک چوتھائی دنیا کا اسلحہ اس جگہ اکٹھا کر دیا گیا ہو۔ عمران نے پورا اسلحہ خانہ گھوم ڈالا۔ اُسے اس فولادی دروازے کا اندر دنی حصہ بھی نظر آگیا جس کا دروازہ باہر کی طرف تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ عام استعمال کے لئے یہ فولادی دروازہ بنایا گیا ہے۔ لیکن اوسلو نے اپنے لئے یہ خفیہ راستہ تیار کر لیا ہوا ہے۔ عمران نے اسلحہ خانے کے تقریباً درمیان میں رک کر جبیب سے ڈسٹا منٹ ٹھک کا ایک بندہ نکالا۔ اور پھر اس کے اوپر لگے ہوئے دائرہ لیس کنڈول چارج کو مخصوص انداز میں پریس کر کے آن کر دیا۔ چارج کے درمیان سے جگہ کی طرح کی مہم سی روشنی نکلنے لگی۔ عمران نے ڈسٹا منٹ کا یہ بندہ پیٹیوں کے درمیان ایک جگہ چھپا کر اس طرح رکھ

نے اڈے کی تباہی اس سارے مشن میں سب سے آسان ثابت ہوئی
فی۔ دائرہ میں چار جہاز اس کی جیب میں موجود تھا۔ اور اس کی رینج بھی کافی سے
یادہ تھی۔ اس لئے اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ اس قدیم کھنڈر میں
ہج کر جہاں ان کی جیب اور فوجی یونیفارمز موجود تھیں وہ اطمینان
سے چار جہاز کا بٹن پریس کرے گا۔ اور اس کے ساتھ ہی ساؤتھ افریقہ
ن ڈو گو فائٹر ڈایک لحاظ سے مکمل طور پر تباہ ہو جائیں گے اور اس
کے ساتھ ہی بمبیا اور ساؤتھ افریقہ کے بے گناہ اور مظلوم سیاہ
فاموں پر لوٹنے والی قیامت کا خاتمہ ہو جائے گا۔ یہ بات درست
فی کہ ساؤتھ افریقہ کی حکومت ایسی ہی کوئی تنظیم اور جی بنا سکتی ہے
لیکن عمران کو معلوم تھا کہ اس تنظیم کا اصل مقصد اس سال بمبیا
بن اقوام متحدہ کے تحت ہونے والے ان عام انتخابات کو سبوتاژ کرنا
ہے۔ جس کے تحت سیاہ فام باشندے اپنی مرضی کی حکومت
تخلیف کر کے بمبیا کو ہمیشہ کے لئے ساؤتھ افریقہ کی سفید فام
حکومت اقلیت کے قبضے سے آزاد کر سکتے تھے۔ اور انتخابات کی تاریخ
لکھ اب قریب آگئی تھی۔ اس لئے اس نے وقفے میں ساؤتھ افریقہ
لے انہیں سبوتاژ کرنے کے لئے دوسری تنظیم کو سامنے نہ لا سکتے
تھے۔ عمران کے اس خوف ناک مشن کا اصل مقصد بھی یہی تھا۔ کہ
ساؤتھ افریقہ کی سفید فام اقلیت حاکموں کی اس سازش کو ختم کیا
جائے۔ جو وہ ڈو گو فائٹر کے روپ میں بمبیا کے انتخابات کو لٹانے
اور آزاد کرانے کے خلاف بنا رہے تھے۔ عمران کو معلوم تھا کہ ڈو گو
فائٹر کی تنظیم بنانے کا مقصد صرف وقتی طور پر انتخابات کو اٹا نہیں

آدنی نے اٹھ کر بتی جلاتی ہے۔ لیکن وہ دہاں کے بغیر تیزی سے
میک سے والے کمرے میں گئے بعد دیگرے داخل ہو گئے۔ عمران
نے دروازہ اندر سے لاک کیا اور پھر تیزی سے اس سرنگ
میں داخل ہو گیا۔ جب اس کے پیچھے اس کے ساتھی سرنگ
داخل ہوئے تو عمران نے وہ المارہی کھینچ کر واپس اس
پر جمادی۔ اور اس بار وہ چلنے کی بجائے دوڑتے ہوئے بروٹ
کے ساتھ روم میں جا پہنچے۔ عمران نے یہاں بھی دائرہ دہاں
کھسکا کہ واپس اپنی جگہ پر جمایا اور پھر وہ سب واپس دروازے
کی طرف بڑھ گئے۔ جب وہ دروازہ کھول کر باہر آئے تو
ادپر والی دونوں منزلوں سے کھڑکھڑاہٹ اور کسی کے چنے
پہر نے اور باتیں کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔
آوازیں زیادہ تر نسوانی ہی تھیں۔ لیکن کچھ منزل میں ابھی
تھی۔ وہ سب تیزی سے لیکن محتاط انداز میں دوڑتے ہوئے
وہ برآمدہ کر اس کہ کے درمیان جھے ہیں آگئے جہاں یہ
بھاٹک موجود تھا۔ وہاں ایک طرف جیکسن کی لاش بھی
ہوئی تھی۔ عمران نے بھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھولی اور پھر
جھانکا۔ سڑک دھند میں لیٹی ہوئی ویران پڑی تھی۔ اس نے
ساتھیوں کو باہر آنے کا اشارہ کیا اور خود سڑک پر آگیا۔
لمحوں بعد وہ سڑک کر اس کہ کے ایک بار پھر جیکسن کی بھلا
میں داخل ہو چکے تھے۔ لیکن عمران کے چہرے پر اب انتہائی
اطمینان کے اظہار نمایاں تھے۔ کیونکہ ڈو گو فائٹر کے اس

مسرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھیوں کے چہروں پر بھی مسرت کا جوا دکھائی پھوٹ پڑا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ جو مشن انہوں نے مکمل کیا ہے، وہ واقعی اس قدر عظیم ہے کہ عمران جیسا شخص بھی بے اختیار دکھڑی اور ہر اکے الفاظ کہنے پر مجبور ہو گیا ہے۔

"لیکن باس۔ ہم تو سب کچھ ویسے ہی چھوڑ کر آ گئے ہیں کیا صرف اوسلو کو ہی ختم کرنا تھا۔" جوزف نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 "ارے نہیں۔ میں نے ان کے اسلحہ خانے میں ڈائنارمنٹ سٹاک رکھ دی ہے اور اب میں صرف دائر لیس چارجر کا بیٹن پریس کروں گا۔ اور یہ پورا اڈہ نہ صرف تباہ ہو جائے گا بلکہ دہلیز اور موجودہ سائے ڈگڑو فاسٹرز اور دارمڈگم کی ساری عمارتیں سب کچھ تباہ ہو جائیں گی۔ عمران نے مسکرت ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جبب سے وہ دائر لیس چارجر باہر نکالا۔ اور اسے غور سے دیکھنے لگا تو غماز یہ ایک چھوٹا سا آلہ تھا، لیکن عمران جانتا تھا کہ اس ٹھپوٹے سے آلے میں بمبیا اور ساؤتھ افریقہ کے لاکھوں مظلوم سیاہ فاموں کی زندگی اور ظالم سفید فام اقلیت کی موت اور بمبیا کی آزادی بند ہے۔ اس کے باقی ساتھی بھی اشتیاق بھری نظروں سے اس دائر لیس چارجر کو دیکھنے لگے۔

"لو بھی ڈگڑو فاسٹرز۔ تم تو لوگو کو بوجھاؤ۔ عمران نے مسکرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے چارجر کے درمیان موجود بیٹن کو پریس کرنے کے لئے انگلی بڑھائی یہی تھی کہ ایک لحوت سائے کی طرف سے ٹھک کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے حلق

تھا بلکہ سفید فام اقلیت ان کی مدد سے ساؤتھ افریقہ اور خاص طور پر بمبیا میں بے پناہ قتل و غارت کر کے دہلیز کی سیاہ فام اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کر دینا چاہتی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ دہلیز اس قدر خوف و ہراس پھیلا دیا جائے کہ اگر اقوام متحدہ جبراً انتخابات کرائے بھی تو لوگوں کو خوف سے مارے کو ابکو ووٹ ہی نہ دے سکیں۔ اس طرح بمبیا کی آزادی ایک بھیانک خواب ہی بن کر رہ جاتی۔ اس لئے ان لوگوں نے ڈگڑو فاسٹرز کے لئے اس قدر کثیر تعداد میں اسلحہ جمع کر رکھا تھا۔ اور عمران جانتا تھا کہ جب یہ اسلحہ خانہ پھٹے گا تو نہ صرف ڈگڑو فاسٹرز کا خاتمہ ہو جائے گا بلکہ یہاں کی سفید فام اقلیت کو بھی سمجھ آ جائے گی کہ دنیا میں ابھی ایسی اقوام موجود ہیں جو آزادی کی جدوجہد کرنے والی تنظیموں کی مدد کو بھی اسلحہ ہی نہیں سیکورٹ بہر حال ساؤتھ افریقہ کے حکام کو تو یہ علم ہو چکا تھا کہ پانڈیشا سیکرٹ سروس یہاں اس مشن کے لئے کام کر رہی ہے۔ تقریباً آدھے گھنٹے ٹپک ٹپکوں میں گھومنے کے بعد وہ اس سڑک پر آئے جہاں سے کچرا راستہ اس کھنڈر کی طرف جاتا تھا۔ جہاں ان کی جیب اور یونیفارم موجود تھیں، سڑک پر اس کے وہ کچے راستے پڑے۔ اور اب انہوں نے باقاعدہ دوڑنا شروع کر دیا کیونکہ انہیں دیکھ لئے جلنے کا کوئی خطرہ نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ کھنڈر میں داخل ہو گئے۔ جیب اپنی جگہ موجود تھی اور اس پر وہ یونیفارم بھی پڑی ہوئی تھیں جو انہوں نے اتار کر پھینکی تھیں۔

"ہرا دکھڑی۔" عمران نے جیب کے قریب جا کر کہتے ہوئے

سے سسکاری سی نکلی۔ اور اس کے ماتھے میں موجود چار جبک لخت ہوا
میں اڑتا ہوا سا تھہ والی ٹوٹی ہوئی دیوار کرا س کر کے اس کے عقبی طرف جا
گرا۔ عمران کے ماتھے سے خون کا فوارہ سا نکلا۔ اور ابھی اس نے سر اٹھا کر
ادھر دیکھا ہی تھا جدھر سے ٹھک کی آواز سنائی دی تھی کہ یک لخت
فضا میں گنوں کی ریٹ ریٹ اور انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ عمران
نے بجلی کی سی تیزی سے غوطہ مارا۔ اور اپنے جسم کو جیپ کی اوٹ میں
لے جانا چاہا۔ لیکن اُسی لمحے اُسے ایسا محسوس ہوا جیسے کوئی گوم سلاخ
اس کی گردن میں گھس کر دوسری طرف سے نکل گئی ہو۔ اور یہی آخری
احساس اس کے ذہن میں اجاگر ہو سکا۔ اس کے بعد اس کا ذہن اس
طرح تادیک ہو گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے۔

جنرل بارٹر کا چہرہ غصے کی شدت سے سیاہ پڑا ہوا تھا۔
اس کے سامنے شیفرڈ کی لاش پڑی ہوئی تھی۔ اور وہ اس بڑے
دفتر نما کمرے میں بڑی بے چینی کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ سائینڈ کی
یوار سے لگے کھڑے فوجی بڑے سہمے ہوئے انداز میں ساؤتھ افریقہ
کے سب سے طاقتور انسان جنرل بارٹر کو دیکھ رہے تھے۔ ان کے
دل جنرل بارٹر کا چہرہ دیکھ کر ہی خوف سے کانپ رہے تھے کیونکہ
جنرل بارٹر کے چہرے پر ایسے آثار تھے کہ انہیں یوں محسوس ہو رہا
تھا کہ جیسے کسی بھی لمحے جنرل بارٹر اڑے میں موجود ہر شخص کو گولیوں
سے اڑانے کا حکم دے دے گا۔ لیکن جنرل بارٹر ہونٹ چباتا
دروانت پیتا ہوا مسلسل ٹہل رہا تھا۔

اُسی لمحے بھاری دروازہ کھلا اور آرتھر اندر داخل ہوا۔ اس کے
پہرے پر اڑنے والی ہوائیاں دیکھ کر جنرل بارٹر بڑی طرح

چونک پڑا۔

"کس — سر — وہ غائب ہیں۔" آرتھر کے حلق سے
سہمی ہوئی آواز نکلی۔

"غائب ہیں — کون غائب ہیں۔ کن کی بات کر رہے ہو۔"
جنرل بارٹر نے حیرت سے تقریباً پیچھے ہوتے بچے میں کہا۔

"وہ پاکیشیائی ایجنٹ سر۔ انہوں نے اندر سے بجائے کس
طرح گلاس کیس کی عقبی دیوار کھول لی۔ حالانکہ ایسا ممکن نہ تھا۔
لیکن وہ ایسا کر کے فرار ہو چکے ہیں۔" آرتھر نے کہا۔

"ادہ ادہ۔ ویسی بیڈ — تم نے باہر والوں کو ارٹ کر دیا
ہے۔ وہ باہر نکل کر کہیں فرار نہ ہو جائیں۔" جنرل بارٹر نے
غصے کی شدت سے تقریباً ناپتے ہوئے کہا۔

"کس — سر۔ اس کے لئے تو جنرل آئرشن رو میں جانا ہو
گا۔ نیچے تہہ خانے میں کیونکہ چیف کا سپیشل ٹرانسمیٹر بھی غائب
ہے ان کی جیب سے۔" آرتھر نے جواب دیا۔

"ادہ۔ تو تم یہاں کیا میری شکل دیکھتے آئے تھے۔ جلدی چلو
نائنس۔ اگر وہ نکل گئے تو میں تم سب کو موت کے گھاٹ اتار
دوں گا۔" جنرل بارٹر نے اتنے زور سے چیخ کر کہا کہ اس کی

آواز بھی بھٹ گئی۔

"آئیے سر۔" آرتھر نے کہا۔ اور وہ اپس مڑ گیا۔ جنرل بارٹر

بھی اس کے پیچھے تقریباً دوڑ پڑا۔ اور ظاہر ہے جنرل بارٹر کے پیچھے
کمرے میں موجود فوجیوں نے بھی دوڑنا تھا۔ باہر کھڑے فوجی آرتھر

اور خاص طور پر جنرل بارٹر جیسے بڑے افسر کو اس طرح دوڑتے حیرت
سے دیکھتے تھے۔ لیکن ظاہر ہے وہ کچھ کہہ نہ سکتے تھے۔ مختلف راپڈز
سے گزرنے کے بعد وہ ایک تہہ خانے میں داخل ہوا۔ جہاں دیواروں
کے ساتھ مشینیں فٹ تھیں۔ اور ان کے سامنے سفید کٹ پہنے
افراد موجود تھے۔ تہہ خانے کے درمیان میں ایک بڑی سی مشین تھی
سامنے ایک درمیانے قد کا آدمی بیٹھا تھا۔ وہ آرتھر اور جنرل بارٹر
کو اس بے تحاشا انداز میں اندر آتے دیکھ کر بوکھلا کر اٹھ کھڑا ہوا۔
"ماہقر جلدی سے ہیرڈنی چیکنگ پوسٹ کے اینڈارج کو ٹرانسمیٹر
پر کال کر دو۔ وہ پاکیشیائی ایجنٹ باہر نکل گئے ہیں۔ اور ہم نے انہیں
فوراً مار گنا ہے۔"

"پاکیشیائی ایجنٹ — مگر وہ تو چیف شیفرڈ اور دام پیٹریشیا
ہیں۔ انہوں نے مجھے پیش ٹرانسمیٹر پر کال کیا ہے۔ ابھی ابھی
وہ کہہ رہے ہیں کہ آرتھر غدار ہے۔" ماہقر نے حیرت بھرے
ہلچے میں کہا ہی تھا کہ اس کے پاس کھڑے جنرل بارٹر کا ہاتھ
بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور ماہقر زوردار تقریر کرکھا کہ چیخا ہوا دو
قدم دور فرش پر جا گما۔

"بلڈی فول — تم کال ملاؤ۔ آگے سے تقریباً شروع کر دی
ہے۔" جنرل بارٹر نے انتہائی غصیلے ہلچے میں کہا۔

"جنرل۔ اگر انہوں نے سپیشل ٹرانسمیٹر سے ماہقر کو کال کیا ہے۔
تو پھر تو وہ اس ٹرانسمیٹر سے اسلحہ خانہ بھی اڑا سکتے ہیں۔"

آرتھر نے پہلے سے زیادہ ہتھ پوتے ہلچے میں کہا تو جنرل بارٹر

دیو ہیکل مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے جلدی سے اس کے مختلف بٹن دہانے شروع کر دیئے۔ مشین میں زندگی کی لہریں دوڑ گئی۔ مشین پر لگی ہوئی سکریں ایک جھلک سے روشن ہو گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی ماتھر نے کئی ادب بٹن بھی پریس کر دیئے۔ اور ساتھ ہی اس نے ایک ناب کو کھٹکا کہ اس کے اوپر موجود ڈال کی سوئی کو حرکت میں لاکر ایک مخصوص ہند سے پرائیڈ جھٹ کر دیا۔ سوئی جیسے ہی اس ہند سے ٹک پہنچی ایک نخت سکریں پر ایک منظر ابھرا آیا۔ اور یہ منظر دیکھتے ہی جنرل یارٹر کا چہرہ ایک بار پھر تیزی سے مسخ ہونے لگ گیا۔ کیونکہ سکریں پر پہلی کا پیٹر کا اندرونی منظر نظر آ رہا تھا۔ وہ شیفرڈ کے روپ میں پاکستانی ایجنٹ پائلٹ سیڈ پر بیٹھا ہوا تھا جب کہ اس کے ساتھ دالی سیڈ پر وہ عورت تھی جو پٹریشیا کے میک اپ میں تھا۔ اور عقبی سیڈ پر ان کا تیسرا ساتھی موجود تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہ پیٹل ٹرانسمیٹر تھا۔ اور وہ اسے سائیڈ پر کھول کر اس کے اندر کوئی بٹن دبا رہا تھا۔

”اودہ باس۔ یہ تو واقعی دیپن سٹور کو ڈی چارج کر رہے ہیں۔“ ماتھر نے چیختے ہوئے کہا۔

”آپ ان کو باتوں میں لگائیں۔ میں اس دوران ڈسٹرکشن پوائنٹ سیڈ کر لوں۔“ ماتھر نے مشین کی سائیڈ کے ہکسے ایک مائیک نکال کر چیف کے ہاتھوں میں دیتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی ایک بٹن دبا دیا۔

اس کی بات سنی کہ اس طرح اچھل پڑا۔ جیسے اس کے سر پر ایٹم بم چل پڑا ہو۔

”اودہ اودہ۔ پھر کیا ہوگا۔ اودہ اودہ۔“ جنرل یارٹر کا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا۔

”باس۔ میں چاہوں تو اسے ڈی چارج کر سکتا ہوں اس طرح وہ ٹرانسمیٹر بھٹ جائے گا۔ اور وہ سارے ختم ہو جائیں گے۔ وہ اس وقت آپ کے پہلی کا پیٹر پر سوار ہیں۔ اور انہوں نے مجھ سے جب پیش ٹرانسمیٹر پر کال کی تو میں نے کال ای بی۔ دن سیڈ پر رسیو کی تھی۔ اس لئے میں نے انہیں دیکھ لیا تھا۔ ای بی۔ دن سیڈ کی وجہ سے ہم انہیں ختم کر سکتے ہیں۔ لیکن سر۔ ان کے ساتھ آپ کا پہلی کا پیٹر بھی تباہ ہو جائے گا۔“ پیٹر کھلنے والے ماتھر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”اودہ۔ اگر تم ایسا کر دو تو میں تمہیں بڑے سے بڑا عہدہ دوں گا۔ انعام دوں گا۔ اور تمہیں پیٹر مارنے کی باقاعدہ معافی بھی مانگوں گا۔ تم پہلی کا پیٹر کی پڑاؤ نہ کرو۔ ان کے لئے میں بڑی سے بڑی قربانی دیتے کے لئے تیار ہوں۔“ جنرل یارٹر نے چونک کر کہا۔

”باس۔ یہ ماتھر ٹرانسمیٹر لائن کا بہت بڑا ماہر ہے۔“ آرٹر نے کہا۔

”میں آپ کا خادم ہوں جناب۔“ ماتھر نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا اور تیزی سے وہ بائیں طرف دیوار میں نصب ایک

میں تمہیں ترقی دیتا ہوں۔ اب تم میں میڈکولائٹ میں آپریشنل انچارج ہو گئے۔ جنرل بارٹرن نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کے چہرے کے عضلات انتہائی مسرت کی وجہ سے کپکپا رہے تھے۔

”میں ہمیشہ آپ کی خدمت کمرؤں کا باس۔“ ماہقرنے بھی مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں رکوع کے بل جھکتے ہوئے کہا۔

”جاؤ آدھر۔ ان کی لاشیں تلاش کر کے لے آؤ۔ اپنے ساتھ مسلح فوجی لے جاؤ۔ میں ان کی لاشیں ساتھ لے جاؤں گا۔ اگر ایک ہیلی کاپٹر کی قربانی سے یہ خوف ناک پاکیشیائی ایکٹ ختم ہو سکتے ہیں تو یہ انتہائی مست سودا ہے۔“ جنرل بارٹرن نے آدھر سے کہا۔ آدھر سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔

”ایم۔ ایم۔ سواری مسٹر ماہقر! مجھے امید ہے تم میرے غصے کو معاف کر دو گے۔“ جنرل بارٹرن نے آگے بڑھ کر ماہقر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دستانے ہوئے آدھر سے سر ہٹا دیا۔

”جناب! آپ ہمارے لئے انتہائی قابل احترام شخصیت ہیں آپ کا بھٹو تو میرے لئے شرم کا باعث ہے۔“ ماہقر نے کہا اور جنرل بارٹرن ہتک یو کہہ کر مسکراتا ہوا مسٹر آدھر کو دنی عروازے کی طرف مڑ گیا۔ اس کے چہرے پر اب انتہائی اطمینان کے آثار موجود تھے۔ کیونکہ بیسیا میں داخل ہونے والے ان

”میلو میلو۔ پاکیشیائی ایکٹس میں جنرل بارٹرن بول رہا ہوں۔ تم بچ کر نہیں جا سکتے۔ یہ بات سن لو۔ میں بڑی سے بڑی قربانی دے کر بھی تمہارا خاتمہ کر دوں گا۔ ہر صورت میں ہر قیمت پر آدھر۔“ جنرل بارٹرن نے انتہائی غصیلی آواز میں کہا۔

”تم احمقوں کے جنرل ہو۔ بارٹرن۔ تمہاری یہ جنگی گھوڑے دالی تھوکتی ابھی بند ہو جائے گی۔ ابھی چند منٹ کے اندر آدھر۔“ اس آدمی نے بڑے طنزیہ انداز میں جواب دیا جو ماہقر میں ٹرانسپیر پکڑے بیٹھا تھا۔

”باس۔ ڈسٹرکشن پوائنٹ تیار ہے۔ پریس کر دیں۔“ اسی لمحے ماہقر نے ایک بیٹن دبا کر بات چیت کا رابطہ ختم کر کے ہوئے جنرل بارٹرن سے کہا۔ اور ساتھ ہی بیٹن دوبارہ آن کر دیا۔ ”پوشٹ اپ۔ نائنس۔ سٹ اپ فار ایور۔“ جنرل بارٹرن نے غصے کی شدت سے حلق کے بل چبھتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر وہ سرخ رنگ کا بیٹن پریس کر دیا۔ جس کی طرف ماہقر نے اشارہ کیا تھا۔ بیٹن دبتے ہی مشین میں ہلکی سی گونج پیدا ہوئی۔ ساتھ ہی ایک لمخت سکرین بھی تارک ہو گئی۔ اور مشین پر جلنے والے کئی بلب بھی بجھ گئے۔

”وہ ختم ہو گئے۔ باس۔ ہیلی کاپٹر سمیت ان کے جسم ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکے ہوں گے۔“ ماہقر نے مشین آف کر کے ہوتے کہا۔

”اوہ۔ دیل ڈن۔ ویری گڈ۔ تم نے واقعی کارنامہ سر انجام دیا ہے۔“

پاکیشیائی ایجنٹوں نے اپنی تیز اور مسلسل کارروائی کی وجہ سے اُسے ایک لحاظ سے بوکھلا کر رکھ دیا تھا۔ حالانکہ جو مہنگ میں ان کا لیڈر علی عمران موجود تھا۔ لیکن اُسے وہاں کی فکر نہ تھی کیونکہ اُسے چلتے ہوئے اطلاع مل چکی تھی کہ چیف اوسلو نے ہیلی کاپٹر کا پیر کال ٹریس کر کے انہیں اس طرح گھیر لیا ہے کہ نہ صرف کمرنل ونیڈن بچ جانے کا بلکہ وہ لوگ بھی ختم ہو جائیں گے۔ البتہ اب وہ ان پاکیشیائی ایجنٹوں کی لاشیں چیک کرنے کے بعد چیف اوسلو سے رابطہ کر کے اس سے حتیٰ زبردستی لینے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ دیے اُسے یقین تھا کہ وہاں سے بھی اُسے وکٹری رپورٹ ہی ملے گی۔ کیونکہ وہ چیف اوسلو کی تیز رفتار اور انتہائی ذہانت سے پُرکار کردگی سے مکمل طور پر مطمئن تھا۔

عمر ایسے کی آنکھیں کھلیں تو اس نے لاشعوری طور پر لٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن دوسرے لمحے اُسے احساس ہوا کہ وہ زمین پر پڑے ہونے کی بجائے کسی ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ اسی لمحے اس کے ذہن میں وہ منظر فلم کی طرح گھوم گیا جب وہ بارہر کا بیٹن ریش کر کے ڈو کو فاسٹر زکا ہیڈ کو اڑا کر اٹھانا چاہتا تھا۔ اور ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی اس کے ہاتھ کو جھٹکا لگا تھا۔ درجاءبر اس کے ہاتھ سے اڑتا ہوا ساتھ والی ٹوٹی ہوئی دیوار کے قتب میں جا گرا تھا۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین گنوں کی فائرنگ شروع ہو گئی تھی اور پھر عمران نے غوطہ لگا کر حریف کی اوٹ لینے کی کوشش کی یہی تھی کہ اُسے اپنی گردن میں گرم سلاخ گزرتی ہوئی طرف نکلتی محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ہن پر اندھیروں نے یلغار کر دی تھی۔ یہ سارا منظر ایک لمحے کے

زنجیر کا پہلا گھیر اس کے سینے پر موجود تھا۔ اس لئے ذرا سانس بچے کو
 جھکنے کے ساتھ ہی زنجیر مزید ڈھیلی ہو گئی۔ اور چند لمحوں کی
 کوششوں کے بعد وہ اپنے دونوں بازوؤں پر کھینچ کر ان کی
 گرفت سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گیا۔ بازو آزاد ہوتے ہی
 زنجیریں مزید ڈھیلی پڑ گئیں تو عمران نے انہیں ماتھے سے نیچے کی طرف
 دھیلنا شروع کر دیا۔ اور چند لمحوں بعد وہ زنجیروں کو نیچے فرش
 تک لگا چکا تھا۔ دوسرے لمحے اس نے دونوں پیر بائیں نکلے
 اور اب وہ ستون اور زنجیروں کی گرفت سے مکمل طور پر آزاد
 ہو چکا تھا۔ آزاد ہوتے ہی سب سے پہلے اس نے اپنی گردن
 پر ماتھ پھیرا اور دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس
 کی گردن کی سائیڈ پر باقاعدہ بندھن سرج کی گئی تھی اور ماتھ پر بھی
 بندھن سرج موجود تھی اس کا مطلب تھا کہ وہ اس دقت جن لوگوں کی
 بھی قید میں تھا وہ اُسے بہر حال زندہ رکھنا چاہتے تھے۔ وہ تیزی
 سے دروازے کی طرف بڑھا ہی تھا کہ باہر سے اُسے قدموں
 کی بھاری آوازیں سنائی دیں اور وہ تیزی سے دروازے کی
 سائیڈ میں ہو گیا۔ آوازوں سے اندازہ ہو رہا تھا کہ آنے والے
 دو افراد ہیں۔

”اس کمرے میں ہے وہ آدمی جس کے ماتھ میں چابو تھا۔“
 ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”یہ کمرہ — دوسری آواز سنائی دی۔ اور اس کے
 ساتھ ہی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا۔ چونکہ وہ ستونوں جس

کمرہ میں حصے میں اس کے ذہن پر ابھرا۔ اور اس نے بے اختیار
 گردن گھما کر ادھر ادھر دیکھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ہونٹ
 بے اختیار پھینک گئے۔ کیونکہ اس بڑے سے کمرے میں وہ ایک
 ایک سنگی ستون کے ساتھ بندھا ہوا تھا۔ اس کی گردن میں یہ
 بھی درد کی لہر موجود تھی۔ لیکن جس طرح گردن آسانی سے دائیں بائیں
 حرکت کر رہی تھی اس سے یہی معلوم ہوتا تھا کہ مشین گن کی گولی
 نے اس کی گردن میں سوراخ نہیں کیا بلکہ سائیڈ کو پھاڑتی ہوئی گزرتی
 ہے۔ اور انتہائی تکلیف کی وجہ سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔
 لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ اُن پر فائر کرنے والے کون ہو سکتے
 ہیں اور وہ اُسے وہیں ہلاک کر دینے کی بجائے یہاں کیوں لے
 آئے ہیں اور اس کے باقی ساتھیوں کا کیا ہوا۔ وہ چونکہ پتلی سی
 فولادمی زنجیر کے ساتھ جکڑا ہوا تھا اس لئے ناخنوں میں موجود
 بلڈ تو اس کے کام نہ آ سکتے تھے۔ لیکن اتنا اُسے محسوس ہو گیا
 تھا کہ زنجیر اس کے جسم کے ساتھ کس کر نہیں باندھی گئی ہے
 وہ قدرے ڈھیلی ہے۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر اپنی زبان
 کی کوششیں شروع کر دیں۔ اس کے دونوں بازو اس کی
 سائیڈوں میں تھے۔ باندھنے والوں نے اس کے ماتھ عقب
 پر نہ باندھے تھے۔ اور ڈھیلی زنجیر کی وجہ سے وہ کوشش
 کے ان بازوؤں کو زنجیر کی گرفت سے آزاد کر سکتا تھا۔ اس
 کے بعد زنجیر توڑنا اس کے لئے کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس نے
 دونوں بازوؤں کو اوپر کی طرف حرکت دینا شروع کر دی۔ چونکہ

تھے۔ وہ بار بار مرکز فرش پر پھرتے ہوئے اپنے ساتھی کو دیکھ رہا تھا۔

”میں نے کہا ہے سر پر ہاتھ رکھ لو ورنہ“ — عمران نے غراتے ہوئے کہا۔ اور اس آدمی نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سر پر رکھ لئے۔ زحی اب ساکت ہو چکا تھا۔

”ادھر دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو جاؤ۔ جلدی کرو۔“ عمران نے اسی طرح سر اور غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ تو وہ آدمی مڑا اور اسی طرح سر پر ہاتھ رکھے دیوار کی طرف بڑھتا گیا۔ دیوار کے قریب جا کر وہ رک گیا۔ عمران نے انتہائی پھرتی سے مشین گن کو کاٹہ سے لٹکایا اور جھک کر ایک طرف بیڑا ہوا وہ دیوار اٹھایا جس سے اس پر فائر کیا گیا تھا۔ اور پھر پستول کی نال اس نے دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑے آدمی کی گردن سے لگائی اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اس کی جیبیں تھپتھپا کر تلاشی یعنی شمر وے کی لیکن اس کی جیب میں اسلحہ نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ عمران تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے دروازہ بند کر کے اُسے اندر سے جھنجھنی لگا دی۔

”اب اپنا سرخ زیا میرنی طرف کر لو“ — عمران نے اس بار قدرے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور وہ آدمی نہ صرف تیزی سے مڑا بلکہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ بھی نیچے کر لئے۔ ”تم مجھے تو مار سکتے ہو۔ لیکن یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ تم مجھ سے لغدان کر دو۔ میں تمہیں اور

سے عمران بندھا ہوا تھا۔ ایک سائیڈ پر تھا۔ اس لئے اذہ کھلتے ہی ایک آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا۔ جب کہ عمران دروازے کے پٹ کی آڑ میں آچکا تھا۔

”ارے۔ یہ کیا۔“ — وہی بھاری آواز سنائی دی۔ اور اُسی لمحے دوسرا آدمی بھی اندر داخل ہونے کی آمہٹ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران نے پٹ ایک جھٹکے سے دھکیل دیا۔ دوسرے آدمی کی پشت اب بالکل عمران کے سامنے تھی۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن بھی۔ دروازہ دھیکلتے ہی عمران جھپٹا اور وہ دونوں ایک دوسرے سے ٹکرا کر چھٹتے ہوئے فرش پر جا گرے۔ جب کہ مشین گن اب عمران کے ہاتھوں میں آچکی تھی وہ دونوں عام سوئوں میں طپوس تھے۔

”خبردار۔ ورنہ گولیوں سے بھون ڈالوں گا۔ سر پر ہاتھ رکھ کر کھڑے ہو جاؤ۔“ — عمران نے غراتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اُسے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتار سے اچھل کر ایک طرف ہٹنا پڑا۔ ورنہ دیوار کی گولی یقیناً اُسے چاٹ جاتی۔ لیکن دیوار کے دھلکے کے ساتھ ہی مشین گن کی آواز بھی شامل ہو گئی۔ اور وہ آدمی جس کے ہاتھ سے اُس نے مشین گن اٹائی تھی تازہ ذبح ہوتی مرغی کی طرح فرش پر پھرتے لگا۔ دیوار اس کے ہاتھ سے نکل کر دروازہ پر تھا وہ خاصا پھرتا آدمی ثابت ہوا تھا کہ گرتے ہوئے اس نے نہ صرف دیوار نکال لیا تھا بلکہ مرکز اٹھتے ہوئے اس نے عمران پر فائر بھی کھول دیا۔ تھا۔ جب کہ دوسرا آدمی ہونٹ چبانا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ اور ہونٹ بھنجے ہوئے

”تمہیں اس چارجر سے کیوں دلچسپی پیدا ہو گئی ہے وہ تو بالکل عام سا چارجر تھا۔“ عمران نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

”ہمارے آدمی نے تمہارے وہ باتیں سن لی تھیں۔ جو تم نے چارجر کا بینڈیشن کرنے سے پہلے کی تھیں۔ تم ڈوگو فائرنگ کوئی بہت بڑا اڈا اڑانا چاہتے تھے۔ اس لئے اس نے تم پر فائر کھولا تھا۔ تاکہ تم ایسا نہ کر سکو۔ لیکن وہ چارجر بھی غائب ہو گیا ہے“ اس آدمی نے جواب دیا۔

”میں نے تم سے تمہارا نام اور گمڈپ پوچھا تھا۔ اس لئے پوچھا تھا تاکہ تم سے کھل کر بات چیت ہو سکے۔“ عمران نے منہ بندے ہوئے کہا۔

”میرا نام ٹام ہے۔ اور میں اسے سیکشن کا انچارج ہوں۔ درائے سیکشن کو تم نے خبری کرنے والا سیکشن سمجھ سکتے ہو۔ ہمارا کام عام آدمیوں کے نوپ میں رہ کر آدمی اور حکومت کے لاف ہونے والی سازشوں کا پتہ چلانا اور پھر اس کی اطلاع حکومت تک پہنچانی ہے۔ اور تم اس وقت اسے سیکشن کے میڈیکو اور ٹریس ہو۔ اور میڈیکو اور ٹریس کے لفظ سے تم ابھی طرح سمجھ لیتے ہو کہ تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتے۔ جو تم نے میرا من آدمی مار دیا ہے لیکن اس کے باوجود اگر تم اس چارجر کا پتہ دے دو تو میں سب کچھ بھول جاؤں گا۔“ ٹام نے منہ بندے ہوئے کہا۔ وہ اب خاصا مطمئن نظر آ رہا تھا۔

”تم لوگ دماغ کھنڈریں کیسے پہنچ گئے تھے۔“ عمران نے

تمہارے ساتھیوں کو یہاں سے زندہ باہر بھجوانے کا وعدہ کرتا ہوں۔ اس آدمی نے بڑے مطمئن مگر سرد لہجے میں کہا۔

”تم پہلے اپنا نام اور جس گمڈپ سے تمہارا تعلق ہے۔ اس گمڈپ کا نام بتاؤ۔ پھر باقی مذاکرات ہوں گے۔“ عمران نے خشک لہجے میں کہا۔ کیونکہ وہ لوگ عام لباسوں میں تھے۔ اس لئے عمران نے اندازہ لگایا تھا کہ ان کا تعلق براہ راست فوج کے ساتھ ہونے کی بجائے یقیناً کسی گمڈپ سے ہوگا۔ اور دیے بھی اس آدمی کا فقرہ سن کر اسے کم از کم یہ تسلی ضرور ہو گئی تھی کہ اس کے ساتھی ابھی زندہ ہیں۔

”سنو۔ تمہارے ماتھے میں جو چارجر تھا۔ ہمیں تم سے زیادہ اس چارجر سے دل چسپی ہے۔ وہ چارجر ہمیں دماغ سے نہیں مل سکا۔ اس لئے ہم نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو قتل کرنے کی بجائے باقاعدہ تم لوگوں کی بینڈیشن کی ہے۔ اور تمہارے ایک ساتھی کے جسم سے تو ہمیں آپریشن کر کے دو گولیاں بھی نکالنی پڑی ہیں۔ بہر حال اگر تم وہ چارجر ہمارے خالے کر دو تو ہم تمہیں اور تمہارے ساتھیوں سے لاتعلقی ہو جائیں گے۔ بجائے تم نے وہ چارجر کہاں پھینکا ہے۔ حالانکہ ہمارے آدمی نے تمہارے ماتھے پر فائر کر کے وہ چارجر نکال دیا تھا۔ لیکن بجائے وہ چارجر کہاں چلا گیا۔ ہم نے اسے دماغ بے حد تلاش کیا ہے لیکن وہ دماغ نہیں مل سکا۔“ اس آدمی نے ہونٹ چبائے ہوئے کہا۔

ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

”ہمارے آدمی اس طرح گھوم پھر کر حالات کا جائزہ لیتے رہتے ہیں۔ اور اتفاق سے ہمارے تین آدمی اس کھنڈر میں جا پھلے۔ انہوں نے جب دہلی فوجی جیپ اور یونیفارمز بیٹھی ہوئی دیکھیں تو انہیں کسی گہری سازش کی تو محسوس ہوئی۔ چنانچہ اصل حالات کا پتہ کرنے کے لئے وہ اس کھنڈر میں چھپ گئے۔ اس کے بعد تم لوگ پیدل چل کر آئے۔ اور پھر تمہاری جو بات چیت سامنے آئی اس سے ہمارے آدمی حرکت میں آ گئے۔ گو انہوں نے چارجر تمہارے ہاتھوں سے نکلوا لیا لیکن تمہارے ایک آدمی کے فائر کی وجہ سے ہمارا ایک آدمی مارا گیا۔ جب کہ باقی دو نے تمہیں مہل کر لیا۔ تم سب شہید نہ ہو گئے۔ انہوں نے سب سے پہلے چارجر تلاش کرنے کی کوشش کی لیکن چارجر نہ ملنے پر انہوں نے مجھے کال کیا۔ اور پھر میں اپنے گروپ کے ساتھ دہلی پہنچ گیا۔ ہم نے بھی اُسے دہلی تلاش کرنے کی کوشش کی، لیکن نہ ملنے پر میں تم سب کو مہل کو مار ڈالے آیا تاکہ تمہارے منتہی مکمل تحقیقات بھی ہو سکے اور تم سے چارجر کا پتہ بھی پوچھا جا سکے۔ یہ ٹیری بھی اُسی تین کے گروپ میں شامل تھا۔ جسے نہ نے انتہائی پھرتی سے ہلاک کر دیا ہے۔“ ٹام نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔ وہ اس طرح عمران سے باتیں کر رہا تھا جیسے ٹیری کی موت کے باوجود اُس نے عمران سے کوئی خوف ہو۔ اور نہ اس کی مشین گن سے۔ وہ خاصا بے خوف آدمی نظر آ رہا تھا۔

”تم نے میری اور میرے ساتھیوں کی جینڈر سچ کر کے ہم پر احسان کیلئے اور ہم احسان فراموش نہیں ہیں۔ اس لئے تمہیں وہ چارجر دیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس کے لئے تمہیں ہمارے ساتھ دہلی کھنڈر تک جانا پڑے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں دہلی چلنے کے لئے تیار ہوں۔ لیکن ایک بات بتا دوں۔ چارجر ہمیں ہر صورت میں چاہیے۔ میں یہ چارجر خود جنرل بارٹر کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس لئے میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو زندہ بھی رکھا ہوا ہے۔ اور میں نے ابھی تک تمہارے متعلق کسی کو اطلاع بھی نہیں دی۔ ورنہ اب تک فوج اس چارجر کو تلاش کرنے کے لئے سارے کھنڈر کو کھود چکی ہوتی۔ اور یہ بھی سن لو کہ میرے آدمی کے سر جلنے کے باوجود میں نے تمہیں زندہ رہنے کا موقع صرف اس چارجر کی وجہ سے ہی دیا ہے۔ میرے سر کے صرف ایک اشارے سے اس گن سمیت ٹکڑوں میں تبدیل ہو چکے ہوتے۔ اگر تمہیں یقین نہ آ رہا ہو۔ تو اوپر چھت کی طرف ایک لہر دیکھ لو۔“ ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”میں پہلے ہی دیکھ چکا ہوں مشر ٹام۔ مجھے معلوم ہے کہ اوپر چھت سے کئی مشین گنوں کی نالیں جھانک رہی ہیں۔ ریڈا لونگ مشین گنیں۔ لیکن مجھے معلوم ہے کہ جب تک تم یہاں موجود ہو یہ گنیں نہیں چلی سکتیں۔ کیونکہ اس طرح میرے ساتھ تم بھی گولیوں سے نہ بچ سکو گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور

ڈوگو ہیڈ کو اور ٹرمیں لاشیں تو ضرور ملی ہوں گی۔ لیکن کسی کو ابھی تک یہ معلوم نہ ہو سکا جو گا کہ عمران نے اسلحہ خانے میں طاقتور ڈرائیونگ بھی نصب کر دیا ہے۔ اور پھر اس ٹام کو اپنے آدمیوں پر بھی شاید ضرورت سے زیادہ بھروسہ تھا۔ اس لئے عمران اس کی پلاننگ بھی طرح سمجھتا تھا کہ چارجر ملنے کے بعد وہ انہیں آسانی سے ختم کر سکتا ہے۔ لیکن عمران کے لئے بھی سب سے اہم مسئلہ فوری طور پر چارجر کی سی برآمدگی کا تھا۔ اس لئے اس نے بھی جان بوجھ کر برویہ اختیار کیا تھا تاکہ آسانی سے اس اڈے سے بھی نکل سکے اور چارجر بھی برآمد کر لے۔ اس نے چارجر کو ڈوگو جس طرف جاتے دیکھا تھا اُسے یقین تھا کہ وہ اسے آسانی سے ڈھونڈھ سکتا ہے۔ کمرے کے باہر ایک راہبادی تھی۔ جس میں سے گزرنے کے بعد وہ ایک برآمدے میں پہنچ گئے۔ جس کے سامنے کھلا صحن تھا۔ در آگے چار دیواری اور بڑا سا کھانک تھا۔ برآمدے میں دس مسلح افراد موجود تھے اور دو بڑی ٹری بیس بھی موجود تھیں جن پر بڑے بے سرخ رنگ کے دائرے بنے ہوئے تھے۔ شاید یہ دائرے لے سیکشن کا نشان ہوتے ہوں گے تاکہ فوجی ان کے کام میں راج نہ ہوں۔

”پامر۔ بیوروڈم میں ٹیری کی لاش ٹری ہے وہ اپنی حماقت کی وجہ سے مارا گیا ہے۔ اُسے دماغ سے اٹھا کر برقی بھٹی میں ڈال دواور عارضہ کی رقم اس کے وارثوں کو پہنچا دینا۔ اور سب۔“ باقی ملیوں کو بھی یہاں لے آؤ اور پیش پوائنٹ پر اطلاع بھی دے

ٹام بھی مسکرا کر سر ملانے لگا۔
”تم واقعی میری توقع سے کہیں زیادہ گہرے آدمی ہو۔ لیکن بہر حال یہ میرا اگلا ہے۔ یہاں کے متعلق مجھے تم سے زیادہ معلومات ہیں۔ اس نے ہتھ مارا اندازہ غلط ہے۔ کہ میں بھی ان گنوں سے مارا جاسکتا ہوں۔ بہر حال اگر تم تعداد نہ کہنے پر آمادہ ہو تو میں اپنے وعدے پر قائم ہوں۔ تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو میں دماغ سے زندہ نکل جانے کا موقع دے دوں گا۔ مجھے صرف اتنا جھوٹ ہی بولنا پڑے گا۔ کہ تم فرار ہو گئے۔ لیکن مجھے یقین ہے کہ چارجر ملنے کے بعد جنرل بارڈر میرے ماتھے چومنے سے بھی کمینہ نہ کرے گا۔“

”اور کئے۔ آؤ۔“ عمران نے کہا۔ اور خود وہ پیچھے ہٹ گیا۔ تاکہ ٹام دروازہ کھول کر باہر جاسکے۔

”مشین گن ہیں رہنے دو اور دیوالورجیب میں ڈال لو۔“ پامر میرے آدمی یہ پوزیشن دیکھتے ہی بھٹک اٹھیں گے یہاں فائرنگ کے باوجود وہ اس نے نہیں آئے کہ انہیں معلوم ہے کہ یہ بیوروڈم ہے جہاں میرا مکمل کنٹرول ہے۔ ٹام نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے مشین گن ایک طرف اچھالی اور دیوالورجیب میں رکھ لیا وہ اب ٹام کی فطرت سمجھ چکا تھا ٹام جنوں کی حد تک چارجر کی برآمدگی میں لگن ہو چکا تھا ظاہر ہے اسے اس چارجر کے بارے میں جو پورٹ ملی ہوگی اس سے وہ سمجھ گیا ہو گا کہ اس چارجر کی مدد سے ڈوگو ہیڈ کو اور ٹرم اڑایا جانا تھا اس لئے اب اگر وہ چارجر جنرل بارڈر کو پیش کر دیتا تو جنرل بارڈر کے لئے اس سے بڑی خوش خبری کیا ہو سکتی تھی کیونکہ

برٹریٹھک کا خاصا آؤد بام تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ عمران کافی دیر تک بے ہوش رہا تھا۔ اور اتنی دیر بے ہوش رہنے کا مطلب تھا کہ اس کی جوینڈیج کم کے اُسے بے ہوش کو دینے والا کوئی طاقتور انجنیشن لگا دیا گیا تھا۔ ورنہ عمران کے جسم میں موجود نرمیت یا دتہ مافعتی نظام لازماً اُسے جلد ہوش میں لے آتا۔ اور اب بھی وہ بغیر کسی انٹی انجنیشن کے اسی مافعتی نظام کی وجہ سے خود بخود ہوش میں آگیا تھا۔ اور شاید اس لئے وہ دونوں مار بھی کھائے تھے۔ کہ انہیں یقین تھا کہ وہ ستون کے ساتھ زنجیروں سے بندھا رہے ہوش ہوگا۔ لیکن پھر فوری قتل و غارت کا آغاز ہو گیا۔ اس لئے ہم کو اس بات کا دھیان ہی نہ رہا ہوگا کہ وہ پوچھ سکے کہ عمران کیسے ہوش میں آگیا۔ اور کیسے زنجیروں سے آزاد ہو گیا۔

جبیب کافی تیز رفتاری سے مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی اس سڑک پر پہنچ گئی۔ جہاں سے کچرا ستمہ اس کھنڈر تک لایا تھا۔ ٹام نے جبیب اس کے راستے پر بوڑھی اور جبیب وہ قریب کھنڈر کے قریب پہنچی تو عمران نے دیکھ کر ہونٹ بیچنے لگے کہ وہاں پانچ مسلح افراد موجود تھے۔ ٹام نے جبیب کھنڈر کے قریب جاکر روکی اور پھر نیچے اتر آیا۔

”خیال رکھنا اگر یہ کوئی غلط حرکت کرنا چاہیں تو بے شک گولیوں سے اڑا دینا اور تم بھی اب وہ دیوالیہ جبیب سے نکال کر میرے اگلے کہ دو۔“ ٹام نے وہاں پہنچے ہی کہا اور وہاں نے سہ تے ہوئے جبیب سے دیوالیہ نکال اور بڑے مہلت سے انداز

دو کہ ہم وہیں آ رہے ہیں۔“ ٹام نے ایک مسلح فوجی سے مخاطب ہو کر انتہائی تنکمانہ لہجے میں کہا۔

”یس باس۔ کیا قیدیوں کو کھلا لے آنا ہے یا جھکڑیاں ڈال کر۔“ پاسر نے خود بانہ لہجے میں پوچھا۔

”نہیں۔ اسی طرح کھلا۔ یہ لوگ ہم سے مکمل تعاون کر رہے ہیں۔“ ٹام نے کہا۔ اور پاسر سر ہلاتا ہوا ایک اور راہداری کی طرف بڑھ گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد وہ واپس آیا۔ تو اس کے ساتھ ٹائیگر جوزف اور جوانا بھی آ رہے تھے۔ ٹائیگر اس طرح چل رہا تھا جیسے اُسے چلنے میں خاصی تکلیف محسوس ہو رہی ہو۔ جب کہ جوزف اور جوانا دونوں کے بازو اور ٹانگوں پر جوینڈیج موجود تھی۔

”متہارے اس ساتھی کے پہلو میں دو گولیاں لگی تھیں جن کا آپریشن کر دیا گیا ہے لیکن یہ آدمی ہے بہت باہمت۔ ورنہ عام آدمی اس قدر سیرس آپریشن کے بعد اس طرح چلنے کی کبھی ہمت نہیں کر سکتا۔“ ٹام نے مسکراتے ہوئے ٹائیگر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”اس میٹھکل ایڈ کا شکریہ مسٹر ٹام۔“ عمران نے سہلاتے ہوئے کہا۔ اور پھر ٹام انہیں لے کر ایک بڑھی سی جبیب میں بیٹھ گیا۔ ٹام خود ڈرائیونگ سیٹ پر تھا جب کہ عمران اس کے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھا تھا۔ اور اس کے باقی ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے تھے۔ چند لمحوں بعد جبیب کو کھٹی سے نکل کر سڑک پر آگئی۔ اور عمران نے دیکھا کہ خاصا دان نکل آیا تھا۔ وسیع سڑکوں پر

۲۲۳
میں اُسے ٹام کی طرف اچھال دیا۔ عمران کا مقصد اُسے ہر لحاظ سے
مطمئن کرنا تھا۔

"فکر مت کرو۔ مجھے اپنا وعدہ یاد ہے۔ چار جریمے حوالہ
کر دو اور یہاں سے چلے جاؤ۔ میں تمہارے پیچھے نہ آؤں گا۔"
ٹام نے کہا۔ اور عمران نے سر ہلادیا۔ اور تیزی سے کھنڈر کی
طرف بڑھ گیا۔ ٹام اور اس کے دو مسلح ساتھی اس کے ساتھ تھے
جب کہ باقی تین مسلح افراد عمران کے ساتھیوں کے ساتھ باہری
رک گئے تھے۔ کیونکہ عمران نے انہیں وہیں رکنے کے لئے باوجود
ہدایت کی تھی۔

"تم نے سارا کھنڈر تلاش کر لیا ہوگا۔" عمران نے
کھنڈر میں گھومتے ہوئے ٹام سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ظاہر ہے۔ اور ہم نے تمہاری بھی مکمل تلاشی لی ہے۔ یہ
یہ چار جریمے غائب ہو چکا ہے جیسے اس کا وجود ہی نہ ہو۔
ٹام نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ابھی مل جاتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
پھر وہ اس حصے میں داخل ہو گیا جہاں اس نے دیوار کی دیوار
طرف چار جریمہ کو اکٹرا کر جلتے ہوئے دیکھا تھا۔ اُسے اس کے انچ
کا بخوبی اندازہ تھا۔ اس لئے اس حصے میں داخل ہوتے ہی
اس کی نظر میں سامنے موجود ٹان دیوار پر پڑیں تو اس کی آنکھوں میں
چمک آگئی۔ اور اس دیوار کو دیکھ کر ہی عمران کو سمجھ آگئی تھی کہ
اور اس کے ساتھیوں کو چار جریموں دستیاب نہیں ہو سکا۔

اس نے چہرے کے تاثرات کو کنٹرول میں ہی رکھا۔

"تمہیں چاہیے تھا کہ تم جنرل بارٹر کو بنیادی اطلاع تو دے
دیتے۔ ورنہ اچانک معلوم ہونے پر وہ ناراض بھی ہو سکتا ہے۔"
عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے بڑے لاتعلقانہ سے لہجے میں
کہا۔

"میں نے کوشش کی تھی لیکن معلوم ہوا ہے کہ وہ نہیں گیا
ہوا ہے۔ اور یہ حیرت انگیز اطلاع بھی ملی ہے کہ وہاں بھی ڈوگو
فائٹر کے تین ہیم کوکاوٹریں کوئی غیر ملکی ایجنٹ گھس گئے تھے۔
اور وہ اس محلے میں اس قدر مصروف تھا کہ اس سے بات
نہیں ہو سکی۔" ٹام نے جواب دیا۔

"تم نے فون پر بات کی ہوگی۔" عمران نے جھک کر ایک
رننے کو ٹھوٹے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں۔ سپیشل ٹرانسمیٹر پر بات ہوئی تھی۔ تم یہ باتیں
چھوڑو اور چار جریمہ آکر دو رو۔" ٹام کا لہجہ انتہائی کڑخت
ہو گیا۔

"ورنہ کیا۔" عمران نے ایک جھٹکے سے سیدھے ہوتے
ہوئے کہا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ ٹام کوئی جواب دیتا عمران
ایک لمخت جھپٹا۔ اور دوسرے لمحے ٹام کے ساتھ کھڑے
ایک مسلح آدمی کے ہاتھ سے اس نے مشین گن اس برق رفتاری
سے چھین لی کہ ٹام بلیک جھپکا تا ہی رہ گیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ
اس کا مسلح ساتھی سمجھتا عمران نے ٹریگر دبا دیا نتیجہ یہ کہ دوسرے

توقع تھی کہ اس کی جیب میں لڑا پیٹل ٹرانسمیٹر رکھ کر آئے گا۔ اور وہ جانتا تھا کہ ٹام کی پلاننگ یہی ہے کہ جیسے ہی چارجر ملے گا وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو ختم کر کے جنرل بارٹر کو کال کرے گا۔ اور پھر اس کو اپنے کارنامے سے آگاہ کرے گا اور یہی وجہ تھی کہ عمران نے اس کی ٹانگوں پر گولیاں چلائی تھیں تاکہ اگر واقعی ٹرانسمیٹر موجود ہو تو وہ تباہ ہونے سے بچ جائے اور دوسری بات یہ کہ وہ جنرل بارٹر کی مخصوص فریکوئنسی بھی اس سے پوچھ سکے۔ اُسی لمحے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور عمران چونک کر ادھر دیکھنے لگا۔ جوزف، جو انا اور آخر میں ٹائیگر کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ رنگ گئی۔

"تم اسے ہوش میں لے آؤ جوانا۔ میں وہ چارجر اٹھا لوں۔ ہمارا خوش قسمتی تھی کہ یہ سادہ لوح فوجی ٹائپ آدمی ہو گیا تھا جسے صرف فوجی کمزیری ہی آتی تھی۔ اس نے اس نے جو پلاننگ بنائی تھی وہ اُسے ہی خوفِ آخر سمجھ رہا تھا۔ ورنہ تو چارجر بھی ہاتھ سے لیا تھا اور ہم بھی اب تک منکرِ نمیر کے حساب و کتاب سے فارغ دیکھے ہوتے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ اس دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ جو سامنے تھی۔ اس نے آگے بڑھ کر ایک جگہ ہاتھ اٹھا کر دیوار کے اوپر والے حصے پر رکھا اور دیکھ لیا کہ کو اوپر سے نیچے دیوار کی جڑ تک لے آیا۔ پھر اس نے مشین گن کی مال سے جڑ کے اس حصے کو کھودا تا شردع کو دیا۔ جہاں اس کا تھپہنچا تھا۔ اس نے دیوار کے اوپر عین اُسی حصے میں سوراخ

لمحے وہ مسلح شخص جیتا ہوا نیچے جا کر ا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ گھمایا اور جیب سے ریوا اور نکالتے ہوئے ٹام بھی جیتا ہوا کسی لٹو کی طرح گھوما اور پھر دھڑام سے نیچے جا کر ا۔ عمران نے جان بوجھ کر اس کی طرف مشین گن کا رخ کرتے وقت ہاتھ کو نیچے کر دیا تھا۔ نتیجہ یہ کہ گولیاں ٹام کی ٹانگوں میں لگی تھیں اور گھومنے کی وجہ سے ریوا اور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا کر اٹھا۔

اُسے باہر سے بھی ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی انسانی پیچیدگیاں سنائی دیں۔ اور عمران کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ ابھر آئی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ یہ کارروائی اس کے ساتھیوں کی ہوگی انہیں دہیں رکنے کی ہدایت دیتے وقت اس نے ٹائیگر کو کوڑیں یہ ہدایت بھی دے دی تھی کہ جیسے ہی اندر سے فائر کی آواز سنائی دے اس نے ان کا خاتمہ کر دینا ہے۔ گو اس کے لئے عمران نے صرف اتنا کہا تھا کہ ٹام اور اس کے ساتھی ہمیں زندہ چھوڑ دیں گے اس لئے کوئی غلط حرکت نہ کی جائے۔ لیکن ٹائیگر جانتا تھا کہ اس کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ ٹام فرسٹ پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔ عمران نے جلدی سے جھک کر اس کی جیبوں کی تلاشی لینی شردع کو دی۔ اور جب اس نے اس کے کوٹ کی اندر دنی جیب سے ایک چھوٹا سا لیکن لاخود دیرینہ جاکہ یہ تیرن ٹرانسمیٹر برآمد کیا تو اس کے لبوں پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ اس ٹرانسمیٹر کی موجودگی سے گو عمران لاعلم تھا۔ لیکن جہاں تک عمران اس فوجی اعظم ٹام کی انہیات سمجھتا تھا اس لحاظ سے اُسے پوری

دیکھ لیا تھا جو موٹی دیوار کے عین درمیان میں تھا۔ لیکن آگے سے دیوار کھل گئی۔ چونکہ یہ بالکل وہی اینگل بنتا تھا جس میں گل سے چارج لٹا ہوا اس طرف آیا تھا۔ اس نے عمران سمجھ گیا کہ یہ سوراخ دیوار کے درمیان میں اس کی جڑ ٹھک چلا گیا ہوگا۔ اور چارج اس سوراخ میں گرنے کی وجہ سے اندر دیوار کی جڑیں پہنچ گیا ہوگا چونکہ آگ سے پیچھے سے دیوار کھل ادر صاف تھی۔ اس نے ٹام ادر اس کے ساتھ، مادہ خود کو شش کے چارج کو تلاش نہ کر کے لیکن وہ بڑھ گیا۔

مختطہ انہیں دیوار کو گھور رہا تھا۔ اور جب دیوار کا اوپر والا حصہ ٹوٹ گیا تو اس نے مٹین گن ایک طرف رکھی اور انگیوں سے نرم مٹی جھٹائی شروع کر دی اور چند لمحوں بعد ہی مٹی جھٹنے سے وہ واقعی اوپر سے آتا ہوا سوراخ نظر آنے لگا گیا۔ عمران نے انگیہ اندر ڈالیں اور چند لمحوں بعد جب اس کی انگیلیاں باہر آئیں۔ خارجہ اس کی انگیوں میں موجود تھا۔ عمران نے بڑی بے تاب انداز

سے چادرچرکا جائزہ لیا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں یہ خراب نہ ہو گیا ہو۔ لیکن چادر بالکل درست حالت میں تھا۔ اس نے مطمئن انداز میں مہلاتے ہوئے چادر کو عجیب میں دکھایا۔ اسی لمحے ٹام نے کہا کہ اسے کی آواز سنائی دی اور عمران اس کی طرف مڑ گیا۔

"ادہ ادہ" تم نے یہ کیسے کر دیا۔" ٹام نے انتہائی تکلیف بھرے انداز میں کہا کہ جوتے ہوئے کہا۔

"میں نے تو ابھی صرف تمہاری ٹانگوں پر گولیاں چلاتی ہیں، درنہ تمہارا پروگرام تو ہمارے سینے چھلکی کرنے کا تھا۔ بہرہ"

”ایس۔ ما تھراٹھنگ۔ لور۔ اپنار ج آپریشن سی۔ کیا بات ہے۔
 ”نہیں۔ میں صبح بتاؤں گا۔“ ٹام نے خوف سے پھر مری لینے
 ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے جلدی سے فریکوئنسی
 بتائی شروع کر دی۔

”او۔ کے۔ اب تمہارا علاج کر رہا ہوں۔ اور تم جانتے ہو کہ
 تمہاری ٹانگیں جو گولیوں سے چھلنی ہو چکی ہیں۔ اب کبھی درست
 ہو سکیں گی۔ اس لئے تمہارا علاج یہی ہے کہ تمہیں اس تکلیف
 ہمیشہ کے لئے سہجات دلا دی جائے۔
 ”ٹانگیں۔“ عمران نے کہا اور ٹانگیں جو ابھی تک اس کے دل پر ٹال رکھا
 تھا، نے اپنا نام سننے ہی ٹرگیدہ بادیا۔

ٹام کے حلق سے چیخ نکلی اور اس کا جسم یک لخت کسی گیند
 طرح اوپر کو اچھلا اور پھر دھڑام سے نیچے گر کر ساکت ہو گیا۔
 ”اب باہر آ جاؤ۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔
 پھر وہ کھنڈر کے اس حصے سے نکل کر دوبارہ باہر کے رخ
 ضلع۔ جہاں وہ سرخ نشان والی حبیب موجود تھی۔ یہاں ٹام۔
 ساکتی مردہ پڑے ہوئے تھے۔
 عمران نے ٹرانسمیٹر حبیب سے باہر نکالا اور اسے آن کر کے
 اس نے اس پر وہ مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی جو ٹام۔
 بتائی تھی۔ ٹرانسمیٹر سے ملکی سی سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔
 ”ہیلو ہیلو۔“ ٹام اپنار ج سیکشن اے کا ٹنگ جنرل باڈ
 اور۔“ عمران کے حلق سے ٹام کی آواز نکلنے لگی۔

چیف۔ پاکیشیا کی ایجنٹ علی عمران اور اس کے ساتھی ملکی ماؤس
 داخل ہوئے۔ انہوں نے وہاں چیف باورٹ اسلو کو مار ڈالا اور
 خانہ میں دائرہ لیس چار فوڈ اسٹانمنٹ ڈنٹ کر دیا۔ اور پھر صبح ست
 اکر وہ دائرہ لیس چار جبر سے ملکی ماؤس کو اڈانا چاہتے تھے کہ میرے

”ادھ اچھا۔ میں سمجھ گیا۔ تم ایسا کرد لائیں گے کہ جو ٹائی ہو ان کی اٹے

کاتھل اور اسلمہ خانے میں ڈائنامیٹ - یہ کیا کہہ رہے ہوا اور۔۔۔ بس ابھی یہاں ایک دو روزہ موجود رہیں گا کیونکہ یہاں بھی ایکیشنی

جنرل بارٹر نے حلق کے بل چیتے ہوئے کہا۔

میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ اگر آپ کو یقین نہ آ رہا ہو تو اس اڈے میں گھس آئے گئے۔ لیکن میں برداشت یہاں پہنچ گیا اور

ان کی لاشیں اور وہ چار جہز آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔ میں نے ان کو لاشوں کے ٹکڑے سے سزا دی۔

عمران نے جواب دیا۔ "میرے بھائی، یہ واقعہ زندگی کا سب سے بڑا بارشہ ہے، اس نے میرا دل توڑ دیا۔" دوسری طرف سے

۱۵۱- ادا ایسے پتھر میں دی اینی رسی کا سب سے بڑا نمونہ ہے، اور بحران ہے کہ یہ ایک نیا نمونہ ہے۔
 ۱۵۲- ادا ایسے پتھر میں دی اینی رسی کا سب سے بڑا نمونہ ہے، اور بحران ہے کہ یہ ایک نیا نمونہ ہے۔

کالنامہ سہرا انجام دیا ہے۔ ڈال کالنامہ۔ مکی ہاؤس بھی بکال لیا ہے۔

اور ان انتہائی خطرناک پالیسیائی ایجنٹوں کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ نے پوچھا۔

دیہی گڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ دونوں طرف آنے والے کینا "میں۔ یہاں ہمارا کام ایک لحاظ سے ختم ہو چکا ہے۔ جارح

ختم ہو گئے۔ دیر ہی گزرتی رہی کہ جارجزیرہ ویتنام کے ریجن میں اس لئے میں اس کے لئے

جیف کر نل ٹامسن کے چوتھے کردہ۔ ان ایکٹوں کی لائسنس بھی ساکس ای ڈی چارج کر دوں گا۔ تاکہ میرے پہنچنے سے پہلے اسے ملی

بھجوا دینا میں فی الحال یہاں مصروف ہیں۔ لیکن میں اسے کال کرنا اوس تباہ ہوئے کی رپورٹ نہ مل سنے۔ — عمران کے سر

"اوہ جف! یہ میری زندگی، گھر، سب سے بڑی خواہش ہے۔ لیکن مائیں یہاں تک اب ماکو تو نہیں ہے اور نہ ہی

کہ میں یہ عاجز و ناتوان ہوں۔ آپ کے پاس اس حوثانی اگلے کا علم ہے۔" جو انانے کہا۔

[illegible]

”میں نے نقشہ حفظ کر رکھا ہے۔ اس لئے اڈے کی فکر نہ کرو۔ سیکشن
اے کی جیب ہمارے پاس ہے اور اڈے والوں سے کہا جاسکتا
ہے کہ ہم میک اپ میں ہیں۔ آداب جلد ہی کمزور ہوگا۔“ عمران نے
کہا اور پھر وہ سب اس جیب کی طرف بڑھ گئے۔ جس میں وہ ٹام
کے ساتھ آئے تھے۔ اور چند لمحوں بعد جیب انہیں لاہے ہوئے
تیزی سے کھینچے۔ راتے پردہ ڈھٹی ہوئی سختہ سڑک کی طرف بڑھی جا
رہی تھی۔

تنویر کے ہاتھ میں موجود ڈرائیوٹر جیسے ہی لوکھڑا یا تنویر
نے بے اختیار ڈرائیوٹر چھوڑ دیا۔ اور ڈرائیوٹر نیچے پہلی کارپڑ کے
فرش تک پہنچا ہی تھا کہ ایک لمخت ایک خوف ناک دھماکا ہوا
اور اس کے ساتھ ہی تنویر کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اسے
یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں ایک لمخت بے شمار چھریاں
سی گھس گئی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر تاریکی نے
قبضہ کر لیا۔ لیکن تاریکی سے قبل اس کے آخری احساسات میں
ان چھریوں کے جسم میں گھسنے اور اپنی چیخ کے ساتھ ساتھ معذرا
د جو لیا کی چیخیں بھی محفوظ ہو گئی تھیں۔ اور پھر جس طرح اس کے
ذہن پر تاریکی نے قبضہ کیا تھا اسی طرح اچانک اس کے ذہن کی
گہرائیوں میں کہیں ایک جگنو سا چمکا اور پھر یہ روشنی خاصی تیز
فتاری سے پھیل گئی۔ اس کے ساتھ ہی تنویر کو اپنے جسم میں

لیکن ریت میں دھنس جانے کی وجہ سے زخموں پر ریت کی تہہ جم گئی تھی اس طرح خون نکلتا بند ہو گیا تھا۔ البتہ اس کی ہڈیاں سلامت تھیں اور یہی بات اس نے غنیمت سمجھی۔ دوسرے لمحے وہ ایک کھڑاتے ہوئے انداز میں ٹپٹے سے نیچے اترا اور پھر ادھر دیکھنے لگا۔ ایک جگہ اُسے جہاں کا پتہ چلا ہوا اس کی نظر آیا۔ وہ اس طرف کو بڑھ گیا۔ لیکن ایک ٹیلے کو کراس کرتے ہوئے وہ ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ ٹیلے کے پیچھے اُسے جولاہا دندھے منہ پڑی نظر آگئی۔ جولاہا کو اس حال میں دیکھتے ہی تو بڑی ساری تکلیف بھول کر بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے جلدی سے جولاہا کو پیٹا اور پھر اس کے منہ اور ناک میں بھری ہوئی ریت انگلی سے نکالنے لگا۔ ریت نکلتے ہی جولاہا نے لمبا سانس لیا اور تھوکر کا سٹا ہوا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ واقعی انتہائی وقت پر پہنچا تھا۔ جولاہا کا سانس رک رہا تھا۔ کیونکہ ناک اور منہ میں ریت بھر جانے کی وجہ سے اُسے سانس لینے میں انتہائی تکلیف ہو رہی تھی۔ اور اگر چند منٹ اور اس طرح کی صورتحال رہتی تو یقیناً جولاہا ہلاک ہو جاتی۔ جولاہا کے جسم پر بھی جگہ جگہ زخم موجود تھے۔ لیکن ان زخموں پر بھی ریت کی موٹی تہہ چڑھی ہوئی تھی۔ اس طرح خون کی نکاسی بند ہو چکی تھی۔ تیویر نے بے اختیار جولاہا کو جھنجھوڑنا شروع کر دیا۔

جولاہا۔۔۔ جولاہا ہوش میں آؤ۔۔۔ تیویر نے اُسے جھنجھوٹتے ہوئے کہا۔ اور چند لمحوں تک ایسا کرنے کے بعد جولاہا کی بند آنکھیں

شدید ترین درد کی لہر میں سی اٹھتی محسوس ہوئیں۔ یہ درد اس قدر تیز اور ناقابل برداشت تھا کہ بے اختیار اس کے منہ سے چہین نکل گئیں۔ لیکن آہستہ آہستہ اس کا ذہن اس کے کنٹرول میں آتا گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی چیزوں پر بھی کنٹرول کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھیں کھلیں اور اس نے ایک جھنجھٹے سے اٹھنے کی کوشش کی۔ لیکن ایک بار پھر اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی۔ کیونکہ جسم کو جھٹکا گلنے سے اُسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا پورا جسم درد کی شدت سے دھماکے کے ساتھ پھٹ جائے گا۔ لیکن پھر یہ درد آہستہ ہوتا گیا۔ اس کے ہونٹ بھیچے ہوئے تھے اس کے ساتھ ہی اُسے ماحول کا بھی اندازہ ہونے لگا۔ اس نے دیکھا کہ وہ ریت کے ایک ٹیلے میں ریت کے اندر دھنسا ہوا پہلو کے بل پڑا ہے۔ اُسے فوراً ہی ادراک ہو گیا کہ ٹرانسمیٹر پھٹنے کی وجہ سے پہلی کا پتہ متبہ ہو گیا ہے۔ اور وہ بلند ہی سے ریت کے اس ٹیلے پر اگمہا ہے۔ اور شاید ٹیلے پر گرنے کی وجہ سے وہ اب تک زندہ تھا۔ کیونکہ اس طرح بلند ہی پر سے گرنے کے باوجود وہ نرم ریت میں دھنس جانے کی وجہ سے بچ گیا تھا۔ اُسی لمحے اُسے مجھفد اور جولاہا کا خیال آیا تو وہ یکلخت تڑپ کر اٹھ بیٹھا۔ درد کی تیز لہر ایک بار پھر اس کے جسم میں دوڑی لیکن اس نے سختی سے دانتوں پر دانت جاملے۔ اور پھر اس نے کھڑا ہونے کی کوشش کی ایک دو بار ایک کھڑا ہونے کے بعد وہ کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ اس کا جسم زخمی تھا۔

اس ٹیلے کے اندر ہے۔ ایک بخت ایک ٹیلے پر اس نے پائلٹ سیٹ کو اوندھے پڑے ہوئے دیکھ کر کہا۔ اور پھر وہ دوڑتا ہوا اس ٹیلے کی طرف بڑھا۔ اس نے پائلٹ سیٹ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر زور سے اپنی طرف کھینچا تو سیٹ کے ساتھ ہی صفدر کا جسم بھی ریت میں سے نکل آیا۔

صفدر یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ریت کا بنا ہوا ہو۔ اس کے پورے جسم پر ریت جی ہو جی تھی۔ وہ سیٹ کے ساتھ سیٹ سے بندھا ہوا تھا۔ تنویر نے سبکی کی سی تیزی سے صفدر کے جڑے ایک ہاتھ سے بھینچے اور پھر تیزی سے اس کے منہ میں بھری ہوئی ریت اٹھانے کی مدد سے نکلانے لگا۔

”ناک سے ریت نکالو جولیا۔ ابھی صفدر زندہ ہے۔“ جولیا کو قریب آتے دیکھ کر تنویر نے چیخے ہوئے کہا۔ اور جولیا جھپٹ کر صفدر کی ناک کے نتھنوں میں انگلیاں مارنے لگی ریت صاف ہو جانے کے باوجود صفدر کا سانس نہ آ رہا تھا۔ تنویر نے اس کے سینے پر کان رکھ دیئے۔ اور پھر اس نے سر اٹھا کر اس کے منہ سے منہ لگایا اور تیزی سے سانس کھینچ کر پھر زور سے سانس صفدر کے منہ کے اندر ڈال دیا۔ تقریباً دس بارہ بار ایسا کرنے کے بعد صفدر کا سانس تیزی سے بحال ہونے لگا۔

”سانس بحال ہو گیا ہے۔ ادھ خدا تیرا شکر ہے۔“ جولیا نے چرخ کر کہا۔ اور تنویر بابتتا ہوا علیحدہ ہوا اور پھر ریت پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے میلوں دوڑتا ہوا آکر یہاں ڈھیر ہوا ہو۔

ایک جھٹکے سے کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے سلق سے بے اختیار چیخ نکلی گئی۔

”جولیا۔ میں تنویر ہوں۔ ہوش میں آؤ۔ ابھی صفدر کا پتہ کونسا ہے۔“ تنویر نے اصرار سے کہا۔ اور جولیا دوسری چیخ مار کر ایک جھٹکے سے اٹھنے لگی۔ لیکن پھر دھڑام سے نیچے گر گئی۔

”اکٹو! اکٹو! تم ٹھیک ہو۔ اکٹو!“ تنویر نے اُسے بازو سے پکڑ کر اٹھانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

”تت۔ تت۔ تنویر تم۔ ادھ ادھ۔ میرا جسم تو پھوڑے کی طرح دکھ رہا ہے۔“ جولیا نے پوری طرح ہوش میں آتے ہوئے کہا۔ اور پھر وہ تنویر کا سہارا لے کر کھڑے ہونے میں کامیاب ہو گئی۔

”ادھ ادھ صفدر۔ صفدر کہاں ہے۔“ جولیا نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”معلوم نہیں۔ تم کھڑی ہو جاؤ تو میں اس کا پتہ کروں۔“ تنویر نے کہا۔ اور پھر جب اس نے محسوس کر لیا کہ وہ پوری طرح سنبھل گئی ہے تو تنویر اُسے چھو کر دوبارہ آگے بڑھ گیا۔ لیکن صفدر انہیں کہیں نظر نہ آ رہا تھا حالانکہ پہلی کا پتہ کے پز سے بہ طرف پھیلے ہوئے تھے اور اس کا اسٹین تک ان کے سامنے تھا۔ لیکن صفدر غائب تھا۔ اب جولیا بھی اپنی تکلیف بھولی کر تنویر کے ساتھ ہی صفدر کی تلاش میں لگ گئی تھی۔

”ارے۔ یہ پائلٹ سیٹ۔ ادھ ادھ میں سمجھ گیا۔ صفدر۔“

اور جولیا اور تنویر دونوں نے سر ہلا دیئے۔ وہ بھی صغدر کی بات سے پوری طرح متفق تھے۔

”وہ لوگ اب ہمارا لاشیں ڈھونڈنے لائے۔ اچانک جولیا نے اس لئے ہمیں کہیں چھپ جانا چاہیئے۔“ اچانک جولیا نے کہا اور صغدر اور تنویر دونوں اس کی بات سن کر چونک پڑے۔

”ادہ ہاں۔ وہ یقیناً کسی جیب پر آئیں گے اس طرح ہم ان سے جیب حاصل کر سکتے ہیں۔ بغیر جیب کے اس صحرے سے نکل جانا تو ہمارے لئے محال ہوگا۔ آدھرا کسی ٹیلے کے پیچھے چھپ کر بیٹھیں۔“ صغدر نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اور

جولیا اور تنویر بھی اٹھ کھڑے ہوئے پھر وہ ایک مناسب ٹیلا دیکھ کر اس کے پیچھے بیٹھ گئے۔ ابھی انہیں وہاں بیٹھے کچھ ہی دیر گزری ہوگی کہ ان کے کانوں میں جیب سے انجن کی ہلکی سی آواز بائیں طرف سے آتی ہوئی سنائی دی اور وہ تینوں ہی چوکنے ہو گئے۔ اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنی پوزیشن بھی بدل لی تاکہ بائیں طرف سے آنے والوں کو نظر نہ آسکیں۔ چند لمحوں بعد ایک جیب دور ایک ٹیلے کے عقب سے برآمد ہوئی اور پھر وہ تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگی۔ ہیلی کاپٹر کا جلا ہوا انجن پڑا دکھائی

دے رہا تھا۔ جیب میں چار مسلح افراد موجود تھے جیب انجن کے قریب جا کر رک گئی۔ اور وہ چاروں اچھل کر نیچے اترا آئے۔ اور یہ دیکھ کر ان تینوں کے ہونٹ پھن گئے کہ ان میں سے ایک آرتھر تھا۔ وہی آرتھر جس کی وجہ سے آڈہ تباہ کرنے کی بجائے اس

جولیا اب صغدر کے سینے پر ہاتھ سے ماسٹ کرنے میں مصروف تھی۔ اور چند لمحوں بعد صغدر کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ صغدر کا جسم زخموں سے محفوظ تھا لیکن مسلسل ریت کے اندر دب جانے کی وجہ سے اس کا سانس رک گیا تھا اور اگر تنویر مخصوص طریقے سے اس کا سانس بحال نہ کرتا تو یقیناً صغدر ہلاک ہو جاتا۔

”صغدر۔ صغدر ہوش میں آؤ۔ تم بچ گئے ہو۔ تنویر نے ہتھارہی سانس بحال کر دی ہے۔“ جولیا نے صغدر کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے اس کی بلیٹ بھی کھول دی۔ صغدر نے اختیار کر لیتے ہوئے اٹھ کر کھڑا ہونے لگا۔ لیکن لپکھڑا سا گیا۔ مگر جولیا نے اسے سنبھال لیا۔

”ادہ۔ ہم سب زندہ ہیں۔ خدا کا شکر ہے۔ صغدر نے پوری طرح ہوش میں آتے ہوئے ادھرا دھر دیکھ کر کہا۔ اور جب تنویر اور جولیا نے اُسے سارے حالات بتائے تو صغدر نے سر ہلا دیا۔

”یہ تو واقعی انتہائی خوش قسمتی ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ وہ ٹرانسپیر جیب فرش سے ٹکرایا اسی لمحے دھماکہ ہوا اور اس طرح ہیلی کاپٹر درمیان سے ٹوٹ کر دو ٹکڑوں میں ادھرا دھر جاگرا۔ اور میری سیٹ جھٹکا گئے۔ باہر جاگری۔ بہر حال اشد کا خاصہ کمر ہو گیا ہے۔ درنہ ایسے حالات میں اس طرح بچ نکلنا تقریباً ناممکن ہی ہوتا ہے۔“ صغدر نے ریت پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

حال تک پہنچے تھے۔

”ادھر ادھر کھرجاؤ اور ان کی لاشیں تلاش کرو وہ یقیناً ادھر ادھر موجود ہوں گی۔“ آرتھر نے چختی ہوئی آوازیں کہا۔ اور باقی تین مسلح افراد تیزی سے مختلف سمتوں میں دوڑ پڑے۔ ایک فوجی اس طرف کو آ رہا تھا جبکہ وہ لوگ چھپے ہوئے تھے۔

”خیال رکھنا آوازیں نہ بکھلو۔“ صفدر نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور تنویر نے سر ہلادیا۔ وہ فوجی ادھر ادھر غور سے دیکھتا ہوا آگے بڑھتا آیا اور پھر وہ ٹیلے کی دوسری طرف آکر رک گیا۔ وہ تینوں سانس روکے بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ فوجی ایک لمحے تک وہیں کھڑا ادھر ادھر دیکھتا رہا۔ پھر تیزی سے ٹیلے کو سائیڈ سے گھوم کر اس کے ان کی طرف آنے لگا۔ جیسے ہی وہ ٹیلے کی سائیڈ سے گھوم کر آیا ایک سخت تنویر نے سبکی کی سی تیزی سے اچھل کر اُسے چھاپ لیا اور اس فوجی کے حلق سے چیخ نکلنے سے پہلے اس نے اُسے دیت میں گر کر اس کا سر ریت کے اندر پوری قوت سے دبا دیا۔ صفدر نے اس کے باقی بچھرتے ہوئے جسم پر ہاتھوں سے پورا دباؤ ڈال دیا۔ جب کہ جولی نے اس کی دونوں پنڈلیاں مضبوطی سے پکڑ لیں اس فوجی کا جسم چند لمحوں تک ان کی گرفت میں جبری طرح پھرنے لگا۔ پھر ایک سخت ڈھیلا پڑ گیا۔ جب اس کے جسم میں موجود حرکت سکون میں بدل گئی تو ان تینوں نے اس پر سے دباؤ ہٹایا اور تنویر نے اُسے پلٹ دیا۔ وہ بہرپوش ہو چکا تھا اس کے منہ اور ناک میں ریت گھس چکی تھی۔ چہرہ ریت

کی رنگرنگی وجہ سے خراشوں سے بھر گیا تھا۔ تنویر نے جلدی سے اس کے کانہ سے سے مشین گن اتار لی۔ جب کہ صفدر نے اس کی تلاش یعنی شروع کر دی۔ اور چند لمحوں میں وہ اس کی ایک جیب سے مشین پشٹل برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

”دوسرا آ رہا ہے۔“ اُسی لمحے جولی نے سرگوشی کرتے ہوئے کہا۔ اور وہ دونوں چونک بیٹھے۔ واقعی دائیں طرف سے گھوم کر ایک اور فوجی بھی ادھر ہی آ رہا تھا۔

”تم اسے سمجھا لو۔ میں تیسرے کو دیکھتا ہوں وہ آرتھر تو جیب کے ساتھ ہی کھڑا ہے۔“ تنویر نے کہا۔

”ایک منٹ۔ میں ابھی انہیں اکٹھا کرتا ہوں۔“ صفدر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پشٹل کا رخ ایک طرف کر کے ٹریگر دبا دیا۔ ساتھ ہی اس کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی۔

”کیا ہوا۔ کیا ہوا۔“ آرتھر کے ساتھ ساتھ دو اور چختی ہوئی آوازیں سنائی دیں۔ اور صفدر کا یہ صریحاً خالص کامیاب رہا۔

کیونکہ ان کی طرف آنے والے کے علاوہ ایک اور ٹیلے سے نیسرا فوجی بھی برآمد ہوا تھا۔ وہ بھی بے تحاشا ادھر ہی آ رہا تھا۔

جب کہ آرتھر بھی مشین گن ہاتھ میں پکڑے ادھر ہی دوڑ رہا تھا۔

”آرتھر کو زندہ رکھو۔ باقی کو اڑا دو۔“ صفدر نے آہستہ سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی فضا میں مشین پشٹل اور مشین گن کی زانوں سے بیک وقت گولے لگنے لگے۔ دونوں فوجی گولیاں کھا کر

”بامبرے اسلحہ خانے کو جو خفیہ راستہ جاتا ہے اس کی تفصیل بتاؤ۔“ صفدر نے سخت ہلچے میں کہا۔

”میں تم جیسے کتوں سے بات کرنا بھی اپنی توہین سمجھتا ہوں۔“ آدھرنے بڑے حقارت بھرے لہجے میں کہا۔ اور ابھی اس کا فقرہ ختم بھی نہ ہوا تھا کہ مشین گن کی ریٹ ریٹ سے فضا کو سنج اٹھی۔ اور آدھرنے جیتا ہوا لٹو کی طرح گھوم کر نیچے گیا اور سکت ہو گیا۔ گولیوں نے اُسے چھلنی کر دیا تھا۔

”ہمیں کتنا کہہ رہا تھا۔ اس کی یہ جرات۔“ تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور صفدر نے ایک طویل سانس لیا۔

”اس نے یہ فقرہ اس لئے کہا تھا کہ ہم بھرل کر اُسے مار ڈالیں اُسے احساس ہو گیا تھا کہ ہم اُسے زندہ نہ چھوڑیں گے۔ اس لئے اس نے ایسا کیا ہے۔ اور ہم نے اس کا مطلب پورا کر دیا۔ ورنہ میں اُسے بولنے پر مجبور کر دیتا۔“ صفدر نے منہ بندتے ہوئے کہا۔

”اس نے فقرہ ہی ایسا بولا تھا کہ میرا دماغ گھوم گیا۔“ تنویر نے پھینکارتے ہوئے کہا اور صفدر نے سر ملادیا۔ ظاہر ہے اتنا وہ بھی جانتا تھا کہ یہ فقرہ سننے کے بعد تنویر کو اپنے آپ پر قابو رکھنا ناممکن تھا۔

”ابھی یہاں سے تو نکلو۔ ورنہ ہو سکتا ہے تلاش میں اور یہیں بھی ہوں۔“ جولیانے کہا اور وہ دونوں سر ملاتے ہوئے جیب

چننے ہوئے ریت میں گرے۔ جب کہ آدھرنے کے ہاتھ سے مشین گن نکل گئی تھی۔ اور وہ چل کر نیچے گر اٹھا کہ صفدر اور تنویر بجلی کی سی تیزی سے دوڑتے ہوئے اس کی طرف بھاگ پڑے جب کہ جولیا اپنی طرف آتے ہوئے فوجی کی طرف دوڑ پڑی جو ریت پر پڑا مرغ لہلہ کی طرح تڑپ رہا تھا۔ اس کی مشین گن اس سے چند قدم دُور بڑی ہوئی تھی۔ جولیانے جھپٹ کر اس پر قبضہ کیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کی نال اس تڑپتے ہوئے فوجی کی طرف کی اور ٹرگ کر دیا۔ گولیوں کا پورا برسٹ کھا کر وہ تڑپتا ہوا جسم ایک جھٹکے سے ساکت ہو گیا۔

”اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ آدھرنے۔“ صفدر نے آدھرنے کے قریب پہنچ کر چیختے ہوئے کہا۔ اور آدھرنے ہونٹ پھینچ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے ایک طرف مشین پشمل لئے صفدر کھڑا تھا جب کہ دوسری طرف مشین گن ہاتھ میں پکڑے تنویر تھا۔

”تم تینوں زندہ ہو۔ حیرت ہے۔ میلی کا پیر کے تو پر نیچے اُلٹے ہیں لیکن تم زندہ ہو۔ کیا تم انسان ہو یا پھر دھیں۔“ آدھرنے نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم جیسے بھیڑیوں کے جنگل سے مظلوم انسانوں کو آنا دی دلانے والے اتنی آسانی سے نہیں مرا کرتے مضر آدھرنے۔“ صفدر نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہو نہ ہو۔ ٹھیک ہے۔ اب تم کیا چاہتے ہو۔“ آدھرنے ہونٹ پھینچتے ہوئے کہا۔

روپ میں جو ہنبرگ گئے تھے۔

کال ختم ہونے کے بعد جب ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا تو صفدر نے ہاتھ بڑھا کر اس کا بٹن آن کر دیا۔

”میں سمجھی نہیں مان سکتی کہ عمران اور ٹائیگر دونوں کو اس ٹام کے ہلاک کر دیا ہے۔“ جولیا نے پھٹ پھٹنے والے ہاتھ میں کہا۔

”میرے ذہن میں ایک اور بات آئی ہے۔“ اچانک ساتھ بیٹھے ہوئے تنویر نے تیز ہاتھ میں کہا تو صفدر اور جولیا دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔

”میرا خیال ہے ٹام کے ہاتھ میں بات کرنے والا عمران خود ہے۔“ تنویر نے کہا تو جولیا اور صفدر دونوں واقعی حیرت کے مارے سیٹھوں سے اچھل پڑے۔

”کیا کیا مطلب۔ یہ اندازہ تم نے کیسے لگایا۔“ جولیا نے انتہائی حیرت بھرے ہاتھ میں کہا۔ صفدر کے چہرے پر بھی بڑا سا سوالیہ نشان موجود تھا۔ لیکن جولیا کے بول پڑنے کی وجہ سے وہ خاموش ہو گیا تھا۔

”اس ٹام نے جس انداز میں وہ چار جہز براہ راست جنرل باڈر کے حوالے کرنے پر اصرار کیا ہے۔ اس سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ عمران کی عادت میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ جب کوئی اہم اقدام کرتا ہے تو پھر اسے اختتام تک پہنچانے کے لئے ایسا ہی لائحہ عمل بناتا ہے۔ اس نے یقیناً دلوں کو گونگامیہ کا وارڈ

کی طرف مڑ گئے۔ البتہ صفدر نے جیب کی طرف بڑھنے سے پہلے آدھروالی مشین گئی اٹھالی تھی۔

ابھی وہ جیب کے قریب پہنچے ہی تھے کہ جیب کے اندر سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور صفدر تیزی سے آگے بڑھا۔ اور پھر وہ اچھل کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔“ ٹام انچارج سیکشن اے کا ٹانگ جنرل باڈر اور۔“ ایک نامالوس سی آواز سنائی دی۔

”یس۔“ ماتھر اسٹنٹنگ یو۔ انچارج آپریشن سیل۔ کیا بات ہے۔ تم نے کیوں جنرل باڈر کو کال کیل ہے اور۔“

ماتھر کی آواز سنائی دی۔ اور صفدر اور جیب پر چڑھانے والے دوسرے ساتھی جو بٹن پہنچ کر خاموش بیٹھ رہے۔ کیونکہ اتنا تو وہ سمجھ گئے تھے کہ جیب میں موجود ٹرانسمیٹر کا تعلق اس اڈے کے

میں ٹرانسمیٹر سے ہے اس لئے میں ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی یہ بھی آن ہو گیا۔ اور پھر جنرل باڈر اور ٹام کے درمیان تفصیلی گفتگو ہوتی

رہی۔ اور وہ خاموشی سے بیٹھ سنتے رہے۔ جب ٹام نے بتایا کہ اس نے پاکیشیائی ایجنٹوں کا خاتمہ کر کے اس سے چار جہز

حاصل کر لیا ہے تو ان سب کے چہروں پر یک لخت سختی کے آثار ابھر آئے۔ خاص طور پر جولیا کی حالت دیکھنے والی تھی۔ کیونکہ اتنی

بات تو وہ سمجھ گئے تھے کہ جو ہنبرگ میں پاکیشیائی ایجنٹوں سے مراد عمران اور ٹائیگر سے ہے۔ کیونکہ یہ دونوں ہی صحافیوں کے

تئویر کا چہرہ اس طرح چمک اٹھا جیسے اُسے جویا کی طرف سے تعریف کے ان فقرہ کی بجائے دنیا بھر کی دولت مل گئی ہو۔
 ”بہر حال ایک انماذہ ہی ہے۔ ہو سکتا ہے غلط ہو۔
 تئویر نے انگلساری سے کام لیتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہ انماذہ درست ہے اور عمران کسی ہیل کا ٹریڈیسی آئے گا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ ہم عمران پر کیسے اپنی پوزیشن واضح کریں۔“
 صفدر نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔

”تم پہلے یہاں سے تو نکلو۔ ایسا نہ ہو کوئی اور جیپ تلاش میں ادھر آ گئے۔“
 جیپ سٹارٹ کی اور پھر وہ اُسے ریت پر خاصی تیز رفتار سے بھگاتا ہوا صحرائیں آگے بڑھتا گیا۔ جیپ چونکہ خاص طور پر

ریت پر سفر کرنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اس لئے نرم ریت پر وہ اس طرح دوڑ رہی تھی جیسے نیچے ریت کی بجائے پختہ ٹرک ہو۔ کافی دور نکل آنے کے بعد اچانک صفدر نے پوری قوت

سے بریک لگائی اور جویا ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بجی پیچھے پیچھے ہوئے تئویر کو بھی اپنا منہ سیٹ کے ڈنڈے سے پچانے کے لئے خاصی جہد و جہد کرنی پڑی تھی۔

”کیا ہوا۔“ جویا نے تلخ لہجے میں کہا۔

”سوڑی۔ مجھے اچانک ایک خیال آ گیا تھا۔“ صفدر نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔ اور پھر اس نے جلدی سے اپنے موجودہ لباس کی اندونی جیب میں موجود قلم باہر نکال لیا۔ اب تک

تباہ کر دیا ہوگا یا پھر وہ اُسے یہاں آ کر تباہ کرے گا۔ لیکن چونکہ اس کی ہٹ لسٹ میں جنرل بارڈر بھی موجود تھا۔ اس لئے اس نے یہ چکر چلایا ہے اور اس چارج کے بہانے وہ یہاں پہنچ کر جنرل بارڈر کا بھی خاتمہ آسانی سے کر سکتا ہے۔“
 تئویر نے اپنے انماذہ کی تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ماں۔ ہو تو سکتا ہے۔ لیکن بہر حال یہ صرف انماذہ ہی ہے۔“
 صفدر نے سر ملتے ہوئے کہا۔

”ابھی ایک پوائنٹ اور ہے۔ بہتہیں لفظاً معلوم ہوگا کہ عمران چاہے کسی بھی لہجے میں بات کر رہا ہو۔ اس کی عادت ہے کہ وہ ادور کا لفظ ہمیشہ قدرے لمبا کر کے بولتا ہے۔ اور تم نے مارک کہا ہوگا کہ اس گفتگو کے دوران بھی ٹام نے جتنی بار بھی ادور کا لفظ بولا ہے۔ اُسے قدرے لمبا کر کے ہی بولا ہے۔“
 تئویر نے کہا اور اس بار صفدر کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی۔

”ادہ اده۔“ ویری گٹ تئویر۔ تمہاری ذہانت کا جواب نہیں تم نے واقعی اس بار بالکل صحیح تجزیہ کیا ہے۔ اب مجھے بھی اس بات کا احساس ہو گیا ہے۔ یہ عمران ہی ہوگا۔“
 صفدر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ادہ تئویر۔ تم اس قدر ذہین ہو۔ میں تو تصور بھی نہ کر سکتی تھی ویری گٹ۔ آدمی کو ایسے ہی ذہین ہونا چاہیئے۔“
 جویا نے تئویر کی طرف دیکھتے ہوئے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا تو

بنا پر جولیا اور تنویر دونوں کے چہرے بیک وقت کھل لٹھے تنویر کا اس لئے کہ اس کا اندازہ درست ثابت ہوا تھا جب کہ جولیا کا اس لئے کہ صفحہ کی اس بات نے عمران کی زندگی کی نویہ دے دی تھی۔ اور ظاہر ہے یہ نویہ عمران کی زندگی کی نہیں بلکہ ایک لحاظ سے جولیا کی اپنی زندگی کی نویہ تھی۔

صفہ ریاک بار پھر مخصوص انداز میں کلب کو پریس کرنے میں مصروف تھا۔ اور چند لمحوں بعد اس نے کلب کو پریس کہنا چھوڑ کر لمبے کان سے لگا لیا۔ اب قلم میں سے ہلکی ہلکی ٹھٹھکی کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ کچھ دیر تک اس طرح اس عجیب ساخت کے ٹرانسمیٹر پر کوڈ ورڈز میں بات چیت ہوتی رہی پھر صفہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کلب کو اوپر کی طرف پٹھسٹ کیا اور قلم کو اپنی اندونی جیب میں رکھ لیا۔

"کیا ہوا؟" جولیا نے پوچھا۔

"عمران صاحب واقعی ٹام کے تمبیک اپ میں ہیلی کا پٹر میں سوار ہو کر یہاں آ رہے ہیں انہوں نے ڈوگو فائرنگ زکامین مینڈ کو اور تیرتہا کہہ دیا ہے۔ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ ہم اس صحرا سے باہر نکل کر کسی کھٹی جگہ پر رک جائیں۔ اور جب ہیلی کا پٹر میں نظر آئے تو ہم مشین پشلی سے فائرنگ کریں۔ پھر وہ نیچے جائیں گے۔ جوڑن، جونا اور ٹائیگر ان کے ہمراہ ہیں البتہ پائلٹ جینی ہے۔ یہاں ان کو وہ پائلٹ کو ختم کر دیں گے اور اس کے بدستہ کی پلاننگ بنالیں گے۔" صفہ نے تفصیل بتاتے

وہ اسے باقاعدہ حفاظت سے اور یاد سے ساتھ لیتا آیا تھا۔ لیکن تیز جہد و جہد کی وجہ سے اُسے اس کا خیال ذہن سے نکل گیا تھا۔ اس نے کلب کو دبا کر نیچے کیا اور پھر کلب کو مخصوص انداز میں بار بار پریس کرنے لگا۔ چند لمحوں بعد ہی کلب کے سرے پر ایک ستارہ سا جھلکانے لگا۔ صفہ نے ستارے کے نمودار ہوتے ہی ایک بار پھر غصے و قہقہے تک مخصوص انداز میں کلب کو دوبارہ پریس کرنا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک ایسا کرنے کے بعد جب اس نے ہاتھ ہٹایا تو غور سے کلب کے سرے کو دیکھنے لگا۔ لیکن کلب کے سرے پر وہی ایک ستارہ ہی جھلکتا رہا۔

"اوہ۔ عمران کال رسیو نہیں کر رہا۔ کیا وجہ؟" صفہ نے فونٹ پھینچتے ہوئے کہا۔ اور جولیا کے چہرے پر ایک بار پھر تاریک سایہ پھیلنے لگا۔ مایوسی اور غم کا تاریک سایہ۔ کیونکہ عمران کے کال رسیو نہ کرنے کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ تنویر کا اندازہ غلط تھا اور عمران واقعی ہلاک ہو چکا ہے۔

"ارے۔ اوہ دیر ہی گڈ۔" یک نخت صفہ نے مسرت بھرے انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا؟" تنویر اور جولیا دونوں نے چیخ کر پوچھا۔

"کال رسیو ہو چکی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ عمران زندہ ہے اور تنویر کا اندازہ درست نکلا ہے۔" صفہ نے مسرت سے کپکپاتے ہوئے لہجے میں کہا اور اپنے جذبات کی

ہوئے کہا۔ اور جولیا اور تیویر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔
 صفدر نے جیب کو ایک بار پھر آگے بڑھا دیا۔ اور جیب تیزی
 سے دوڑنے لگی۔
 ”ہمیں اس طرف کو جانا ہے جدھر جو ہنبرگ ہے۔ کیونکہ
 ہیلی کا پیڑ اُسی طرف سے ہی آئے گا۔“ جولیا نے کہا۔
 ”ہاں۔ اُسی طرف جا رہے ہیں ہم مجھے سمجھ کا اندازہ ہے۔“
 صفدر نے کہا اور جولیا نے مطمئن انداز میں سر ہلا دیا۔

جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا۔ آپریشن روم میں کوسی
 پر بیٹھے ہوئے جنرل بارڈر کے چہرے پر کچھاؤ کے تاثرات نمایاں
 ہوتے جا رہے تھے۔ ٹام کی کال رسی کو کرنے کے بعد وہ دفتر
 میں واپس جانے کی بجائے وہیں آپریشن سیل میں ہی رہ گیا تھا۔
 کیونکہ کسی بھی لمحے آرتھر کی طرف سے کال آنے کی امید تھی آرتھر
 ان پائیکشیائی ایکشنوں کی لاشوں کی تلاش میں گیا تھا جنہیں پیش
 ٹائمر کے ذریعے ہیلی کا پیڑ کے اندر ہی ہٹ کیا گیا تھا۔ لیکن
 وجود کافی دیر گزر جانے کے آرتھر کی طرف سے کوئی کال نہ
 کی تھی۔ حالانکہ اب تک اُسے گئے ہوئے کافی دیر گزر چکی تھی۔
 ”ما تھر۔“ جنرل بارڈر نے آپریشن سیل کے انچارج مائیکر
 سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر۔“ مائیکر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”آرتھر کی طرف سے ابھی تک کوئی کال کیوں نہیں آئی۔“

جنرل بارٹر نے ہونٹ چبالتے ہوئے کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں سر۔ اگر آپ کہیں تو میں اسے کال کروں۔“ مائیکر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”ہاں۔ اس سے بات کرنا اڈا کیا اس نے سارا صبح اچھا سنا شروع کر دیا ہے۔“ جنرل بارٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر۔“ مائیکر نے کہا۔ اور وہ بین ٹرانسمیٹر پر جھبک گیا۔ چند لمحوں تک مختلف بٹن دبانے کے بعد اس نے مائیک پر بولنا شروع کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔۔۔ مائیکر کالنگ باس آرتھر اور۔۔۔“ مائیکر بار بار فقرہ دوہرا رہا تھا۔

”یس۔ آرتھر اسٹینک اور۔۔۔“ چند لمحوں بعد بین ٹرانسمیٹر سے آرتھر کی آواز برآمد ہوئی۔ اور مائیکر نے مائیکر ساتھ ہی کھڑا ہو کر تیز لہجے میں کہا۔

”ہیلو آرتھر۔ جنرل بارٹر کا کالنگ۔ تم اب تک کیا کرتے پھر رہے ہو۔ تمہاری طرف سے کوئی رپورٹ نہیں آئی اور۔۔۔“ جنرل بارٹر نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

”سر۔ ہم نے وہ لوکیشن تلاش کر لی ہے۔ جہاں ہیلی کاپٹر تباہ ہوا ہے۔ دو مردوں کی لاشیں تو مل گئی ہیں لیکن اس عورت کی لاشیں نہیں مل رہی۔ ہو سکتا ہے وہ زخمی ہو کر کہیں چھپی ہو۔ میں اسے تلاش کر رہا ہوں اور۔۔۔“ آرتھر نے مؤدبانہ لہجے

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اودھ اٹھائیکہ ہے۔ اسے ضرور تلاش کرو۔ وہ عورت ضرور ہے لیکن بہر حال ان کی ساتھی ہے۔ اور جیسے ہی نظر آئے اسے فوراً گولی مار دینا میں صرف ان کی لاشیں چاہتا ہوں اور۔۔۔“ جنرل بارٹر نے انتہائی تیز لہجے میں کہا۔

”یس باس اور۔۔۔“ آرتھر نے جواب دیا اور جنرل بارٹر نے کال اور اینڈ آف کہہ کر مائیک کے ساتھ لگا ہوا بٹن آف کیا اور مائیک پاس کھڑے مائیکر کی طرف بڑھا دیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے

طمینان کے آثار ابھرتے تھے۔ لیکن ابھی آرتھر سے ٹھٹھکے چند لمحوں کے گزرے ہوں گے کہ ٹرانسمیٹر سے ایک لحنت تیز سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی اور مائیکر کے ساتھ ساتھ جنرل بارٹر بھی چونک

کر ٹرانسمیٹر کو دیکھنے لگا۔ مائیکر ٹرانسمیٹر پر جھبک گیا۔

”اودھ جناب۔ جنرل ہبیڈ کو آرتھر سے کال آ رہی ہے۔“ مائیکر نے تیز لہجے میں کہا۔

”جنرل ہبیڈ کو آرتھر سے۔ اودھ خود بات کرنا۔ کوئی اہم بات ہو تبھی یہاں کال کی گئی ہے۔“ جنرل بارٹر جنرل ہبیڈ کو آرتھر طرف سے کال کا شہتی کسی سے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

ہیلو ہیلو۔۔۔ جنرل ہبیڈ کو آرتھر۔ ایس۔ اے کالنگ جنرل اور۔۔۔“ مائیکر کے ایک بٹن دباتے ہی ٹرانسمیٹر میں سے چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور مائیکر نے مائیک جنرل بارٹر حوالے کرتے ہوئے ایک اور بٹن دبا دیا۔

ملکی ماؤس میں میکے کے کمرے تک جاتا ہے۔ جس کا علم کسی کو بھی نہیں اور نہ ہی اس راستے پر کوئی حفاظتی انتظام ہے۔ اس بات کا علم ہونے پر مزید تحقیقات کی گئیں تو آٹھ ایسے فوجیوں کو گرفتار کر لیا گیا جو میکے کے ساتھ اس خفیہ راستے سے عیاشی کرنے والے کو ہوسٹل میں موجود عورتوں کے پاس جاتے تھے۔ ہوسٹل کا چوکیدار بھی مردہ پایا گیا تھا۔ پھر جناب ایک اور اہم اطلاع ملی کہ اریمر روڈ کے قریب کھنڈر میں اے سی کیش کے اینجارج ٹام اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ دہلی جیلوں کے نشانات بھی موجود تھے۔ ابھی اے سی کیش سے اس بارے میں پوچھ گچھ جاری تھی کہ اچانک ملکی ماؤس کسی خفیہ آتش فشاں کی طرح پھٹ پڑا۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ ملکی ماؤس میں کس قدر بھڑکنا اور کثیر تعداد میں اسلحہ موجود تھا۔ وہ سارا اسلحہ ایک لمحہ پھٹ پڑا۔ اور پھر ملکی ماؤس اور اس میں موجود سینکڑوں ڈیوڈ فاسٹرز تو ایک طرف جو نہرنگ کے پورے شہر ہی علاقے پر نامت ٹوٹ پڑی ہے۔ ایک محتاط اور عام اناڑے کے مطابق تین سو عورتیں تباہ ہوئی ہیں۔ اور کم از کم چار ہزار سفید م ہلاک اور دس ہزار کے قریب شدید زخمی ہیں۔ دو چھوٹاؤں نے بی جندی طور پر تباہ ہو گئی ہیں۔ ان کے اسلحے کے سٹوریج لائے تھے جن جھانسی ایر پورٹ تو مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ اور آٹھ افراد فریقہ کے اعلیٰ سول حکام سخت پریشان ہیں اور انہوں نے فوری طور پر جو نہرنگ میں ہنگامی حالات کا اعلان کر دیا ہے۔

”یس جنرل بارٹر اسٹنگ اور۔۔۔ جنرل بارٹر نے گھمبیرہ میں جواب دیا۔“
 ”جنرل جانسن سر۔ انتہائی بری خبر ہے سر۔ ڈیوڈ فاسٹرز کا یہی ہیڈ کوارٹر مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے اور اس کی تباہی سے جو نہرنگ کے سارے شہر ہی علاقے پر قیامت ٹوٹ پڑی ہے سر۔ انتہائی ہولناک تباہی ہوئی ہے سر اور۔۔۔ جنرل جانسن کی جیتی ہوئی آواز سنائی دی۔“
 ”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو جنرل جانسن۔ کیا تم ہوش میں ہو اور۔۔۔ جنرل بارٹر نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔“
 ”یس سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں سر۔ میں آپ کو تفصیل بتاتا ہوں سر۔ پہلے پورٹ ملی سر کڈ ڈیوڈ فاسٹرز کے تین ہیڈ کوارٹر ملکی ماؤس میں انتہائی پر اسرار طور پر چھپ رہا ہوا اسلحہ اپنے بیڈ روم میں مردہ پایا گیا ہے۔ اس کے بیڈ روم سے باہر کمرے میں موجود دو فوجی بھی مردہ پائے گئے۔ حالانکہ ملکی ماؤس کا حفاظتی انتظام درست تھا۔ اسے کسی طرف سے بھی بریک نہ کیا گیا تھا۔ ابھی اس سلسلے میں تحقیقات جاری تھی کہ اطلاع ملی کہ ملکی ماؤس کے عقب میں واقع درکنگ لیڈیز ہوسٹل کے ایک کمرے میں رابرٹ اسلو کا نمبر ٹویکا سے اور ایک عورت کی لاشیں ملی ہیں۔ اس کے ساتھ ہی دہلی سے ملکی ماؤس کے اندر پہرہ دینے والے ایک فوجی کی لاش بھی ملی۔ اس کے بعد مزید تحقیقات سے پتہ چلا کہ اس ہوسٹل سے ایک ایسا خفیہ

امرا کے پیش نظر میں نے اُسے جوٹانی ایئر پورٹ پہنچنے کے لئے کہا اور جوٹانی ایئر پورٹ کے ایجنار ج کو ٹرانسپورٹ پر یہ آیت کہ دی کہ وہ ٹام کو ایک تیز رفتار جیپ کا پیڑ دے دے۔ چنانچہ ابھی وہ رستے میں ہی ہوں گے۔ اور اب تمہاری کال سے پتہ چلائے کہ یہ ٹام نہ تھا بلکہ وہی پاکیشیانی ایجنٹ عمران تھا جو ٹام کے ہاتھ میں بات کر رہا تھا۔ اس نے یقیناً جیپ کا پیڑ کے فضا میں بلند ہو جانے کے بعد اس چارجر کی مدد سے ملکی ہاؤس تباہ کیا ہو گا۔ اور اگر تمہاری کال نہ آتی تو وہ ٹام بن کر یہاں میرے پاس ڈوگو فاسٹرز کے مین اڈے میں آسانی سے گھس آتا اور پھر یہ اڈہ بھی خطرے میں پڑ جاتا۔ لیکن اب ایسا نہ ہو گا۔ اب میں اس سے بھرپور انتقام لوں گا۔ اور پھر اس کی لاش لے کر ہی واپس جوہنبرگ آؤں گا۔ جو ملکی ہاؤس کی تباہی سے ڈوگو فاسٹرز کے پناہ قصان ہوا ہے لیکن ابھی بمبیا کا یہ خفیہ اڈہ موجود ہے۔ ہم اس کی مدد سے اپنا پلان پورا کر سکتے ہیں۔ تم صدر صاحب کو ساری تفصیل بتا دینا۔ میں اس پاکیشیانی ایجنٹ کا خاتمہ کرتے ہی آپس آجاؤں گا۔ جنرل بارڈر نے اُسے پوری طرح تفصیل مانگے ہوئے کہا۔

”اُدہ۔ ٹھیک ہے سر۔ ان حالات میں آپ کا دماغ زہینہ و مدد فرمائی ہے۔ سر۔ اور اینڈ آف۔“ جنرل جانسن نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسپورٹ آف ہو گیا۔ چھاؤنی سے بات کر اڈہ اب دماغ چھٹ مارش انتھونی ہو گا۔

اور صدر صاحب آپ سے فوری طور پر ملنا چاہتے ہیں اور۔“ جنرل جانسن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اُدہ۔ دیر سی بیڈ۔ تم نے واقعی بدترین خبر سنائی ہے لیکن تمہاری اس خبر سے بمبیا میں ڈوگو فاسٹرز کا مین ہیڈ کوارٹر بھی بچ گیا ہے اور اصل مجرم بھی اب سامنے آگئے ہیں اور۔“ جنرل بارڈر نے گھبرائے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ تاریک پڑا ہوا تھا اور آنکھوں میں موجود تیز چمک بھی مدھم ہو گئی تھی۔

”کیا مطلب سر۔ میں سمجھا نہیں اور۔“ جنرل جانسن نے حیرت بھرے ہاتھ میں کہا۔

”میں تمہیں سمجھاتا ہوں۔ تم میری طرف سے صدر سے مل کر ان پر سارے حالات واضح کر دینا۔ ابھی اصل مجرموں نے سامنے آنا ہے۔ میں ان کا خاتمہ کر کے ہی یہاں سے واپس آؤں گا۔ اگر میں فوری طور پر یہاں سے آگیا تو ملکی ہاؤس تو تباہ ہوا۔“ بمبیا میں بھی ڈوگو فاسٹرز کا نام و نشان ختم ہو جانے کا اور۔“ جنرل بارڈر نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے سر اور۔“ جنرل جانسن کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور جنرل بارڈر نے اُسے تفصیل سے بتایا کہ کس کس سیکشن اے کے ٹام نے مجھ کال کر کے بتایا کہ چارجر جس سے ملکی ہاؤس تباہ ہونا تھا اس نے حاصل کر لیا ہے اور پاکیشیانی ایجنٹوں کا بھی خاتمہ کر دیا ہے۔ اور پھر اس نے امرا کیا کہ وہ خود یہ چارجر میرے حوالے کرنا چاہتا ہے۔ چنانچہ اس کے

"انگریز ہے۔ کیا مطلب۔ اُسے تو سیدھا ریڈیو انٹ آنا چاہیے تھا اور۔۔۔ جنرل بارڈر نے چونکا کر کہا۔"

"معلوم نہیں سر۔ دیسے وہ زمین پر انگریز ہے سر اور۔"

مارش انتھونی نے حیرت بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ سنو۔ ذری طور پر جنگی جہازوں کو حرکت میں لے آؤ۔"

اگر وہ ہیلی کاپٹر زمین پر ہو تو اُسے وہیں سرٹ کر دو اور اگر وہ دوبارہ اوپر جائے تو اُسے فضا میں سرٹ کر دو۔ اس میں انتہائی خوف ناک دشمن ایجنٹ موجود ہیں۔ میں ان کا ہر صورت میں اور یقینی خاتمہ کرنا چاہتا ہوں۔ اور سنو۔ جیٹ جہازوں کی سبکے جنگی ہیلی کاپٹر ڈول کو بھیجو۔ تاکہ اگر یہ ایجنٹ ہیلی کاپٹر سے اتر کر پیدل صحرائیں داخل ہوں تب بھی انہیں ختم کیا جاسکے۔ ذرا حرکت میں آجاؤ اور ان کے خاتمے کے بعد مجھے یہاں ریڈیو انٹ پر کال کر دو۔ ایٹھ دن پیش فکری پر اور۔۔۔ جنرل بارڈر نے چیخ پیچ کر یہ بات دیتے ہوئے کہا۔

"ییس سر۔ میں خود ساتھ جاتا ہوں سر۔ آپ فکر مت کریں سر۔ ابھی انہیں ہٹ کر کہ میں ریپورٹ دیتا ہوں سر اور۔۔۔ مارش انتھونی نے تیز لہجے میں کہا۔

"اور اینڈ آل۔۔۔ جنرل بارڈر نے کہا۔ اور مائیک آف کر کے اُسے ماتھر کی طرف بڑھا کر اس نے کسی کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اس دقت انتہائی تھکا ہوا اور خاصا نکتہ خوردہ دکھائی دے رہا تھا۔ مکی ماڈس کی تباہی کے

جنرل بارڈر نے سنجیدہ لہجے میں ماتھر سے کہا۔

"ییس سر۔۔۔ ماتھر نے کہا اور ایک باہر ٹرانسمیٹر پر جھک گیا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ ریڈیو انٹ ڈی۔ ایف کالنگ مارش انتھونی اور۔۔۔ ماتھر نے جنرل بارڈر کے ماتھر سے مائیک سے کمر بستہ آئی کال کرنی شروع کر دی۔

"ییس۔۔۔ مارش انتھونی انڈرنگ اور۔۔۔ چند لمحوں پر ٹرانسمیٹر سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"مارش انتھونی۔ جنرل بارڈر سے بات کیجئے اور۔۔۔ ماتھر نے کہا اور مائیک جنرل بارڈر کے ماتھر میں دے دیا۔

"ہیلو مارش انتھونی۔۔۔ جنرل بارڈر پیکنگ اور۔۔۔ جنرل بارڈر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ییس سر۔ حکم سر اور۔۔۔ دوسری طرف سے بونے والے کا لہجہ یک لخت مودبانہ ہو گیا۔

"سنو۔ ایک فوجی ہیلی کاپٹر جو منبرگ کے جٹانی اڈے سے اتر کر یہاں ریڈیو انٹ کی طرف آرہا ہے۔ کیا اُسے تمہارے ماڈارنے چیک کیا ہے اور۔۔۔ جنرل بارڈر نے کہا۔

"اوہ ییس سر۔۔۔ ہیلی کاپٹر نمبر تھری دن تھری سر وہ ایجو آپ کی کال آنے سے چند لمحے پہلے ریڈیو انٹ کے صحرائے ذرا پہلے نیچے انگریز ہے اور۔۔۔ مارش انتھونی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور صغدر مسکرا دیا۔
 "مس جو لیا۔ میں نے جان بوجھ کر ایسا کہہ لیا ہے۔ کیونکہ بہر حال
 ہم نے دوبارہ اندر داخل ہونا ہے۔ اور مرد تو میک اپ کئے
 لئے مل جائیں گے لیکن آپ کے لئے عورت کہاں سے ڈھونڈیں
 گئے۔ اس طرح آپ کو قید ہی بن کر لے جایا جاسکتا ہے۔ بہر حال
 ایک سکوپ تو باقی رہتا ہے۔" صغدر نے وضاحت کرتے
 ہوئے کہا اور جو لیلے سر ہلا دیا۔

"میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ اس صحرائیں آتے ہی تم دونوں
 ضرورت سے کچھ زیادہ سی ذہین ہوتے جا رہے ہو۔ جب کہ تمہاری
 نسبت میرا ذہن کم کام کر رہا ہے۔ پہلے تنویر نے انتہائی ذہانت
 آمیزہ نتیجہ نکالا اور اب تمہاری بات سن کر مجھے احساس ہوا ہے
 کہ تم نے بھی تنویر سے کم ذہانت کی بات نہیں کی۔" جو لیا
 نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"در اصل تنویر کی ذہانت تو آپ کی جیب میں موجود گی کی وجہ
 سے تیز ہو گئی ہے اور میری اس لئے کہ میں تنویر سے پیچھے نہ
 رہ جاؤں۔" صغدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار
 جو لیا کھلکھلا کر ہنس پڑی جب کہ تنویر کے لبوں پر بھی خوشگوار
 سی مسکراہٹ ابھر آئی۔

"تنویر کی ذہانت بس عمران کی موجودگی میں سو جاتی ہے ورنہ
 عام حالات میں تنویر بے حد ذہین آدمی ثابت ہوتا ہے۔"
 جو لیا نے جان بوجھ کر تنویر کو چھوڑتے ہوئے کہا۔

ساتھ جو مزید گئے شہر ہی علاقے جہاں سفید خام رہتے تھے کی
 بجائے نے واقعی اس کے اعصاب پر انتہائی بڑا اثر ڈالا تھا۔ وہ
 سوچ بھی نہ سکتا تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن ایسا ہو چکا تھا۔
 اور حقیقت بہر حال حقیقت ہی تھی۔



صغدر جیب لے کر آگے بڑھا جا رہا تھا کہ ایک لمحت
 جیب میں موجود ٹرانسمیٹر جاگ پڑا۔ اور صغدر نے آرتھر کے
 لہجے میں کال رسیو کی۔ یہ کال جنرل بارٹر کی طرف سے تھی صغدر
 نے اسے یہ کہہ کر مطمئن کر دیا کہ دو مردوں کی لاشیں مل گئی ہیں
 البتہ عورت کی لاش نہیں ملی۔ اسے تلاش کیا جا رہا ہے۔ اس
 طرح اس نے وقتی طور پر اسے مطمئن کر دیا تھا۔

"یہ تم نے خاص طور پر میری لاش نہ ملنے کی بات کیوں کی ایک
 مرد اور ایک عورت کی لاش بھی تو کہہ سکتے تھے۔" جو لیا

”میلو میلو۔ جنرل ہیٹھ کوارٹر۔ ایس۔ اے کالنگ جنرل بارڈر اور“ — ایک تیز اور اجنبی آواز سنائی دی اور جنرل ہیٹھ کوارٹر کی طرف سے کال کاشٹے ہی وہ تینوں بے اختیار چوک پڑے۔

”ایس جنرل بارڈر اسٹینک اور“ — دوسرے لمحے جنرل بارڈر کی آواز سنائی دی۔

”جنرل جانسن۔ سر انتہائی بُری خبر ہے سر۔ ڈوگو فاسٹرز کا مین ہیٹھ کوارٹر مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے سر۔ اور سر انتہائی ہولناک تباہی ہوئی ہے سر اور“ — جنرل جانسن کی جیتی ہوئی آواز سنائی دی۔ اور اس کے بعد جیسے جیسے جنرل جانسن اور جنرل بارڈر کی گفتگو آگے بڑھتی رہی۔ صفد۔ تنویر اور جو لیا تینوں کے چہرے فرط مسرت سے کھل اٹھے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ ساری تباہی عمران کی وجہ سے ہوئی ہے اور اس نے سادھتہ افریقہ کے ان ظالم سفید فاموں کو ایسا عبرت ناک سبق دیا ہے کہ صدیوں تک وہ اسے یاد رکھیں گے یہ وہی سفید فام ہیں جو صرف طاقت کے بل بوتے پر سادھتہ افریقہ اور نیبیا کے سیاہ فام مظلوموں کو نہ صرف غلام بناتے ہوئے ہیں بلکہ وہ ان سیاہ فاموں کے قتل عام کا منصوبہ بنا رہے تھے لیکن عمران نے اپنی جان پر کھیل کر ان کا یہ بھیانک منصوبہ ان سفید فاموں سمیت دفن کر کے رکھ دیا ہے۔

گفتگو کے آخری حصے پر وہ سب چونک پڑے کیونکہ جنرل

”یہ عمران باتیں ہی ایسی کرتا ہے کہ دماغ پر خواہ مخواہ جھلاہٹ سی سوار ہو جاتی ہے“ — تنویر نے کہا اور اس بار صفد۔ مہنس پڑا۔

”تم درست کہتے ہو تنویر۔ وہ شیطان مجھے بھی جھلا کر رکھ دیتا ہے۔ جب اس کی بکواس شروع ہو جاتی ہے تو پھر وہ کسی صورت ہی باز نہیں آتا“ — جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور اپنی تائید جو لیا کے منہ سے سن کر تنویر کا چہرہ ایک بار پھر کھل اٹھا۔

”تم نے ہی اُسے سر پر چڑھا رکھا ہے ورنہ اس کی حیات ہے کہ وہ کوئی غلط بات کرے“ — تنویر نے موقع دیکھتے ہی بات کر دی۔

”وہ ہے ہی ایسا تنویر۔ کہ خواہ مخواہ سر چڑھنے کو چاہتا ہے۔“ — جو لیا نے آنکھیں بند کر کے بڑے جذباتی لہجے میں کہا تو تنویر کا کھلا ہوا چہرہ تیزی سے بگڑنے لگا جب کہ صفد۔ مسکرا دیا۔

”مگر ختم ہو رہا ہے۔“ — چند لمحوں بعد صفد نے کہا اور جو لیا نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔ واقعی اب صحرے کے بعد دور تک چھیلی میدان نظر آرہا تھا۔ صفد نے اس میدان میں لے جا کر خبیث روک دی۔ اور اس بار اس نے بریک لگا کر ہی تھی کہ ٹرانسمیٹر سے ایک بار بھر ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلتی گئیں۔ صفد نے چونک کر ماتھ بڑھایا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

ہے۔" صغدر نے دل میں سوچا۔ اب ہیلی کا پٹر سے ایک بے ہوش فوجی کو نیچے اتار جا رہا تھا۔ اس بے ہوش فوجی کو جونا نے اپنے کانڈھے پر اٹھایا ہوا تھا اور پھر وہ سب ایک دوسرے سے باتیں کرتے تیزی سے جیب کی طرف بڑھے چلے آئے۔ اُسی لمحے کال ختم ہو گئی۔ اور صغدر ایک طویل سانس لے کر جیب سے اتر آیا۔

"جناب لیڈر صاحب۔ تم سے دو ممبران کی حفاظت بھی نہ ہو سکی دونوں کو زخمی کر دیا۔ جانتے تو ہو کہ ایک زخم کے ساتھ دو اور زخم بھی پڑتے ہیں۔" عمران نے قریب آکر مسکراتے ہوئے صغدر سے کہا۔

"دو اور زخم کیسے عمران صاحب۔ ایک زخم کے ساتھ ایک زخم کی توجہ دیا تو سمجھ میں آتی ہے۔" صغدر نے کہا۔

"ادہ سو ری۔ دو نہیں تین کہو۔ آخر وہ رقیب روسیہ بھی تو گنتی میں شامل ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار صغدر کھلکھلا کر ہنس پڑا وہ عمران کی بات سمجھ گیا تھا۔ کہ عمران اپنی تنویر اور جیٹ کی بات کر رہا ہے۔ جولیلا کے زخموں کی جہ سے۔

"عمران صاحب۔ صورت حال بے حد گھمبیر ہے۔" صغدر نے ایک لخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"مجھے جولیلا نے بتا دیا ہے۔ جنرل جانسن کی رپورٹ کے متعلق" ان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

بارڈر تیار رہا تھا کہ ہیلی کا پٹر پر آنے والا نام وہی پاکیشیائی ایجنٹ ہے اور اب وہ اس کا خاتمہ کر کے ہی واپس آئے گا۔

"ادہ۔ یہ بہت برا ہوا۔ عمران بے خبر ہو گا اور یہ لوگ اُس کے ہیلی کا پٹر کو آسمان پر ہی ہٹ کر دیں گے۔" جولیلا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"ہیلی کا پٹر۔" اچانک صغدر نے کہا۔ اور وہ سب تیزی سے باہر نکل آئے لیکن اُسی لمحے ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں ابھرنے لگیں۔

"تم عمران کو کاشن دو۔ میں کال سنتا ہوں۔" صغدر نے

جلدی سے واپس ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھتے ہوئے تنویر اور جولیلا سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کے ٹرانسمیٹر سے کال

آنا شروع ہوئی۔ یہ کال جنرل بارڈر کی طرف سے چھوٹی کوئی جا رہی تھی۔

کسی مارش انتھونی کو۔ اور جب تک انتھونی لاٹن بر آتا۔ صغدر

نے دیکھا کہ ہیلی کا پٹر تیزی سے غوطہ لگا کر جیب سے کچھ فاصلے

پر زمین پر اتر آیا تھا۔ اور تنویر اور جولیلا تیزی سے اس کی طرف

دوڑ رہے تھے۔ صغدر کال سنتا رہا اور ساتھ ساتھ وہ وڈسکون

سے سامنے کا منظر بھی دیکھ رہا تھا۔ ہیلی کا پٹر جس سے عمران اور

ٹائنگر کے ساتھ دو سفید فام دیوتا مت آدھی بھی اترے لیکن

انہیں دیکھتے ہی صغدر پرچان گیا کہ یہ جوزف اور جونا ہیں جن پر

میک اپ کیا گیا ہے۔

"یہ کیسے عمران کے ساتھ پہنچ گئے۔ کیا عمران نے انہیں بلوایا

موڑی اور اُسے انتہائی تیز رفتاری سے صحرائی طرف بھگنے لگا۔ لیکن ابھی وہ صحرائیں داخل ہی ہوئے تھے کہ ایک کھت آسمان پر گمراہ گڑھٹ کی تیز آوازیں ابھریں۔ آوازیں ابھی کافی پیچھے تھیں۔ اور پھر انہیں عقب میں خوفناک دھماکے سنائی دینے لگے۔

”جلدی کمزور۔ جیب ٹیلے کی آڑ میں روکو اور اس کے لئے کمزور دو تک بکھر جاؤ۔ اپنے آپ کو ریت میں جھپا لو۔ جلدی کمزور۔ عمران نے چیخے ہوئے کہا۔ اور صفد نے سچائی سی تیزی سے جیب ایک سائیڈ پیک کی اور پھر وہ سب نیچے اتر کر برقی رفتاری سے دوڑنے ہوئے ادھر ادھر تک بکھرے ہوئے ٹیلوں کے پیچھے پھینے لگے۔ اُسی لمحے چار جنگی ہیلی کاپٹر ان کے سروں پر پہنچ گئے۔ دوسرے لمحے آسمان سے ایک میزائل فائر ہوا اور اس کے ساتھ ہی خوف ناک دھماکے کے ساتھ جیب کے پر ختم ہو گئے۔

دوسرے ہیلی کاپٹروں نے ادھر ادھر مشین گنوں کی گولیوں کی بجائے بارشیں سی کمزور۔ اور اس طرح بارش کرتے ہوئے وہ تیزی سے آگے بڑھتے گئے۔ اور پھر بکھر کر انہوں نے صحرائے اودھ کو ناشروع کر دیا۔ چونکہ ہیلی بارہ اکٹھے تھے اس لئے ایوں کی بارش ایک ہی ترتیب سے اور محدود جگہ پر بہتی آئی آگے بڑھی تھی۔ اس طرح وہ سب ہی ان گولیوں کی زد میں سے بچ گئے تھے۔ اور آگے جا کر چاروں ہیلی کاپٹر بکھر کر زمین تلاش کرنے لگے۔ جولیا اور عمران اکٹھے ہی ایک ٹیلے کی پس دیکھتے ہوئے تھے۔ ان دونوں نے سچائی سی تیزی سے ریت

”جنرل بارٹر نے دوسری کال یہاں سے نزدیک چھاؤنی اور تیرپورٹ میں موجود مارش انتھونی کو کی ہے۔ اور اس نے بتایا ہے کہ آپ کا ہیلی کاپٹر یہاں اتر چکا ہے۔ اس پر جنرل بارٹر نے اُسے حکم دیا ہے کہ جنگی ہیلی کاپٹروں کو حرکت میں لا کر وہ آپ کے ہیلی کاپٹر کو بھی اٹا دے اور اگر آپ ہیلی کاپٹر سے نکل کر پیدل آگے بڑھیں تو زمین پر ہی آپ کا خاتمہ کر دے اور میرے خیال میں یہ ہیلی کاپٹر بس پہنچے ہی والے ہوں گے کیونکہ چھاؤنی اور تیرپورٹ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔“ صفد نے تیز لہجے میں کہا۔

”ادھ۔ تو پھر تم کھڑے باتیں کر رہے ہو یہاں چیل میدان میں تو ہم لامحالہ مارے جائیں گے جلدی کمزور جیب پر بیٹھو۔ ہمیں صحرائیں چھیننا ہے۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر اچھل کر جیب پر سوار ہو گیا۔

”اس کا کیا کرنا ہے۔“ جوانا نے چونک کر پوچھا جو ابھی تک بے ہوش فوجی کو کندھے پر اکٹھائے کھڑا تھا۔

”گمراہ توڑ کر پھینک دو۔ جلدی کمزور۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور جوانا نے سچائی سی تیزی سے اُسے کا کندھے پر لے لیا اور پھر ایک ہی جھٹکے سے اُس کی گمراہ توڑی اور اُسے وہیں پھینک کر وہ جیب کے پچھلے حصے میں سوار ہو گیا۔ جیب میں ان سب کی موجودگی کی وجہ سے جگہ خاصی تنگ ہو گئی تھی لیکن کسی نہ کسی طرح وہ اس میں سما گئے اور صفد نے جلد

اپنے اوپر ڈال لی تھی۔ لیکن ان دونوں کے سوا اور بازو ریت سے
 باہر تھے۔ ایک ہیلی کا پٹر کھومتا ہوا دایس اسی طرف آنے
 لگا۔

”اس پر کوئی فائر نہ کرے۔“ عمران نے چیخ کر زور سے
 کہا اور صحرائین اس کی آواز دور تک گونجنی چلی گئی۔ ہیلی کا پٹر
 اب پہلے کی نسبت خاصی نیچی پرواز پر آگے بڑھ رہا تھا۔ وہ اس
 ٹیلے سے ذرا آگے کی طرف سے اڑا چلا آ رہا تھا کہ ایک لمخت
 عمران نے مشین گن سیڑھی کی اوپر دوسرے لمحے فضا میں گن
 کی ریٹ ریٹ سے گونج اٹھی۔ شعلوں کی ایک قطار سی ٹیلے
 کے عقب سے ابھری اور ایک جھپکنے میں وہ جنگی ہیلی کا پٹر
 عین اس جگہ جا گرا جہاں فیول ٹینک کا جوڑ تھا۔ جنگی ہیلی کا پٹر
 میں یہی جوڑ ہی سب سے کمزور جگہ ہوتی ہے۔ ورنہ یہ ہیلی کا پٹر
 اس انداز میں بنا جاتا ہے کہ اس پر عام گولیوں کا اثر کم ہی
 ہوتا ہے۔ لیکن عمران کے لئے اس جوڑ کو چیک کر کے ٹارگٹ بنا
 کر اسے ہٹ کر لینا کوئی مسئلہ نہ تھا۔ اس لئے شعلوں کی قطار
 ٹھیک اس جوڑ سے ٹکرائی اور جینہ لمحوں بعد ہی اس کا نتیجہ بھی
 سامنے آ گیا۔ ہیلی کا پٹر پانکٹ نے ہیلی کا پٹر کو تیزی سے گھما کر
 اس ٹیلے کے عقب میں لے آنا چاہا مگر دوسرے لمحے ایک خوف
 دھماکہ ہوا اور ہیلی کا پٹر آگ کا شعلہ بنا ٹیلے سے کافی دور رہ کر
 سے جا گرا یا اور آگ اس طرح ہیلی کا پٹر سے نکلنے لگی۔

”ادھر آؤ۔“ عمران نے فائر کرتے ہی چیخ کر جو ایسے کہا اور پھر دونوں
 صحرائی غرگوشوں کی طرح بھاگتے ہوئے دہان سے دور ایک ٹیلے کے پیچھے
 ابھی جا کر دیکھے ہی تھے کہ ایک ہیلی کا پٹر نے دوسرے غوطہ اٹھایا اور ان کے
 ٹیلے کی طرف آنے لگا۔ اور چو لیا اور عمران اس کے براہ راست ٹارگٹ میں
 تھے اور ان کے پاس اتنا موقع بھی نہ تھا کہ وہ اسے ہٹ کر دے کہ یکجہت
 ایک ٹیلے کے پیچھے سے مشین گن کی ریٹ ریٹ کے ساتھ ہی شعلوں کی
 قطار عمران اور چو لیا کی طرف بڑھتے ہوئے چلی کا پٹر کے عین اسی جوڑ سے ٹکرائی۔
 ”بھاگو۔“ عمران نے جو لیا کا بازو دیکھ کر چیخے ہوئے کہا اور پھر وہ
 اسے اس طرح پکڑے کبھی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا کچھ دور ایک
 اور ٹیلے کی طرف بڑھ گیا۔ ابھی وہ دونوں ٹیلے تک پہنچے ہی تھے کہ
 ہی ہیلی کا پٹر ایک خوف ناک دھماکے کے ساتھ عین اس ٹیلے
 کے اوپر گر کر جہاں ایک لمحہ پہلے وہ دونوں موجود تھے اور وہ بھی
 آگ کے ذرائع میں بدل گیا۔ اب باقی دو ہیلی کا پٹر فضا میں رہ گئے
 تھے اور پھر وہ دونوں ہیلی کا پٹر اٹھنے ہو کر اس طرف کو بڑھنے
 لگے انہوں نے اپنی بلند ہی بھی بڑھالی تھی لیکن ابھی وہ دونوں ذرا ہی
 بڑھ رہے تھے کہ یکجہت ایک سی ٹیلے کے پیچھے سے دو مشین گنیں ٹر ٹرائیں
 داس کے ساتھ ہی ٹیلے کے پیچھے سے خوف اور جانا کھل کر کبھی کی تیزی
 دایس طرف کو دوڑ پڑے۔ دونوں ہیلی کا پٹروں نے انتہائی تیز
 داری سے ایندھن موڑا اور پھر ان دونوں دوڑتے ہوئے پرائیوں
 شین گنیں کھول دیں۔ لیکن وہ دونوں واقعی صحرائی غرگوشوں کے
 وح انداز میں ایک لمخت سا سیٹھ کاٹ کر انتہائی تیزی سے مڑ گئے۔

دی آتش فشاں پھٹ پڑا ہو۔

عمران نے تھکی دیتے ہوئے کہا اور ٹائیکر کا چہرہ فرط مسرت سے
 کھپکانے لگا۔ سب کے سامنے عمران کا اس طرح کھلا انکھار عجیب
 اس کے لئے کسی بڑے سے بڑے ہنسنے سے بھی زیادہ بڑا ہنسنہ تھا۔
 "اب یہاں کھڑے تھکیاں ہی دیتے رہو گے یا کچھ اور بھی ہو چکا
 ہے۔ یہ چاروں جیلی کا پٹر ہوٹ ہوتے ہوئے رڈاڑ سے چیک کر
 لئے گئے ہوں گے اور یقیناً اس بار انہوں نے اس صحرا پر قیامت
 تو ڈیرنی ہے۔" تنویر نے جبراً سامنے بنائے ہوئے کہا۔ اور
 باقی ساتھی مسکرا دیئے۔

"تمہاری بات درست ہے تنویر۔ لیکن فوری طور پر اب اس کے
 سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم یہیں کہیں کوئی خاص پناہ گاہ تلاش
 کریں۔" عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔
 "ایک جگہ ہے میری نظر میں۔ جیپ پر سے گزرتے ہوئے
 میں نے اُسے دیکھا تھا۔ ریت کے اندر سرنگ سی ہے۔"
 صفدر نے کہا۔

"ادہ ادہ۔ کہاں ہے۔ وہاں لازماً پہاڑی ہوگی جو ریت کی وجہ
 سے چھپ گئی ہوگی۔" عمران نے چونک کر کہا۔
 "آئیے۔" صفدر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑ
 کر ایک طرف دوڑنے لگا۔

"سب لوگ کبھر کہ دوڑیں اور آسمان پر بھی وقتاً فوقتاً نگاہ رکھیں۔"
 عمران نے کہا اور پھر واقعی وہ سب ادھر ادھر کبھر کہ دوڑنے لگے۔
 جیپ تباہ ہو چکی تھی۔ اس لئے اب انہیں پیدل ہی دوڑنا تھا اور

اور گولیاں عین اس جگہ پر پڑتی ہوئیں آگے کو بڑھتی گئیں جہاں سے انہوں
 نے سائیڈ کاٹی تھی اگر انہیں ایک لمحے کے ہزاروں حصے کی بھی دیو
 جاتی تو وہ یقیناً ہٹ ہو جاتے۔ لیکن جیلی کا پٹروں کو مزید نہ ہٹ
 نہ مل سکی اور نو فٹاک دھماکوں کے ساتھ وہ فضا میں اُٹتے ہوئے کچھ
 جگے جا کر ریت سے جا ٹکرائے اور جلنے لگے۔

عمران سمجھ گیا کہ اتنی دہشت دونوں کو کیوں مل گئی۔ گولیاں جوڑنا
 ذرا ہٹ کر پڑی تھیں۔ اس لئے چند لمحے پٹرول کو جلنے میں لگ گئے
 اب چاروں جیلی کا پٹر تباہ ہو چکے تھے۔ اور اس کے ساتھ ہی
 ٹیلوں کے پیچھے سے وہ سب اٹھ کھڑے ہوئے۔ دوسرا جیلی کا
 ٹائیکر نے تباہ کیا تھا۔ کیونکہ جس ٹیلے کے پیچھے سے اس پر فائر کیا گیا
 تھا۔ اس کے پیچھے سے ٹائیکر ہی نمودار ہوا تھا۔ اور چند لمحوں میں وہ
 سب ایک جگہ اکٹھے ہو گئے۔

"تم نے بروقت فائر کیا تھا ٹائیکر۔ ورنہ میں اور جولیا دونوں
 ٹارگٹ میں تھے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے ٹائیکر سے کہا۔
 "میں آپ کی پوزیشن سمجھ گیا تھا۔ اس لئے میں نے فائر کھولا۔"
 حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ ہٹ ہو کر وہ اُسی ٹیلے پر ہی گئے گا۔
 مجھے یقین تھا کہ آپ اس پوزیشن کو دیکھتے ہوئے وہاں سے ہٹ
 جائیں گے۔ دوسری کوئی صورت نہ تھی۔" ٹائیکر نے جواب
 اور عمران نے مسکراتے ہوئے آگے بڑھ کر اس کے شانے
 باقاعدہ تھپکی دی۔
 "گڈ شو۔ ایسے بروقت فیصلے ہی ہمیں زندہ رکھتے ہیں۔"

جنگی جہازوں کے ساتھ اس بار بڑے جہلی کا پٹر بھی ہیں۔ جو زف نے کہا۔ اور عمران نے سر بار نکال کر دیکھا تو واقعی آسمان پر جنگی جہازوں کے ساتھ بڑے جہلی کا پٹر بھی موجود تھے۔ جہلی کا پٹر جہازوں سے زیادہ بلندی پر پرواز کر رہے تھے اور یہ پوزیشن دیکھ کر عمران کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیر گئی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ اس بار ان کی پلاننگ ہے کہ پہلے جنگی جہازیں اس جگہ جگہ میزائل مار کر تباہی مچائیں گے اور اس کے بعد جہلی کا پٹر نیچے اتریں گے اور مسلح فوجی بحکر کر پورے صبحر اکا جائزہ لیں گے۔ اور ہوا بھی ایسے ہی۔ چند لمحوں بعد صبحر میزائلوں کے خوفناک اور مسلسل دھماکوں سے گونج اٹھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے اس محل پر کوئی قیامت ٹوٹ پڑی ہو۔

”نیچے غار میں آ جاؤ۔ جلدی کر دو۔“ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ در ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں وہ سرنگ سے نکل کر اس بار میں پہنچ گئے۔ خوف ناک دھماکوں کی گونج مسلسل جاری تھی۔ اور کئی بار اس سرنگ سے کافی قریب بھی دھماکے ہوئے اور غار کی طرح لمبی۔ لیکن چونکہ اوپر ریت کی بہت موٹی تہہ موجود تھی اس لئے وہ بہر حال محفوظ رہی۔ آخری بار دس منٹ تک یہ بڑا اعلیٰ بار ہی جاری رہی۔ اور اس کے بعد ایک لمحت ساٹھ سا جا گیا۔ گو سرنگ تو تباہ نہ ہوئی تھی۔ لیکن میزائلوں کی وجہ سے ہر سے ریت نے اڑاڑ کر سرنگ کا دیانہ تقریباً بند کر دیا تھا۔ سب سکت دھماکت جیسے ہوئے تھے۔ کیونکہ اس کے

پھر وہ تقریباً بند رہ منٹ تک ریت میں دوڑنے کے بعد اس جگہ پہنچ گئے جہاں صفدر نے ریت میں سرنگ کا دیانہ دیکھا تھا۔ بھی جنگ آسمان پر نہ ہی کوئی جنگی جہاز نظر آیا تھا اور نہ جہلی کا پٹر۔ اس لئے وہ الہینان سے اس سرنگ کا جائزہ لینے لگے اور جائزہ لینے کے بعد انہیں عمران کے اندازے کی درستگی کا صحیح طور پر علم ہوا کیونکہ سرنگ کی دیواریں ریت کی بجائے چٹانی تھیں۔ اور یہ سرنگ کافی نیچے تک چلی گئی تھی اور انہیں جاکر ایک کھلی غار سی لگتی۔ اور پھر اس غار کو صاف کر کے وہ سب وہیں لیٹ گئے۔ صرف جو زف دبانے کے قریب مشین گن لئے بیٹھا ہوا تھا تاکہ کسی متوقع خطرے سے پوری طرح نپٹا جاسکے۔

”اب یہ بات تو طے ہے کہ ہم سب غاروں میں آ گئے ہیں۔ اس لئے ہمیں اب غریب طور پر اڈے میں جانا پڑے گا۔ تم نیچے یہاں بیٹھ کر اس زیر زمین اڈے کا محل وقوع بتاؤ تاکہ اس میں داخلے کا کوئی راستہ بنایا جاسکے۔“ عمران نے غار میں بیٹھ کر صفدر سے مخاطب ہو کر کہا اور صفدر نے زمین پر پی پی انگلی سے لکیریں ڈال کر اڈے کا اندرونی نقشہ بنانا شروع کر دیا۔ پھر اس نے اس کے ان دروازوں کے متعلق بتایا جہاں سے وہ پہلے اندر گئے تھے اور پھر باہر نکلے تھے۔

ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ جو زف کے چننے کی آواز سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ہولناک گروگر اڑھٹ کی آوازیں بھی آنے لگیں وہ سب تیزی سے سرنگ کے دبانے کی طرف بڑھ گئے۔

ہوا وہ اور کچھ کہہ سکتے تھے۔

سنگ بادی کی طرح میزائل باری جب بند ہو گئی تو کافی دیر تک دھماکوں کی گونج سنائی دیتی رہی اس کے بعد ہر طرف سناٹا سا چھا گیا۔ عمران اپنی جگہ سے اٹھا اور تیزی سے دوبارہ سڑج میں سے ہوتا ہوا دمانہ کے قریب پہنچ گیا۔ آدھے سے زیادہ دمانہ دیت سے اٹھا ہوا تھا۔ جب کہ آدھے سے کم ابھی تک کھلا ہوا تھا۔ عمران نے اس میں سے باہر جھانکا اور اس کے بولوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرنے لگی۔ جنگی جہاز جا چکے تھے۔ جب کہ چار ہیلی کاپٹر مختلف جگہوں پر اترے ہوئے تھے۔ اور ان میں سے مسلح فوجی نیچے اتر کر مشین گنیں ہاتھوں میں لئے ریت میں ادھر ادھر پھر رہے تھے ایک غائبی کاپٹر غار کے اس دمانے سے تقریباً سو فٹ دور زیت پر کھڑا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے اندر بیٹھا جو پائلٹ یہاں سے صاف نظر آرہا تھا۔ اور اس کے علاوہ دلمان کوئی موجود نہ تھا۔ تلاش کرنے والے فوجی ادھر ادھر دوڑتے ہوئے دو۔

سنگ پٹے گئے۔
”میں اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنے جا رہا ہوں۔ جوزف تم مجھے یہاں سے کو کرنا۔“ عمران نے اچانک کہا۔ اور کچھ دہانہ میں مشین گن کیڑے اچھل کر دمانے سے باہر نکلا۔ پھر کچھ اچھے انداز میں لیکن انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا یہاں تک چرکی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ وہ بے حد جھک کر دوڑ رہا تھا تو دیکھتے ہی پائلٹ ادھر متوجہ نہ تھا اس لئے عمران آسانی سے ہیلی

سنگ پہنچ گیا۔ دوسرے لمحے وہ اچھل کر اوپر چڑھا۔ پائلٹ نے تیزی سے گردن موڑی سی تھی کہ عمران کا بازو اٹھایا اور پائلٹ چنچ ماکہ آگے کی طرف جھک گیا۔ عمران نے ایک اور ضرب لگائی۔ اور پھر پائلٹ کا ڈھیلا جسم دونوں ہاتھوں پر اٹھا کر وہ اسے ہیلی کاپٹر کے عقبی طرف لے گیا۔ اور بجلی کی سی تیز رفتاری سے اس کی یونینفارم اتارنی شروع کر دی۔ کیونکہ پائلٹ کا جسم عمران کی نسبت قدرے بھاری تھا اس لئے عمران نے اپنے لباس کے اوپر ہی یونینفارم پہن کر گھٹے تک بیٹن بند کر لئے۔ سر پر ہی کیپ اور چہرے پر بڑے بڑے شیشوں والی کا گھل لگا کر وہ چند لمحوں میں ہی پائلٹ کا روپ دھار چکا تھا۔ پھر عمران فرش پر بے ہوش پڑے پائلٹ پر جھکا اس نے ایک ہاتھ اس کے سر پر اور دوسرا اس کے کانڈھے پر رکھ کر دونوں ہاتھوں کو مخصوص انداز میں جھکا دیا تو ٹمٹک کی آواز کے ساتھ ہی پائلٹ کی گردن ٹوٹ گئی۔ اس کا جسم ایک لمحے کے لئے بڑی طرح تڑپا اور پھر ساکت ہو گیا۔ عمران تیزی سے مڑا اور واپس آکر پائلٹ کی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ ہیلی کاپٹر کا انجن چل رہا تھا اور اوپر موجود دیر۔ آہستہ آہستہ چل رہے تھے۔ عمران نے ان کی سپیڈ تیز کی اور چند لمحوں بعد ہی اس نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھا لیا۔ کچھ بلندی پر جانے کے بعد اس نے اس کا رخ موڑا اور تیزی سے کچھ دور کھڑے ایک ہیلی کاپٹر پر غوطہ مارا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس بڑے ہیلی کاپٹر میں نصب میزائل سیکشن کا بیٹن پریس کر دیا اور دوسرے لمحے اس کے

نکل کر پہلی کا پٹر کو سیدھا کیا تو چوتھا پہلی کا پٹر پائلٹ کے مرنے کی وجہ سے نیچے ریت سے ٹکرا کر دھماکا سے پھٹ چکا تھا۔ اس میں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے۔

اب عمران نے وہی کام شروع کر دیا جو اس سے پہلے یہ جہاز اور جنگی پہلی کا پٹر کرنا چاہتے تھے۔ اس نے مقررہ پٹر کاٹتے ہوئے جہاں بھی کوئی فوجی نظر آیا اسے مشین گنوں سے بھون ڈالا۔ اور جب دو تین راڈز کے باوجود اسے سوالے ڈوبنے کی لاشوں کے اور کچھ نظر نہ آیا تو وہ پہلی کا پٹر کو اس غار کے دہانے کے قریب لے آیا اور پھر اُسے دہانہ دیا۔ اس کے ساتھ اُسے نیچے اتار کر دیکھ کر غار کے دہانے سے باہر آ گئے تھے۔ اور پھر عمران کے اشارے پر وہ سب تیزی سے پہلی کا پٹر میں سوار ہونے لگے۔

اُسی لمحے پہلی کا پٹر میں موجود ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ اور عمران نے ماتھے پر ہاتھ کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔
 ”ہیلو ہیلو ———— زیدو زیدو تو تھری — کیا پوزیشن ہے یہ دھماکے کیسے ہوئے ہیں اور — ایک جھنجھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔ دشمنوں نے اچانک کہیں سے نکل کر بھون سے تین پہلی کا پٹر اڑا دیئے ہیں۔ مگر میں نے بروقت کارروائی کر کے ان سب کا خاتمہ کر دیا ہے۔ یہ ایک عورت اور چھ مرد تھے۔ سب کے سب ختم ہو چکے ہیں اور — عمران نے جان بوجھ کر بھاری سی آوازیں جواب دیتے ہوئے کہا۔ کیونکہ اُسے پائلٹ

نیچے دھماکا ہوا اور وہ پہلی کا پٹر آگ کے بڑے سے شعلے میں تبدیل ہو گیا۔ تیز رفتاری سے آگے بڑھتا ہوا عمران اب تیسرے پہلی کا پٹر کی طرف بڑھا اور تیسرا بھی میزائل کی زد میں آکر ختم ہو گیا۔ اُسی لمحے چوتھا اور آخری پہلی کا پٹر نقصان میں مبتلا ہونے لگا۔ شاید اس کے پائلٹ نے خطرے کو بھانپ لیا تھا۔ اس سے پہلے کہ وہ عمران کے لئے خطرہ بنتا عمران نے مشین گنوں کا فائر کھول دیا کیونکہ میزائل فائرنگ کے لئے اُسے اس کے اوپر جانا پڑتا جب کہ دوسرا پائلٹ ظاہر ہے اس کا موقع نہ دے سکتا تھا۔ فائرنگ بیک وقت دونوں طرف سے ہوئی دوسرے پائلٹ نے بھی عین اُسی وقت وہی فیصلہ کیا تھا جو عمران نے کیا تھا لیکن عمران نے فائر کھولتے ہی ایک جھکے سے پہلی کا پٹر کو افقی انداز میں اوپر اٹھا لیا تھا۔ گو فائر کھولتے وقت ایسا کرنا پائلٹ کے لئے سب سے مشکل کام ہوتا ہے۔ لیکن اس وقت پائلٹ سیٹ پر عمران تھا۔ چنانچہ اس کا پہلی کا پٹر دوسرے پہلی کا پٹر کی فائرنگ سے بس بال بال بچ گیا مگر دوسرا پہلی کا پٹر اس کی زد سے نہ بچ سکا۔ مگر فائرنگ نے پہلی کا پٹر پتو کاڑی ضرب نہ لگائی۔ کیونکہ بہر حال یہ عام پہلی کا پٹر کی بجائے فوجی پہلی کا پٹر تھا۔ مگر اس کا پائلٹ مشین گن کی گولیوں کی زد میں آ گیا۔ عمران اُسی طرح افقی انداز میں پہلی کا پٹر کو سیدھا آسمان کی طرف اٹھاتا گیا۔ کیونکہ اُسے نیچے سے مشین گن کی فائرنگ کا بھی خطرہ لاحق تھا۔ اور جب اس نے مشین گن کی ریخ سے اوپر

دہن جزل یا دڑ کے آدمی باہر آکر تم سے لاشیں وصول کریں گے۔ اس کے بعد تم نے واپس آجانبے اور ایٹھ آلے۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے سہلاتے ہوئے ہیلی کا بیڑ کو اس مخصوص سمت میں موڑ دیا۔ اور پھر یہ آیات کے مطابق مخصوص جگہ پر پہنچ کر اس نے ہیلی کا بیڑ نیچے اتار دیا۔

”اب تم سب ادھر ادھر کچھ کچھ جاؤ۔ صرف میں ہیلی کا بیڑ کے قریب رہوں گا۔ تم نے ان آنے والوں پر قابو پانا ہے۔ عمران نے تیز پہلے میں کہا۔ اور پھر وہ دبی نیچے اتر کر کھڑا ہو گیا۔ باقی ساتھی ہیلی کا بیڑ سے نکلے اور تیزی سے دوڑ کر ادھر ادھر ریت کے ٹیلوں کے پیچھے چھپ گئے۔ ابھی عمران کو دماغ کھڑے پانچ منٹ ہی ہوئے تھے کہ اس کے سامنے کچھ فاصلے پر ریت کا ٹیلا تیزی سے ایک طرف کو ہٹا اور وہ جگہ جہاں سے ٹیلا ہٹا تھا کسی صندوق کی طرح کھل گئی۔ اور اس میں سے آٹھ مسلح افراد دبائے ہوئے۔ ان آنکھوں کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ سب سے آگے آنے والا ایک لمبا بڑنگا آدمی تھا۔ جس کے ہاتھ میں ریوا اور تھا۔ وہ چند لمحے دین دہانے پر دھکے دے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے رہے پھر وہ ریوا اور پر دھکے دے عمران کی طرف بڑھا جب کہ باقی سات دہن کھڑے رہے۔ عمران اپنی جگہ پر خاموش کھڑا ہوا تھا۔

”کہاں ہیں لاشیں۔“ ریوا اور بدھانے قریب آکر تیز پہلے میں کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نظر ہیلی کا بیڑ کے اندر ٹیلوں پر ڈالی۔ لیکن ظاہر ہے سیٹیں خالی ہی اسے نظر آئی تھیں۔

”اچھے کا تو علم ہی نہ تھا۔“
”اوہ۔ تم کون ہو۔ تم زبردست دھڑکی نہیں ہو سکتے اور۔“
دوسری طرف سے ایک لمحے کی خاموشی کے بعد دوبارہ چختے ہوئے پہلے میں کہا گیا۔

”میں زبردست دھڑکی بول رہا ہوں۔ ایک گولی میرے ہیلی کا بیڑ کے ٹرانسمیٹر کے بیرونی سیل پر لگی ہے شاید اس نے آواز بدلی ہوئی تمہیں سنائی دے رہی ہے اور۔“ عمران نے اصرار کرتے ہوئے کہا۔
”اوہ اچھا۔ کیا واقعی تم نے اس گمروپ کو ختم کر دیا ہے اور۔“
دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں ان کی لاشیں میرے سامنے موجود ہیں اور۔“
عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ ہم چاہوں گے کہ دوسرے ہیلی کا بیڑ بچا رہے ہیں۔ تم ان لاشوں کو اپنے ہیلی کا بیڑ میں لے کر فوراً فضا میں اٹھ آؤ۔ تم نے یہ لاشیں جزل یا دڑ سے خواتے کر کے واپس آنا ہے۔ ہم تمہاری رہنمائی کرتے رہیں گے اور۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یس اور۔“ عمران نے مختصر سا جواب دیا اور دوسرے لمحے اس نے ہیلی کا بیڑ کو فضا میں بلند کرنا شروع کر دیا۔
”دائیں طرف مڑ کر سیدھے پہلے جاؤ۔ پانچ سو گز کے فاصلے پر پہنچ کر چالیس ڈگری پر مڑ جانا اور سو گز دور جاکر نیچے اتر جانا۔“

سینکڑوں کی تعداد میں تربیت یافتہ افراد ہیں۔ اس لئے ہمارا یہ اقدام مریخی خودکشی ہوگا۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ ہم کسی کو اغوا کر کے اس سے اسلحہ خزانے تک پہنچنے کا کوئی خفیہ راستہ معلوم کر لیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے۔“ صفدر نے کہا۔

”ادہ ادہ، ٹھہرو۔ ایک کام ہو سکتا ہے۔ ٹھہرو۔ وہ فریکوئنسی بتاؤ جس سے جنرل بارڈر سے بات ہو سکتی ہے۔“ عمران نے چونک کر کہا۔ اور صفدر نے فریکوئنسی بتا دی۔

”تم سب ایک بار پیچھ چھپ جاؤ۔ میں کوشش کرتا ہوں کہ کسی طرح جنرل بارڈر کو باہر نکال سکوں۔ اگر اس کے ساتھ مسلح افراد آئیں تو تم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے۔ لیکن جنرل بارڈر کو زندہ رہنا چاہیے۔“ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور پھر دوڑ کر وہ ہیلی کاپٹر میں سوار ہو گیا۔ جب کہ اس کے باقی ساتھی دوبارہ ٹیلوں کی اوٹ لینے کے لئے بھاگ پڑے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر پر صفدر کی بتائی ہوئی فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا۔

”ہیلو ہیلو — زیر وزیر دفتر کی ہیلی کاپٹر پائلٹ کا ٹنگ اؤور“ عمران کا لہجہ ایسا تھا جیسے وہ شدید زخمی حالت میں بول رہا ہو۔

”یس مائٹرننگ یو۔ کون ہو اور کہاں سے بول رہے ہو اور“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔ لہجے میں حیرت تھی۔

”جج — جج — جنرل بارڈر سے کہو کہ یہاں صورت حال بدل گئی ہے۔ میں ہیلی کاپٹر پائلٹ بول رہا ہوں۔ ایک آدمی اچانک کہیں

”عقب میں فرش پر پڑی ہیں۔“ عمران نے بڑے پُر سکون سے لہجے میں جواب دیا۔ اور اس ریلو اور بردار نے سر ہلاتے ہوئے مڑ کر اپنے ساتھیوں کو آنے کا اشارہ کیا اور وہ سب تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگے۔

”میں اوپر سے لاشیں دیتا ہوں تمہارے آدمی وصول کرتے جائیں“ عمران نے کہا اور پھر اسی طرح اطمینان سے ہیلی کاپٹر پر چڑھ گیا۔ اوپر چڑھتے ہی عمران نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے ہاتھ مشین پٹیل کی فائرنگ اور اس ریلو اور بردار کی چیخ سے فضا گونج اٹھی۔ عمران نے اس کا سینٹرنگ گولیوں سے چھلنی کر دیا تھا۔ عمران کی فائرنگ شروع ہوتے ہی ٹیلوں کے پیچھے سے مشین گولوں کی ریٹ ریٹ گونجی اور ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتے ہوئے ساتوں کے ساتوں آدی جھٹکے ہوئے وہیں ریت پر بڑی ڈھیر ہو گئے۔ اور چند لمحوں کے بعد سائیکل ہو گئے۔ مشین گولوں کی گولیوں نے انہیں چھلنی کر کے رکھ دیا تھا جب وہ سائیکل ہو گئے تو عمران اچھل کر ہیلی کاپٹر سے نیچے اترا۔ اور اس کے ساتھی بھی ریت کے ٹیلوں کی آڑ سے نکل کر ان کے قریب پہنچ گئے۔

”ہمارے پاس میک اپ باکس بھی موجود نہیں ہیں۔ اور صفدر تنویر اور جولیا ثنائوں کی حالت بھی زخمی ہونے کی وجہ سے بظاہر صحیح نظر نہیں آتی۔ اس لئے اب ایک ہی صورت ہے کہ اسلحہ لے کر اندر داخل ہو جائیں اور پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔“ عمران نے قد پر پریشان سے لہجے میں کہا۔

”نہیں عمران صاحب۔ اندران کا بہت بڑا اڈہ ہے اور بلا مبالغہ

میں اس کی گردن توڑنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اب میری حالت بے حد خراب ہے۔ میں اللہ کو بھی کھڑا نہیں ہو سکتا۔ وہ آٹھ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر کافی دور گر پڑا ہے۔ میں نے دیکھتے ہوئے اٹھ لیا ہے اور اپنی آخری توانائی خیر کے بڑی مشکل سے ہیلی کا پٹر پیسوار ہوا ہوں اور آپ کو کال کر رہا ہوں۔ میں مر رہا ہوں۔ میں مر رہا ہوں۔ عمران نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اور آخر میں وہ اپنے کمریز نیچا کرتے کرتے اس طرح خاموش ہو گیا جسے بے ہوش ہو گیا ہو یا مر گیا ہو۔ اس نے جان بوجھ کر اور کہہ کر ٹرانسمیٹر کا بٹن نہ دبایا تھا تاکہ جنرل بارٹرمز یہ بات چیت نہ کر سکے۔ ٹرانسمیٹر کی لاسٹ چند لمحوں جلتی رہی پھر کبھ گئی۔ عمران مسکراتا ہوا اٹھا اور پھر ہیلی کا پٹر پیسوار کی سیٹوں پر اس طرح لیٹ گیا کہ دور سے وہ بے ہوش ہی نظر آئے اس نے ایک جاکھینلا تھا کہ شاید چارجر کا سکریم بگھڑے سوئے سمجھے جنرل بارٹرمز باہر اچلتے۔ کیونکہ بظاہر تو ایسے چارجر کا بدو نہ ہو سکتا تھا کیونکہ کوئی اندر گیا ہی نہ تھا۔ لیکن عمران جانتا تھا کہ جنرل بارٹرمز کو جنرل جانسن نے جو پورٹ دی ہے اس میں بھی یہی کہا گیا ہے کہ کوئی علی ماؤس نہ گیا تھا مگر پھر بھی وہ بچھٹ گیا۔ بس یہی ایک کمزور سائنسیاتی یو اینٹ تھا جسے عمران نے استعمال کیا تھا۔ اب وہ سیٹوں پر لیٹا ہوا اس دکانے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ تقریباً پانچ منٹ ایسے ہی گزر گئے اور دکانے پر سے کوئی نمودار نہ ہوا۔ مگر پانچ منٹ بعد عمران چونک پڑا۔ وہ اس کے چہرے پر کلامیاتی کی مسکراہٹ دیکھنے لگی کیونکہ اب دکانے پر چارجر مسخ افراد کھڑے نظر آ رہے تھے۔ جن میں سے ایک یقیناً

سے اکھلا اور اڈے کے اندر سے آنے والے سب افراد مارے گئے ہیں۔ میں بھی شدید زخمی ہوں۔ لاشیں ہیلی کا پٹر پیسوار میں ہیں اس آدمی کو میں نے مار دیا ہے۔ مگر اس کے پاس ایک آٹھ کھڑا جو میں نے لیا وہ اسے چارجر کہہ رہا تھا۔ کہتا تھا یہ اڈہ بھی اڑا دوں گا اور۔۔۔ عمران نے رک رک کر کہا کہ اڈہ جتنے ہوئے اور ڈوبے ہوئے لہجے میں کہا۔ ہیلو۔۔۔ جنرل بارٹرمز پیکنگ کیا کہہ رہے ہو تم۔ کون آدمی نکل آیا۔ کس آدمی کی بات کر رہے ہو اور۔۔۔ اس بار جنرل بارٹرمز کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”جج۔۔۔ جج۔۔۔ جنرل۔۔۔ میں ان ایجنٹوں کی لاشیں لے کر یہاں آیا۔ ریت میں سے دکانہ کھلا اور آٹھ مسخ آدمی اندر سے آئے۔ میں ہیلی کا پٹر کے قریب ان کے انتظار میں کھڑا تھا۔ وہ میری طرف آ رہے تھے کہ اچانک ایک ٹیلے کے چیمبر سے مشین گن گرجی۔ اور وہ آٹھوں بھی ختم ہو گئے اور مجھے بھی ایک گولی لگی۔ میں گر پڑا۔ پھر ٹیلے کے چیمبر سے ایک پائیم شیا کی قوت سے لگا تا ہوا اکھلا۔ اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ اس نے ہیلی کا پٹر کے قریب آکر مشین گن پھینک دی اور پھر حریف سے ایک آٹھ نکال لیا اور دیوانوں کے انداز میں قوت لگاتے لگاتے۔ کہ میں علی ماؤس کی طرح اس چارجر سے یہ اڈہ بھی اڑا دوں گا۔ میں اپنے ساتھیوں کا انتقام جنرل بارٹرمز سے لوں گا۔ وہ چونکہ میرے قریب کھڑا تھا اس لئے میں اس پر جھپٹ پڑا۔ میں زخمی تھا۔ تو وہ بھی خاصا زخمی تھا۔ اس نے مجھے ختم کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن آخر کار میرا داؤ چل گیا اور

خبردار۔ رک جاؤ ورنہ ۔۔۔ اچانک دونوں سائٹھوں سے
چینتی ہوئی آوازیں سنائی دیں۔ اور اس کے ساتھ ہی مشین گنیں
لے آئے اس کے سارے ساتھی ٹیلوں کی اوٹ سے نمودار ہو گئے۔ ٹائیگر
سکی کی سی تیزی سے بھاگتا ہوا دھانے کی سائٹھیں اکٹھا ہوا کیونکہ

عمران نے انتہائی سنجیدہ ہلچل میں کہا۔

”سنو۔ اگر تم مجھ پر اعتماد کر دو تو میں یہ اڈہ از خود خالی کر دیتا ہوں اور ڈوگو فاسٹر کو یہاں سے نکال دیتا ہوں۔ اس طرح انسان مرنے سے بچ جائیں گے۔ اور میرا یہ بھی وعدہ کہ اب میں انتخابات کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہ کھڑی کر دوں گا۔“ جنرل بارٹر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ مجھے تمہارے وعدے پر اعتماد ہے۔ کیونکہ بہر حال تم مشہور جرنیل ہو۔ لیکن میں اتنی دور سے صرف وعدے پر تکیہ کرنے کے لئے نہیں آیا۔ تم میرے ساتھ پہلی کاپی میں چلو اور دواں سے کال کر کے اڈے میں موجود کسی با اختیار آدمی کو اکیلے باہر بلاؤ۔ اور پھر اسے دو کہ وہ اسلحہ خانے کے اندر میرا آدمی لے جائے۔ اسے ایک دائرہ لیس چابھر اور دائرہ لیس ڈائنامنٹ سکس دیا جائے۔ میرا آدمی خود اندر جا کر دائرہ لیس ڈائنامنٹ اسلحہ خانے میں فٹ کرے گا اور پھر چابھر لے کر یہاں آجائے گا۔ میں چابھر ان کے دیکھوں گا۔ اگر وہ صحیح کام کر رہا ہو گا تو پھر مجھے تمہارے وعدے پر اعتبار آئے گا۔ اور جب تک پورا اڈہ خالی نہ ہو جائے گا میں چابھر اپنی تحویل میں رکھوں گا جب تم اپنا وعدہ مکمل کر لو گے تو پھر یہ چابھر تمہارے حوالے کر کے میں اپنے ساتھیوں سمیت واپس چلا جاؤں گا۔ اس طرح تمہارا اڈہ بھی بچ جائے گا اور میرا مشن بھی مکمل ہو جائے گا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدگی سے بات کرتے ہوئے کہا۔

میں پہنچ کر عمران نے جوان کو رکنے کا اشارہ کیا۔ اور جوان نے جنرل بارٹر کی گردن چھوڑ دی۔

”اس کی تلاشی لو جوان۔“ عمران نے بڑے سنجیدہ ہلچل میں کہا اور جوان نے سبکی کی سی تیزی سے اس کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ لیکن اس کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا۔ شاید اسلحہ رکھنا اس نے اپنی جرنیلی شان کے خلاف سمجھا تھا۔

”تم کیا چاہتے ہو۔“ جنرل بارٹر نے پہلی بار زبان کھولتے ہوئے کہا۔

”ڈوگو فاسٹر کا مکمل خاتمہ تمہیں معلوم تو ہے۔ ہمارا یہاں آنے کا مشن ہی یہی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں اس تنظیم کو ختم کر دیتا ہوں۔“ جنرل بارٹر نے جواب دیا اب وہ پوری طرح سنبھل چکا تھا۔

”سوہی۔ میں اس کا خاتمہ اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاہتا ہوں۔“

اور سنو۔ مجھے تم سے یا تمہاری فوج سے کوئی مطلب نہیں۔

مجھے صرف ڈوگو فاسٹر کے خاتمے سے مطلب ہے۔ باقی کام کو ابو

جانے اور اقوام متحدہ۔ میں نے ساؤتھ افریقہ میں ملکی مادیات

تباہ کر دیاتے۔ اور اب یہ آخری مین اڈہ ہے۔ اس کی تباہی۔

بعد ہی میں مطمئن ہوں گا کہ میرا مشن ختم ہو گیا ہے۔ ورنہ دوسرے

صورت میں تم جیسا مشہور جرنیل بھی مارا جائے گا اور اڈہ تو بڑا

ختم ہو گا ہی۔ لیکن تمہارا ہی موت پورے ساؤتھ افریقہ کے

بہت بڑا المیہ ہوگی۔ اب تم خود فیصلہ کر لو کہ تم کیا چاہتے ہو۔“

”کیسا معاہدہ۔ ہمیں بھی تو کچھ پتہ چلے۔“ جو لیلے حیران ہو کر کہا۔

”اندر جا کر سب کچھ واضح ہو جائے گا۔ آؤ۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ سب جنرل بارٹر کے ساتھ چلتے ہوئے اس دہانے میں داخل ہوئے۔ سرنگ کا اختتام ایک کمرے میں ہوا جس کے ایک دروازے کو کراس کر کے وہ دوسری طرف پہنچے تو وہاں کھلا میدان تھا۔ جنرل بارٹر کو دیکھتے ہی دس بارہ مسلح فوجی تیزی سے ان کی طرف بڑھنے لگے۔ کہ جنرل بارٹر نے ہاتھ اٹھا کر انہیں دہیں رکنے کا اشارہ کیا۔ اور وہ ٹھٹھاک کر رک گئے۔

”سیدھے اسلحہ خانہ چلو۔ اور یہ سن لو۔ میرے ساتھی نے اسلحہ خانہ دیکھا ہوا ہے۔“ عمران نے سرسراتے ہوئے ہلچے میں کہا۔ اور جنرل بارٹر نے سر ہلا دیا۔ اور کچھ یہ فافہ سپیل چلتا ہوا اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اسلحہ خانہ تھا۔ کھوڑی دیر بعد وہ دین ماؤس دالی عمارت میں داخل ہو گئے۔ عمران چونکہ صفد سے آندہ کی ساری تفصیل پوچھ چکا تھا۔ اس لئے وہ دین ماؤس کو پہچان گیا۔ دین ماؤس میں موجود چار آدمی جنرل بارٹر کو دیکھ کر اچھل کر کھڑے ہو گئے۔ اور ان کی ایڑیاں بچ اٹھیں۔

”مہربان! اینجا کون ہے۔“ عمران نے ان چاروں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں ہوں۔“ ایک نوجوان نے سر ملاتے ہوئے کہا۔ وہ

”اگر ایسی بات ہے تو تم خود میرے ساتھ اندر چلو اور اپنے کام کی تکمیل کر کے باہر آ جانا۔ میں بھی تمہارے ساتھ آ جاؤں گا۔ اس طرح تمہاری پوری ٹیلی ہو جائے گی۔“ جنرل بارٹر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن میں اکیلا نہیں جاؤں گا۔ میرے ساتھی بھی ساتھ جائیں گے اور یہ بات ذہن میں رکھ لینا کہ ہم موت کو تھیلی پر رکھے ہوئے ہیں اور پاکیشیا کے معمولی سے ایکٹ ہیں تہا دی موت سے پاکیشیا کو کوئی فرق نہ پڑے گا۔ ہماری جگہ دوسرے ایکٹ لے لیں گے۔ لیکن تمہا دی موت پورے ساؤتھ افریقہ کے لئے بہت بڑا المیہ ہوگی۔ اور تمہارا کوئی متبادل انہیں نہ مل سکے گا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں سمجھتا ہوں۔ تم فکر نہ کرو۔ میں صرف اڈہ ادا آدمی بچانا چاہتا ہوں۔ میں اپنا وعدہ پورا کر دوں گا۔“ جنرل بارٹر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اور۔۔۔ آؤ۔“ عمران نے کہا اور مشین پشٹل اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اور پھر وہ جنرل بارٹر اور جو آنا سمیت ٹیلے کی اوٹ سے نکل کر اس دہانے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ساتھی بھی جو ادھر ادھر چھپے ہوئے تھے انہیں ٹیلے کی اوٹ سے آئے دیکھ کر باہر آ گئے۔

”میرا جنرل بارٹر سے ایک شریفانہ معاہدہ ہو گیا ہے۔ اس لئے ہم سب اس کے ساتھ اندر جا رہے ہیں۔“ عمران نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

کے ہونٹ بچنے ہوئے تھے اور وہ انچارج تو باقاعدہ دانت میں رہا تھا۔
 میں نے اسے مکمل طور پر ڈس آرڈر کر دیا ہے۔“ صغدر نے
 باہر نکلے ہوئے کہا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ انچارج صاحب۔“ عمران نے کہا۔ اور
 انچارج کی طرف بڑھا۔ انچارج نے اسلحہ خانے کا دروازہ کھولا۔ اور
 پھر وہ عمران کو لئے اندر چلا گیا جب کہ صغدر اور باقی ساتھی وہیں جنرل
 بارٹر کے ساتھ کھڑے رہے۔ صغدر پوری طرح چوکنا تھا۔ تھوڑی دیر
 بعد عمران انچارج سمیت واپس آ گیا۔ اس کے چہرے پر مسکراہٹ
 تھی۔

”کس۔۔۔ سر۔ انہوں نے ڈائنامیٹ بکس فرٹ کر دیا ہے
 دائر لیس بکس اور اس کا چارجر ان کے پاس ہے۔“ انچارج
 نے انتہائی گہراے ہوئے ہلچے میں کہا۔ مگر جنرل بارٹر نے صرف
 اثبات میں سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے
 جیب سے چارجر نکالا۔ اور پھر اس کا ایک بشن دبا یا تو چارجر پر موجود
 ایک بلب جل اٹھا۔ عمران نے مطمئن انداز سے سر ہلاتے ہوئے
 ”آف“ کیا اور پھر چارجر کو دوبارہ جیب میں ڈال لیا۔
 ”ٹھیک ہے۔ آؤ پچیس۔ مگر یہ دین باؤس اب سیل ہو گا۔“
 ان نے کہا۔

”باہر نکل کر اسے سیل کر دو۔ اور جب تک میں خود آرڈر نہ دوں
 سے آف نہ کیا جائے۔“ جنرل بارٹر نے خشک ہلچے میں کہا۔
 ”ییس سر۔۔۔ نئے آرڈر کی تعمیل ہو گی سر۔“ انچارج نے سر

حیرت سے جنرل بارٹر کو دیکھ رہا تھا۔
 ”جیسے یہ کہہ دیے ہی کہو۔ اسلحہ انسانی آرڈر۔۔۔ جنرل بارٹر
 نے انتہائی سنجیدہ ہلچے میں کہا اور اس نوجوان نے سر ہلا دیا۔
 ”صغدر۔ تم یہاں کا خیال رکھو گے۔ میں اندر جاؤں گا۔“
 عمران نے صغدر سے کہا اور صغدر نے سر ہلا دیا۔
 ”مم۔۔۔ مم۔۔۔ مگر سر۔“ انچارج نے شاید اجنبی کو
 دین باؤس میں لے جانے پر حیرت کا اظہار کرنا چاہا تھا۔
 ”میں نے کہا ہے جیسے یہ کہتے ہیں دیسے ہی کہو۔“ جنرل بارٹر
 نے غراتے ہوئے کہا۔ اور انچارج نے ہونٹ چباتے ہوئے سر
 جھکا لیا۔

”عمران صاحب۔ یہاں کوئی مشین ہے۔ جو ایسی چیزوں کو خود بخود
 فیوز کر دیتی ہے۔“ صغدر نے کہا۔
 ”اوہ ہاں۔ وہ مشین کہاں ہے۔ بتاؤ۔“ عمران نے
 انچارج سے مخاطب ہو کر انتہائی سخت ہلچے میں کہا۔
 ”اس کمرے میں ہے جناب۔“ انچارج نے ایک
 دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”جاؤ۔ صغدر پہلے اسے ڈس آرڈر کر دو۔“ عمران نے کہا۔
 اور صغدر ماتھے میں مشین گن کیٹے تیزی سے اس کمرے کی
 طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ اندر گیا تو چند لمحوں بعد ہی
 اندر سے مشین گن کی تڑتڑاہٹ کے ساتھ ہی دھماکوں کی آوازیں
 سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی جنرل بارٹر

ہاتے ہوئے جواب دیا۔
اور پھر عمران اس وقت تک باہر نہ کر رہا جب تک اس کے سامنے دین یا دس سیلڈ نہ کر دیا گیا۔

”اور کتنے۔۔۔ تعداد کا شکریہ۔۔۔ ذاب باہر چلتے ہیں۔ ہم اس پہلی کا پٹرین بوٹھوانا کی سرحد پر جائیں گے اور تم ہمارے ساتھ جاکو گے۔ سرحد پر پہلی کا پٹر اور یہ چار صر ہم تمہارے خالے کر دیں گے اور پھر ہم ایک ہفتہ تک وہاں رہیں گے۔ اگر ہمارے مخبروں نے یہ اطلاع دے دی کہ تم نے واقعی اڈہ خالی کر دیا ہے اور ڈوگوائٹر نے تنظیم کا خاتمہ کر دیا ہے تو ہم واپس چلے جائیں گے۔ ورنہ ہم یہاں ہیں گے اور اس کے بعد ہمارے تمہارے درمیان دوسرا کوئی معاہدہ نہ ہوگا۔ پھر تمہیں بھی رہنا پڑے گا اور تمہارے اڈے بھی تباہ ہو جائیں گے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”میں نے جو وعدہ کیا ہے۔ اسے پورا کر دوں گا۔ کیونکہ جب سے تم نے ملکی یا دس تباہ کیلئے۔ میں نے سمجھ لیا ہے کہ اب ڈوگوائٹر نمریز نہیں چل سکتی۔ اب میں صرف یہ اڈہ اور آدمی بچانا چاہتا ہوں۔ اب انتحاریات مقدہ جو چکے ہیں اور نخبیہ سے بہر حال ہمیں بوریا بستر پٹینا پڑے گا۔ مقدہ سے کوئی نہیں روکتا۔“ جنرل بارٹر نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آؤ۔“ عمران نے کہا۔ اور جنرل بارٹر نے سر ہلادیا۔ اور پھر وہ اسی طرح چلتے ہوئے اڈے سے باہر نکلے۔ اور چند لمحوں بعد وہ پہلی کا پٹر پر سوار ہو چکے تھے۔ پائلٹ سیٹ پر

عمران خود تھا۔ ساتھ والی سیٹ پر جنرل بارٹر کو بٹھایا گیا اور عقلی طرف وہ سارے سمٹ کر مسٹاکر بیٹھا تو کیا سب پھنس گئے۔ کیونکہ جنگی پہلی کا پٹر میں بیٹھنے کے لئے زیادہ جگہ تو نہیں ہوتی۔ لیکن چونکہ یہ کافی بڑا پہلی کا پٹر تھا۔ اس لئے اس میں وہ سب بہر حال سمٹ کر سوار ہو ہی گئے۔

عمران نے پہلی کا پٹر فضائیں بلند کیا یہی تھا کہ ٹرانسمیٹر پر چھادنی سے کال آگئی۔ مگر اس بار جنرل بارٹر نے خود کال اسٹار کی اور اس نے انہیں بتایا کہ وہ خود پہلی کا پٹر میں بمسایہ تک بوٹھوانا کی سرحد پر جا رہا ہے۔ اس لئے پہلی کا پٹر کو نہ روکا جائے۔ اس دوران عمران نے جیب سے چار چرنکالا اور اس کا بٹن دبا کر دیکھا۔ بٹن دبتے ہی بلب جل اٹھا اور عمران نے مطمئن انداز میں سر ہلاتے ہوئے اُسے آف کر کے واپس جیب میں رکھ لیا۔ جنرل بارٹر نے بھی عمران کو ایسا کرتے دیکھ لیا تھا۔ اور غلب جلتے ہی اس کے چہرے پر کچھ دسا پیدا ہو گیا مگر وہ خاموش رہا۔

”یہ تو تم واپس چوڑی برگ جا رہے ہو۔“ اچانک جنرل بارٹر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ اُسے شاید کوئی خاص نشانی نظر آگئی تھی۔

”ہم اس وقت بوٹھوانا اور نخبیہ کی سرحد ہی پٹی کے اوپر پرواز کر رہے ہیں۔ سمجھ بے پہنچ کہ ہم ایٹارخ موڑیں گے اور پھر ایک سرحدی قصبہ ڈھوک پیچیں گے۔ وہاں میرا ایک دوست رہتا ہے۔ ویسے یہ قصبہ بوٹھوانا کی سرحد کے بالکل اوپر ہے۔ ہم ایک ہفتہ

گیا۔ البتہ چمک اسی طرح قائم تھی۔ اس کی کاچہرہ بتا رہا تھا کہ جیسے وہ کسی بہت بڑے بوجھ کے دباؤ سے اچانک باہر نکل آیا ہو۔

”جنرل بارڈر میں تمہارے چہرے پر پیدہ امونے والی چمک کی وجہ اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ تمہارے ذہن میں ہی خیال آیا ہے ناں کہ چارہ جرم کی ریخ یہاں تک تو نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اب اڈہ تو محفوظ ہو گیا۔ باقی رہے ہم تو کمرے میں فیول ڈالواتے وقت ہم آسانی سے شکار کئے جاسکتے ہیں تو میری بات اچھی طرح سن لو۔

تم ان آلات کے ماہر نہیں ہو۔ اس لئے تمہیں اس کی صحیح ریخ کا علم نہیں ہے۔ اس لئے تم خوش ہو رہے ہو۔ اس کی ریخ کا مجھے اچھی طرح علم ہے۔ تبھی میں ادھر آ رہا ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں ابھی تمہیں اس کا تجربہ بھی کر سکتا ہوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اور جیب سے چارہ نکال کر اس نے اس کا بیٹن دیا۔

تو سبز رنگ کا بلب جل اٹھا۔ اور اس بلب کے چلتے ہی جنرل بارڈر کا چہرہ تاریک ہو گیا اس کے چہرے پر موجود چمک ایک لحنت ختم ہو گئی۔ عمران نے مسکراتے ہوئے بیٹن آف کیا اور چارہ جرم کو جنرل بارڈر کی مخاف سمت والی جیب میں ڈال لیا۔

”اس کی ریخ اس قدر کم ہے کہ ساؤتھ افریقہ کے آخری کونے میں بھی تمہارا یہ اڈہ اس چارہ جرم کی مدد سے اڑایا جاسکتا ہے یہ تو کبھی ایک بات۔ دوسری بات یہ کہ اس کا مطلب ہے کہ تمہارا ذہن۔ اس معاہدے کے بارے میں صاف نہیں ہے ورنہ تم ایسی بات نہ سوچتے۔ اس لئے کیوں نہ تمہیں اس ہینلی کا پٹر سے

اس دوست کے پاس پھریں گے۔“ عمران نے سر ہلاتے ہوئے تفصیل بتائی۔

”مگر اتنی لمبی پرواز کے لئے تو فیول اس میں موجود نہیں ہوگا۔“ جنرل بارڈر نے ہونٹ کھٹکتے ہوئے کہا۔

”کمبرے سے فیول مل جلتے گا اور جب ساؤتھ افریقہ کا سب سے بڑا جنرل جہاز ہم سفر ہو تو پھر فیول کی کیا کمی ہو سکتی ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن پوشوانا کی سرحد تو مینڈیا سے بالکل قریب ہے۔ پھر ہم اتنا لمبا چکر کاٹ کر کیوں جا رہے ہو۔“ جنرل بارڈر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”بتایا تو ہے دماغ میرا دوست رہتا ہے۔ اور اس نے مجھے ایک ہفتے تک شکار کھلانے کی دعوت دے رکھی ہے۔ اور اس دوست کے انتہائی قریبی عزیز تمہارے اندر گم موجود رہتے ہیں۔ اس لئے مجھے خبر بھی آسانی سے مل جائیں گی۔ کہ تم نے معاہدے پر عمل درآمد بھی کیا ہے یا نہیں۔ اور دوسری بات یہ کہ اگر تم نے معاہدے پر عمل درآمد نہ کیا تو پھر ہمیں جو منبرگہ بننے میں زیادہ وقت نہ گئے گا۔ بہر حال تمہارا ہیٹھ کوارٹر تو جو تنبرگ ہی میں ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور جنرل بارڈر ہونٹ پیچنے کو خاموش ہو گیا۔

لیکن پھر وہ چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر ایک لحنت ایک چمک سی ابھرا آئی۔ لیکن دوسرے لمحے وہ دوبارہ سیٹ سے لگ

دماغ سے واپس آد گئے۔ در نہ تو تم ہمیں جنگل تک پہنچنے سے پہلے ہی گولیوں سے بھون ڈالو گے۔ جنگل میں ہم محفوظ ہوں گے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جنرل بارٹر خاموشی سے ہیلی کاپٹر سے نیچے اتر آیا۔ جنگل دماغ سے چار یا پانچ سو گز دور تھا۔ وہ سب پیدل اس جنگل کی طرف بڑھ گئے۔ جنگل میں داخل ہو کر وہ رک گئے۔

"ٹھیکہ سب جنرل بارٹر یہ لو چار جہاز اور وہ ساتھی کھڑے ہیں تمہارا ہیلی کاپٹر۔ اب آئندہ کے حالات تمہاری اپنی سوچ پر منحصر ہیں۔ میں نے بہر حال وعدہ پورا کر دیا ہے۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا اگر تم نے اس جنگلی ہیلی کاپٹر سے ہم پر فائرنگ کی کوشش کی تو پھر ہمارا تمہارا معاہدہ اُسی لمحے ختم ہو جائے گا اور میرے پاس آپس میں ازل موجود ہے جو ایک لمحے میں تمہارے ہیلی کاپٹر کو اکھ کا ڈھیر بنا دے گا۔ اور ظاہر ہے ہیلی کاپٹر تباہ ہوتے ہی چار جہازیں مدت کی وجہ سے پیش ہو جائے گی اور پھر نہ تم رہو گے اور نہ تمہارا اڈہ۔ آپس میں ازل جانتے ہو۔ کیا ہوتا ہے۔ اگر کو تو ابھی خونہ دکھا دوں۔ البتہ تمہیں پھر یہاں سے پیدل واپس جانا پڑے گا۔ عمران نے جیب سے وہ چار جہاز نکالتے ہوئے کہا۔

"میں نے کہا ہے کہ میں معاہدہ پورا کروں گا۔" جنرل بارٹر نے ہونٹ چلباتے ہوئے کہا۔

"اور کسے۔۔۔ یہ لو چار جہاز اور جاؤ۔ بائی بائی۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور چار جہاز جنرل بارٹر کے ماتھے میں پکڑا دیا۔ جنرل بارٹر نے جلدی سے چار جہاز لے کر جیب میں رکھا۔ اور پھر

نیچے پھینک دیا جائے اور تمہارا یہ اڈہ تباہ کر کے ہم عین کی بانسری بجاتے ہوئے بوٹو انا میں داخل ہو جائیں۔ کیا تم ہمیں ان دونوں کاموں سے روک سکتے ہو۔" عمران کا لہجہ آخر میں بے حد متعجب ہو گیا تھا۔

"اُدہ۔ نہیں نہیں۔ یہ بات نہیں ہے۔ میں ہر قیمت پر معاہدہ پورا کروں گا۔ تم بے فکر رہو۔" جنرل بارٹر نے انتہائی بہ اسل اپنے میں کہا۔

"اس میں تمہارا اور تمہاری حکومت کا فائدہ ہے۔" عمران نے جواب دیا۔ ہیلی کاپٹر تھوڑی دیر بعد کمرے پہنچ گیا۔ اور پھر دماغ کے ایک مٹھی ہوائی اڈے پر عمران نے جنرل بارٹر کی مدد سے فیول بھر دیا اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر فضا میں بلند ہو گیا۔ عمران نے جنرل بارٹر کو ہیلی کاپٹر سے باہر بھیجنے سے انکار کر دیا تھا اس لئے ٹرانسمیٹر پر یہی ہوائی اڈے کے انچارج سے بات ہو گئی تھی اور وہ فیول بھر دیا کہ دوبارہ فضا میں پرواز کرے۔ تھے کمرے سے اترتا ایک گھنٹے کی مسلسل پرواز کے بعد عمران نے ایک جنگل کے قریب ہیلی کاپٹر کو نیچے اتار دیا۔

"اب سب نیچے اتر آؤ۔" جنرل بارٹر تم بھی۔" عمران نے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"میں۔۔۔ میں نے تو واپس جانا ہے۔" جنرل بارٹر نے چونک کر کہا۔

"ہاں۔ لیکن تم پہلے ہمارے ساتھ جنگل تک جاؤ گے۔ اور پھر

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر دوسرے لمحے جیب سے اس نے چادر نکالا اور اس کا بشن دیا تو اس پر بلب جل اٹھا۔ اب تو جولیا اور ساتھی اور بھی زیادہ حیران ہو گئے۔

”سنو مس جولیا ناظر دائرہ ہم دلوں ٹبری طرح پھنس کر رہ گئے تھے۔ جنرل بارٹر کو قتل کر دینے سے ہمارا مسئلہ حل نہ ہو سکتا تھا۔ اور ہم اس صحرائے نکل بھی نہ سکتے تھے۔ کیونکہ سر پر بچھاؤنی اور ایئر پورٹ تھا۔ ہمارا پہلی کا پٹر ایک لمحے میں ہٹ کر دیا جاتا۔ جنرل بارٹر جیسے آدمیوں کی نقیبات میں اچھی طرح جانتا ہوں۔ ایسے لوگ اپنی زندگی کے مقابل ہر چیز کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں اس لئے میں نے اسے صحت کسی بھی حرکت سے باز رکھنے کے لئے یہ سادا کھیل کھیلا۔ اور تم نے دیکھ لیا کہ وہ یہاں تک کس طرح بے حس و حرکت ہمارے ساتھ چلا آیا۔ صرف اپنی زندگی کی خاطر۔ اور یہ بھی سن لو کہ جیسے ہی اسے احساس ہو گا کہ اس کی زندگی محفوظ ہے اس نے کسی معاہدے وغیرہ کی پرواہ نہیں کرنی۔ اس لئے ابھی دیکھنا چند لمحوں بعد سادہ آفریقہ کی آدھی سے زیادہ فضائیہ کے جنگی جہاز اس جنگل اور اس کے ارد گرد کے علاقے کو کس طرح تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ بوشوانکے پاس تو اتنی فضائی طاقت ہی نہیں ہے کہ وہ انہیں روک سکے۔ اس طرح اس کی زندگی بھی محفوظ ہو گئی اور ہمارے جیسے خطرناک ایجنٹوں کا بھی ماتمہ ہو جائے گا۔ بلو کوون فائدے میں رہا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

واپس مڑ کر وہ تقریباً دوڑنے والے انداز میں پہلی کا پٹر کی طرف بڑھ گیا۔ وہ سب لوگ وہیں کھڑے اسے جانا دیکھتے رہے۔ چند لمحوں بعد پہلی کا پٹر فضائیں بلند ہوا۔ اور انتہائی تیز رفتاری سے اڑتا ہوا واپس جو ہنبرگ کی طرف بڑھ گیا۔

”آخر اس سارے ڈرامے کا مقصد کیا تھا کیا ہم یہاں معاہدے کرنے آئے تھے۔“ جولیا نے تیز اور تلخ لہجے میں کہا۔

”مس جولیا ناظر دائرہ۔“ سیل نے کہتے ہیں جب سب راستے بند ہو جائیں تو پھر عقل کو کام میں لانا چاہیے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تو تمہارا خیال ہے تمہارے یہ کام عقلمندی کا کیا ہے جو سراسر حماقت ہے۔ اڈہ اڈا کر اور جنرل بارٹر کو قتل کر کے ہمارا مشن مکمل ہو جاتا۔“ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”تو تمہارا خیال ہے کہ وہ انچارج اب تک دین ماؤس کو سیل کے جنرل بارٹر کے الحکامات کا انتظار کر رہا ہو گا۔ ایسی بات نہیں ہے۔ ہمارے جلتے ہی اس نے سیل کھولی ہوگی اور ڈرائیو منٹ باکس جیٹا دیا ہو گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ادہ ادہ۔ پھر تم نے یہ سب کچھ کیوں کیا۔ اور ملں کھجے تک تو وہ درست تھا تم نے اسے آن کر کے جنرل بارٹر کو دکھایا تھا۔“ جولیا نے کہا۔ باقی ساتھی بھی عمران کی بات سن کر حیران ہوئے کھڑے تھے۔

”ارے وہ چار جو تو اب بھی میرے پاس ہے۔ یہ دیکھو۔“

جولیانے برمی طرح چونک کر جوزف کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔
 "کیونکہ اس سے پہلے اُسے جوزف کے متعلق خیال ہی نہ آیا تھا۔"
 "ہاں مہر۔ جوزف دی گریٹ کی روح بیمار ہو گئی ہے۔ اور وہ
 پر اب میں شکر الی کی سرخ گدھوں کو منڈلاتے ہوئے صاف دیکھ
 رہا ہوں۔ کسی بھی لمحے وہ میری روح پر ہمچھٹ پڑیں گی اور اس
 کے بعد جوزف دی گریٹ اپنے انجام کو پہنچ جائے گا وہ جوزف
 دی گریٹ جس کا نام سن کر شیر اپنی دُمیں ٹانگوں میں دبالتے تھے۔
 وہ جوزف دی گریٹ جس کا نام سن کر افریقہ کی غور توں کی آنکھیں
 میں آسمانی بجلی جیسی آجاتی تھی۔ وہ جوزف دی گریٹ جس کے
 راتے سے مست مانتی اور وحشی گینڈے خود بخود دھڑ جاتے
 تھے۔" جوزف نے اسی طرح انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔
 "آخر ہوا کیا تمہیں۔ کیا یہ کوئی نیا ڈراما ہے۔" جولیانے
 جھلٹے ہوئے لہجے میں کہا۔

"اس نے کئی دنوں سے شراب نہیں پی۔" عمران نے مسکراتے
 ہوئے کہا۔ اور اس بار واقعی جولیانے صفر اور تینوں
 برمی طرح اچھل پڑے۔ ان سب کے چہروں پر یقین نہ آنے والی
 کیفیت تھی۔

"کئی دنوں سے شراب نہیں پی ہے جوزف نے اودہ واقعی میں نے
 سارے سفر میں اس کے ماتھے میں بوتل نہیں دیکھی۔ مگر یہ کیسے
 ہوا۔ ایسا تو ناممکن ہے۔" جولیانے انتہائی حیرت بھرے
 لہجے میں کہا۔

"مہارادماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ جب تمہیں یہ سب کچھ معلوم
 تھا تو پھر.....۔" جولیانے کا چہرہ غصے کی شدت سے پھر پھلنے
 لگا تھا۔

"اب میں کیا کروں۔ میں نے سوچا کہ وہاں باکشتیا میں شاید
 ہماری قبریں دور دور نہیں۔ یہاں تو ایک ہی بنے گی کیوں تو یہ کہیں تو
 اکٹھے ہونا ہی چاہیے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 "میرے خیال میں تم واقعی پاگل ہو گئے ہو۔" تیویر نے ہونٹ
 چباتے ہوئے کہا۔

"جوزف۔" عمران نے یکسر جوزف کی طرف گھومتے ہوئے
 کہا۔

"یس باس۔" جوزف نے چونک کر کہا۔ اس کا انداز
 ایسا تھا جیسے وہ عمران کی آواز سن کر نیند سے بیدار ہوا ہو۔
 "پہلے تو اگر مجھے تیویر پاگل کہتا تھا۔ تم اس پر چڑھ دوڑتے تھے۔
 لیکن اب آنکھیں بند کئے کھڑے ہو۔" عمران نے منہ بناتے
 ہوئے کہا۔

"باس۔ اب جوزف دی گریٹ جوزف دی گریٹ ہو گیا ہے۔
 اس لئے باس اب تو میں صرف مرنے کا انتظار کر رہا ہوں۔ اس
 ماتھے کی طرح جو بوڑھا ہو کر اپنے قبرستان میں جا کر کھڑا ہو جاتا
 ہے کاش میں ڈرم بھر کر ساتھ لے آتا۔ اب مجھے کیا معلوم تھا کہ آگے
 کچھ نہیں ملے گا لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔" جوزف کا اوجہ انتہائی مایوسانہ
 "کیا۔ کیا مطلب۔ اسے کیا ہوا ہے۔ یہ بجا رہے۔"

”وہ سلتے جو اونچا درخت موجود ہے اس کے ساتھ ہی ایک چشمہ ہو گا وہاں سے اپنی چھاگل بھراؤ اور جوزف کو دو پھرد مکھو یہ کچھ اس طرح بر شیر نصاب ہے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں باس۔ پانی سے کچھ نہیں ہوگا۔“ جوزف نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”جویں کہہ رہا ہوں وہ کرد۔“ عمران نے سخت ہلچے میں کہا اور جوزف سر ہلاتا ہوا تیزی سے جنگل کے اندر بڑھ گیا۔

”اب کیا ہم یہاں آنے والے جنگل جہاں زدن کے انتظار میں کھڑے رہیں گے۔“ جولیا نے اس طرح چونکتے ہوئے کہا۔

جیسے اُسے اپنی پہلی بات یاد آگئی ہو۔

”میری طرف سے تم جھگڑ بھی سکتی ہو۔ میں نے تمہیں منع تو نہیں کیا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تم یحیح بتاؤ۔ یہ تم نے آخر چکر کیا چلا دیا ہے۔“ جولیا نے اس بار بھیرے ہوئے ہلچے میں کہا۔

”بس تھوڑی دیر اور صبر کرو۔ چکر مکمل ہو جائے گا۔ صرف تھوڑی دیر۔“ عمران نے اُسی طرح مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور جولیا منہ بنا کر خاموش ہو گئی۔ اُسی لمحے جوانا واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں چھوٹی چھاگل تھی۔ یہ ایسی چھاگل تھی جو آسانی سے جیب میں رکھی جا سکتی تھی۔ اور جوانا چونکہ پانی بے حد پیتا تھا۔ اس لئے یہ چھاگل وہ ہر وقت جیب میں رکھتا تھا۔ جوانا نے چھاگل جوزف کی طرف بڑھا دی۔

”میں سچ کہتا ہوں۔“ وچ ڈاکٹر نے۔ کہ جب موت پر پھیلانے آتی ہے تو انسان دھوپ سے بچنے کے لئے اس کے پردوں کے سلتے میں آنے کیلئے پیک پڑتا ہے اور میری زندگی تو شراب کے ساتھ ہے مگر میں پورا کوٹھان لے آیا۔“ جوزف نے منہ بندتے ہوئے کہا۔

”جاؤ جنگل میں۔ اپنے مطلب کی جڑی بوٹی تلاش کر لو۔ جاؤ۔“ مجھے یہ منہ بسورتے آدمی اچھے نہیں لگتے۔ یہاں ایسی جڑی بوٹی ضرور ہوگی جو تمہارا نشہ پورا کر دے گی۔“ عمران نے اس بار تلخ ہلچے میں کہا۔

”نہیں باس۔ جوزف دی گریٹ ابھی مرا نہیں ہے اور جوزف نے آج تک جو کہہ دیا اُسے پورا کیا ہے۔ اب میں مر تو سکتا ہوں لیکن شین کی تکمیل سے پہلے شراب نہیں پی سکتا۔“ جوزف نے ٹھوس ہلچے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر منہ کیوں بسور رہے ہو؟“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”باس اب جوزف دی کنچوے کو منہ تو بسور نے دو آنسو کی کنچو منہ بھی نہ بسورے تو اور کیا کرے۔“ جوزف نے کہا اور عمران بے اختیار کھلکھلا کر منہس پڑا۔ جب کہ باقی ساتھی بے اختیار مسکرا دیئے۔

”جوانا۔“ عمران جوانا سے مخاطب ہوا جو خاموش کھڑا مسکرا رہا تھا۔

”یس ماسٹر۔“ جوانا نے فوراً ہی جواب دیا۔

"بس تو یزدنجی ہے اور خمیوں سے ایسے لہجے میں بات نہیں کیا کرتے۔ ورنہ میں دوبارہ ان سرخ گدھوں کو کال کر لوں گا۔"

عمران نے کہا تو جوزف نے منہ موڑ لیا۔ لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ اب ذہنی اور جسمانی ہر لحاظ سے وہی پہلے والا جوزف بن گیا ہے۔

"یہ کیا ہوا ہے۔ کیا یہ چشمہ شراب کا ہے؟" جولیانے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اے نہیں۔ یہ اس درخت کی کمادات ہے۔ اسے باشوا کہتے ہیں اور باشوا کی جڑوں کا پانی برانڈی سے بھی زیادہ تیز نشہ کر دیتا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک اس کی جیب سے ٹوں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے جلدی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکال لیا۔ ٹوں کی آوازیں اس ٹرانسمیٹر سے ہی نکل رہی تھیں۔ باقی سب چونک کر اس ٹرانسمیٹر کو دیکھنے لگے۔ عمران نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبایا۔

"ہیلو ہیلو۔ جنرل بارٹر کالنگ اودر۔" جنرل بارٹر کی چیٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس مائٹنگ فک فرام ریڈیو انٹ اور۔" ٹرانسمیٹر مقرر کی آواز سنائی دی۔

"مائٹروپین ہاؤس کے انچارج سے میری بات کر او فوراً اودر۔" جنرل بارٹر کی چیٹی ہوئی آواز سنائی دی۔

"اسے جو جوزف۔" عمران نے سخت لہجے میں کہا تو جوزف نے منہ بند نہ ہوئے چھالک کو منہ سے لگایا اور چند لمحوں میں اُسے خالی کر دیا۔ لیکن اس کا منہ اُسی طرح بنا ہوا تھا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اس درخت کے پاس چشمہ ہے۔ کیا تم پہلے سے جانتے تھے؟" جولیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ درخت ہمیشہ چشمے کے کنارے پر ہی اگتا ہے۔ اس لئے اس کی موجودگی ہی چشمے کی موجودگی کا پتہ دیتی ہے۔" عمران نے جواب دیا۔

"باس باس۔ یہ مجھے کیا پورا ہے۔ ادہ ادہ۔ میری روح تندرست ہوتی جا رہی ہے۔ ادہ۔ وہ سرخ گدھیں اڑتی ہوئی دور جا رہی ہیں۔ ادہ جوزف دی گریٹ پھر زندہ ہوتا جا رہا ہے۔" جوزف نے ایک لمحت چننے ہوئے کہا۔ اور جولیا سمیت سارے ساتھی واقعی یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ جوزف کا تھکا ہوا اور قدرے زرد سا چہرہ تیزی سے سرخ ہونا جا رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ڈھیلیا پڑا ہوا جسم بھی اس طرح کھلتا جا رہا تھا جیسے اس کے اندر کوئی ہوا بھر رہا ہو۔

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ اب جوزف پھر جوزف دی گریٹ بن گیا ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ اور ہاں مشر تئویر تم نے باس کو بالکل کیوں کہا تھا۔" جوزف نے انتہائی سخت لہجے میں تئویر کو طرف مڑ کر کہا۔

نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس۔ جنرل بارٹر سپیکنگ۔ تمہیں میری اس پیش فرم کو کسی کا کیسے علم ہوا اور“ — دوسری طرف سے جنرل بارٹر کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”میں نے اپنا پیشل ٹرانسمیٹر ریڈیو اسٹیشن کی مخصوص فرم کو کسی پر پہلے ہی سیٹ کیا ہوا تھا۔ اس لئے تم نے جیسے ہی ریڈیو اسٹیشن پر کال کی وہ میرے ٹرانسمیٹر پر بھی سنائی دینے لگی۔ اور جنرل بارٹر تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے۔ تمہیں تو چاہیے تھا کہ تم اڈہ خالی کرنے کا حکم دیتے تاکہ معاہدہ مکمل ہو جاتا، لیکن تم نے اڈہ خالی کرنے کی بجائے ڈائنامیٹ ہٹانے کے احکامات دیتے ہیں اور“ — عمران کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

”ہا۔ ہا۔ تم انتہائی احمق آدمی ہو پاکیشٹینیائی ایجنٹ۔ میں نے یہ معاہدہ صرف اپنی جان بچانے کی غرض سے کیا تھا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ میری جان ساؤتھ آفریقہ کے لئے کس قدر قیمتی ہے ورنہ یہ کس طرح ممکن تھا کہ میں ایسا معاہدہ کرتا۔ میرے جتنے جی نہیں کیا کیے آزاد ہو سکتا ہے۔ میں یہ کیسے برداشت کر سکتا ہوں کہ نیپیا کے تھیرسیاہ فام کیڑے آزاد ہو کر ہمارے سامنے سر اٹھا کر چلیں۔ ان کے مقہد میں غلامی لکھی ہوئی ہے۔ ہمیشہ ہمیشہ کی غلامی بھی ریڈیو اسٹیشن ہی تم دکھنا ان تھیرسیوں کی موت کا باعث بنے گا میں نیپیا میں ایسا قتل عام کر اڈن گا کہ ان تھیرسیاہ فام کیڑوں کو پھر زندہ نہ بھر یہ ہجرت نہ ہو سکے گی کہ ہم سفید فاموں سے آزادی کا تصور بھی کر سکیں۔

”یس۔ رادور“ — ماتھر نے کہا اور پھر چند لمحوں تک ٹرانسمیٹر خاموش رہا۔ اس کے بعد ایک اور آواز ابھری۔

”یس۔“ — فرنیک بول رہا ہوں۔ سر۔ اپنا راج وپین پاؤس اور“ —

”وپین پاؤس ابھی سہیل ہے اور“ — جنرل بارٹر کی آواز سنائی دی۔

”یس۔ سر۔ آپ نے خود ہی حکم دیا تھا سر اور“ — دوسری طرف سے موڈ بانہ لہجے میں کہا گیا۔

”فوراً سہیل توڑ دو۔ اور جو ڈائنامیٹ باکس لگایا گیا ہے اُسے آف کر دو۔ اور پھر مجھے پیش آل دن فرم کو کسی پر پورٹ دو۔ ماتھر کو یہ فرم کو کسی معلوم ہے۔ وہ کال ملا دے گا اور“ — جنرل بارٹر نے چیختے ہوئے کہا۔

”یس۔ سر اور“ — فرنیک نے جواب دیا۔

”اور اینڈ آل“ — جنرل بارٹر نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر خاموش ہو گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ عمران کا کوئی ساتھی بات کرتا۔ عمران نے بجلی کی سی تیز سی سے ٹرانسمیٹر کی سائیڈ پر موجود ایک ناب گھما کر شروع کر دی۔ اور ٹرانسمیٹر پر موجود سرخ اور نیلے رنگ کی دو سوئیاں تیز سی سے مخالفت سمت میں حرکت کرنے لگی۔ جب دونوں سوئیاں مخصوص ہندسوں پر پہنچیں تو عمران نے ٹرانسمیٹر کا بین آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو۔ علی عمران کا النگ جنرل بارٹر اور“ — عمران

قتل عام کر دیا ہے۔ اور اس کے باوجود میں شاید تمہیں زندہ چھوڑ کر واپس چلا جاتا۔ لیکن میرے ملک کے خلاف اپنے گھٹیا خیالات کا اظہار کر کے تم نے اپنے اڈے کے ساتھ ساتھ اپنی موت بھی مقدر کر لی ہے۔ اب جب تک تمہاری روح تمہارے جسم میں ہے۔ میں واپس نہیں جاؤں گا۔ اور سنو۔ اپنے وائس ایمر مارشل کو حکم دینے سے پہلے ایک بار پھر ریڈ پوائنٹ پر کال کر لینا تمہیں خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ تمہاری طرف سے معاہدہ توڑنے کا کیا نتیجہ نکلا ہے اور اینڈ آف۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔ اور ٹرانسمیٹر آف کم کے اس نے ایک بار پھر تیزی سے ناب ٹھکانی۔ اور دوبارہ پہلے والی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

”ہیلو ہیلو۔ جنرل بارٹر کا کانگ ریڈ پوائنٹ اور۔“
 ٹرانسمیٹر سے جنرل بارٹر کی چیختی ہوئی آواز نکلی۔ لیکن بار بار یہ فستہ دوہرانے کے باوجود ٹرانسمیٹر سے دوسری آواز سنائی نہ دی۔ تو ٹرانسمیٹر یک لخت خاموش ہو گیا۔ عمران نے سبکی کی سی تیزی سے ہٹ آف کیا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی ناب گھمانی شروع کر دی۔ اور پھر اسے ایک اور مخصوص فریکوئنسی پر ایڈجسٹ کر کے اس نے بیٹن آن کر دیا۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ٹرانسمیٹر سے جنرل بارٹر کی تیز آواز دوبارہ نکلی۔

”ہیلو ہیلو۔ جنرل بارٹر کا کانگ ملٹری بیس تھرٹی تھری اور۔“
 جنرل بارٹر بڑی طرح چیخ رہا تھا۔

اور سنو۔ میں اب محفوظ مقام تک پہنچ گیا ہوں۔ اب تم میرا کچھ نہیں چاہ سکتے دو ڈائنامیٹ دائرے چار بجے میری جیب میں ہے۔ اس لئے تم اب اڈے کو بھی تباہ نہیں کر سکو گے۔ اور اگر ایک لمحہ اور تمہاری کال نہ آجاتی تو میں وائس ایمر مارشل نکسن کو آڈر دینے ہی والا تھا۔ اور تم چاہے بوشو انا کے کسی بھی حصے میں پہنچ جاؤ پنج نہ سکو گے میں تمہاری خاطر پورے بوشو انا پریموں کی باریش کر دوں گا۔ بوشو انا میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ ساؤتھ آفریقہ کی فضائیہ کا راستہ روک سکے۔ اور اب بھی میں ایسا ہی حکم دوں گا نہ صرف تم بلکہ اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔ میں تمہارے پس ماندہ ملک پاکیشیا پر بھی قیامت توڑ دوں گا۔ کافرستانی حکومت میں ایسے آدمی موجود ہیں جو میرے حکم پر اسرائیل کو اپنے اڈے استعمال کرنے کی اجازت دے دیں گے۔ اور پھر اسرائیل کے خون ناک میزائل تمہارے ملک کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور۔“ جنرل بارٹر نے انتہائی فخریہ لہجے میں کہا۔

”مجھے معلوم تھا جنرل بارٹر کہ تم کس قدر گھٹیا اور کمینے آدمی ہو۔ اور تم کیوں معاہدہ کر کے پرجبور ہو۔ پھر بھی میں نے معاہدہ صرف اس لئے کیا تھا کہ میں تمہارے اڈے میں موجود بے شمار انسانوں کی ہلاکت نہ چاہتا تھا۔ اس لئے میں نے تمہیں اتنی ذہلت بھی دی ہے۔ اب تمہارے آدمیوں کی ہلاکت میری وجہ سے نہ ہوگی بلکہ یہ تمہارے ہی ہاتھوں ہوگی۔ میں اس سے بڑی الذمہ ہوں۔ لیکن اب تم نے خود ہی معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے آدمیوں کا

”کچھ نہیں بچا بلکہ پورا صحرا اسی تباہ ہو چکا ہے۔ انتہائی خوف ناک تباہی ہوئی ہے سمر اور“۔ پامر نے جواب دیا۔
 ”اوہ اوہ۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ چار جہز تو میرے پاس ہے پھر وہیں بادس کیسے تباہ ہو گیا۔ چار جہز کا بلب ابھی تک کاشن دے رہا ہے۔ کیا تباہی راماغ تو غراب نہیں ہو گیا۔ اور“۔ جنرل بارٹرنے ایسے چیخے ہوئے کہا جیسے چیخ کے ساتھ ساتھ اس کی روح بھی جسم سے نکلی جلی جا رہی ہو۔

”چار جہز۔ کون سا چار جہز۔ جناب دیسے میں درست کہہ رہا ہوں۔“ ڈوڈو گوفاسٹرن کا جہیز کا رٹرو ریڈ پوائنٹ مکمل طور پر تباہ ہو چکا ہے۔ اب دماغ سوائے راکھ کے اور کچھ نہیں بچا اور“۔ پامر کی آواز سنائی دی۔

”تو اس شیطان نے دھوکہ کیا ہے۔ میں اس کی بوٹیاں اڑا دوں گا۔ وہ اب مجھ سے کچھ نہیں جاسکتا۔ میں اب اُسے تو کیا اس کے پورے ملک کو جہیز نکالوں اور بموں سے اڑا دوں گا۔ میں انتقام لوں گا۔ بھیا نکاک انتقام۔ میں جنرل بارٹرمیوں.....“
 جنرل بارٹرنے بیانی انداز میں چیخ پیچ کر بولے چلا جا رہا تھا۔ اور عمران نے اپنے ٹرانسمیٹر کی سائیڈ میں موجود ایک بٹن دبایا۔

”جنرل بارٹرنے میں عمران بول رہا ہوں۔ عمران نے دیکھ لیا معاہدہ توڑنے کا انجام۔ تم اگر معاہدہ سے پر قائم رہتے تو ہمارے آدمی بچ جاتے۔ لیکن ریڈ پوائنٹ پھر بھی تباہ ہو جاتا۔ یہ کہ مجھے معلوم ہے کہ اس کی تباہی کے بغیر ڈوڈو گوفاسٹرن ذرا تباہی بھیا نکاک سازش

”یس سیکنڈ کمانڈر پامر اسٹنڈنگ سر اور“۔ ٹرانسمیٹر سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔
 ”مارشس انتھونی کہاں ہے۔ اس نے کیوں جواب نہیں دیا اور“۔ جنرل بارٹرن کی حلق کے بل جھنجھتی ہوئی آواز سنائی دی۔
 ”جناب مارشس انتھونی تو آپ کے حکم پر جھکی ہوئی کاپیڑوں کو لے کر ریڈ پوائنٹ پر گئے تھے۔ لیکن ان کے ہیلی کاپٹر مہٹ کر دیسے گئے۔“
 اسکے بعد میں سیکنڈ ان کمان تھا۔ میں نے ان کا انتقام لینے کے لئے جگہ جہاز اور ہیلی کاپٹر بھیجے لیکن سوائے ایک زبردستی تھری تھری ہیلی کاپٹر کے باقی بھی تباہ ہو گئے۔ وہ ہیلی کاپٹر ڈالپس کیمبرے کی طرف گیا تو آپ اس میں سوار تھے۔ اس لئے میں نے مزید آپریشن روک دیا تھا سمر اور“۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا گیا۔

”اوہ اچھا میں سمجھ گیا۔ ٹھیک ہے۔ سمر ریڈ پوائنٹ کال کا جواب نہیں دے رہا۔ حالانکہ تھوڑی دیر پہلے میں نے کال کیا تو دماغ سے جواب ملا تھا۔ مگر بارے پاس دائیڈریج چیکنگ نظام ہے۔ کیا دماغ کوئی واقعہ تو تم نے مارک نہیں کیا اور“۔ جنرل بارٹرنے کہا۔

”سمر ریڈ پوائنٹ تو تباہ ہو چکا ہے۔ تھوڑی دیر پہلے اچانک دماغ ایک خوف ناک دھماکا ہوا اور پھر دھماکوں کا ایک طویل سلسلہ شروع ہو گیا۔ ریڈ پوائنٹ تو آتش فشاں کی طرح پھٹ گیا ہے سمر۔ میں نے ابھی جہیز کو رٹرو کال کر کے یہ اطلاع دی ہے سمر دماغ تو

کا خاتمہ نہیں ہو سکتا تھا۔ میں نے دین باؤس میں موجود ڈائنامیٹ
سنگس پر دائر لیس کنٹرول چارجر نہیں لگا یا تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ
ٹائم بم لگا کر جسے انٹی فلاک کر دیا تھا۔ انٹی فلاک ہونے سے سارا
چکر انشاعاً چل پڑتا ہے۔ اگر اسے نہ چھینا جاتا تو چار گھنٹوں بعد وہ خود بخود
فیوز ہو جاتا۔ اور اگر اسے آف کیا جاتا تو وہ فوراً ہی چارج ہو جاتا تھے
دین باؤس میں کچھ وقت اس لئے لگ گیا تھا کہ میں نے دیاں موجود
جدید ٹائم بم کو کھول کر اس کی سیٹنگ لٹائی تھی۔ اور مجھے معلوم ہے
کہ اس نظام کا علم تمہارے اس دین باؤس انچارج کو نہیں ہو سکتا
کیونکہ یہ بالکل میری اپنی لکھا ہے۔ اس کے علاوہ بھی میں نے
ایک اور ڈائنامیٹ سنگس بن کر ل کر دائر لیس کنٹرول سے
چارج کر کے علیحدہ چھپایا تھا۔ اس کا چارجر اب بھی میرے پاس
موجود ہے۔ تاکہ اگر تم معاہدے پر عمل کرتے ہوئے آدمی نکال
لو۔ ظاہر ہے اس میں چار گھنٹے تو لگ ہی جانے تھے تو پھر میں اس
چارجر کی مدد سے تمہارا اڈہ تباہ کر دیتا۔ لیکن تم نے معاہدے کی
خلاف درزی کی کرتے ہوئے آدمی نکالنے کی بجائے انچارج کو
سنگس بٹانے کا حکم دیا۔ یہ اس حکم کا نتیجہ ہے کہ ریڈیو اینٹ
تمہارے آدمیوں سمیت تباہ ہو گیا ہے ظاہر ہے اس امر
انچارج نے اسے عام سا ٹائم بم سمجھتے ہوئے آف کر دیا ہوگا۔
اور آف ہوتے ہی ڈائنامیٹ پھٹ گیا۔ اور جس قدر اسلحہ تم نے
منظوم سیاہ فاموں کے قتل عام کے لئے اکٹھا کیا تھا وہ سارا
پھٹ گیا۔ اور چونکہ تم نے میرے ملک کے خلاف اپنے ناپاک

امدادے کا اظہار کیا ہے۔ اس لئے اب تمہاری موت بھی مقدر ہو
چکی ہے۔ تمہارے پاس جو چارجر ہے وہ چارجر نہیں ہے۔ وہ بھی
دائر لیس کنٹرول پیشل بم ہے۔ یہ بھی میں نے تمہارے ہی دین
باؤس سے حاصل کیا تھا۔ اب وہ چارجر جس سے میں نے ریڈیو اینٹ
تباہ کرنا تھا۔ وہ اب تمہارے پاس موجود اس بم کو چارج کرنے کا۔
اور نتیجہ یہ کہ تم اپنے ناپاک ارادوں سمیت ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم
ہو جاؤ گے سن رہے ہو تم۔ جنرل بارٹر۔ اگر تم جنرل بارٹر ہو تو
میرا نام بھی علی عمران ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمہاری روح بھی
اس نام سے ہمیشہ لڑتی رہے گی۔ اور اینٹ فار ایور اور۔
عمران نے کہا اور ساتھ ہی جیب میں موجود دوسرا ہاتھ بائہ نکالا۔
اس میں وہی چارجر موجود تھا۔ جو اس نے پہلے اپنے ساتھیوں کو
دکھا تھا۔ اس کا طبع جل رہا تھا۔ شاہ عمران نے گفتگو کے دوران ہی
اُسے آن کر دیا تھا۔ ہاتھ بائہ نکالتے ہی اس نے اس پر موجود سرخ
رنگ کا بیٹن دبا دیا۔ دوسرے لمحے ٹرائنر میں سے ایک خوفناک
دھماکے کی آواز کے ساتھ ہی جنرل بارٹر کی چیخ بھی سنائی دی۔
اور پھر خاموشی چھا گئی۔ عمران نے ہاتھ میں پکڑا ہوا چارجر جس کا جلتا
ہوا طبع اب سمجھ چکا تھا بڑے بے نیازانہ انداز میں ایک طرف
پھال دیا۔ اور ٹرائنر آف کر کے اپنی جیب میں ڈال لیا۔ جو لیا سمیت
سارے ساتھیوں کے چہرے دیکھنے والے تھے۔ وہ عمران کو
سلسل ایسی نظروں سے دیکھ رہے تھے جیسے وہ انسان کی بجائے
کسی مافوق الفطرت چیز کو دیکھ رہے ہوں۔

ہے کہ تنویر مجھ سے معاہدہ کر لے کہ میری جگہ جوتے وہ کھایا کرے گا۔ ایسی صورت میں میرا وعدہ کہ تمہیں مضبوط سے مضبوط جوتے خرید کر دیتا رہوں گا کیوں تنویر، ٹھیک ہے۔ کرتے ہو معاہدہ۔“ — عمران نے کہا۔

”بکواس مت کر دو۔ مجھے کیا ضرورت ہے تم سے معاہدہ کرنے کی۔ تنویر نے انتہائی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔ ”چلو جولیاس براہ راست معاہدہ کر لو۔ مجھے پھر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ میں اپنے وعدے پر پھر بھی قائم رہوں گا چاہے مجھے ٹائمر سول جوتے ہی کیوں نہ لے کر دیتے پڑے۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور جھگل کا وہ حصہ بے اختیار ہتھوں سے گونج اٹھا۔

”اگر تم میں وہ بکواس کہ نے کی عبادت نہ ہو تو تم واقعی کام کے آدمی ہو۔ تم نے جس طرح اس ریڈیو اسٹنٹ اور جنرل بارٹر کا خاتمہ کرنے میں سوچ بچی نہ سکتی تھی۔“ جولیاس نے جھلنے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تمہیں کیا ضرورت ہے سوچنے کی۔ یہ کام تو تم تنویر کے لئے ہی رہتے دو۔ وہ کچھ اور نہیں کر سکتا تو سوچ تو سکتا ہے۔ اب یہ روایات ہے کہ سوچ ہی سوچ میں اسوں نے چھ سات چیاؤں چیاؤں بھی سوچ لئے ہوں۔“ — عمران نے ہنسنے سے کہنا کہا۔ اور فضا ایک بار پھر بے اختیار ہتھوں سے گونج اٹھی۔ جب کہ جولیاس نے بے اختیار ترنم گئے مارے منہ دوسری

”یہ جگر تو مکمل ہو گیا جولیاس۔ ڈوگ فاسٹر نے اپنے اڈوں اور آدمیوں سمیت ہمیشہ کے لئے دفن ہو گئے اور بنیسیا کے مظلوم سیاہ فام باشندوں پر پڑنے والی قیامت اپنی موت خود مر گئی۔ اور ان پر قیامت توڑنے والا جنرل بارٹر بھی اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ اب بنیسیا میں ہونے والے انتخابات اور بنیسیا کی آزادی کو دنیا کی کوئی طاقت نہیں روک سکتی اور جوزف کا مسئلہ بھی باشوا درخت والے پانی نے پورا کر دیا۔ لیکن وہ ہمارے اکٹھے مرنے والا مسئلہ ویسے ہی رہ گیا۔ اس کا کیا ہو گا۔“ — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نے واقعی ایسا سیٹ کیا تھا کہ اگر چار گھنٹے تک اس ٹائم ٹم کو آف نہ کیا جاتا تو وہ ڈی فیوز ہو جاتا اور اڈہ تباہ نہ ہوتا یا تم اس جنرل بارٹر کو چکر دے رہے تھے۔“ جولیاس نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ میں نے اسے کوئی چکر نہیں دیا۔ میں شریف آدمی ہوں جو معاہدہ کرتا ہوں اسے اپنی طرف سے نہیں توڑتا بلکہ آزما کر دیکھ لو۔“ — عمران نے بڑے سنجیدہ سے لہجے میں کہا۔ ”کیا مطلب۔ کیا آزما کر دیکھ لوں۔“ جولیاس نے حیران ہو کر پوچھا۔

”معاہدہ۔۔۔ شادی بھی تو ایک معاہدہ ہی ہوتا ہے ناں۔ بے شک شوہر کے لئے تو جوتے کھانے کا معاہدہ ہوتا ہے میں پھر بھی معاہدہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ ناں یہ بات دوسری

عمران سید یوز میں ایک یادگار اور منفرد کہانی

سید یوز

مصنف: مغفہ عظیم ام

- ۱۔ ایک ایسا مشن جس کی تکمیل کے لئے لیڈر ایجنٹوں نے پاکیشیا پر یورش کر دی۔ وہ مشن کیا تھا؟
- ۲۔ جینی کو لینئر۔ ایک ایسی سیکرٹ ایجنٹ جس نے خود جو لیا اور اس کے ساتھیوں سے مل کر اپنا تعارف کرایا اور؟
- ۳۔ وہ تھا۔ ایک اور سیر ایجنٹ جو قتل و غارت میں اپنا ثانی نہ رکھتی تھی۔ وہ بھی مشن کی تکمیل چاہتی تھی۔
- ۴۔ بانو۔ ایک حیرت انگیز مقامی لڑکی۔ جو اچانک ہی میدان کارزار میں کود پڑی۔ بانو کون تھی؟
- ۵۔ بانو۔ جو بظاہر ایک عام گھریلو لڑکی تھی، لیکن اس کی کارکردگی نے سیکرٹ ایجنٹوں کو بھی مات دے دی۔

- ۶۔ وہ تھا اور جینی کو لینئر جب حرکت میں آئیں تو ان کے مقابلے میں عمران اور سیکرٹ مرس کی بھانے بانو میدان میں اتریں۔ کیوں؟
- ۷۔ ایک ایسی حیرت انگیز، دلچسپ اور کھلی کہانی جس میں ایکشن اور سپن بھی شامل ہے

یوسف براء دن پاک گیٹ ملتان

طرف پھر لیا۔ اور تنویر کا چہرہ غصے سے پھٹکنے لگا تھا۔

"ارے ارے غصہ نہ کرو۔ غصہ سوچ کے لئے زہر قاتل ہوتا ہے۔ کہیں اس سوچ سے بھی جلے جاؤ۔" عمران نے کہا اور اس بار تنویر بے اختیار کھسکا نہ سہو کہ منس پڑا۔ جب کہ جو لیل نے مصنوعی غصے کے انداز میں جھکا کہ جوتے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"ارے ارے۔ ابھی تو معاہدہ ہی نہیں ہوا۔ یہ بھنگی رہبر سل نہیں چلے گی۔" عمران نے ایک طرف کو ہٹتے ہوئے خوفزدہ سے ہنسی میں کہا۔ اور فضا ایک بار پھر تھر تھروں سے گونج اٹھی۔

ختم شد

عمران سیریز میں انتہائی دلچسپ اور منفرد انداز کی شاہکار کہانی

ڈیٹھ کوٹیک

مصنف :- منظر کلیم ایم اے

ڈیٹھ کوٹیک — کافرستان کا ایک ایسا جھانک سانس منسوب کہ
جس کی تکمیل کے بعد پاکستان کے کروڑوں بے گناہ افراد

ایک لمحے میں موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے۔ لیکن پوری دنیا اسے
قدرتی آفت ہی سمجھتی رہتی۔

ڈیٹھ کوٹیک — جس کا تجربہ پاکستان کے ایک پہاڑی علاقے میں
کیا گیا اور ہزاروں افراد یکھنٹ لقمہ اجل بن گئے۔ مگر

پاکستان اور پوری دنیا کے ماہرین نے اسے قدرتی آفت قرار دے
دیا — کیوں —؟

ڈیٹھ کوٹیک — جس کے خلاف عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس جب
میدان میں اترے تو کافرستان کی چاروں ایجنسیاں

عمران کے مقابل آگئیں — اور پھر ایک خوفناک ہنگامے کا
آغاز ہو گیا۔